روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

۱۲

روحانی خزائن

مجموعہ کتب حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

Rūḥānī Khazā'in

Collection of the books of Ḥaḍrat Mirza Ghulam Ahmad Qādiānī, (1835-1908), The Promised Messiah and Mahdi, peace be on him

Volumes. 1-23

Reprinted in UK in 1984
(ISBN: 81 7912 175 5)
Reprinted in India in 2008
Reprinted in UK in 2009

© Islam International Publications Limited

Published by:
Islam International Publications Limited
Islamabad
Sheephatch Lane
Tilford, Surrey GU10 2AQ
United Kingdom

Printed in UK at:
William Clowes

ISBN: 978-1-84880-102-8 (Set Vol. 1-23)

واجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا
انا فتحنا لک فتحا مبینا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
وعلٰی عبدہِ المسیح الموعود
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھوالنّاصــــر

لندن
10-8-2008

پیغام

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

اللہ تعالیٰ نے وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ کے مصداق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس زمانے کے امام اور مہدی کے طور پر مبعوث فرمایا کہ تا اس کی توحید کا دنیا میں بول بالا ہو اور ہمارے پیارے نبی اکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور قرآن کریم کی صداقت دنیا پر روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جائے۔

قرآن کریم اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مبارکہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہی وہ زمانہ تھا کہ جب اسلام کی اشاعت اور تبلیغ ساری دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے سامان اس خدائے قادر مطلق نے پہلے سے مقرر کر رکھے تھے۔ اسی لئے اس زمانے میں سائنسی ایجادات اتنی تیزی اور کثرت سے ہوئی ہیں کہ انسانی عقل وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَالَھَا کے مصداق حیران ہو جاتی ہے۔ یہی وہ زمانہ ہے کہ جس کے بارے میں وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ کی پیشگوئی فرما کر یہ بتلا دیا کہ اس زمانے میں ایسی ایسی ایجادات ہوں گی کہ کتابوں اور رسالوں کی نشر و اشاعت عام ہو جائے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"اور نشر صحف سے اس کے وسائل یعنی پریس وغیرہ کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو کہ اللہ نے ایسی قوم کو پیدا کیا جس نے آلات طبع ایجاد کئے۔ دیکھو کس قدر

پریس ہیں جو ہندوستان اور دوسرے ملکوں میں پائے جاتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے تا وہ ہمارے کام میں ہماری مدد کرے اور ہمارے دین اور ہماری کتابوں کو پھیلائے اور ہمارے معارف کو ہر قوم تک پہنچائے تا وہ ان کی طرف کان دھریں اور ہدایت پائیں‘‘۔ (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد۵ صفحہ ۴۷۳)

ایک اور کتاب میں آپؑ فرماتے ہیں:

’’کامل اشاعت اس پر موقوف تھی کہ تمام ممالک مختلفہ یعنی ایشیا اور یورپ اور افریقہ اور امریکہ اور آبادیٔ دنیا کے انتہائی گوشوں تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی تبلیغ قرآن ہو جاتی اور یہ اس وقت غیر ممکن تھا بلکہ اس وقت تک تو دنیا کی کئی آبادیوں کا ابھی پتا بھی نہیں لگا تھا اور دور دراز سفروں کے ذرائع ایسے مشکل تھے کہ گویا معدوم تھے......ایسا ہی آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ اس بات کو ظاہر کر رہی تھی کہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات اور ہدایت کا ذخیرہ کامل ہو گیا مگر ابھی اشاعت ناقص ہے اور اس آیت میں جو مِنْھُمْ کا لفظ ہے وہ ظاہر کر رہا تھا کہ **ایک شخص اس زمانہ میں جو تکمیل اشاعت کے لئے موزوں ہے مبعوث ہو گا جو آنحضرت** صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں ہو گا......اس لئے خدا تعالیٰ نے تکمیل اشاعت کو ایک ایسے زمانہ پر ملتوی کر دیا جس میں قوموں کے باہم تعلقات پیدا ہو گئے اور برّی اور بحری مرکب ایسے نکل آئے جن سے بڑھ کر سہولت سواری کی ممکن نہیں۔ اور کثرت مطابع نے تالیفات کو ایک شیرینی کی طرح بنا دیا جو دنیا کے تمام مجمع میں تقسیم ہو سکے۔ سو اس وقت حسب منطوق آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ اور حسب منطوق آیت قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے بعث کی ضرورت ہوئی اور ان تمام خادموں نے جو ریل اور تار اور اگن بوٹ اور

مطابع اور احسن انتظام ڈاک اور باہمی زبانوں کا علم اور خاص کر ملک ہند میں اردو نے جو ہندوؤں اور مسلمانوں میں ایک زبان مشترک ہوگئی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بزبان حال درخواست کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم تمام خدام حاضر ہیں اور فرض اشاعت پورا کرنے کے لئے بدل و جان سرگرم ہیں۔ آپ تشریف لایئے اور اس اپنے فرض کو پورا کیجئے کیونکہ آپ کا دعویٰ ہے کہ میں تمام کافہ ناس کے لئے آیا ہوں اور اب یہ وہ وقت ہے کہ آپ ان تمام قوموں کو جو زمین پر رہتی ہیں قرآنی تبلیغ کر سکتے ہیں اور اشاعت کو کمال تک پہنچا سکتے ہیں اور اتمام حجت کے لئے تمام لوگوں میں دلائل حقانیت قرآن پھیلا سکتے ہیں تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے جواب دیا کہ دیکھو میں بروز کے طور پر آتا ہوں۔ مگر میں ملک ہند میں آؤں گا۔ کیونکہ جوش مذاہب و اجتماع جمیع ادیان اور مقابلہ جمیع ملل و نحل اور امن اور آزادی اسی جگہ ہے''۔

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۲۶۰-۲۶۳)

سو اس زمانے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام ساری دنیا تک پہنچانے اور اسلام کی سچائی کو ساری دنیا پر ثابت کرنے اور خدائے واحد و یگانہ کی توحید کا پرچار کرنے کے لئے اسلام کا یہ بطل جلیل، جری اللہ، سیف کا کام قلم سے لیتے ہوئے قلمی اسلحہ پہن کر سائنس اور علمی ترقی کے میدان کارزار میں اترا اور اسلام کی روحانی شجاعت اور باطنی قوت کا ایسا کرشمہ دکھایا کہ ہر مخالف کے پرخچے اڑا دیے اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کا پرچم پھر سے ایسا بلند کیا کہ آج بھی اس کے پھریرے آسمان کی رفعتوں پر بلند سے بلند تر ہو رہے ہیں اور ساری دنیا پر اسلام کا یہ پیغام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کے ذریعہ پھیل رہا ہے اور پھیلتا رہے گا۔ مسیح محمدی کی زندگی بخش تحریرات کی ہی یہ برکت ہے کہ ایک جہان روحانی اور جسمانی احیاء کی نوید سے مستفیض ہو رہا ہے اور صدیوں کے مردے ایک دفعہ پھر زندہ ہو رہے ہیں اور ایسا کیوں

نہ ہوتا کہ اسلام کی گزشتہ تیرہ صدیوں میں صرف آپ کا ہی کلام ایسا تھا جسے کبھی خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے ''مضمون بالا رہا'' کی سند نصیب ہوئی تو کبھی الہاماً یہ نوید عطا ہوئی کہ:

''درکلامِ تو چیزے است کہ شعراء را دراں دخلے نیست۔ کَلامٌ اُفْصِحَتْ مِنْ لَّدُنْ رَّبٍّ کَرِیْمٍ''۔ (کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۶۲۔ تذکرہ صفحہ ۵۰۸)

ترجمہ: ''تیرے کلام میں ایک چیز ہے جس میں شاعروں کو دخل نہیں ہے۔ تیرا کلام خدا کی طرف سے فصیح کیا گیا ہے۔'' (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۰۶)

چنانچہ ایسی ہی عظیم الٰہی تائیدات سے طاقت پا کر آپ فرماتے ہیں:

''میں بڑے دعویٰ اور استقلال سے کہتا ہوں کہ میں سچ پر ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے۔ اور جہاں تک میں دور بین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں اور قریب ہے کہ میں ایک عظیم الشان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے''۔ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۰۳)

ایک اور جگہ آپ فرماتے ہیں:

''میں خاص طور پر خدا تعالیٰ کی اعجاز نمائی کو انشاء پردازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں کیونکہ جب میں عربی یا اردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے''۔ (نزول المسیح، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۳۴)

پس یہ آپ کی دلی خواہش تھی کہ وہ آبِ حیات جو آپ کے مبارک قلم سے آپ کی کتابوں کی شکل میں دنیا کی روحانی اور علمی پیاس بجھانے کے لئے نکلا ہے اس سے سارا عالم فیضیاب ہو۔

چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

''میں سچ سچ کہتا ہوں کہ مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مر گئے مگر جو شخص میرے ہاتھ سے جام پیئے گا جو مجھے دیا گیا ہے وہ ہرگز نہیں مرے گا۔ وہ زندگی بخش باتیں جو میں کہتا ہوں اور وہ حکمت جو میرے منہ سے نکلتی ہے اگر کوئی اور بھی اس کی مانند کہہ سکتا ہے تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں آیا۔ لیکن اگر یہ حکمت اور معرفت جو مردہ دلوں کے لئے آبِ حیات کا حکم رکھتی ہے دوسری جگہ سے نہیں مل سکتی تو تمہارے پاس اس جرم کا کوئی عذر نہیں کہ تم نے اس سرچشمہ سے انکار کیا جو آسمان پر کھولا گیا زمین پر اس کو کوئی بند نہیں کرسکتا''۔ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۰۴)

عزیزو! یہی وہ چشمۂ رواں ہے کہ جو اس سے پیئے گا وہ ہمیشہ کی زندگی پائے گا اور ہمارے سید و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی **یفیض المال حتی لا یقبله احد** (ابن ماجہ) کے مطابق یہی وہ مہدی ہے جس نے حقائق و معارف کے ایسے خزانے لٹائے ہیں کہ انہیں پانے والا کبھی ناداری اور بے کسی کا منہ نہ دیکھے گا۔ یہی وہ روحانی خزائن ہیں جن کی بدولت خدا جیسے قیمتی خزانے پر اطلاع ملتی ہے اور اس کا عرفان نصیب ہوتا ہے۔ ہر قسم کی علمی اور اخلاقی، روحانی اور جسمانی شفا اور ترقی کا زینہ آپ کی یہی تحریرات ہیں۔ اس خزانے سے منہ موڑنے والا دین و دنیا، دونوں جہانوں سے محروم اٹھنے والا قرار پاتا ہے اور خدا کی بارگاہ میں متکبر شمار کیا جاتا ہے، جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''جو شخص ہماری کتابوں کو کم از کم تین دفعہ نہیں پڑھتا۔ اس میں ایک قسم کا کبر پایا جاتا ہے''۔

(سیرت المہدی جلد اول حصہ دوم صفحہ ۳۶۵)

اسی طرح آپؑ نے فرمایا کہ:

''وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے

نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو تا کہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل و عیال سمیت نجات پاؤ''۔

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۰۳)

پھر آپ نے ایک جگہ یہ بھی تحریر فرمایا کہ:

''سب دوستوں کے واسطے ضروری ہے کہ ہماری کتب کم از کم ایک دفعہ ضرور پڑھ لیا کریں، کیونکہ علم ایک طاقت ہے اور طاقت سے شجاعت پیدا ہوتی ہے''۔

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۳۶۱)

یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ ہمیں اس امام مہدی اور مسیح محمدی کو ماننے کی توفیق ملی اور ان روحانی خزائن کا ہمیں وارث ٹھہرایا گیا۔ اس لئے ہمیں چاہیے کہ ہم ان بابرکت تحریروں کا مطالعہ کریں تا کہ ہمارے دل اور ہمارے سینے اور ہمارے ذہن اس روشنی سے منور ہو جائیں کہ جس کے سامنے دجال کی تمام تاریکیاں کافور ہو جائیں گی۔ اللہ کرے کہ ہم اپنی اور اپنی نسلوں کی زندگیاں ان بابرکت تحریرات کے ذریعہ سنوار سکیں اور اپنے دلوں اور اپنے گھروں اور اپنے معاشرہ میں امن و سلامتی کے دیئے جلانے والے بن سکیں اور خدا اور اس کے رسول کی محبت اس طرح ہمارے دلوں میں موجزن ہو کہ اس کے طفیل ہم کل عالم میں بنی نوع انسان کی محبت اور ہمدردی کی شمعیں فروزاں کرتے چلے جائیں۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

خاکسار

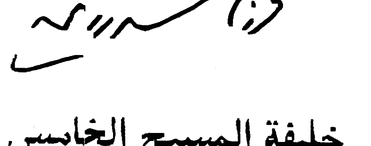

خلیفۃ المسیح الخامس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض ناشر

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خصوصی ہدایات اور راہنمائی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جملہ تصانیف کا سیٹ ''روحانی خزائن'' پہلی بار کمپیوٹرائزڈ شکل میں پیش کیا جارہا ہے۔اس سیٹ کی خصوصیات حسب ذیل ہیں۔

ا۔حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تاکیدی ارشاد کی تعمیل میں ہر کتاب فسٹ ایڈیشن کے عین مطابق رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ایک سے زائد ایڈیشن چھپے ہیں تو آخری ایڈیشن کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔

۲۔پورے سیٹ میں یہ التزام کیا گیا ہے کہ صفحہ کی سائیڈ پر ایڈیشن اوّل کا صفحہ نمبر دیا گیا ہے۔

۳۔ایڈیشن اوّل میں اگر سہو کتابت واقع ہوا ہے تو متن میں اس لفظ کو اسی طرح کمپوز کیا گیا ہے۔البتہ حاشیہ میں یہ نوٹ دیا گیا ہے کہ متن میں سہو کتابت معلوم ہوتا ہے اور غالباً صحیح لفظ یوں ہے۔

۴۔یہ ایڈیشن روحانی خزائن کے سابقہ ایڈیشن کے صفحات کے عین مطابق ہے تا کہ جماعتی لٹریچر میں گزشتہ نصف صدی سے آنے والے حوالہ جات کی تلاش میں سہولت رہے۔

۵۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے اس سیٹ میں مندرجہ ذیل اضافے کئے گئے ہیں۔

(ا) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک مضمون جو آپ نے منشی گردیال صاحب مدرس مڈل اسکول چنیوٹ کے استفسار کے جواب میں تحریر فرمایا تھا اور روحانی خزائن میں شامل نہیں ہو سکا تھا۔ اسے روحانی خزائن کے نئے ایڈیشن میں جلد نمبر ۲ میں شامل اشاعت کر دیا گیا ہے۔

(ب) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اہم مضمون **''ایک عیسائی کے تین سوال اور ان کے جوابات''** جو پہلے ''تصدیق النبی'' کے نام سے سلسلہ کے لٹریچر میں موجود ہے اسے روحانی خزائن جلد نمبر ۴ کے آخر میں شامل اشاعت کر لیا گیا ہے۔

(ج) روحانی خزائن جلد ۴ میں الحق مباحثہ دہلی کے عنوان سے ایک کتاب شامل ہے۔اس کے صفحہ ۲۲۱ پر مراسلت نمبر ا مابین مولوی محمد بشیر صاحب اور مولوی سید محمد احسن صاحب ہے۔اس کے بعد مراسلت نمبر ۲ مابین منشی بوبہ صاحب و منشی محمد اسحاق و مولوی سید محمد احسن صاحب کسی وجہ سے روحانی خزائن میں شامل

ہونے سے رہ گئی ہے۔اسے روحانی خزائن جلد نمبر۴ کے نئے ایڈیشن میں شامل کرلیا گیا ہے۔

(د) روحانی خزائن جلد نمبر۵ آئینہ کمالات اسلام کے آخر میں ’’التبلیغ‘‘ کے نام سے جو عربی خط شامل ہے اس کے آخر میں عربی قصیدہ درج ہے۔ایڈیشن اوّل میں اس قصیدہ کے بعد ایک عربی نظم شائع شدہ ہے جو کسی وجہ سے روحانی خزائن جلد ۵ میں شامل نہیں ہوسکی تھی۔نئے ایڈیشن میں یہ نظم شامل کردی گئی ہے۔

(ہ) جلسہ اعظم مذاہب ۱۸۹۶ء کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تحریر فرمودہ بے مثال مضمون جو ’’اسلامی اصول کی فلاسفی‘‘ کے نام سے اردو اور دوسری زبانوں میں چھپ چکا ہے اس کے اصل مسودہ کے کچھ صفحات کسی وجہ سے شامل اشاعت نہیں ہو سکے تھے انہیں اصل مسودہ سے نقل کر کے جلد نمبر ۱۰ میں شامل کیا گیا ہے۔

(و) ریویو آف ریلیجنز اردو کا پہلا شمارہ ۹؍جنوری ۱۹۰۲ء کو شائع ہوا۔اس میں صفحہ ۹ تا ۳۴ پر مشتمل ’’گناہ کی غلامی سے رہائی پانے کی تدابیر کیا ہیں؟‘‘ کے عنوان سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک بصیرت افروز مضمون شائع ہوا تھا۔اس مضمون کو روحانی خزائن جلد نمبر ۱۸ کے آخر میں کتاب نزول المسیح کے بعد شامل کیا جارہا ہے۔

(ز) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک سے لکھا ہوا ’’عصمت انبیاء‘‘ کے عنوان سے ایک اور مضمون بھی ریویو آف ریلیجنز اردو مئی ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۷۵ تا ۲۰۹ میں شائع ہوا تھا۔یہ مضمون اب تک کتابی شکل میں شائع نہیں ہوا۔اسے بھی روحانی خزائن جلد ۱۸ کے آخر میں شامل اشاعت کیا جارہا ہے۔

اکتوبر ۲۰۰۸ء

ترتیب

روحانی خزائن جلد۱۲

سراج منیر ۱

استفتاء ۱۰۵

حجۃ اللہ ۱۳۹

تحفہ قیصریہ ۲۵۱

محمود کی آمین ۳۱۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علٰی رسولہٖ الکریم

تعارف

(از حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمسؓ)

یہ روحانی خزائن کی بارھویں جلد ہے جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب سراج منیر، استفتاء، حجۃ اللہ، تحفہ قیصریہ، محمود کی آمین اور سراج الدین کے چار سوالوں کے جواب پر مشتمل ہے۔

سراجِ منیر

سراجِ منیر مشتمل بر نشانہائے قدیر مئی ۱۸۹۷ء میں چھپ کر شائع ہوئی۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے اس کتاب میں ان ۳۷ زبردست پیشگوئیوں کا ذکر فرمایا ہے جو آپؑ نے اللہ تعالیٰ سے الہام و وحی پاکر اُن کے وقوع سے کئی سال پہلے شائع فرما دی تھیں۔ اور اس میں آتھم و لیکھرام سے متعلّقہ پیشگوئیوں کے پورا ہونے کا خاص طور پر تفصیل سے ذکر فرمایا ہے۔ اور آپؑ نے اِس کتاب کے آخر میں وہ خط و کتابت بھی درج فرمائی ہے جو آپؑ کے اور حضرت خواجہ غلام فرید صاحبؒ آف چاچڑاں شریف کے مابین ہوئی تھی اور حضرت خواجہ صاحبؒ نے اپنے ان خطوط میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نہایت اخلاص اور ارادت کا اظہار کیا ہے۔

استفتاء

یہ رسالہ ۱۲؍مئی ۱۸۹۷ء کو لکھا گیا۔ اِس کے لکھنے کی غرض آریہ قوم کی اس افترا پردازی کا جواب دینا تھا کہ لیکھرام نعوذ باللہ آپ کی سازش سے قتل ہوا ہے۔ اس رسالہ میں پیشگوئی متعلقہ لیکھرام پر مفصّل بحث کی

گئی ہے۔اور اس پیشگوئی کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈال کر اہل الرائے اور اہلِ نظر اصحاب سے یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ الہامات کو پڑھ کر یہ گواہی دیں کہ جو پیشگوئی لیکھرام کی موت کے بارہ میں کی گئی تھی وہ واقعی طور پر پوری ہوئی یا نہیں۔

اِس رسالہ کے پڑھنے سے ہر منصف مزاج انسان کو یہ یقینی علم حاصل ہو جاتا ہے کہ فی الحقیقت خدا تعالیٰ موجود ہے۔اور وہ قبل از وقت اپنے خاص بندوں پر غیب کی باتیں ظاہر کیا کرتا ہے۔

حجة الله

اِس کتاب کے لکھنے سے پہلے مولوی عبدالحق صاحب غزنوی نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف ایک نہایت گندہ اشتہار شائع کیا۔اور آپ کی عربی دانی پر معترض ہوا۔اور اپنی قابلیت جتانے کے لئے عربی زبان میں مباحثہ کرنے کی آپؑ کو دعوت دی۔اِس دعوت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے منظور فرماتے ہوئے یہ شرط لگائی کہ چونکہ آپ کے نزدیک میں عربی نہیں جانتا اور محض جاہل ہوں۔اس لئے اگر آپ مقابلہ کے وقت مجھ سے شکست کھا گئے تو آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے اِسے ایک معجزہ سمجھ کر فی الفور میری بیعت میں داخل ہونا ہوگا لیکن جب مولوی غزنوی نے کوئی جواب نہ دیا اور نہ اس کا ساتھی شیخ نجفی کچھ بولا۔تو آپ نے مولوی غزنوی اور شیخ نجفی کو مخاطب کر کے یہ رسالہ فصیح و بلیغ عربی میں ۱۷؍مارچ ۱۸۹۷ء کو لکھنا شروع کیا اور ۲۶؍مئی ۱۸۹۷ء کو مکمل کر دیا۔

اِس رسالہ میں جو اسرارِ ربانیہ اور محاسنِ ادبیہ پر مشتمل ہے آپؑ نے مکفّرین علماء پر حجت قائم کرنے کے لئے نجفی اور غزنوی کے علاوہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو بھی ان الفاظ میں دعوتِ مقابلہ دی کہ اگر وہ تین چار ماہ تک ایسی کتاب پیش کر دیں تو اس سے میرا جھوٹا ہونا ثابت ہو جائے گا بے شک وہ جن ادباء سے مدد لینا چاہیں لے لیں اگر وہ اس رسالہ کی نظیر حجم وضخامت اور نظم ونثر کے موافق شائع کر دیں اور پروفیسر مولوی عبداللہ یا کوئی اَور پروفیسر حلف مؤکد بعذاب اُٹھا کر اُن کے تحریر کردہ رسالہ کو میرے رسالہ کے برابر یا اعلیٰ قرار دیں اور پھر قسم کھانے والا میری دُعا کے بعد اکتالیس[۴۱] دن تک عذاب الٰہی میں ماخوذ نہ ہو تو مَیں اپنی کتابیں جو اس وقت میرے قبضہ میں ہوں گی جلا کر اُن کے ہاتھ پر توبہ کروں گا۔اور اِس طریق سے روز روز کا جھگڑا طے ہو جائے گا اور اس کے بعد جو شخص مقابلہ پر نہ آیا تو پبلک کو سمجھنا چاہئے کہ وہ جھوٹا ہے۔

آپؑ نے اس کتاب کے آخر میں تحریر فرمایا کہ یہ کتاب تکذیب واستہزاء کرنے والے علماء کے لئے آخری وصیت کی طرح ہے۔اوراس اتمام حجت کے بعد ہم اُن سے خطاب نہیں کریں گے۔

لیکن نہ تو بٹالوی صاحب مقابلہ کے لئے سامنے آئے اور نہ غزنوی وشیخ نجفی اور نہ مخالف علماء میں سے کسی اَورکواس رسالہ کے مقابلہ میں فصیح وبلیغ عربی رسالہ لکھنے کی جرأت ہوئی۔

تحفۂ قیصریہ

چونکہ آپؑ کی بعثت کا مقصد اشاعت توحیدالٰہی اور تبلیغِ پیغامِ خداوندی تھا۔اِس لئے آپؑ نے ملکہ وکٹوریہ کی ڈائمنڈ جوبلی کی تقریب پر بھی جو ماہ جون ۱۸۹۷ء میں بڑی دھوم دھام سے منائی جانے والی تھی تبلیغِ اسلام کا ایک پہلو نکال لیا۔اور’’تحفۂ قیصریہ‘‘ کے نام سے ایک رسالہ ۲۵ر مئی ۱۸۹۷ءکو شائع فرمادیا۔اِس رسالہ میں جوبلی کی تقریب پر مبارکباد کے علاوہ نہایت لطیف پیرایہ اور حکیمانہ انداز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی صداقت کا اظہار اوران اصولوں کا ذکر فرمایا گیا ہے جو امن عالم اور اخوتِ عالمگیر کی بنیاد بن سکتے ہیں اور اسلامی تعلیم کا خلاصہ بیان کر کے ملکۂ معظّمہ کو لنڈن میں ایک جلسۂ مذاہب منعقد کرانے کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ اس سے انگلستان کے باشندوں کو اسلام کے متعلق صحیح معلومات حاصل ہوں گی۔پھر آپؑ نے عیسائیوں کے اس عقیدہ کی کہ مسیح صلیب پر مرکر اُن کے لئے ملعون ہوا اشاعت وقباحت ظاہر کر کے ملکۂ معظّمہ سے درخواست کی ہے کہ پیلاطوس نے یہودیوں کے رعب سے ایک مجرم قیدی کو تو چھوڑ دیا اور یسوع کو جو بے گناہ تھا نہ چھوڑا۔مگر اے ملکہ! اس شصت سالہ جوبلی کے وقت جو خوشی کا وقت ہے تو یسوع کو چھوڑنے کے لئے کوشش کر۔اور یسوع مسیح کی عزت کو اس لعنت کے داغ سے جو اس پر لگایا جاتا ہے اپنی مردانہ ہمت سے پاک کر کے دکھلا۔اور آپؑ نے اپنے دعویٰ کی صداقت میں ملکہ موصوفہ کو نشان دکھانے کا وعدہ کیا۔بشرطیکہ نشان دیکھنے کے بعد آپؑ کا پیغام قبول کرلیا جائے۔اور نشان ظاہر نہ ہونے کی صورت میں اپنا پھانسی دے دیا جانا قبول کرلیا اور فرمایا۔اگر کوئی نشان ظاہر نہ ہو اور میں جھوٹا نکلوں تو مَیں اس سزا پر راضی ہوں کہ حضور ملکۂ معظّمہ کے پایۂ تخت کے آگے پھانسی دیا جاؤں **اور یہ سب الحاح اس لئے ہے کہ کاش ہماری محسنہ ملکہ معظّمہ کو آسمان کے خدا کی طرف خیال آجائے جس سے اس زمانے میں عیسائی مذہب بے خبر ہے۔**

جلسۂ احباب

۲۰؍جون ۱۸۹۷ء کو قادیان میں بھی ڈائمنڈ جوبلی کی تقریب پر ایک عام جلسہ کیا گیا۔جس میں شمولیت کے لئے باہر سے بھی احباب تشریف لائے۔اور گورنمنٹ کی ہدایت کے مطابق مبارکباد کا ریزولیوشن پاس کر کے تار کے ذریعہ سے وائسرائے ہند کو بھیجا گیا اور ’’تحفۂ قیصریہ‘‘ کی چند کاپیاں نہایت خوبصورت جلد کرا کے اُن میں سے ایک ملکہ وکٹوریہ قیصرۂ ہند کی خدمت میں بھیجنے کے لئے ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور کو اور ایک وائسرائے گورنر جنرل کو اور ایک جناب لیفٹینٹ گورنر پنجاب کو بھیجی گئی۔اور جلسہ عام میں چھ زبانوں میں جو دُعا کی گئی اس میں خاص طور پر یہ دعا بھی کی گئی تھی کہ

> ’’اے قادر توانا! ہم تیری بے انتہا قدرت پر نظر کر کے ایک اور دُعا کے لئے تیری جناب میں جرأت کرتے ہیں کہ ہماری محسنہ قیصرہ ہند کو مخلوق پرستی کی تاریکی سے چھڑا کر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پر اس کا خاتمہ کر۔‘‘
>
> (جلسۂ احباب۔روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۲۹۰)

اس جلسۂ احباب کی مکمل روئیداد اِس جلد کے صفحہ ۲۸۵۔۳۱۴ میں درج ہے۔

محمود کی آمین

سیّدنا حضرت محمود ایّدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جب قرآن ختم کیا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جون ۱۸۹۷ء میں اِس خوشی کے موقعہ پر ایک تقریب منعقد کی جس میں باہر کے احباب بھی شامل ہوئے اور تمام حاضرین کو پُرتکلّف دعوت دی گئی۔اس مبارک تقریب کے لئے آپ نے ایک منظوم آمین لکھ کر ۷؍جون کو چھپوالی جو اس تقریب پر پڑھ کر سُنائی گئی۔اندر خواتین پڑھتی تھیں اور باہر مرد اور بچّے پڑھتے تھے۔یہ آمین نہایت درجہ سوز و درد میں ڈوبی ہوئی دعاؤں کا مجموعہ ہے۔

سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب

مسٹر سراج الدین صاحب پروفیسر ایف۔سی۔کالج لاہور پہلے تو مسلمان تھے پھر پادریوں سے میل جول اور اُن کے اعتراضات سے متأثر ہو کر عیسائی ہو گئے تھے مگر جب وہ ۱۸۹۷ء میں قادیان پہنچے اور چند روز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت میں رہے اور عیسائیت اور اسلام سے متعلق مختلف مسائل پر آپ سے گفتگو کی تو پھر اسلام کی فضیلت کے قائل ہو گئے۔اور نماز بھی پڑھنے لگے لیکن جب لاہور واپس گئے تو دوبارہ پادریوں کے دام میں پھنس گئے اور پھر عیسائیت اختیار کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں چار سوالات بغرض جواب ارسال کر دیئے۔حضرت اقدس علیہ السلام نے ان کے جوابات لکھ کر اور اُن کا نام ’’سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب‘‘ رکھ کر انہیں افادۂ عام کے خیال سے ۲۲؍جون ۱۸۹۷ء کو رسالہ کی صورت میں شائع کر دیا۔

سال ۱۸۹۷ء کی ایک امتیازی خصوصیّت

۱۸۹۷ء کا سال جس میں یہ کتاب ’’سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب‘‘ لکھی گئی۔ اسلام اور عیسائیت کے مقابلہ کے لحاظ سے ایک تاریخی حیثیت رکھتا ہے۔ ۱۸۹۷ء میں عیسائیت اپنے کمال عروج پر تھی۔ چنانچہ امریکہ کے ڈاکٹر جان ہنری بیروز نے ۱۸۹۶ء۔ ۱۸۹۷ء میں ہندوستان کے مختلف مقامات پر لیکچر دیئے جو کرسچن لٹریچر سوسائٹی فار انڈین مدراس نے ۱۸۹۷ء میں کتابی صورت میں شائع کئے۔ ایک لیکچر میں ڈاکٹر مذکور نے عیسائیت کے غلبہ اور استیلاء کا ذکر کرتے ہوئے فخریہ انداز میں اعلان کیا:۔

> ’’آسمانی بادشاہت پورے کرّۂ ارض پر محیط ہوتی جا رہی ہے۔آج دنیا بھر میں اخلاقی اور فوجی طاقت، علم و فضل، صنعت و حرفت اور تمام تر تجارت اُن اقوام کے ہاتھ میں ہے جو آسمانی ابوت اور انسانی اخوت کی مسیحی تعلیم پر ایمان رکھتے ہوئے یسوع مسیح کو اپنا نجات دہندہ تسلیم کرتی ہیں۔‘‘ (بیروز لیکچرز صفحہ ۱۹)

آگے چل کے ایک برطانوی ادیب کے حوالہ سے عیسائیت کے غلبہ و استیلاء کا نقشہ فخریہ انداز اور تعلّی آمیز الفاظ میں کھینچتے ہوئے کہا ہے:۔

''دنیائے عیسائیت کا عروج آج اس درجہ زندہ حقیقت کی صورت اختیار کر چکا ہے کہ یہ درجۂ عروج اُسے اس سے پہلے کبھی نصیب نہ ہوا تھا۔ ذرا ہماری ملکۂ عالیہ (ملکہ وکٹوریہ) کو دیکھو جو ایک ایسی سلطنت کی سربراہ ہے جس پر کبھی سورج غروب نہیں ہوتا۔ دیکھو وہ ناصرہ کے مصلوب کی خانقاہ پر کمال درجہ تابعداری سے احتراماً جھکتی اور خراج عقیدت پیش کرتی ہے یا پھر گاؤں کے گرجا میں جا کر نظر دوڑاؤ اور دیکھو۔ وہ سیاسی مدبّر (وزیراعظم برطانیہ) جس کے ہاتھوں میں ایک عالمگیر سلطنت اور اُس کی قسمت کی باگ ڈور ہے جب یسوع مسیح کے نام پر دُعا کرتا ہے تو کیسی عاجزی اور انکساری سے اپنا سر جھکا تا ہے۔ دیکھو جرمنی کے نوجوان قیصر کو جب وہ خود اپنے لوگوں کے لئے بطور پادری فرائض سرانجام دیتا تو یسوع مسیح کے مذہب یعنی دین عیسائیت سے اپنی وفاداری کا اظہار کرتا ہے اور مشرقی انداز پر ماسکو کے شاہانہ ٹھاٹھ باٹ میں زارِ رُوس کو دیکھو۔ تاجپوشی کے وقت ابن آدم کے طشت میں رکھ کر اُسے تاج پیش کیا جاتا ہے۔ یا پھر مغربی جمہوریت (امریکہ) کے ایک صدر کے بعد دوسرے صدر کو دیکھو۔ کہ اُن میں سے ہر ایک عبادت کے نسبتاً سادہ لیکن عمیق اسلوب میں ہمارے خداوند کے ساتھ وفاداری اور تابعداری کا اظہار کرتا چلا جاتا ہے۔ امریکی، برطانوی، جرمنی اور روسی سلطنتوں کے حکمران اقرار کرتے ہیں کہ وہ یسوع مسیح کے وائسرائے ہیں۔ اور اسی حیثیت سے اپنی اپنی سلطنتوں میں حکمران ہیں۔ کیا اِن سب کے زیرِنگیں علاقے مل کر ایک ایسی وسیع وعریض سلطنت کی حیثیت نہیں رکھتے کہ جس کے آگے ازمنۂ قدیم کی بڑی سے بڑی سلطنت بھی سراسر بے حیثیت نظر آنے لگتی ہے۔''

پھر ''عیسائیت کے عالمی اثرات'' کے زیرِعنوان اپنے ایک پبلک لیکچر میں اسلامی ممالک کے اندر عیسائیت کی عظیم الشان فتوحات پر فخر کرتے ہوئے ڈاکٹر بیروز نے یہ اعلان کیا:۔

''اب میں اسلامی ممالک میں عیسائیت کی روز افزوں ترقی کا ذکر کرتا ہوں۔ اِس ترقی کے نتیجہ میں صلیب کی چمکار آج ایک طرف لبنان پر ضوء افگن ہے تو دوسری طرف فارس کے پہاڑوں کی چوٹیاں اور باسفورس کا پانی اس کی چمکار سے جگمگ

جگمگ کر رہا ہے۔ یہ صورت حال پیش خیمہ ہے اس آنے والے انقلاب کا کہ جب قاہرہ۔ دمشق اور طہران کے شہر خداوند یسوع مسیح کے خدّام سے آباد نظر آئیں گے۔ حتّٰی کہ صلیب کی چمکار صحرائے عرب کے سکوت کو چیرتی ہوئی وہاں بھی پہنچے گی۔ اِس وقت خداوند یسوع اپنے شاگردوں کے ذریعہ ملّہ کے شہر اور خاص کعبہ کے حرم میں داخل ہوگا اور بالآخر وہاں اس حق وصداقت کی منادی کی جائے گی کہ

''ابدی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد اور یسوع مسیح کو جانیں جسے تو نے بھیجا ہے۔'' (بیروز لیکچرز صفحہ ۴۲)

مگر اس کے مقابلہ میں اِسی سال (۱۸۹۷ء) میں اسلام کے بطلِ جلیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ وہ کاسر الصلیب ہوگا اور اس کے ذریعہ عیسائیت کو شکست اور اسلام کو غلبہ حاصل ہوگا اپنی کتاب ''سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب'' میں عیسائیوں کے متعلق فرمایا کہ اِن کو بے قیدی اور اباحت کا آرام تو ملا ہے۔

''لیکن رُوحانی آرام جو خدا کے وصال سے ملتا ہے اِس کے بارے میں تو میں خدا کی دُہائی دے کر کہتا ہوں کہ یہ قوم اس سے بالکل **بے نصیب** ہے ان کی آنکھوں پر پردے اور ان کے دل مُردہ اور تاریکی میں پڑے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ سچے خدا سے بالکل غافل ہیں اور ایک عاجز انسان کو جو ہستیٔ ازلی کے آگے کچھ بھی نہیں ناحق خدا بنا رکھا ہے۔ ان میں برکات نہیں ان میں دل کی روشنی نہیں۔ ان کو سچے خدا کی محبت نہیں بلکہ اس سچے خدا کی معرفت بھی نہیں۔ اِن میں کوئی بھی نہیں ہاں ایک بھی نہیں جس میں ایمان کی نشانیاں پائی جاتی ہوں۔ اگر ایمان کوئی واقعی برکت ہے تو بے شک اس کی نشانیاں ہونی چاہئیں۔ مگر کہاں ہے کوئی ایسا عیسائی جس میں یسوع کی بیان کردہ نشانیاں پائی جاتی ہوں؟ پس یا تو انجیل جھوٹی ہے اور یا عیسائی جھوٹے ہیں

دیکھو قرآن کریم نے جو نشانیاں ایمانداروں کی بیان فرمائیں وہ ہر زمانہ میں پائی گئی ہیں قرآن شریف فرماتا ہے کہ ایمان دار کو الہام ملتا ہے۔ ایماندار خدا کی آواز سنتا ہے۔ ایماندار کی دُعائیں سب سے زیادہ قبول ہوتی ہیں۔ ایماندار پر غیب کی خبریں

ظاہر کی جاتی ہیں۔ ایمان دار کے شامل حال آسمانی تائیدیں ہوتی ہیں۔ سو جیسا کہ پہلے زمانوں میں یہ نشانیاں پائی جاتی تھیں اب بھی بدستور پائی جاتی ہیں۔ اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن خدا کا پاک کلام ہے۔ اور قرآن کے وعدے خدا کے وعدے ہیں۔

اُٹھو عیسائیو! اگر کچھ طاقت ہے تو **مجھ سے مقابلہ کرو**۔ اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھے بے شک ذبح کردو۔ ورنہ آپ لوگ خدا کے الزام کے نیچے ہیں۔ اور جہنم کی آگ پر آپ لوگوں کا قدم ہے۔ **والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ**"

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۳۷۴)

اور خدا تعالیٰ سے علم پا کر جنوری ۱۸۹۷ء کو آپ نے ایک خاص اشتہار کے ذریعہ یہ اعلان کیا:۔

"مَیں ہر دم اس فکر میں ہوں کہ ہمارا اور نصاریٰ کا کسی طرح فیصلہ ہو جائے۔ میرا دل مُردہ پرستی کے فتنہ سے خون ہوتا جاتا ہے...... میں کبھی کا اِس غم سے فنا ہو جاتا اگر میرا مولیٰ اور میرا قادر وتوانا مجھے تسلّی نہ دیتا کہ **آخر توحید کی فتح ہے**۔ غیر معبود ہلاک ہوں گے اور جھوٹے خدا اپنی خدائی کے وجود سے منقطع کئے جائیں گے۔ مریم کی معبودانہ زندگی پر موت آئے گی اور **نیز اس کا بیٹا اب ضرور مرے گا**...... کوئی ان کو بچا نہیں سکتا۔ اور وہ تمام خراب استعدادیں بھی مریں گی جو جھوٹے خداؤں کو قبول کر لیتی تھیں۔ نئی زمین ہوگی اور نیا آسمان ہوگا۔ اب وہ دن نزدیک آتے ہیں کہ جو سچائی کا **آفتاب** مغرب کی طرف سے چڑھے گا۔ اور **یورپ** کو سچے خدا کا پتہ لگے گا............ قریب ہے کہ سب مِلّتیں **ہلاک ہوں گی مگر اسلام** اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا، نہ کند ہوگا جب تک **دجالیت** کو پاش پاش نہ کر دے۔ وہ وقت قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں ملکوں میں پھیلے گی۔ اس دن نہ کوئی مصنوعی کفارہ باقی رہے گا اور نہ کوئی مصنوعی خدا۔

اور **خدا کا ایک ہی ہاتھ کفر کی سب تدبیروں کو باطل کر دے گا**۔ لیکن نہ کسی تلوار سے اور نہ کسی بندوق سے بلکہ **مستعد روحوں کو روشنی** عطا کرنے سے اور پاک دلوں پر ایک نور اتارنے سے‘‘

(’’الاشتھار مستیقناً بوحی اللہ القھار‘‘ مؤرخہ ۱۴؍جنوری ۱۸۹۷ء)

۱۸۹۷ء میں عیسائیت کے تفوّق و استیلاء اور اسلام کے زوال و انحطاط اور اس کی غربت و بے بسی کو دیکھ کر کوئی ظاہر پرست انسان یہ خیال بھی نہیں کر سکتا تھا کہ عیسائیت شکست کھا جائے گی اور اسلام کی فتح ہو گی۔ اور یسوع مسیح جس کی الوہیت اور جس کی برتری اور فوقیت کا ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے۔ اس کی معبودانہ زندگی پر موت وارد ہو گی۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر جو اعلان فرمایا تھا وہ آج ہم اپنی آنکھوں سے پورا ہوتا ہوا دیکھ رہے ہیں۔ کہاں گئی برطانیہ کی وہ سلطنت جس پر سورج غروب نہیں ہوتا تھا۔ آج وہ ایک معمولی سی طاقت رہ گئی ہے۔ کہاں گیا وہ قیصر جرمنی جو یسوع مسیح کے مذہب سے وفاداری کا اظہار کرتا تھا۔ کہاں ہے وہ زار روس جسے ابن آدم کے طشت میں رکھ تاج پیش کیا جاتا تھا۔ وہی روس آج عیسائیت کا اشد ترین دشمن ہے اور مذہب کو ایک مضحکہ خیز چیز خیال کرتا ہے۔

اَب کہاں ہے یسوع کی وہ روحانی حکومت جس کے آگے ازمنۂ قدیم کی بڑی سے بڑی سلطنت بھی بے حقیقت نظر آنے لگتی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخلص اور جاں نثار مرید ہر ملک میں پہنچے۔ امریکہ میں پہنچے۔ یورپ میں پہنچے۔ افریقہ میں پہنچے۔ اور ہر جگہ دلائل اور براہین کی رو سے انہوں نے عیسائیوں کو شکست دی۔ آج عیسائی خود معترف ہیں کہ عیسائیت ہر جگہ ناکام ہو رہی ہے۔ چنانچہ انگلستان کے چودہ نامور پادریوں کا یہ اعتراف "Has the Church Failed" کتاب میں شائع ہوا ہے۔ دی آرچ بشپ آف ایسٹ افریقہ موسٹ ریورنڈ لینرڈ بیچر تی نے بھی ٹانگانیکا سٹینڈرڈ مؤرخہ ۲۳؍دسمبر ۱۹۶۱ء میں اس امر کا اعتراف اِن الفاظ میں کیا ہے۔

> ’’دنیا کی آبادی تیز رفتاری سے بڑھ رہی ہے۔ اگرچہ چرچ کو نئے ممبر اب بھی مل رہے ہیں۔ تاہم دنیا کی آبادی میں ان کا تناسب برابر گر رہا ہے۔ چرچ کے لئے اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے سوا چارہ نہیں ہے کہ عیسائیت بڑی تیزی کے ساتھ تنزل کی طرف جا رہی ہے۔‘‘

ایڈوین لوئیس نے جو امریکہ کے ایک مذہبی ادارے کے مسیحی دینیات کے پروفیسر ہیں۔ درسی کتاب ''اے مینوئل آف کرسچین بیلیفس'' میں لکھا ہے:۔

''بیسویں صدی کے لوگ مسیح کو خدا ماننے کے لئے تیار نہیں''

سینٹ جونز کالج آکسفورڈ کے پریذیڈنٹ سر سائرل نارووڈ لکھتے ہیں:۔

''یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہیئے کہ یورپ اور امریکہ کے مردوں اور عورتوں کا ایک بڑا حصّہ اب عیسائی نہیں رہا ہے اور شائد یہ کہنا بھی صحیح ہوگا کہ اُن کی اکثریت اب ایسی ہے۔'' ("Has the Church Failed" P.125)

اور مسٹر لنڈن پی ہیرز اپنی کتاب ''اسلام ان ایسٹ افریقہ'' مطبوعہ ۱۹۵۴ء میں لکھتے ہیں:۔

''موجودہ صدی کی ابتداء میں عیسائی مصنّفین اس بات کے دعویدار تھے کہ اسلام بغیر سیاسی اقتدار کے کوئی حیثیت نہیں رکھتا اور اس وجہ سے افریقہ میں اسلام کا نام مٹ جائے گا۔''

اِس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

''اب اس دعویٰ کو ماننے کے لئے کوئی بھی تیار نہیں۔ اسلام کا چیلنج بدستور قائم ہے۔ بلکہ پہلے سے بھی بڑھ کر خطرناک صورت میں۔''

ایک اَور عیسائی مصنّف ایس۔ جی۔ ولیم سن پروفیسر غانا یونیورسٹی کالج اپنی کتاب ''کرائسٹ آر محمدؐ'' میں لکھتے ہیں:۔

''غانا کے شمالی حصّے میں رومن کیتھولک کے سوا عیسائیت کے تمام اہم فرقوں نے محمدؐ کے پیروؤں کے لئے میدان خالی کر دیا ہے۔ اشانٹی اور گولڈ کوسٹ کے جنوبی حصّوں میں عیسائیت آج کل ترقی کر رہی ہے لیکن جنوب کے بعض حصّوں میں خصوصاً ساحل کے ساتھ ساتھ احمدیہ جماعت کو عظیم الشان فتوحات حاصل ہو رہی ہیں۔ یہ خوش کن توقع کہ گولڈ کوسٹ جلد ہی عیسائی بن جائے گا اب معرضِ خطر میں ہے اور یہ خطرہ ہمارے خیال کی وسعتوں سے کہیں زیادہ عظیم ہے کیونکہ تعلیم یافتہ نوجوانوں کی ایک خاصی تعداد احمدیت کی طرف کھچی چلی جا رہی ہے۔ اور یقیناً یہ صورت حال عیسائیت

کے لئے کھلا چیلنج ہے۔تاہم یہ فیصلہ ابھی باقی ہے کہ آئندہ افریقہ میں ہلال کا غلبہ ہوگا یا صلیب کا‘‘

ہیگ کے کثیرالاشاعت اخبار "Nicnvoe Mangsoh Couront" نے ۲۰ ستمبر ۱۹۵۸ء کی اشاعت میں زیرعنوان ’’مغربی یورپ میں اسلامی مہم کا آغاز‘‘ لکھا ہے کہ

’’اسلام کسی ایک خاص قوم یا علاقہ کا مذہب نہیں۔اور موجودہ عالمی مشکلات کا حل اس میں مضمر ہے.........اس میں کوئی شک نہیں کہ گذشتہ گیارہ بارہ سال کے عرصہ میں یورپ نے بہت بڑی تعداد میں اسلام کو عملاً قبول نہیں کیا۔مگر یہ حقیقت بھی نظرانداز نہیں کی جاسکتی کہ اس عرصہ میں جماعت احمدیہ کی کوششوں سے ایک بھاری تعداد اسلام سے ہمدردی رکھنے والوں کی ضرور پیدا ہوگئی ہے۔ جو بہت ہی خوشگوار اور امید افزا ہے۔‘‘

اِسی طرح ہالینڈ کے مختلف شہروں کے پانچ اخبارات نے زیرعنوان ’’اِسلامی ہلال یورپ کے افق پر‘‘ سوالیہ نشان دے کر لکھا کہ:۔

’’یورپ کا نوجوان طبقہ عیسائیت سے کچھ بیزار ہو رہا ہے اور اس کے نتیجہ میں وہ کسی بھی دوسری چیز کو قبول کرنے کے لئے آمادہ ہو جاتا ہے۔دوسری طرف اسلام یورپ میں اتحاد کا علم لئے ہوئے ہے اور یہ نوجوان اُدھر مائل ہو رہے ہیں اِس بہاؤ کو روکنے کے لئے اور اس تبلیغ کے اثرات کو تھامنے کے لئے جس کا سب سے طاقتور انجن جماعت احمدیہ ہے ہمیں اُن کی راہ میں ایک مضبوط ستون گاڑنا ہوگا۔‘‘

پھر موجودہ صدی کے عالمی شہرت رکھنے والے مصنّف **جارج برنارڈ شا** لکھتے ہیں:۔

’’مجھے یقین ہے کہ ساری برطانوی سلطنت ایک قسم کا اصلاح شدہ اسلام اس صدی کے اختتام پر قبول کرلے گی۔مَیں نے **محمدؐ** کے دین کو ہمیشہ بڑی وقعت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔میرے نزدیک یہی مذہب بدلتے ہوئے زمانۂ حیات کے مقابل پر ایسی اہلیت رکھتا ہے۔جس کی وجہ سے یہ ہر زمانہ کے لوگوں کو اپیل کرتا ہے.........

اب یورپ **محمدؐ** کے مذہب کے اصولوں کو سمجھنے لگا ہے اور آئندہ صدی میں یورپ

اس بات کو اور زیادہ تسلیم کرلے گا کہ اسلام کے اصول اس کی اُلجھنوں کو حل کر سکتے ہیں۔......موجودہ وقت میں بھی میری قوم کے اور یورپ کے کئی لوگ اسلام اختیار کر چکے ہیں۔اور کہا جا سکتا ہے۔

"The Islamisation of Europe to be said to have begun"
(on Getting married)

کہ یورپ کے اسلامی بننے کا آغاز ہو چکا ہے۔''

اللہ اکبر! آج سے ستّر سال پہلے حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ کی کہی ہوئی بات پوری ہوگئی۔

''کہ وہ وقت دُور نہیں کہ جب تم فرشتوں کی فوجیں آسمان سے اُترتی اور ایشیا اور یورپ اور امریکہ کے دلوں پر نازل ہوتی دیکھو گے۔'' (فتح اسلام۔روحانی خزائن جلد۳ صفحہ ۱۲ حاشیہ)

اور ۱۸۹۷ء میں کی ہوئی پیشگوئی پوری ہونے کے آثار نمودار ہو گئے ہیں۔اور مسیح کی الوہیت اور اس کے آسمان سے نازل ہونے کے عقیدہ سے لوگوں نے بیزاری کا اظہار شروع کر دیا ہے۔اور حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ علیہ السلام کی پیشگوئی مندرجہ تذکرۃ الشہادتین کا پورا ہونا یقینی ہو گیا ہے کہ

''ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ **عیسیٰؑ کا انتظار کرنے والے** کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔مَیں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو **روک سکے**۔'' (تذکرۃ الشہادتین۔روحانی خزائن جلد۲۰ صفحہ ۶۷)

سچ ہے۔

جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ میں ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

اے ہمارے قادر توانا، واحد و یکتا خدا! تُو جھوٹے معبودوں کی زندگی پر جلد موت وارد کر اور اسلام کی کامل فتح کا دن جلد لا۔آمین۔

خاکسار
جلال الدین شمس۔ربوہ

مطبوعہ ضیاء الاسلام

سراج منیر ۱۳۱۴ھ

مشتمل بر نشانہائے ربّ قدیر

قادیان دار الامن و الامان
مئی ۱۸۹۷ء

﴿۱﴾

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

جَاءَ الۡحَقُّ وَزَھَقَ الۡبَاطِلُ اِنَّ الۡبَاطِلَ کَانَ زَھُوۡقًا

بنگر اے قوم نشانہائے خداوند قدیر — چشم بکشا کہ برچشم نشانے است کبیر
رو بدو آرکہ گر او بپذیرد رُو تافت — ورنہ این روئے سیہ ہست بتراز خنزیر
چون بتابی سرخود زاں ملک ارض و سما — گر بگیرد ز غضب پس چہ پنہ ہست وظہیر
قمر و شمس و زمین و فلک و آتش و آب — ہمہ در قبضۂ آں یار عزیز اند اسیر
قدسیان جملہ بلرزند ازان ہیبت پاک — انبیا را دل و جان خون و الم دامنگیر
جنت و دوزخ سو زندہ ازوے لرزند — توچہ چیزی چہ ترا مرتبہ اے کِرم حقیر
چند این جنگ و جدل ہا بخدا خواہی کرد — توبہ کن توبہ مگر درگذرد و از تقصیر
من اگر در نظر یار مقامے دارم — پس چہ نقصان ز نکوہیدن تو وازتکفیر
لعنت آن است کہ ازسوئے خدا می بارد — لعنت بدگہران است یکے ہرزہ نفیر
اے برادر رہ دین است رہ بس دشوار — خاک شو خاک مگر باز کنندش اکسیر
تو ہلاکی اگر از کبر بتابی سرخویش — من از و آمدم وباتو بگویم چو نذیر

آن خدائے کہ ازو خلق و جہان بیخبر اند
برمن او جلوہ نمودست گراہلی بپذیر

امابعد واضح ہوکہ اس وقت میں خدا تعالیٰ کے ایک بھاری نشان کو بیان کروں گا مبارک وہ لوگ جو اس کو غور سے پڑھیں اور پھر اس سے فائدہ اٹھائیں۔ یقیناً یاد رکھیں کہ خدا کاذب کو وہ عزت نہیں دیتا جو اس کے پاک نبیوں اور برگزیدوں کو دی جاتی ہے۔ مُردار خوار کاذب کا کیا حق ہے کہ آسمان اس کے لئے نشان ظاہر کرے اور زمین اس کے لئے خارق

﴿۲﴾ عادت اعجوبے دکھلائے۔ سوا ے قوم کے بزرگو! اور دانشمندو! ذرا ٹھنڈے ہو کر واقعات پر غور کرو۔ کیا یہ واقعات کاذبوں سے ملتے ہیں یا سچوں سے کبھی کسی نے سنا کہ کاذب کیلئے آسمان پر نشان ظاہر ہوئے۔ کبھی کسی نے دیکھا کہ کاذب اپنے اعجوبوں میں صادقوں پر غالب آ سکا۔ کیا کسی کو یاد ہے کہ کاذب اور مفتری کو افتراؤں کے دن سے پچیس۲۵ برس تک مہلت دی گئی جیسا کہ اس بندہ کو۔ کاذب یوں ملا جاتا ہے جیسے کھٹمل اور ایسا نابود کیا جاتا ہے جیسا کہ ایک بلبلہ۔ اگر کاذبوں اور مفتریوں کو اتنی مدتوں تک مہلت دی جاتی اور صادقوں کے نشان ان کی تائید کے لئے ظاہر کئے جاتے تو دنیا مین اندھیر پڑ جاتا اور کارخانہ الوہیت بگڑ جاتا۔ پس جب تم دیکھو کہ ایک مدعی پر بہت شور اٹھا۔ اور اس کی مخالفت کی طرف دنیا جھک گئی اور بہت آندھیاں چلیں اور طوفان آئے پر اس پر کوئی زوال نہ آیا تو فی الفور سنبھل جاؤ اور تقویٰ سے کام لو۔ ایسا نہ ہو کہ تم خدا سے لڑنے والے ٹھہرو۔

صادق تمہارے ہاتھ سے کبھی ہلاک نہیں ہوگا۔ اور راستباز تمہارے منصوبوں سے تباہ نہیں کیا جائے گا۔ تم بدقسمتی سے بات کو دور تک مت پہنچاؤ کہ جس قدر تم سختی کرو گے وہ تمہاری طرف ہی عود کرے گی۔ اور جس قدر اس کی رسوائی چاہو گے وہ الٹ کر تم پر ہی پڑے گی۔ اے بدقسمتو! کیا تمہیں خدا پر بھی ایمان ہے یا نہیں۔ خدا تمہاری مرادوں کو اپنی مرادوں پر کیونکر مقدم رکھ لے۔ اور اس سلسلہ کو جس کا قدیم سے اس نے ارادہ کیا ہے کیونکر تمہارے لئے تباہ کر ڈالے تم میں سے کون ہے جو ایک دیوانہ کے کہنے سے اپنے گھر کو مسمار کر دے اور اپنے باغ کو کاٹ ڈالے۔ اور اپنے بچوں کا گلا گھونٹ دے۔ سوا ے نادانو! اور خدا کی حکمتوں سے محرومو! یہ کیونکر ہو کہ تمہاری احمقانہ دعائیں منظور ہو کر خدا اپنے باغ اور اپنے گھر اور اپنے پروردہ کو نیست و نابود کر ڈالے۔ ہوش کرو اور کان رکھ کر سنو! کہ آسمان کیا کہہ رہا ہے اور زمین کے وقتوں اور موسموں کو پہچانو تا تمہارا بھلا ہو۔ اور تا تم خشک درخت کی طرح کاٹے نہ جاؤ اور تمہاری زندگی کے دن بہت ہوں۔ بیہودہ اعتراضوں کو چھوڑ دو اور ناحق کی نکتہ چینیوں سے پرہیز کرو اور فاسقانہ خیالات سے اپنے تئیں بچاؤ۔ جھوٹے الزام مجھ پر مت لگاؤ کہ حقیقی طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔ کیا تم نے نہیں

پڑھا کہ محدث بھی ایک مرسل ہوتا ہے۔کیا قراءت ولا محدّث کی یاد نہیں رہی۔پھر یہ کیسی بیہودہ ﴿۳﴾
نکتہ چینی ہے کہ مرسل ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔اے نادانوں! بھلا بتلاؤ کہ جو بھیجا گیا ہے اس کو عربی
میں مرسل یا رسول ہی کہیں گے یا اور کچھ کہیں گے۔مگر یاد رکھو کہ خدا کے الہام میں اس جگہ حقیقی معنی
مراد نہیں جو صاحب شریعت سے تعلق رکھتے ہیں بلکہ جو مامور کیا جاتا ہے وہ مرسل ہی ہوتا ہے۔یہ سچ
ہے کہ وہ الہام جو خدا نے اپنے اس بندہ پر نازل فرمایا اس میں اس بندہ کی نسبت نبی اور رسول اور
مرسل کے لفظ بکثرت موجود ہیں۔سو یہ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں۔و لکل ان یصطلح سو خدا
کی اصطلاح ہے جو اس نے ایسے لفظ استعمال کئے۔

ہم اس بات کے قائل اور معترف ہیں کہ نبوت کے حقیقی معنوں کی رو سے بعد
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ کوئی نیا نبی آ سکتا ہے اور نہ پرانا۔قرآن ایسے نبیوں کے ظہور سے
مانع ہے مگر مجازی معنوں کی رو سے خدا کا اختیار ہے کہ کسی ملہم کو نبی کے لفظ سے یا مرسل کے لفظ
سے یاد کرے۔کیا تم نے وہ حدیثیں نہیں پڑھیں جن میں رَسُولُ اللّٰہ آیا ہے۔عرب
کے لوگ تو اب تک انسان کے فرستادہ کو بھی رسول کہتے ہیں۔پھر خدا کو کیوں یہ حرام ہو گیا کہ مرسل کا
لفظ مجازی معنوں پر بھی استعمال کرے۔کیا قرآن میں سے فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ[1] بھی
یاد نہیں رہا۔انصافاً دیکھو کیا یہی تکفیر کی بنا ہے۔اگر خدا کے حضور میں پوچھے جاؤ تو بتاؤ کہ میرے
کافر ٹھہرانے کیلئے تمہارے ہاتھ میں کونسی دلیل ہے۔بار بار کہتا ہوں کہ یہ الفاظ رسول اور مرسل اور
نبی کے میرے الہام میں میری نسبت خدا تعالیٰ کی طرف سے بے شک ہیں لیکن اپنے حقیقی معنوں
پر محمول نہیں ہیں۔اور جیسے یہ محمول نہیں ایسے ہی وہ نبی کر کے پکارنا جو حدیثوں میں مسیح موعود کیلئے
آیا ہے وہ بھی اپنے حقیقی معنوں پر اطلاق نہیں پاتا۔یہ وہ علم ہے جو خدا نے مجھے دیا ہے جس نے
سمجھنا ہو سمجھ لے۔میرے پر یہی کھولا گیا ہے کہ حقیقی نبوت کے دروازے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم
کے بعد بکلی بند ہیں۔اب نہ کوئی جدید نبی حقیقی معنوں کے رو سے آ سکتا ہے اور نہ کوئی قدیم
نبی۔مگر ہمارے ظالم مخالف ختم نبوت کے دروازوں کو پورے طور پر بند نہیں سمجھتے۔بلکہ ان کے

[1] یٰسٓ:۱۵

﴿۴﴾ نزدیک مسیح اسرائیلی نبی کے واپس آنے کیلئے ابھی ایک کھڑکی کھلی ہے۔ پس جب قرآن کے بعد بھی ایک حقیقی نبی آ گیا اور وحی نبوت کا سلسلہ شروع ہوا تو کہو کہ ختم نبوت کیونکر اور کیسا ہوا۔ کیا نبی کی وحی وحی نبوت کہلائے گی یا کچھ اور۔ کیا یہ عقیدہ ہے کہ تمہارا فرضی مسیح وحی سے بکلی بے نصیب ہو کر آئے گا؟ توبہ کرو اور خدا سے ڈرو اور حد سے مت بڑھو۔ اگر دل سخت نہیں ہوگئے تو اس قدر کیوں دلیری ہے کہ خواہ نخواہ ایسے شخص کو کافر بنایا جاتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حقیقی معنوں کی رو سے خاتم الانبیاء سمجھتا ہے اور قرآن کو **خاتم الکتب** تسلیم کرتا ہے۔ تمام نبیوں پر ایمان لاتا ہے اور اہل قبلہ ہے اور شریعت کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھتا ہے۔

اے مفتری لوگو! میں نے کسی نبی کی توہین نہیں کی۔ میں نے کسی عقیدہ صحیحہ کے برخلاف نہیں کہا۔ پر اگر تم خود نہ سمجھو تو میں کیا کروں۔ تم تو قائل ہو کہ جزئی فضیلت ایک ادنیٰ شہید کو ایک بڑے نبی پر ہوسکتی ہے۔ اور یہ سچ ہے کہ میں خدا کا فضل اپنے پر مسیح سے کم نہیں دیکھتا۔ مگر یہ کفر نہیں یہ خدا کی نعمت کا شکر ہے۔ تم خدا کے اسرار کو نہیں جانتے اس لئے کفر سمجھتے ہو۔ اس کو کیا کہو گے جو کہا گیا **ھو افضل من بعض الانبیاء** اگر میں تمہاری نظر میں کافر ہوں تو بس ایسا ہی کافر جیسا کہ ابن مریم یہودی فقیہوں کی نظر میں کافر تھا۔ میرے پاس خدا کے فضل کی اس سے بھی بڑھ کر باتیں ہیں مگر تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے۔ خوب یاد رکھو کہ مجھ کو کافر کہنا **آسان** نہیں۔ تم نے ایک بھاری بوجھ سر پر اٹھایا ہے اور تم سے ان سب باتوں کا جواب پوچھا جائے گا!!

اے بدقسمت لوگو! تم کہاں گرے کونسی چھپی ہوئی بداعمالیاں تھیں جو تمہیں پیش آ گئیں۔ اگر تم میں ایک ذرہ بھی نیکی ہوتی تو خدا تمہیں ضائع نہ کرتا ابھی کچھ تھوڑا وقت ہے اور بہت سا ثواب کھو چکے ہو باز آ جاؤ۔ کیا خدا سے اس بیوقوف کی طرح لڑائی کرو گے جو زور آور کے آگے سے نہیں ہٹ جاتا یہاں تک کہ مار سے پیسا جاتا اور کچلا جاتا ہے اور آخر ہڈیاں چور ہو کر اور مردہ سا بن کر زمین پر گر پڑتا ہے۔ یہودیوں نے لڑائی سے کیا لیا اور تم کیا لو گے؟ **ھذا و بعد الموت نحن نخاصم** ۔ بہت کچھ صوفیوں نے بھی انسانی کمالات

کا اقرار کیا تھا کہ کہاں تک انسان پہنچتا ہے آج وہ بھی سو گئے۔ اے عقلمندو! میرے کاموں سے مجھے ﴿۵﴾
پہچانو اگر مجھ سے وہ کام اور وہ نشان ظاہر نہیں ہوتے جو خدا کے تائید یافتہ سے ظاہر ہونے چاہئیں تو
تم مجھے مت قبول کرو لیکن اگر ظاہر ہوتے ہیں تو اپنے تئیں دانستہ ہلاکت کے گڑھے میں مت ڈالو۔
بدظنیاں چھوڑو۔ بدگمانیوں سے باز آجاؤ کہ ایک پاک کی توہین کی وجہ سے آسمان سرخ ہو رہا ہے☆
اور تم نہیں دیکھتے۔ اور فرشتوں کی آنکھوں سے خون ٹپک رہا ہے اور تمہیں نظر نہیں آتا۔ خدا اپنے
جلال میں ہے اور در و دیوار لرزہ میں۔ کہاں ہے وہ عقل جو سمجھ سکتی ہے۔ کہاں ہیں وہ آنکھیں جو
وقتوں کو پہچانتی ہیں۔ آسمان پر ایک حکم لکھا گیا۔ کیا تم اس سے ناراض ہو؟ کیا تم رب العزت سے
پوچھو گے کہ تو نے ایسا کیوں کیا؟ اے نادان انسان! باز آجا کہ صاعقہ کے سامنے کھڑا ہونا تیرے
لئے اچھا نہیں!!!

اپنے ظلموں کو دیکھو اور اپنی شوخیوں پر غور کرو کہ خدا نے اول ایک نشان قائم کیا اور آتھم کو
دو طور کی موت دی۔ اول یہ کہ وہ اخفائے حق اور دروغ گوئی کا ملزم ٹھہر کر اپنی صفائی کسی طور سے
ثابت نہ کر سکا نہ نالش سے نہ قسم سے نہ کسی اور ثبوت سے۔ دوسرے یہ کہ خدا کے وعدہ کے موافق
اخفاء پر اصرار کرنے کے بعد جلد فوت ہو گیا۔ اب بتلاؤ کہ اس پیشگوئی کی تصدیق میں تمہیں کیا
مشکلات پیش آئیں؟ کیا آتھم نہیں ڈرتا رہا؟ کیا آخر وہ نہیں مر گیا؟ کیا پیشگوئی میں صاف اور
صریح طور پر یہ شرط نہ تھی کہ حق کی طرف رجوع کرنے سے موت میں تاخیر ہوگی۔ پھر کیا تم میں
سے کوئی قسم کھا سکتا ہے کہ آتھم پر قرائن عقلیہ کی رو سے یہ الزام قائم نہیں ہوا کہ اس نے اپنے
اقوال اور افعال اور بیہودہ عذرات سے یہ ثابت کر دیا کہ وہ پیشگوئی کے بعد ضرور ڈرتا رہا اور وہ
اس بات کا ثبوت نہیں دے سکا کہ کیوں اس ڈر کو جس کا اس کو خود اقرار تھا تعلیم یافتہ سانپ

☆ **نوٹ:** ایک امام کے ظہور کے لئے جو آسمان و زمین گواہی دے رہے ہیں اس سے یہ مطلب نہیں کہ کوئی
مہدی خونی یا مسیح غازی ظہور کرے گا۔ یہ تمام باتیں ناسمجھی کے خیال ہیں بلکہ ہم مامور ہیں کہ آسمانی نشانوں
اور عقلی دلائل کے ساتھ منکروں کو شرمندہ کریں اور خوارق کے ساتھ ایمان کو دلوں میں اتاریں۔ منہ

وغیرہ بے دلیل عذروں کی طرف منسوب کیا جائے۔ حالانکہ اس ثبوت کو دلوں میں جمانے کے لئے قسم اور نالش دونوں راہیں اس کے لئے کھلی تھیں۔ اب بتلاؤ کیا اس نے قسم کھائی؟ کیا اس نے نالش کی؟ کیا اس نے اپنے بہتانوں کا کوئی اور ثبوت دیا؟ کچھ تو منہ سے کہو! کچھ تو پھوٹو! کہ اس نے خوف کا اقرار کر کے اور محض بہتان اور افتراء سے سانپ وغیرہ کو اپنے خوف کی بناء قرار دیکر ان خود تراشیدہ عذرات کے ثابت کرنے کے لئے کیا کیا دلائل پیش کئے۔ اے کمبخت متعصبو! کیا تم کبھی نہیں مرو گے؟ کیا وہ دن نہیں آئے گا کہ جب تم رب العالمین کے حضور میں کھڑے کئے جاؤ گے۔ ﴿۶﴾ اگر اسی شکل کا کوئی دنیا کا مقدمہ ہوتا اور تم اس کے اسیسر یا منصف مقرر کئے جاتے تو بیشک تم ایسے شخص کو کہ آتھم کی طرح اپنے عذرات کا کچھ ثبوت نہ دے سکتا جھوٹا ٹھہراتے اور انسانی عدالت سے ڈر کر سچے اظہار لکھوا دیتے۔ مگر اب تم سمجھتے ہو کہ خدا تم سے دور ہے اور کچھ سنتا نہیں اور مواخذہ کا دن بہت فاصلہ پر ہے!!!

سچ کہو کیا آتھم پاکدامن مرگیا؟ اور اپنے سر پر ہماری طرف سے کوئی الزام نہیں لے گیا؟ تمہیں قسم ہے ذرہ مجھے سناؤ کہ کیا تم نے میرے اشتہاروں میں نہیں پڑھا کہ آتھم اخفاء حق پر اصرار کرنے کے بعد جلد مر جائے گا۔ سو ایسا ہی ہوا اور وہ ہمارے آخری اشتہار سے جو اتمام حجت کی طرح تھا سات ماہ کے اندر فوت ہوگیا۔ پس یہ کیسی بے ایمانی ہے جو اس قوم کے خبیث طبع لوگوں نے عیسائیوں کے ساتھ ہاتھ جا ملائے اور آسمانی آواز کی مخالفت کی اور شیطانی آواز کے مصدق ہوگئے۔ پر یہ تو اچھا ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو پورا کیا۔ کمبخت سعداللہ نومسلم اور محمد علی واعظ اب تک روئے جاتے ہیں جو پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ اے شیاطین کے گروہ تم راستی کو کب تک چھپاؤ گے؟ کیا تمہاری کوششوں سے حق نابود ہو جائے گا۔ خدا سے لڑو جس قدر لڑ سکتے ہو۔ پھر دیکھو کہ فتح کس کی ہے کیونکہ حکم خوا تیم پر ہے۔ اے بے حیا قوم! آتھم مقابل پر آنے سے ڈرا مگر تم نہ ڈرے۔ وہ لعنتوں کے ساتھ کچلا گیا مگر مقابل پر نہ آیا۔ اس کو چار ہزار روپیہ کے انعام کا وعدہ دیا گیا۔ اس کو جرأت نہ ہوئی کہ ایک قدم بھی ہماری طرف آوے۔ یہاں تک کہ

قبر میں پہنچ گیا۔ وہ نالش کرنے سے بھی ڈرا۔ اور جب عیسائیوں نے اس پر زور دیا تو اس نے کانوں پر ہاتھ رکھ لیا تو کیا ابھی تک ثابت نہ ہوا کہ وہ اپنے مقابلہ کو خلاف حق جانتا تھا۔ اور دل میں خوف بھرا ہوا تھا۔ مگر پھر بھی اخفائے حق کی وجہ سے خدا نے اس کو نہ چھوڑا اور خدا کے وعدہ کے موافق اور ٹھیک ٹھیک اس کے الہام کے منشاء کے مطابق وہ مر گیا۔ اور مولویوں اور عیسائیوں کا منہ سیاہ کر گیا۔ وہ مجھ سے عمر میں بجز چند سال کچھ زیادہ نہ تھا۔ سعد اللہ نومسلم کی بدذاتی ہے کہ اس کو پیر فرتوت قرار دیتا ہے۔ یہ یہودی چاہتا ہے کہ کسی طرح پیشگوئی مخفی ہو جائے۔ سوا ے مخالفو! بے حیائی سے جس قدر چاہو انکار کرو۔ مگر حقیقت کھل گئی اور عقلمندوں نے سمجھ لیا ہے کہ پیشگوئی نہ ایک پہلو سے بلکہ چار پہلو سے پوری ہوگئی۔☆ «۷»

آتھم کو اس رجوع اور خوف کا فائدہ دیا گیا جو اس سے ظہور میں آیا جیسا کہ الہامی شرط تھی اور پیشگوئی کا ایک جزو تھا۔ اور یہ رجوع پیشگوئی کو سنتے ہی اس میں پیدا ہو گیا تھا کیونکہ وہ اسلامی مرتد تھا اور یسوع کی خدائی کے بارے میں خود ہمیشہ کھٹکے میں رہتا تھا اور تاویلیں کیا کرتا تھا اور مجھ پر ابتداء سے اس کو نیک ظن تھا کیونکہ وہ اس ضلع میں رہ کر میرے ابتدائی حالات سے خوب واقف تھا۔ یہ ممکن نہ تھا کہ وہ مجھے جھوٹا سمجھتا اسی وجہ سے پیشگوئی کے سنانے کے وقت اس کا رنگ زرد ہو گیا تھا اور اس کی حالت متغیر ہوگئی تھی۔ اور جب میں نے کہا کہ تم نے اپنی کتاب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دجال کہا ہے یہ اس کی سزا ہے جو تم کو ملے گی۔ تو اس کے منہ پر ہوائیاں اڑنے لگیں اور دونوں ہاتھ اس نے اپنے کانوں پر رکھے گویا وہ اس وقت توبہ کر رہا تھا۔ میرے خیال میں ہے کہ اس وقت ستر آدمی کے قریب اس جلسہ نصاریٰ میں ہوں گے۔ غرض اس کا رجوع نہ دیر کے بعد بلکہ اسی دم سے شروع ہو گیا تھا۔ اور اخیر میعاد تک اس نے دیوانوں کی طرح دنوں کو بسر کیا۔

☆ (۱) ایک پہلو یہ کہ جو الہام میں شرط تھی اس شرط کی پابندی سے آتھم کی موت میں تاخیر ہوئی۔ (۲) دوم یہ کہ آتھم اخفاء شہادت سے موافق الہام جلد فوت ہو گیا۔ (۳) سوم یہ کہ عیسائیوں کے مکر اور مولویوں کی باہمی سازش سے براہین احمدیہ کی پیشگوئی صفحہ ۲۴۱ پوری ہوگئی۔ (۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی جو عیسائیوں اور مسلمانوں کے جھگڑے کے بارے میں تھی وہ بھی اس سے پوری ہوگئی۔ منہ

اب اس سے زیادہ بدذاتی کیا ہوگی کہ باوجود ایسے صاف صاف واقعات کے پھر کہا جاتا ہے کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ لعنة اللّٰہ علی الکاذبین ۔رجوع کا لفظ جو شرط میں داخل ہے ایک دل کا فعل تھا جو اسی وقت سے شروع ہو گیا تھا۔ کھلے کھلے اسلام کا شرط میں کہاں لفظ ہے کیا ایک مشرک ایسی سخت پیشگوئی کے وقت مستقیم رہ سکتا تھا۔ ہر یک کو یاد رکھنا چاہئے کہ یہ پیشگوئی اسی دن سے شروع نہیں ہوئی بلکہ براہین احمدیہ میں بارہ۱۲ برس پہلے اس کی خبر دی گئی ہے اور ساتھ ہی لیکھرام کی پیشگوئی کی خبر تھی۔ اگر تم غور سے صفحہ (۲۳۹) اور (۲۴۰) اور (۲۴۱) براہین احمدیہ کا پڑھو تو یہ تمام نقشہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا آثار سابقہ اور احادیث ﴿۸﴾ نبویہ میں مہدی آخر زمان کی نسبت یہ لکھا گیا تھا کہ اوائل حال میں اس کو بے دین اور کافر قرار دیا جائے گا۔ اور لوگ اس سے سخت بغض رکھیں گے اور مذمت کے ساتھ اس کو یاد کریں گے اور دجال اور بے ایمان اور کذاب کے نام سے اس کو پکاریں گے اور یہ سب مولوی ہوں گے۔ اور اس دن مولویوں سے بدتر زمین پر اس امت میں سے کوئی نہیں ہوگا سو کچھ مدت ایسا ہوتا رہے گا۔ پھر خدا آسمانی نشانوں سے اس کی تائید کرے گا۔ اور اس کے لئے آسمان سے آواز آئے گی کہ یہ خلیفة اللّٰہ المھدی ہے۔ مگر کیا آسمان بولے گا جیسا انسان بولتا ہے؟ نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ ہیبت ناک نشان ظاہر ہوں گے جن سے دل اور کلیجے ہل جائیں گے۔ تب خدا دلوں کو اس کی محبت کی طرف پھیر دے گا اور اس کی قبولیت زمین میں پھیلا دی جائے گی۔ یہاں تک کہ کسی جگہ چار آدمی مل کر نہیں بیٹھیں گے جو اس کا ذکر محبت اور ثناء کے ساتھ نہ کرتے ہوں۔ سو براہین کے یہ صفحات مذکورہ بالا انہیں واقعات کا نقشہ کھینچ رہے ہیں۔ اول مجھ کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ لوگ تجھ کو گمراہ اور جاہل اور شیطانی خیال کا آدمی خیال کریں گے۔ دکھ دیں گے۔ اور طرح طرح کی باتیں بولیں گے اور ٹھٹھے کریں گے۔ اور پھر فرمایا کہ میں سب ٹھٹھا کرنے والوں کے لئے کافی ہوں گا۔ اور پھر فرمایا قل عندی شھادة من اللّٰہ فھل انتم مؤمنون. یہ اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ ان دنوں میں آسمانی نشانیاں ظاہر ہوں گی۔ پھر بعد اس کے صفحہ ۲۴۱ میں آتھم کی نشانی کا ذکر فرمایا اور ساتھ ہی خبر دیدی کہ اس نشان پر عیسائیوں اور یہودی صفت

مسلمانوں کا بلوہ ہوگا۔ اور وہ مکر کریں گے اور خدا بھی مکر کرے گا۔ اور خدا کے مکر غالب آتے ہیں پھر بعد اس کے فرمایا کہ ان مکروں کے بعد خدا حق کو ظاہر کر دے گا اور فتح عظیم ہوگی۔ سو لیکھرام کے واقعہ کو خدا نے فتح عظیم کر کے دکھلایا۔ اور بجز خدا کے یہ کسی کے مقدور میں نہ تھا کہ ایسے معرکہ کے انجام کی خبر دیتا اور غلبہ کی بشارت سناتا!

دوسری پیشگوئی لیکھرام کے بارے میں ہے جس کی نسبت براہین کے انہیں الہامات میں اشارہ ہے۔ اور براہین احمدیہ میں عیسائیوں کے مکر کے بعد یہ الہام لکھا ہے الفتنة ھٰھُنَا فاصبر کما صبر اولو العزم یعنی جب وہ مکر کریں گے تو ایک بڑا فتنہ برپا ہوگا اور ملک میں باطل کی حمایت میں شور پڑ جائے گا۔ اور صادق کو کاذب ٹھہرا دیا جائے گا۔ اور کاذبوں کو حق بجانب سمجھ لیں گے۔ اب اے آنکھوں والو! اس قدر سچائی کا خون کر کے جہنم کی آگ میں مت پڑو۔ دیکھو کس قدر عظمت اس پیشگوئی میں ہے کہ بارہ برس پہلے اس کا نقشہ کھینچ کر دکھلایا گیا ہے۔ اور اس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھی ایک اثر منقول ہے کہ عیسائیوں سے جھگڑا ہوگا تب زمین سے آواز آئے گی کہ آل عیسیٰ حق پر ہے اور آسمان سے آواز آئے گی کہ آل محمدؐ حق پر ہے۔ اب سچ کہو کہ ابھی تک آواز آئی یا نہیں؟ اگر تم شرارت میں بڑھو گے تو وہ اپنی قدرت نمائی میں بڑھے گا۔ کیا کوئی ہے جو اس کو تھکا سکے؟ ﴿۹﴾

اب ہم لیکھرام کی پیشگوئی کو مفصل طور پر مع اصل عبارات ان کتابوں کے اس جگہ درج کرتے ہیں جن میں یہ پیشگوئی موجود ہے اور ناظرین کو توجہ دلاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا خوف کر کے ان مقامات کو غور سے پڑھیں اور پھر سوچیں کہ کیا یہ انسان کا کام ہے یا اس خدا کا جو زمین و آسمان کا مالک اور تمام طاقتوں کا خداوند ہے۔ یاد رہے کہ جن کتابوں کی ذیل میں عبارتیں لکھی جاتی ہیں وہ تمام عبارتیں اس جگہ بعینہٖ درج کی گئی ہیں۔ ایک حرف کی زیادتی یا کمی ان میں نہیں یہاں تک کہ پیشگوئی کے سر پر کی وہ غزل جس کی ابتدا میں یہ مصرع ہے ؎ عجب نوریست درجان محمدؐ۔ اس کے نیچے جو پیشگوئی کے دکھلانے کے لئے ہاتھ بنایا گیا تھا وہ ہاتھ بھی بعینہٖ اسی موقعہ پر لگا دیا ہے تا اس رسالہ کے پڑھنے والے بکلی اس

نقشہ پر مطلع ہو جائیں جو لیکھرام کے مرنے سے چار برس پہلے اس کی موت کیلئے کھینچا گیا تھا اور باایں ہمہ ہر ایک شہر میں یہ کتابیں مل سکتی ہیں اور کئی برسوں سے پنجاب اور ہندوستان میں شائع ہو رہی ہیں جس کا جی چاہے اصل کتابوں میں دیکھ لے۔

اس جگہ ایک ضروری بات جو یاد رکھنے کے لائق ہے اور جو ہماری اس کتاب کی روح اور علت غائی ہے وہ یہ ہے کہ یہ پیشگوئی ایک بڑے مقصد کے ظاہر کرنے کیلئے کی گئی تھی۔ یعنی اس بات کا ثبوت دینے کے لئے کہ آریہ مذہب بالکل باطل اور وید خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ اور ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے پاک رسول اور برگزیدہ نبی اور اسلام خدا تعالیٰ کی طرف سے سچا مذہب ہے۔ اور یہی بار بار لکھا گیا تھا اور اسی مقصد کے پورا کرنے کے لئے دعائیں کی گئی تھیں۔ سو اس پیشگوئی کو نری ایک پیشگوئی خیال نہیں کرنا ﴿۱۰﴾ چاہیئے بلکہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہندوؤں اور مسلمانوں میں ایک آسمانی فیصلہ ہے۔ کچھ مدت سے ہندوؤں میں تیزی بڑھ گئی تھی۔ خاص کر کے یہ لیکھرام تو گویا اس بات پر اعتقاد نہیں رکھتا تھا کہ خدا بھی ہے۔ سو خدا نے ان لوگوں کو چمکتا ہوا نمونہ دکھلایا۔ چاہیئے کہ ہر یک شخص اس سے عبرت پکڑے جو شخص خدا کے مقدس نبیوں کی اہانت میں زبان کھولتا ہے کبھی اس کا انجام اچھا نہیں ہو سکتا۔

لیکھرام اپنی موت سے آریوں کو ہمیشہ کی عبرت کا سبق دے گیا ہے۔ چاہیئے کہ ان شرارتوں سے دست بردار ہوں جو دیانند نے ملک میں پھیلائیں اور نرمی اور لطف اور سچی محبت اور تعظیم کے ساتھ اسلام سے برتاؤ کریں۔ آئندہ انہیں اختیار ہے۔ بعض احمق جو مسلمان کہلا کر آریوں کی طرف جھکے تھے اب ان کی توبہ کا وقت ہے انہیں دیکھنا چاہیئے کہ اسلام کا خدا کیسا غالب ہے؟ آریوں کو اس پیشگوئی کے وقت بذریعہ چھپے ہوئے اشتہاروں کے اطلاع دی گئی تھی کہ اگر تمہارا دین سچا ہے اور اسلام باطل تو اس کی یہی نشانی ہے کہ اس پیشگوئی کے اثر سے اپنے وکیل لیکھرام کو بچا لو اور جہاں تک ممکن ہے اس کے لئے دعائیں کرو اور دعاؤں کے لئے مہلت بہت تھی لیکن خدا کے قہری ارادہ کو وہ لوگ بدل نہ سکے۔ یقیناً سمجھنا چاہیئے کہ جو چھری لیکھرام پر چلائی گئی‘ یہ وہی چھری

تھی جو وہ کئی برس تک ہمارے سید و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی میں چلاتا رہا۔ پس وہی زبان کی تیزی چھری کی شکل پر متمثل ہو کر اس کے پیٹ میں گھس گئی۔ جب تک آسمان پر چھری نہ چلے زمین پر ہرگز چل نہیں سکتی۔ لوگ سمجھتے ہوں گے کہ لیکھرام اب مارا گیا۔ لیکن میں تو اس وقت سے مقتول سمجھتا تھا جب میرے پاس ایک فرشتہ خونی شکل میں آیا اور اس نے پوچھا کہ ''لیکھرام کہاں ہے'' چنانچہ یہ سب مضمون ان پیشگوئیوں میں پڑھو گے۔ جو ذیل میں لکھی جاتی ہے۔

اول (اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں پنڈت لیکھرام کی نسبت صرف اسی قدر صفحہ ۴ میں پیشگوئی ہے) کہ لیکھرام صاحب پشاوری کی قضا و قدر وغیرہ کے متعلق غالباً اس رسالہ میں بقید وقت و تاریخ کچھ تحریر ہوگا۔ اگر کسی صاحب پر کوئی ایسی پیشگوئی شاق گذرے تو وہ مجاز ہیں کہ یکم مارچ ۱۸۸۶ء سے یا اس تاریخ سے جو کسی اخبار میں پہلی دفعہ یہ مضمون شائع ہو ٹھیک ٹھیک دو ہفتہ کے اندر اپنی دستخطی تحریر سے مجھ کو اطلاع دیں تا وہ پیشگوئی جس کے ظہور سے وہ ڈرتے ہیں اندراج رسالہ سے علیحدہ رکھی جائے اور موجب دل آزاری سمجھ کر کسی کو اس پر مطلع نہ کیا جائے۔ اور کسی کو اس کے وقت ظہور سے خبر نہ دی جائے۔ پھر بعد اس کے پنڈت لیکھرام کا کارڈ پہنچا کہ میں اجازت دیتا ہوں کہ میری موت کی نسبت پیشگوئی کی جائے مگر میعاد مقرر ہونی چاہیئے۔ پھر بعد اس کے مفصلہ ذیل الہامات ہوئے۔ ﴿۱۱﴾

دوم۔ الہام مندرجہ رسالہ کرامات الصادقین مطبوعہ صفر ۱۳۱۱ ہجری وَعدنی رَبّی و استجاب دُعائی فی رجل مُفسدٍ عدو اللّٰہ وَ رسُولہ المسمّی لیکھرام الفشاوری و اخبرنی انہ من الھالکین. انہ کان یسبّ نبی اللّٰہ و یتکلم فی شانہ بکلمات خبیثة. فدعوت علیہ. فبشرنی ربّی بموتہ فی ستّة سنةٍ ان فی ذٰلک لاٰیة لِلطّالبین ۔ یعنی خدا تعالیٰ نے ایک دشمن اللہ اور رسول کے بارے میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نکالتا ہے اور ناپاک کلمے زبان پر لاتا ہے جس کا نام لیکھرام ہے مجھے وعدہ دیا اور میری دعا سنی اور جب میں نے اس پر بددعا کی تو خدا نے مجھے بشارت دی کہ وہ چھ۶ سال کے اندر ہلاک ہو جائے گا۔ یہ ان کے لئے نشان ہے جو

سچے مذہب کو ڈھونڈتے ہیں۔

سوم۔ الہام مندرجہ اشتہار ۲۰؍ فروری ۱۸۹۳ء مشمولہ کتاب آئینہ کمالات اسلام

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عجب نوریست در جان محمدؐ عجب لعلیست در کان محمدؐ
عجب دارم دل آں ناکساں را کہ رو تابند از خوانِ محمدؐ
خدا زاں سینہ بیزار است صد بار کہ ہست از کینہ دارانِ محمدؐ
اگر خواہی نجات از مستیٔ نفس بیا در ذیلِ مستانِ محمدؐ
اگر خواہی دلیلے عاشقش باش محمدؐ ہست برہانِ محمدؐ
بگیسوئے رسول اللہ کہ ہستم نثار روئے تابانِ محمدؐ ﴿۱۲﴾
بکار دین نترسم از جہانے کہ دارم رنگ ایمانِ محمدؐ
فدا شد در رہش ہر ذرّۂ من کہ دیدم حسن پنہانِ محمدؐ
بدیگر دلبرے کارے ندارم کہ ہستم کشتۂ آنِ محمدؐ
دل زارم بہ پہلویم مجوئید کہ بستیمش بدامانِ محمدؐ
تو جان ما منور کردی از عشق فدایت جانم اے جانِ محمدؐ
چہ ہیبت ہا بدادند ایں جواں را کہ ناید کس بمیدانِ محمدؐ
رہ مولیٰ کہ گم کردند مردم بجو در آل و اعوانِ محمدؐ
زظلمت ہا دلے آنگہ شود صاف کہ گردد از محبّانِ محمدؐ
ندانم ہیچ نفسے در دو عالم کہ دارد شوکت و شانِ محمدؐ
خدا خود سوزد آں کرم دنی را کہ باشد از عدوّانِ محمدؐ
اگر خواہی کہ حق گوید ثنایت بشو از دل ثنا خوانِ محمدؐ
سرے دارم فدائے خاک احمدؐ دلم ہر وقت قربانِ محمدؐ
دریں رہ گر کشندم ور بسوزند نتابم رُو زِ ایوانِ محمدؐ
بسے سہل ست از دنیا بریدن بیاد حسن و احسانِ محمدؐ
دگر استاد را نامے ندانم کہ خواندم در دبستانِ محمدؐ
مرا آں گوشۂ چشمے بباید نخواہم جز گلستانِ محمدؐ
من آں خوش مرغ از مرغان قدسم کہ دارد جا بہ بستانِ محمدؐ
دریغا گر دہم صد جان دریں راہ نباشد نیز شایانِ محمدؐ
الا اے دشمن نادان و بے راہ بترس از تیغ بُرّانِ محمدؐ
الا اے منکر از شانِ محمدؐ ہم از نور نمایانِ محمدؐ

کرامت گرچہ بے نام و نشان است بیا بنگر زِ غلمانِ محمدؐ

لیکھرام پشاوری کی نسبت ایک پیشگوئی

واضح ہو کہ اس عاجز نے اشتہار ۲۰؍ فروری ۱۸۸۶ء میں جو اس کتاب کے ساتھ شامل

کیا گیا تھا اندرمن مراد آبادی اور لیکھرام پشاوری کو اس بات کی دعوت کی تھی کہ اگر وہ خواہشمند ہوں تو ان کی قضا و قدر کی نسبت بعض پیشگوئیاں شائع کی جائیں سو اس اشتہار کے بعد اندرمن نے تو اعراض کیا اور کچھ عرصہ کے بعد فوت ہوگیا۔ لیکن لیکھرام نے بڑی دلیری سے ایک کارڈ اس عاجز کی طرف روانہ کیا کہ میری نسبت جو پیشگوئی چاہو شائع کردو میری طرف سے اجازت ہے۔ سو اس کی نسبت جب توجہ کی گئی تو اللہ جلّ شانہٗ کی طرف سے یہ الہام ہوا۔

عِجْلٌ جَسَدٌ لَهٗ خُوَار . لَهٗ نَصَبٌ وَ عَذَاب

یعنی یہ صرف ایک بے جان گوسالہ ہے جس کے اندر سے ایک مکروہ آواز نکل رہی ہے۔ اور اس کیلئے ان گستاخیوں اور بدزبانیوں کے عوض میں سزا اور رنج اور عذاب مقدر ہے جو ضرور اس کو مل رہے گا۔ اور اس کے بعد آج جو ۲۰؍فروری ۱۸۹۳ء روز دوشنبہ ہے اس ﴿۱۳﴾
عذاب کا وقت معلوم کرنے کیلئے توجہ کی گئی تو خداوند کریم نے مجھ پر ظاہر کیا کہ آج کی تاریخ سے جو بیس فروری ۱۸۹۳ء ہے چھ برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بدزبانیوں کی سزا میں یعنی ان بے ادبیوں کی سزا میں جو اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کی ہیں عذاب شدید میں مبتلا ہو جائے گا سو اب میں اس پیشگوئی کو شائع کر کے تمام مسلمانوں اور آریوں اور عیسائیوں اور دیگر فرقوں پر ظاہر کرتا ہوں کہ اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب☆ نازل نہ ہوا جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت اور اپنے اندر الٰہی ہیبت رکھتا ہو تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور نہ اس کی روح سے میرا یہ نطق ہے اور اگر میں اس پیشگوئی میں کاذب نکلا تو ہر یک سزا کے بھگتنے کے لئے میں طیار ہوں اور اس بات پر راضی ہوں کہ مجھے گلے میں رسہ ڈال کر کسی سولی پر کھینچا جائے اور باوجود میرے اس اقرار کے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ کسی انسان کا اپنی پیشگوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے۔ زیادہ اس سے کیا لکھوں۔

☆ اب آریوں کو چاہیے کہ سب مل کر دعا کریں کہ یہ عذاب ان کے اس وکیل سے ٹل جائے۔

واضح رہے کہ اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت بے ادبیاں کی ہیں جن کے تصور سے بھی بدن کانپتا ہے۔اس کی کتابیں عجیب طور کی تحقیر اور توہین اور دشنام دہی سے بھری ہوئی ہیں کون مسلمان ہے جو ان کتابوں کو سنے اور اس کا دل اور جگر ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو۔ باایں ہمہ شوخی وخیرگی یہ شخص سخت جاہل ہے عربی سے ذرہ مس نہیں بلکہ دقیق اردو لکھنے کا بھی مادہ نہیں اور یہ پیشگوئی اتفاقی نہیں بلکہ اس عاجز نے خاص اسی مطلب کے لئے دعا کی جس کا یہ جواب ملا اور یہ پیشگوئی مسلمانوں کے لئے بھی نشان ہے کاش وہ حقیقت کو سمجھتے اور ان کے دل نرم ہوتے۔اب میں اسی خدائے عزّ و جلّ کے نام پر ختم کرتا ہوں جس کے نام سے شروع کیا تھا۔**والحمد للّٰہ والصلوٰۃ والسّلام علٰی رسولہ محمّد المصطفی افضل الرسل و خیر الوریٰ سیّدنا و سیّد کل ما فی الارض والسما۔**

خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان

ضلع گورداسپورہ (۲۰؍فروری ۱۸۹۳ء)

چہارم۔ جواب اعتراض مندرجہ ٹائٹل پیج برکات الدعا معہ خبر مندرجہ حاشیہ صفحہ۴ ٹائٹل پیج۔ ﴿۱۴﴾

نمونہ دعائے مستجاب

انیس ہند میرٹھ اور ہماری پیشگوئی پر اعتراض

اس اخبار کا پرچہ مطبوعہ ۲۵؍ مارچ ۱۸۹۳ء جس میں میری اس پیشگوئی کی نسبت جو لیکھرام پشاوری کے بارے میں میں نے شائع کی تھی کچھ نکتہ چینی ہے مجھ کو ملا۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض اور اخباروں پر بھی یہ کلمۃ الحق شاق گذرا ہے۔اور حقیقت میں میرے لئے خوشی کا مقام ہے کہ یوں خود مخالفوں کے ہاتھوں اس کی شہرت اور اشاعت ہو رہی ہے سو میں اس وقت اس نکتہ چینی کے جواب میں صرف اس قدر لکھنا کافی سمجھتا ہوں کہ جس طور اور طریق سے خدا تعالیٰ نے چاہا اسی طور سے کیا میرا اس میں دخل نہیں۔ ہاں یہ سوال کہ ایسی پیشگوئی مفید نہیں ہوگی اور اس میں شبہات باقی رہ جائیں گے اس اعتراض کی نسبت میں خوب سمجھتا ہوں کہ یہ پیش از وقت ہے۔ میں اس بات کا خود اقراری ہوں اور اب پھر اقرار کرتا ہوں کہ اگر جیسا کہ معترضوں نے خیال فرمایا ہے پیشگوئی کا ماحصل آخرکار

یہی نکلا کہ کوئی معمولی تپ آیا یا معمولی طور پر کوئی درد ہوا یا ہیضہ ہوا اور پھر اصلی حالت صحت کی قائم ہوگئی تو وہ پیشگوئی متصور نہیں ہوگی اور بلاشبہ ایک مکر اور فریب ہوگا۔ کیونکہ ایسی بیماریوں سے تو کوئی بھی خالی نہیں۔ ہم سب کبھی نہ کبھی بیمار ہو جاتے ہیں۔ پس اس صورت میں میں بلاشبہ اس سزا کے لائق ٹھہروں گا جس کا ذکر میں نے کیا ہے۔ لیکن اگر پیشگوئی کا ظہور اس طور سے ہوا کہ جس میں قہر الٰہی کے نشان صاف صاف اور کھلے طور پر دکھائی دیں تو پھر سمجھو کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ پیشگوئی کی ذاتی عظمت اور ہیبت دنوں اور وقتوں کے مقرر کرنے کی محتاج نہیں۔ اس بارے میں تو زمانہ نزول عذاب کی ایک حد مقرر کر دینا کافی ہے۔ پھر اگر پیشگوئی فی الواقعہ ایک عظیم الشان ہیبت کے ساتھ ظہور پذیر ہو تو وہ خود دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے اور یہ سارے خیالات اور یہ تمام نکتہ چینیاں جو پیش از وقت دلوں میں پیدا ہوتی ہیں ایسی معدوم ہو جاتی ہیں کہ منصف مزاج اہل الرائے ایک انفعال کے ساتھ اپنی رایوں سے رجوع کرتے ہیں۔ ماسوا اس کے یہ عاجز بھی تو قانون قدرت کے تحت میں ہے۔ اگر میری طرف سے بنیاد اس پیشگوئی کی ﴿۱۵﴾
صرف اسی قدر ہے کہ میں نے صرف یاوہ گوئی کے طور پر چند احتمالی بیماریوں کو ذہن میں رکھ کر اور اٹکل سے کام لے کر یہ پیشگوئی شائع کی ہے تو جس شخص کی نسبت یہ پیشگوئی ہے وہ بھی تو ایسا کر سکتا ہے کہ انہیں اٹکلوں کی بنیاد پر میری نسبت کوئی پیشگوئی کر دے۔ بلکہ میں راضی ہوں کہ بجائے چھ برس کے جو میں نے اس کے حق میں میعاد مقرر کی ہے وہ میرے لئے دس۱۰ لکھ دے۔ لیکھرام کی عمر اس وقت شاید زیادہ سے زیادہ تیس برس کی ہوگی اور وہ ایک جوان قوی ہیکل عمدہ صحت کا آدمی ہے اور اس عاجز کی عمر اس وقت پچاس برس سے کچھ زیادہ ہے اور ضعیف اور دائم المرض اور طرح طرح کے عوارض میں مبتلا ہے۔ پھر باوجود اس کے مقابلہ میں خود معلوم ہو جائے گا کہ کونسی بات انسان کی طرف سے ہے اور کونسی بات خدا تعالیٰ کی طرف سے۔

اور معترض کا یہ کہنا کہ ایسی پیشگوئیوں کا اب زمانہ نہیں ہے ایک معمولی فقرہ ہے

جو اکثر لوگ منہ سے بول دیا کرتے ہیں۔ میری دانست میں تو مضبوط اور کامل صداقتوں کے قبول کرنے کے لئے یہ ایک ایسا زمانہ ہے کہ شاید اس کی نظیر پہلے زمانوں میں کوئی بھی مل نہ سکے۔ ہاں اس زمانہ سے کوئی فریب اور مکر مخفی نہیں رہ سکتا۔ مگر یہ تو راستبازوں کیلئے اور بھی خوشی کا مقام ہے کیونکہ جو شخص فریب اور سچ میں فرق کرنا جانتا ہے وہی سچائی کی دل سے عزت کرتا ہے اور بخوشی اور دوڑ کر سچائی کو قبول کر لیتا ہے۔ اور سچائی میں کچھ ایسی کشش ہوتی ہے کہ وہ آپ قبول کرا لیتی ہے۔ ظاہر ہے کہ زمانہ صدہا ایسی نئی باتوں کو قبول کرتا جاتا ہے جو لوگوں کے باپ دادوں نے قبول نہیں کی تھیں۔ اگر زمانہ صداقتوں کا پیاسا نہیں تو پھر کیوں ایک عظیم الشان انقلاب اس میں شروع ہے۔ زمانہ بیشک حقیقی صداقتوں کا دوست ہے نہ دشمن۔ اور یہ کہنا کہ زمانہ عقلمند ہے اور سیدھے سادھے لوگوں کا وقت گذر گیا ہے۔ یہ دوسرے لفظوں میں زمانہ کی مذمت ہے۔ گویا یہ زمانہ ایک ایسا بد زمانہ ہے کہ سچائی کو واقعی طور پر سچائی پا کر پھر اس کو قبول نہیں کرتا۔ لیکن میں ہرگز قبول نہیں کروں گا کہ فی الواقع ایسا ہی ہے۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ زیادہ تر میری طرف رجوع کرنے والے اور مجھ سے فائدہ اٹھانے والے وہی لوگ ہیں جو نو تعلیم یافتہ ہیں جو بعض ان میں سے بی اے اور ﴿۱۶﴾
ایم اے تک پہنچے ہوئے ہیں اور میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ یہ نو تعلیم یافتہ لوگوں کا گروہ صداقتوں کو بڑے شوق سے قبول کرتا جاتا ہے اور صرف اسی قدر نہیں بلکہ ایک نو مسلم اور تعلیم یافتہ یوریشین انگریزوں کا گروہ جن کی سکونت مدراس کے احاطہ میں ہے ہماری جماعت میں شامل اور تمام صداقتوں پر یقین رکھتے ہیں۔

اب میں خیال کرتا ہوں کہ میں نے وہ تمام باتیں لکھ دی ہیں جو ایک خدا ترس آدمی کے سمجھنے کیلئے کافی ہیں۔ آریوں کا اختیار ہے کہ میرے اس مضمون پر بھی اپنی طرف سے جس طرح چاہیں حاشیے چڑھائیں مجھے اس بات پر کچھ بھی نظر نہیں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اس وقت اس پیشگوئی کی تعریف کرنا یا مذمت کرنا دونوں برابر ہیں۔ اگر یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور میں خوب جانتا ہوں کہ اسی کی طرف سے ہے تو ضرور ہیبت ناک نشان کے ساتھ اس کا وقوعہ ہوگا اور دلوں کو ہلا دے گا۔ اور اگر اس کی طرف سے نہیں

تو پھر میری ذلت ظاہر ہوگی اور اگر میں اس وقت رکیک تاویلیں کروں گا تو یہ اور بھی ذلت کا موجب ہوگا۔ وہ ہستی قدیم اور وہ پاک وقدوس جو تمام اختیارات اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے وہ کاذب کو کبھی عزت نہیں دیتا۔ یہ بالکل غلط بات ہے کہ لیکھرام سے مجھ کو کوئی ذاتی عداوت ہے۔ مجھ کو ذاتی طور پر کسی سے بھی عداوت نہیں بلکہ اس شخص نے سچائی سے دشمنی کی اور ایک ایسے **کامل** اور مقدس کو جو تمام سچائیوں کا چشمہ تھا` توہین سے یاد کیا۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اپنے ایک پیارے کی دنیا میں عزت ظاہر کرے۔ **والسّلام علیٰ من اتّبع الھدیٰ۔**

لیکھرام پشاوری کی نسبت ایک اور خبر

(مندرجہ حاشیہ ٹائٹل پیج برکات الدعا)

آج جو ۲/ اپریل ۱۸۹۳ء مطابق ۱۴ ماہ رمضان ۱۳۱۰ھ ہے صبح کے وقت تھوڑی سی غنودگی کی حالت میں میں نے دیکھا کہ میں ایک وسیع مکان میں بیٹھا ہوا ہوں اور چند دوست بھی میرے پاس موجود ہیں۔ اتنے میں ایک شخص قوی ہیکل مہیب شکل گویا اس کے چہرہ پر سے خون ٹپکتا ہے میرے سامنے آ کر کھڑا ہوگیا۔ میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ ایک نئی خلقت اور شمائل کا شخص ہے گویا انسان نہیں ملائک شداد غلاظ میں سے ہے۔ اور اس کی ہیبت دلوں پر طاری تھی اور میں اس کو دیکھتا ہی تھا کہ اس نے مجھ سے پوچھا کہ ''لیکھرام کہاں ہے'' اور ایک اور شخص کا نام لیا کہ وہ کہاں ہے؟ تب میں نے اس وقت سمجھا کہ یہ شخص لیکھرام اور اس دوسرے شخص کی سزادہی کے لئے مامور کیا گیا ہے۔ مگر مجھے معلوم نہیں رہا کہ وہ دوسرا شخص کون ہے۔ ہاں یہ یقینی طور پر یاد رہا ہے کہ وہ دوسرا شخص انہیں چند آدمیوں سے تھا جن کی نسبت میں اشتہار دے چکا ہوں۔ اور یہ یکشنبہ کا دن اور ۴ بجے صبح کا وقت تھا۔ **فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک.**

لیکھرام کی نسبت آریوں کے خیالات اس کے قتل کئے جانے کے بعد

﴿۱۷﴾ اخبار عام مطبوعہ چہار شنبہ ۱۰؍ مارچ ۱۸۹۷ء میں میری نسبت اشارہ کر کے یہ لکھا ہے کہ ’’ایک عیسائی ڈپٹی صاحب کی نسبت پیشگوئی فوت ہونے کی درعرصہ ایک سال مشتہر کی گئی تھی اور اخباروں میں اس کی چرچا تھی۔ اور خدانخواستہ ان ایام میں اگر ڈپٹی صاحب کے ساتھ ایسا واقعہ ہو جاتا (یعنی قتل کا واقعہ) جس کا خمیازہ لیکھرام صاحب کو بھگتنا پڑا ہے تب اور صورت تھی‘‘۔ اب ہر ایک سمجھ سکتا ہے کہ ایڈیٹر صاحب کی اس تقریر کا کیا مطلب ہے۔ بس یہی مطلب ہے کہ اگر ڈپٹی آتھم صاحب قتل ہو جاتے تو ایڈیٹر صاحب کے خیال میں گورنمنٹ کو پیشگوئی کرنے والے کی نسبت فی الفور توجہ پیدا ہوتی اور وہ تفتیش ہوتی جواب نہیں ہے۔ غالباً اس تقریر سے ایڈیٹر صاحب کی کوئی نیت نیک ہوگی مگر چونکہ وہ ایک سطحی خیال اور خلاف واقعہ سمجھ کا ایک داغ ساتھ رکھتی ہے اس لئے افسوس کی جگہ ہے۔ ایڈیٹر صاحب کی تقریر سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آتھم کی نسبت پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ لیکن ہم مختصر طور پر یاد دلاتے ہیں کہ وہ پیشگوئی بڑی صفائی سے پوری ہوئی۔ آتھم صاحب میرے ایک پرانے ملاقاتی تھے۔ انہوں نے ایک مرتبہ زبانی اور ایک خاص رقعہ کے ذریعہ سے بھی الحاح کیا تھا کہ اگر میری نسبت کوئی پیشگوئی ہو اور وہ سچی نکلی تو میں کسی قدر اپنی اصلاح کروں گا۔ سو خدا نے ان کی نسبت یہ پیشگوئی ظاہر کی کہ وہ پندرہ مہینے کے عرصہ میں ہاویہ میں گریں گے مگر اس شرط سے کہ اس عرصہ میں حق کی طرف انہوں نے رجوع نہ کیا ہو پس چونکہ خدا کی پیشگوئی میں ایک شرط تھی اور آتھم صاحب خوفناک ہو کر اس شرط کے پابند ہو گئے تھے پس ضرور تھا کہ وہ اس شرط سے فائدہ اٹھاتے۔ کیونکہ ممکن نہیں کہ خدا کی شرط پر کوئی عمل کر کے پھر اس سے نفع نہ اٹھائے۔ لہٰذا شرط کی تاثیر سے ان کی موت میں کسی قدر تاخیر ہو گئی۔ اگر کہو کہ اس کا کیا ثبوت ہے کہ دل میں انہوں نے اسلام کی طرف رجوع کر لیا تھا‘ یا ان پر اسلامی پیشگوئی کا خوف غالب آ گیا تھا تو جواب اس کا یہ ہے کہ جب خدا نے مجھے اطلاع دی

کہ آتھم نے شرط سے فائدہ اٹھایا ہے اور اس کی موت میں ہم نے کچھ تاخیر ڈال دی تو میں نے آتھم صاحب کو چار ہزار روپیہ کے انعام پر قسم کھانے کیلئے بلایا کہ اگر در پردہ اسلام کی طرف رجوع نہیں کیا یا اسلامی ہیبت ان کے دل پر طاری نہیں ہوئی تو چاہیئے کہ میدان میں آ کر قسم کھائیں۔ یا ﴿۱۸﴾ اگر قسم نہیں تو نالش کر کے اپنے اس خوف کے وجوہ کو جس کا ان کو اقرار ہے بپایہ اثبات پہنچاویں۔ مگر انہوں نے نہ قسم کھائی نہ نالش کی` باوجودیکہ ان کو صاف اقرار تھا کہ میں میعاد پیشگوئی کے اندر ڈرتا رہا۔ مگر اسلامی ہیبت سے نہیں بلکہ تعلیم یافتہ سانپ اور حملوں وغیرہ سے۔ اور چونکہ وہ خوف کو چھپا نہ سکے اس لئے یہ بہانے بنائے اور ثبوت کچھ نہ دیا اور اسی وجہ سے ان کو قسم کی طرف بلایا گیا تھا۔ تا اگر وہ سچے ہیں تو قسم کھالیں مگر باوجود چار ہزار روپیہ نقد دینے کے قسم نہ کھائی۔ نہ نالش سے اپنے ان بہتانوں کو ثابت کیا۔ یہاں تک کہ قبر میں داخل ہو گئے۔ میرے الہام میں یہ بھی تھا کہ اگر آتھم سچی گواہی نہیں دے گا اور نہ قسم کھائے گا تب بھی **اصرار کے بعد جلد مرے گا**۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور آتھم صاحب میرے آخری اشتہار سے **سات مہینے** کے اندر مر گئے۔ اور عجیب تر یہ کہ ان کے اس تمام قصہ کی بارہ برس قبل از وقوع براہین احمدیہ کے الہامات میں خبر موجود ہے۔ دیکھو صفحہ ۲۴۱ براہین احمدیہ۔ پھر ایسی صاف اور روشن پیشگوئی کی نسبت یہ گمان کرنا کہ وہ پوری نہیں ہوئی کس قدر انصاف کا خون کرنا ہے۔ کیا آتھم صاحب کی اس پیشگوئی میں کوئی شرط نہیں تھی؟ اور اگر تھی تو کیا آتھم صاحب نے اپنے اقوال اور افعال سے اس شرط کا پورا ہونا ثابت نہیں کیا؟ کیا آتھم صاحب میرے اس الزام کو قبر میں ساتھ نہیں لے گئے کہ انہوں نے خوف کا اقرار کر کے پھر یہ ثابت کر کے نہ دکھلایا کہ وہ خوف کسی تعلیم یافتہ سانپ وغیرہ حملوں کی وجہ سے تھا نہ اسلامی پیشگوئی کے رعب کی وجہ سے۔ وہ ہمیشہ مباحثات کیا کرتے تھے مگر پیشگوئی کے بعد ایسے چپ ہوئے کہ چپ ہونے کی حالت میں ہی گذر گئے۔

پس پیشگوئی تین طور سے پوری ہوئی **اول** اپنی شرط کی رو سے کہ شرط پر عمل کرنے سے اس کا فائدہ آتھم کو دیا گیا۔ **دوم** اخفائے شہادت کے بعد جو وعدہ موت تھا اس وعدہ

کے رو سے۔ سوم براہین احمدیہ کے اس الہام کے رو سے جو اس واقعہ سے بارہ برس پہلے ہو چکا تھا اب سوچو کہ اس سے بڑھ کر اگر کسی پیشگوئی میں صفائی ہوگی تو اور کیا ہوگی۔ اگر کوئی سچائی کو چھوڑ کر باتیں بناوے تو ہم اس کا منہ بند نہیں کر سکتے۔ لیکن آتھم کی نسبت جو الہام کے الفاظ ہیں وہ ایسے صاف ہیں کہ ایک حق کے طالب کو بجز ان کے ماننے کے کچھ بن نہیں پڑتا۔ اور براہین احمدیہ کا الہام جو آتھم صاحب کی نسبت ہے جو بارہ برس پہلے اس پیشگوئی سے تقریباً تمام اسلامی دنیا میں شائع ہو چکا ہے اس پر غور کرنے والے تو سجدہ میں گریں گے کہ کیسا عالم الغیب خدا ہے جس نے پہلے سے ان تمام آئندہ واقعات اور جھگڑوں کی خبر دے دی۔ ﴿۱۹﴾

چونکہ اکثر اہل دنیا کو آج کل اس برتر ہستی پر ایمان نہیں ہے اس لئے ان کے خیالات بہ نسبت اس کے کہ نیک ظنی کی طرف جائیں بدظنی کی طرف زیادہ جاتے ہیں۔ یہ بالکل غلطی ہے کہ گورنمنٹ نے لیکھرام کے مقدمہ میں سُستی کی ہے اور آتھم کے مقدمہ میں اگر وہ قتل ہو جاتا تو سُستی نہ کرتی۔ ہم کہتے ہیں کہ بیشک یہ گورنمنٹ کا فرض ہے کہ ہندو اور مسلمانوں کو دونوں آنکھوں کی طرح برابر دیکھے۔ کسی کی رعایت نہ کرے جیسا کہ فی الواقعہ یہ عادل گورنمنٹ ایسا ہی کر رہی ہے۔ لیکن میں پوچھتا ہوں کہ کیا کوئی گورنمنٹ خدا سے بھی لڑ سکتی ہے۔ بیشک گورنمنٹ کا فرض ہے کہ کسی نابکار خونی کو پکڑے اس کو پھانسی دے اور بدتر سے بدتر سزا کے ساتھ اس کو تنبیہ کرے تا دوسرے عبرت پکڑیں اور ملک میں امن قائم رہے۔ اگر آتھم قتل ہو جاتا تو بیشک وہ شخص پھانسی ملتا جو آتھم کا قاتل ہوتا۔ اسی طرح جب ثابت ہوگا کہ لیکھرام کا فلاں شخص قاتل ہے اور وہ گرفتار ہوگا تو ایسا ہی وہ بھی پھانسی ملے گا۔ گورنمنٹ کا اس میں کیا قصور ہے؟ اور کونسی سُستی؟ کس قاتل کو آریہ صاحب کس ثبوت کے ساتھ گرفتار کرانا چاہتے ہیں جس کے پکڑنے میں گورنمنٹ متأمّل ہے؟ لیکن گورنمنٹ خدا کی پیشگوئیوں میں دخل نہیں دے سکتی۔ جس قدر گورنمنٹ اس کی طرف توجہ کرے گی اسی قدر ان پیشگوئیوں کو آسمانی اور بے لوث اور پاک پائے گی۔ آخر یہ گورنمنٹ اہل کتاب ہے اور اس خدا سے منکر نہیں ہے جو پوشیدہ بھیدوں کو جانتا ہے اور آنے والے زمانہ کی ایسے

طور سے خبر دے سکتا ہے کہ گویا وہ موجود ہے۔ کیا چھ سال کی میعاد بیان کرنا اور عید کے دوسرے دن کا پتہ دینا اور صورت موت بیان کر دینا یہ خدا سے ہونا محال ہے؟ اگر خدا سے محال ہے تو ان قیدوں کے ساتھ انسان کی اپنی پیشگوئی کیونکر ممکن ہے۔ کیا دور دراز عرصہ سے ایسی صحیح خبریں دینا انسان کا کام ہے؟ اگر ہے تو اس کی دنیا میں کوئی نظیر پیش کرو۔ گورنمنٹ کو یہ فخر ہونا چاہیئے کہ اس ملک میں اور اس کے زمانہ بادشاہت میں خدا اپنے بعض بندوں سے وہ تعلق پیدا کر رہا ہے کہ جو قصوں اور کہانیوں کے طور پر کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔ اس ملک پر یہ رحمت ہے کہ آسمان زمین سے نزدیک ہو گیا ہے۔ ورنہ دوسرے ملکوں میں اس کی نظیر نہیں!

یہ بھی ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ مختلف مقامات پنجاب سے کئی خط میرے پاس پہنچے ہیں جن میں بعض آریہ صاحبوں کے جوشوں اور نامناسب منصوبوں کا تذکرہ ہے۔ میرے پاس وہ خط بحفاظت موجود ہیں۔ اور اس جگہ کے بعض آریہ کو میں نے وہ خط دکھلا دیئے ہیں۔ چنانچہ ایک خط جو گوجرانوالہ سے ایک معزز اور رئیس کا مجھ کو پہنچا ہے اس کا مضمون یہ ہے کہ ''اس جگہ دو دن تک جلسہ ماتم لیکھرام ہوتا رہا اور قاتل کے گرفتار کنندہ کے لئے ہزار روپیہ انعام قرار پایا ہے اور دو سو اس کے لئے جو نشان دہی کرے۔ اور خارجاً سنا گیا ہے کہ ایک خفیہ انجمن آپ کے قتل کے لئے منعقد ہوئی ہے۔☆ اور اس انجمن کے ممبر قریب قریب شہروں کے لوگ (جیسے لاہور، امرتسر، بٹالہ اور خاص گوجرانوالہ کے ہیں) منتخب ہوئے ہیں۔ اور تجویز یہ ہے کہ بیس ہزار روپیہ چندہ ہو کر کسی شریر طامع کو اس کام کیلئے مامور کریں تا وہ موقعہ پا کر قتل کر دے☆☆ چنانچہ دو ہزار روپیہ تک چندہ کا بندوبست ہو بھی گیا ہے۔ باقی دوسرے شہروں اور دیہات سے وصول کیا جائے گا''۔ پھر بعد اس کے ﴿۲۰﴾

☆ یہی خبر اجمالاً پیسہ اخبار میں بھی لکھی ہے۔ منہ

☆☆ براہین احمدیہ کا وہ الہام یعنی یا عیسٰی انّی متوفیک جو سترہ برس سے شائع ہو چکا ہے اس کے اس وقت خوب معنے کھلے یعنی یہ الہام حضرت عیسیٰ کو اس وقت بطور تسلی ہوا تھا جب یہود ان کے مصلوب کرنے کے لئے کوشش کر رہے تھے۔ اور اس جگہ بجائے یہود ہنود کوشش کر رہے ہیں اور الہام کے یہ معنے ہیں کہ میں تجھے ایسی ذلیل اور لعنتی موتوں سے بچاؤں گا۔ دیکھو اس واقعہ نے عیسیٰ کا نام اس عاجز پر کیسے چسپاں کر دیا ہے۔ منہ

صاحب راقم لکھتے ہیں کہ ’’اگرچہ آپ حافظ حقیقی کی حمایت میں ہیں تاہم رعایت اسباب ضروری ہے۔ اور میرے نزدیک ایسے وقت میں شریر مسلمانوں سے بھی پرہیز لازم ہے کیونکہ وہ طامع اور بدباطن ہیں۔ کچھ تعجب نہیں کہ وہ بظاہر بیعت میں داخل ہو کر آریوں کی طمع دہی ہے اس کام کے لئے جرأت کریں‘‘۔ پھر صاحب راقم لکھتے ہیں کہ ’’مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اس مشورہ قتل کے سرگروہ اس شہر کے بعض وکیل اور چند عہدہ دار سرکاری اور بعض آریہ رئیس و سرکردگان لاہور کے ہیں۔ جس قدر مجھے خبر پہنچی ہے میں نے عرض کر دیا و اللّٰہ اعلم ‘‘۔ اور اسی کا مصدق ایک خط پنڈ دادنخان سے اور کئی اور جگہ سے پہنچے ہیں اور مضمون قریب قریب ہے۔ یہ سب خط محفوظ ہیں۔ اور جس جوش کو بعض آریہ صاحبوں کے اخبار نے ظاہر کیا ہے وہ بتلا رہا ہے کہ ایسے جوش کے وقت یہ خیالات بعید نہیں ہیں۔ چنانچہ ضمیمہ اخبار پنجاب سماچار لاہور میں میری نسبت یہ چند سطریں لکھی ہیں۔ ’’ایک حضرت نے شاید اپنی مصنفہ کتاب موعود مسیحی میں یہ پیشگوئی بھی کی کہ پنڈت لیکھرام چھ سال کے عرصہ میں عید کے دن نہایت دردناک حالت میں مرے گا۔ یہ پیشگوئی اب قریب تھی کیونکہ غالباً ۱۸۹۷ء چھٹا سال تھا اور ۵؍ مارچ ۱۸۹۷ء آخری عید چھٹے سال کی تھی۔ علانیہ بذریعہ تحریر و تقریر کہا کرتے تھے کہ پنڈت کو مار ڈالیں گے۔ اور مزید براں یہ کہ پنڈت اس عرصہ میں اور فلاں دن میں ایک دردناک حالت میں مرے گا۔ کیا آریہ ﴿۲۱﴾ دھرم کے اس مخالف اور چند ایک کتب کے ایک خاص مصنف کو (یعنی اس عاجز کو) اس سازش سے کوئی تعلق نہیں ہے؟‘‘ اس اخبار والے نے اور ایسا ہی دوسروں نے اس پیشگوئی سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ یہ ایک منصوبہ تھا جو پیشگوئی کے طور پر مشہور کیا گیا۔ جیسا کہ وہ اسی اخبار کے دوسرے صفحہ میں لکھتا ہے کہ ’’یہ قتل کئی ایک اشخاص کی مدت کی سوچی اور سمجھی ہوئی اور پختہ سازش کا نتیجہ ہے‘‘۔ ہم اس بات کو خود مانتے اور قبول کرتے ہیں کہ پیشگوئی کی تشریح میں بار بار تفہیم الٰہی سے یہی لکھا گیا تھا کہ وہ ہیبت ناک طور پر ظہور میں آئے گی۔ اور نیز یہ کہ لیکھرام کی موت کسی بیماری سے نہیں ہوگی بلکہ خدا کسی ایسے کو اس پر مسلط کرے گا جس کی آنکھوں سے خون ٹپکتا ہوگا۔ مگر جو پنجاب

سماچار دہم مارچ ۱۸۹۷ء میں الہام کے حوالہ سے عید کا دن لکھا ہے یہ اس کی غلطی ہے الہام کی عبارت یہ ہے **ستعرف یوم العید و العید اقرب** یعنی تو اس نشان کے دن کو جو عید کی مانند ہے پہچان لے گا اور عید اس نشان کے دن سے بہت قریب ہوگی۔ یہ خدا نے خبر دی ہے کہ عید کا دن قتل کے دن کے ساتھ ملا ہوا ہوگا۔ اور ایسا ہی ہوا۔ عید جمعہ کو ہوئی اور شنبہ کو جو شوال ۱۳۱۴ھ کی دوسری تاریخ تھی لیکھرام قتل ہو گیا۔

سو اس تمام پیشگوئی کا ماحصل یہ ہے کہ یہ ایک ہیبت ناک واقعہ ہوگا جو چھ سال کے اندر اندر وقوع میں آئے گا۔ اور وہ دن عید کے دن سے ملا ہوا ہوگا یعنی دوسری شوال کی ہوگی۔

اب سوچو کیا یہ انسان کا کام ہے کہ تاریخ بتلائی گئی۔ دن بتلایا گیا۔ سبب موت بتلایا گیا۔ اور اس حادثہ کا وقوعہ ہیبت ناک طرز سے ظہور میں آنا بتلایا گیا۔ اس کا تمام نقشہ برکات الدعا کے مضمون میں کھینچ کر دکھلایا گیا۔ کیا یہ کسی منصوبہ باز کا کام ہو سکتا ہے کہ چھ برس پہلے ایسے صریح نشانوں کے ساتھ خبر دیدے اور وہ خبر پوری ہو جائے۔ توریت گواہی دیتی ہے کہ جھوٹے نبی کی پیشگوئی کبھی پوری نہیں ہو سکتی۔ خدا اس کے مقابل پر کھڑا ہو جاتا ہے تا دنیا تباہ نہ ہو جیسا کہ لیکھرام نے بھی ایک دنیوی چالاکی سے انہیں دنوں میں میری نسبت یہ اشتہار دیا تھا کہ تم تین برس کے عرصہ تک مر جاؤ گے۔ پس کیوں وہ کسی قاتل سے سازش نہ کر سکا تا اس کی بات پوری ہوتی۔

ایک اور بات سوچنے کے لائق ہے کہ یہ بدگمانی کہ ان کے کسی مرید نے مار دیا ہوگا یہ شیطانی خیال ہے۔ ہر یک دانا سمجھ سکتا ہے کہ مریدوں کا مرشد کے ساتھ ایک نازک تعلق ہوتا ہے اور اعتقاد کی بنا تقویٰ اور طہارت اور نیکوکاری پر ہوتی ہے۔ لوگ جو کسی کے مرید ہوتے ہیں وہ اسی نیت سے مرید ہوتے ہیں کہ وہ سمجھ لیتے ہیں کہ یہ شخص باخدا ہے اس کے دل میں کوئی فریب اور فساد کی بات نہیں۔ ﴿۲۲﴾
پس اگر وہ ایک ایسا بدکار اور لعنتی شخص ہے کہ کسی کی موت کی جھوٹی پیشگوئی اپنی طرف سے بناتا ہے اور پھر جب اس کی میعاد ختم ہونے پر ہوتی ہے تو کسی مرید کے آگے ہاتھ جوڑتا ہے کہ اب میری عزت

رکھ لے اور اپنے گلے میں رسہ ڈال اور مجھے سچا کر کے دکھلا۔ اب میں منصفوں سے پوچھتا ہوں کہ کیا ایسے پلید اور لعنتی انسان کا یہ چال چلن دیکھ کر اور یہ شیطانی منصوبہ سن کر کوئی مرید اس کا معتقد رہ سکتا ہے کیا وہ مرشد کو ایک بدکار ملعون اور فاسق فاجر خیال نہیں کرے گا؟ اور کیا وہ اس کو یہ نہیں کہے گا کہ اے بدکار ہمارے ایمان کو خراب کرنے والے کیا تیری پیشگوئیوں کی اصلیت یہی تھی۔ کیا تیرا یہ منشاء ہے کہ جھوٹ تو تو بولے اور رسّہ دوسرے کے گلے میں پڑے اور اس طرح تیری پیشگوئی پوری ہو۔

جس قدر دنیا میں نبی اور مرسل گذرے ہیں یا آگے ماموراور محدث ہوں کوئی شخص ان کے مریدوں میں اس حالت میں داخل نہیں ہوسکتا تھا اور نہ ہوگا جبکہ ان کو مکار اور منصوبہ باز سمجھتا ہو۔ یہ رشتہ پیری مریدی نہایت ہی نازک رشتہ ہے۔ ادنیٰ بدظنی سے اس میں فرق آ جاتا ہے۔ میں نے ایک دفعہ اپنے مریدوں کی جماعت میں دیکھا کہ بعض ان میں سے صرف اس وجہ سے میری نسبت شبہ میں پڑ گئے کہ میں نے ایک عذر بیماری سے جس کی انہیں اطلاع نہیں تھی نماز کے قعدہ التحیات میں دہنے پیر کو کھڑا نہیں رکھا تھا۔ اتنی بات میں دو آدمی باتیں بنانے لگے اور شبہات میں پڑ گئے کہ یہ خلاف سنت ہے۔ ایک مرتبہ چائے کی پیالی بائیں ہاتھ سے میں نے پکڑی کیونکہ میرے دہنے ہاتھ کی ہڈی ٹوٹی ہوئی اور کمزور ہے۔ اسی پر بعض نے نکتہ چینی کی کہ خلاف سنت ہے۔ اور ہمیشہ ایسا ہوتا رہتا ہے کہ بعض نو مرید ادنیٰ ادنیٰ باتوں پر اپنی نافہمی سے ابتلا میں پڑ جاتے ہیں اور ادنیٰ ادنیٰ خانگی امور تک نکتہ چینیاں شروع کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ کو بھی اسی طرح تکلیف دیتے تھے۔ کیونکہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے کہ اس کے پیرو ہر ایک انسان کے قول و فعل کو راستبازی اور تقویٰ کے پیمانہ سے ناپتے ہیں۔ اور اگر اس کے مخالف پاتے ہیں تو پھر فی الفور اس سے الگ ہو جاتے ہیں۔

سوسوچنا چاہئے کہ یہ کیونکر ممکن ہے کہ ایسے لوگ اس بدمعاش شخص کے ساتھ وفا کر سکیں جس کا تمام کاروبار مکروں اور منصوبوں سے بھرا ہوا ہے۔ اور لوگوں کو ناحق کے خون کرنے کے لئے مامور کرنا چاہتا ہے تا اس کا ناک نہ کٹے اور پیشگوئی پوری ہو۔ کوئی انسان ﴿۲۳﴾

عمداً اپنے ایمان کو برباد کرنا نہیں چاہتا۔ پھر اگر ایسی سازش میں بفرض محال کوئی مرید شریک ہوتو تمام مریدوں میں یہ بات کیونکر پوشیدہ رہ سکتی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ہماری جماعت میں بڑے بڑے معزز داخل ہیں بی اے۔ اور ایم اے اور تحصیلدار اور ڈپٹی کلکٹر اور اکسٹرا اسسٹنٹ اور بڑے بڑے تاجر۔ اور ایک جماعت علماء وفضلاء۔ تو کیا یہ تمام لچّوں اور بدمعاشوں کا گروہ ہے؟ ہم بآواز بلند کہتے ہیں کہ ہماری جماعت نہایت نیک چلن اور مہذب اور پرہیز گار لوگ ہیں۔ کہاں ہے کوئی ایسا پلید اور لعنتی ہمارا مرید جس کا یہ دعویٰ ہو کہ ہم نے اس کو لیکھرام کے قتل کے لئے مامور کیا تھا؟ ہم ایسے مرشد کو اور ساتھ ہی ایسے مرید کو کتوں سے بدتر اور نہایت ناپاک زندگی والا خیال کرتے ہیں کہ جو اپنے گھر سے پیشگوئیاں بنا کر پھر اپنے ہاتھ سے اپنے مکر سے اپنے فریب سے ان کے پورے ہونے کے لئے کوشش کرے اور کراوے۔

پس افسوس کہ اخبار پنجاب سماچار مطبوعہ ۱۰؍ مارچ میں سازش کا الزام جو ہم پر لگایا ہے یہ کس قدر سچائی کا خون ہے۔ میں صاحب اخبار سے پوچھتا ہوں کہ آپ لوگوں میں بھی بڑے بڑے اوتار گذرے ہیں۔ جیسے راجہ رام چندر صاحب اور راجہ کرشن صاحب۔ کیا آپ لوگ ان کی نسبت یہ گمان کر سکتے ہیں کہ انہوں نے پیشگوئی کر کے پھر اپنی عزت رکھنے کے لئے ایسا حیلہ کیا ہو کہ کسی اپنے چیلہ کی منت خوشامد کی ہو کہ اس کو اپنی کوشش سے پوری کر کے میری عزت رکھ لے اور پھر ان کے چیلے ان کو اچھا آدمی سمجھتے ہوں۔ ہاں یہ تو ہو سکتا ہے کہ ایک بدمعاش ڈاکو کے ساتھ اور چند بدمعاش جمع ہوں اور ایسے کام خفیہ طور پر کریں۔ لیکن اس میرے مریدوں کے سلسلے میں جس کے ساتھ مہدی موعود اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ بھی بڑے زور سے ہے یہ حرامزدگی کے کام میلان نہیں کھا سکتے۔ ہر ایک مرید اس بلند دعویٰ کو دیکھ کر نہایت اعلیٰ سے اعلیٰ پرہیز گاری کا نمونہ دیکھنا چاہتا ہے۔ پس کیونکر ممکن ہے کہ دعویٰ تو یہ ہو کہ میں وقت کا عیسیٰ ہوں اور جھوٹی پیشگوئیوں کو اس طرح پر پورا کرنا چاہے کہ مریدوں کے آگے ہاتھ جوڑے کہ مجھ سے قصور ہو گیا میری پردہ پوشی کرو جاؤ آپ مرو اور کسی طرح میری پیشگوئی سچی کرو۔ کیا ایسا مردار ایک پاک جماعت

کا مالک ہوسکتا ہے؟ کہاں ہے تمہارا پاک کانشنس اے مہذب آریو!؟ اور کہاں ہے فطرتی زیرکی اے آریہ کے دانشمندو! ہمارا یہ اصول ہے کہ کل بنی نوع کی ہمدردی کرو۔ اگر ایک شخص ایک ہمسایہ ہندو کو دیکھتا ہے کہ اس کے گھر میں آگ لگ گئی اور یہ نہیں اٹھتا کہ تا آگ بجھانے میں مدد دے تو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ مجھ سے نہیں ہے۔ اگر ایک شخص ہمارے مریدوں میں سے دیکھتا ہے کہ ایک عیسائی کو کوئی قتل کرتا ہے اور وہ اس کے چھڑانے کیلئے مدد نہیں کرتا تو میں تمہیں بالکل درست کہتا ہوں کہ وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اسلام اس قوم کے بدمعاشوں کا ذمہ دار نہیں ہے۔ ﴿۲۴﴾ بعض ایک ایک روپیہ کی لالچ پر بچوں کا خون کر دیتے ہیں۔ ایسی وارداتیں اکثر نفسانی اغراض سے ہوا کرتی ہیں اور پھر بالخصوص ہماری جماعت جو نیکی اور پرہیزگاری سیکھنے کیلئے میرے پاس جمع ہے وہ اس لئے میرے پاس نہیں آتے کہ ڈاکوؤں کا کام مجھ سے سیکھیں اور اپنے ایمان کو برباد کریں میں حلفاً کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ مجھے کسی قوم سے دشمنی نہیں۔ ہاں جہاں تک ممکن ہے ان کے عقائد کی اصلاح چاہتا ہوں۔ اور اگر کوئی گالیاں دے تو ہمارا شکوہ خدا کی جناب میں ہے نہ کسی اور عدالت میں۔ اور بااین ہمہ نوع انسان کی ہمدردی ہمارا حق ہے۔ ہم اس وقت کیونکر اور کن الفاظ سے آریہ صاحبوں کے دلوں کو تسلی دیں کہ بدمعاشی کی چالیں ہمارا طریق نہیں ہیں۔ ایک انسان کی جان جانے سے تو ہم دردمند ہیں اور خدا کی ایک پیشگوئی پوری ہونے سے ہم خوش بھی ہیں۔ کیوں خوش ہیں؟ صرف قوموں کی بھلائی کیلئے۔ کاش وہ سوچیں اور سمجھیں کہ اس اعلیٰ درجہ کی صفائی کے ساتھ کئی برس پہلے خبر دینا یہ انسان کا کام نہیں ہے۔ ہمارے دل کی اس وقت عجیب حالت ہے۔ درد بھی ہے اور خوشی بھی۔ درد اس لئے کہ اگر لیکھرام رجوع کرتا زیادہ نہیں تو اتنا ہی کرتا کہ وہ بدزبانیوں سے باز آجاتا تو مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ میں اس کیلئے دعا کرتا۔ اور میں امید رکھتا تھا کہ اگر وہ ٹکڑے ٹکڑے بھی کیا جاتا تب بھی زندہ ہو جاتا۔ وہ خدا جس کو میں جانتا ہوں اس سے کوئی بات انہونی نہیں اور خوشی اس بات کی ہے کہ پیشگوئی نہایت صفائی سے پوری ہوئی۔ آتھم کی پیشگوئی پر بھی اس نے دوبارہ روشنی ڈال دی۔ کاش اب لوگ سوچیں اور سمجھیں

اور قوموں کے درمیان سے بغض اور کینے دور ہو جائیں۔ کیونکہ عداوت اور دشمنی کی زندگی مرنے کے قریب قریب ہے۔

اور اگر اب بھی کسی شک کرنے والے کا شک دور نہیں ہوسکتا۔ اور مجھے اس قتل کی سازش میں شریک سمجھتا ہے جیسا کہ ہندو اخباروں نے ظاہر کیا ہے تو میں ایک نیک صلاح دیتا ہوں کہ جس سے سارا قصہ **فیصلہ** ہو جائے اور وہ یہ ہے کہ **ایسا شخص** میرے سامنے قسم کھاوے جس کے الفاظ یہ ہوں کہ ’’میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ شخص سازش قتل میں شریک یا اس کے حکم سے واقعہ قتل ہوا ہے۔ پس اگر یہ صحیح نہیں ہے تو اے قادر خدا **ایک برس** کے اندر مجھ پر وہ عذاب نازل کر جو ہیبت ناک عذاب ہو۔ مگر کسی انسان کے ہاتھوں سے نہ ہو۔ اور نہ انسان کے منصوبوں کا اس میں کچھ دخل متصوّر ہو سکے۔ **پس اگر** یہ شخص ایک برس تک میری بددعا سے بچ گیا تو میں مجرم ہوں اور اس سزا کے لائق کہ ایک قاتل کیلئے ہونی چاہئے۔ اب اگر کوئی بہادر **کلیجہ والا** آریہ ہے جو اس طور سے تمام دنیا کو شبہات سے چھڑا دے تو اس طریق کو اختیار کرے۔ یہ طریق نہایت سادہ اور راستی کا فیصلہ ہے۔ شاید اس طریق سے ہمارے مخالف مولویوں کو بھی فائدہ پہنچے۔ میں نے سچے دل سے یہ لکھا ہے مگر یاد رہے کہ ایسی آزمائش کرنے والا خود قادیان میں آوے اس کا کرایہ میرے ذمہ ہوگا۔ جانبین کی تحریرات چھپ جائیں گی۔ اگر خدا نے اس کو ایسے عذاب سے **ہلاک** نہ کیا جس میں انسان کے ہاتھوں کی آمیزش نہ ہو تو میں کاذب ٹھہروں گا۔ **اور تمام دنیا گواہ** رہے کہ اس صورت میں اسی سزا کے لائق ٹھہروں گا۔ جو مجرم قتل کو دینی چاہئے میں اس جگہ سے دوسرے مقام نہیں جا سکتا۔ مقابلہ کرنے والے کو آپ آنا چاہئے۔ مگر مقابلہ کرنے والا ایک ایسا شخص ہو جو دل کا بہت بہادر اور جوان اور مضبوط ہو۔ اب بعد اس کے سخت بے حیائی ہوگی کہ کوئی غائبانہ میرے پر ایسے ناپاک شبہات کرے میں نے طریق فیصلہ آگے رکھ دیا ہے۔ اگر میں اس کے بعد روگردان ہو جاؤں تو مجھ پر خدا کی لعنت اور اگر کوئی اعتراض کرنے والا بہتانوں سے باز نہ آوے اور اس طریق فیصلہ سے طالب تحقیق نہ ہو تو اس پر لعنت۔ اے شتاب کار لوگو جیسا کہ تمہارا گمان ہے مجھے کسی قوم سے عداوت نہیں۔ ہر یک نوع انسان سے ہمدردی ﴿۲۵﴾

ہے اور جہاں تک میرے بدن میں طاقت ہے اس ہمدردی کے لئے مشغول ہوں۔ اور میں جیسا کہ قوموں کا ہمدرد ہوں ایسا ہی گورنمنٹ انگریزی کا شکر گذار اور سچے دل سے اس کا خیر خواہ ہوں اور مفسدہ پردازیوں سے بدل بیزار ہوں۔

ایک اور نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ پنڈت لیکھرام کی نسبت جو پیشگوئی کی گئی تھی اس کے وقوع سے سترہ برس پہلے براہین احمدیہ میں اس پیشگوئی کی خبر دی گئی ہے جیسا کہ براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں یہ الہام ہے لن ترضی عنک الیھود ولا النصاریٰ. و خرقوا لہٗ بنینَ و بنات بغیر علم. قل ھو اللّٰہ احد اللّٰہ الصَّمَد لَم یَلد و لم یولَد ولم یکن لہ کفوا احد. ویمکرون و یمکر اللّٰہ و اللّٰہ خیر الماکرین. الفتنة☆ھھنا فاصبر کما صَبَر اٰولوا العزم. قل ﴿۲۶﴾ رب ادخلنی مدخل صدق ولا تیئس من روح اللّٰہ الا ان روح اللّٰہ قریب. الا ان نصر اللّٰہ قریب. یاتیک من کل فج عمیق. یاتون من کل فج عمیق. ینصرک اللّٰہ من عندہ. ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء. لا مبدل لکلمات اللّٰہ. انا فتحنالک فتحا مبینا۔ یعنی پادری لوگ اور یہودی صفت مسلمان تجھ سے راضی نہیں

☆ **حاشیہ**۔ براہین احمدیہ میں تین فتنوں کا ذکر ہے۔ اول بڑا فتنہ عیسائی پادریوں کا جنہوں نے مکاری سے تمام جہان میں شور مچا دیا کہ آتھم کی پیشگوئی جھوٹی نکلی اور یہودی صفت مولویوں اور ان کے ہم مشرب مسلمانوں کو ساتھ ملا لیا دیکھو صفحہ ۲۴۱۔ دوسرا فتنہ جو دوسرے درجہ پر ہے محمد حسین بٹالوی کا فتنہ ہے جس فتنہ کی نسبت براہین کے صفحہ ۵۱۰ میں یہ لکھا ہے و اذ یمکربک الذی کفر اوقد لی یاھامان لعلی اطلع الی الٰہ موسٰی. و انی لاظنہ من ﴿۲۶﴾ الکاذبین. تبت یدا ابی لھب و تب ما کان لہ ان یدخل فیھا الا خائفا.. وما اصابک فمن اللّٰہ. الفتنة ھھنا فاصبر کما صبر اولوا العزم. الا انھا فتنة من اللّٰہ لیحبّ حبّا جمّا. حبّا من اللّٰہ العزیز الاکرم عطاءً ا غیر مجذوذ۔ یعنی وہ زمانہ یاد رکھ کہ جب ایک منکر تجھ سے مکر کرے گا اور اپنے دوست ہامان کو کہے گا کہ فتنہ کی آگ بھڑکا کہ میں موسیٰ کے خدا پر اطلاع پانا چاہتا ہوں اور میں گمان کرتا ہوں کہ وہ جھوٹا ہے۔ ابولہب کے دونوں ہاتھ ہلاک ہوگئے اور وہ آپ بھی ہلاک ہوگیا اس کو نہیں چاہئے تھا کہ تکفیر اور تکذیب کے امر میں دخل دیتا مگر یہ کہ ڈرتا ہوا ان باتوں کو پوچھ لیتا کہ جو اس کو سمجھ نہیں آتی تھیں اور تجھے جو کچھ پہنچے گا وہ خدا کی طرف سے ہے۔

ہوں گے۔اور خدا کے بیٹے اور بیٹیاں انہوں نے بنا رکھی ہیں۔ان کو کہہ دے کہ خدا وہی ہے جو ایک ہے اور بے نیاز ہے نہ اس کا کوئی بیٹا اور نہ وہ کسی کا باپ اور نہ کوئی اس کا ہم کفو اور یہ لوگ مکر کریں گے (یہ آتھم کی ظہور پیشگوئی کی طرف اشارہ ہے) اور خدا بھی مکر کرے گا کہ ان کو ذرہ مہلت دے گا تا اپنے جھوٹے خیالات سے خوش ہو جائیں۔اور پھر فرمایا کہ اس وقت پادریوں اور یہود صفت مسلمانوں کی طرف سے ایک فتنہ برپا ہوگا۔ پس تو صبر کر جیسا کہ اولوالعزم نبیوں نے صبر کیا۔اور خدا سے اپنے صدق کا ظہور مانگ یعنی دعا کر کہ پیشگوئی کے

بقیہ حاشیہ

اس جگہ ایک فتنہ ہوگا پس تجھے صبر کرنا چاہئے جیسا کہ اولوالعزم نبی صبر کرتے رہے۔یاد رکھ کہ وہ فتنہ خدا کی طرف سے ہوگا۔تا وہ تجھ سے بہت ہی پیار کرے خدا کا پیار جو اللہ عزیز اکرم سے ہے۔یہ وہ عطا ہے جو واپس نہیں لی جائے گی۔اس وقت مجھے یہ سمجھ آیا ہے کہ الہام میں ہامان سے مراد نذیر حسین محدث دہلوی ہے کیونکہ پہلے سب سے محمد حسین اس کی طرف التجا لے گیا۔اور یہ کہا کہ او قد لی یاھامان اس کا یہ مطلب ہے کہ تکفیر کی بنیاد ڈال دے تا دوسرے اس کی پیروی کریں۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نذیر حسین کی عاقبت تباہ ہے اگر توبہ کر کے نہ مرے۔اور ممکن ہے کہ ابولہب سے مراد بھی نذیر حسین ہی ہو۔اور محمد حسین کا انجام اس آیت پر ہو اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ[1] کیونکہ بعض رؤیا اس عاجز کی اس تاویل کی مؤید ہیں۔پس خدا کے فضل سے کچھ تعجب نہیں کہ یہ متواتر تائیدوں کو دیکھ کر آخر توبہ کرے اور ہامان مارا جائے۔تیسرا فتنہ جو تیسرے درجہ پر ہے لیکھرام کی موت کا فتنہ ہے یعنی آریوں کی بدگمانیاں اور ضرر رسانی کے لئے پوشیدہ کوششیں جیسا کہ پیسہ اخبار میں بھی ان کے قتل کے ارادوں کا ذکر ہے اور براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۵۷ میں اس فتنہ اور اس کے ساتھ کے نشان کی نسبت یہ الہام ہے **میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔**الفتنة ھھنا فاصبر کما صبر اولوا العزم فلما تجلّٰی ربّہ للجبل جعلہ دکّا ۔یعنی اس جگہ ایک فتنہ ہوگا پس صبر کر۔اور جب خدا مشکلات کے پہاڑ پر تجلی کرے گا تو انہیں پاش پاش کر دے گا۔ یہ براہین احمدیہ کے الہام ہیں۔مگر اس تحریر کے وقت ابھی ایک الہام ہوا اور وہ یہ ہے۔ «۲۷»

سَلامَت بَر تو اے مَردِ سَلامَت

[1] یونس:۹۱

چھپانے میں جوجو پادریوں اور یہود صفت مسلمانوں نے لوگوں کو دھوکے دیئے ہیں وہ دھوکے دور
ہو جائیں۔اور پھر فرمایا کہ خدا کی رحمت سے نومید نہ ہو۔کیونکہ خدا کی رحمت اس ابتلاء کے دنوں کے ﴿۲۷﴾
بعد جلد آئے گی۔خدا کی نصرت ہر ایک راہ سے آئے گی۔لوگ دور دور سے تیرے پاس آئیں گے۔
خدا نشان دکھلانے کیلئے اپنے پاس سے تیری مدد کرے گا یعنی بلاواسطہ نشان دکھائے گا اور نیز وہ لوگ
بھی مدد کریں گے جن کے دلوں پر ہم خود آسمان سے وحی نازل کریں گے یعنی بعض نشان بالواسطہ بھی
ہم ظاہر کریں گے۔مطلب یہ کہ بعض پیشگوئیاں براہ راست ظہور میں آئیں گی اور بعض کے ظہور کیلئے
ایسے انسان واسطہ ٹھہر جائیں گے جنکے دلوں میں ہم ڈال دیں گے۔خدا کی باتیں کبھی نہیں ٹلیں گی اور
کوئی نہیں جو ان کو روک سکے۔ہم پادریوں کے مکر کے بعد ایک کھلی کھلی فتح تجھ کو دیں گے۔

ان الہامات میں خدا تعالیٰ نے صاف لفظوں میں فرما دیا کہ اول پادری لوگ اور یہود
صفت مسلمان مکر کے رو سے ایک پیشگوئی کی حقیقت کو چھپائیں گے تیری سچائی چھپی رہے اور
ظاہر نہ ہو۔پھر بعد اس کے یوں ہوگا کہ ہم ارادہ فرمائیں گے کہ تیری سچائی ظاہر ہو اور تیری
پیشگوئیوں کی حقانیّت کھل جائے۔تب ہم دو قسم کے نشان ظاہر کریں گے۔ایک وہ جن میں
انسانوں کے افعال کا دخل نہیں۔جیسے مذہبی جلسہ میں **پہلے سے ظاہر کیا گیا کہ یہ مضمون تمام مضامین**
پر غالب رہے گا۔اور اس پیشگوئی کے پورا کرنے میں انسانوں کا ذرہ دخل نہیں ہوگا۔چنانچہ ایسا ہی
ہوا۔بلکہ مخالفانہ کوششیں ہوئیں اور ہر ایک چاہتا تھا کہ میرا مضمون غالب رہے۔آخر پیشگوئی کے ﴿۲۸﴾
مضمون کے موافق ہمارا مضمون غالب ہوا۔اور دوسرے ان الہامات براہین احمدیہ میں یہ وعدہ تھا
کہ ہم وہ نشان ظاہر کریں گے جن میں انسانوں کے افعال کا دخل ہوگا سو اس کے مطابق لیکھرام کی
نسبت پیشگوئی ظہور میں آئی۔کیونکہ یہ نشان بالواسطہ ظاہر ہوا اور کسی نے لیکھرام کو قتل کر دیا۔پس
ظاہر ہے کہ اس پیشگوئی میں کسی انسان کے دل کو خدا نے ابھارا تا اس کو قتل کرے اور ہر یک پہلو
سے اس کو موقعہ دیا کہ تا وہ اپنا کام انجام تک پہنچاوے☆ پس خدا تعالیٰ نے جو فتح عظیم کے

☆ پیسہ اخبار اور سفیر گورنمنٹ میں لکھا ہے کہ لیکھرام کا ایک عورت سے ناجائز تعلق تھا یعنی وہ اس

ذکر کرنے سے پہلے پیشگوئی کے ظاہر کرنے کے لئے دو مختلف فقروں کو ذکر فرمایا اول یہ کہ **ینصرک اللّٰہ من عندہ** دوم یہ کہ **ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء** اس تقسیم کی یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے پادریوں کو شرمندہ کرنے کیلئے فرمایا کہ اگر تم نے ہمارے ایک نشان کو مخفی کرنا چاہا تو کیا حرج ہے ہم اس کے عوض میں دو نشان ظاہر کریں گے۔ ایک وہ نشان جو بلا واسطہ ہمارے ہاتھ سے ہوگا اور دوسرا وہ نشان جو ایسے لوگوں کے ہاتھ سے ظہور میں آ جائے گا جن کے دلوں میں ہم ڈال دیں گے کہ تم ایسا کرو تب فتح عظیم ہوگی۔ اب انصاف سے دیکھو اور ایمان سے نظر کرو کہ یہ دونوں نشان یعنی نشان جلسہ مذاہب اور نشان موت لیکھرام **۱۷** برس بعد شائع ہونے **براہین احمدیہ** کے ظہور میں آئے ہیں کیا یہ انسان کی طاقت ہو سکتی ہے؟

یہ بھی ظاہر ہے کہ جلسہ مذاہب سے پہلے جو اشتہار الہامی شائع کئے گئے تھے ان میں صاف طور پر لکھا گیا تھا کہ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ مضمون تمام مضامین پر غالب رہے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ دیکھو اخبار سول ملٹری گزٹ۔ اخبار ابزرور۔ مخبر دکن۔ پیسہ اخبار۔ سراج الاخبار۔ مشیر ہند۔ وزیر ہند سیالکوٹ صادق الاخبار بہاولپور۔ پس یہ خدا کا بلا واسطہ فعل تھا کہ ہریک دل کی خواہش کے مخالف ان سے اقرار کرایا کہ وہی مضمون غالب رہا مگر دوسرے نشان میں قاتل کے دل میں قتل کی خواہش ڈال دی اور اس طرح پر دونوں نشان بلا واسطہ اور بالواسطہ خلق اللہ کو دکھلا کر پادریوں اور اسلامی مولویوں اور ہندوؤں کے **مکر کو ایک دم میں پاش پاش کر دیا**۔ اور ممکن نہ تھا کہ وہ اپنی شرارتوں سے باز آ جاتے جب تک خدا ایسے کھلے کھلے نشان ظاہر نہ کرتا۔ اسی کی طرف وہ براہین احمدیہ کے صفحہ **۵۰۶** میں اشارہ فرماتا ہے اور کہتا ہے

بقیہ حاشیہ

عورت کے کسی وارث کے ہاتھ سے قتل کیا گیا۔ کیسی ذلت کی موت ہے اور اگر اسی کا نام شہادت ہے تو گویا یوں کہنا چاہیے کہ وہ کسی عورت کی نگاہ کی چھری سے شہید ہو چکا تھا آخر وہی چھری قہری صورت پر اس کو لگ گئی۔ اگر قتل کا سبب یہی ہے تو لیکھرام کی پاک زندگی کا خوب ثبوت ہے۔ منہ

لم یکن الذین کفروا من اھل الکتاب والمشرکین منفکین حتی تاتیھم البینة و کان کیدھم عظیمًا ۔یعنی ممکن نہ تھا کہ نصاریٰ اور مخالف مسلمان اور ہندو اپنے انکاروں سے باز آجاتے جب تک ان کو کھلا کھلا نشان نہ ملتا۔اوران کا مکر بہت بڑا تھا۔پھر بعد اس کے اسی صفحہ میں فرمایا کہ اگر خدا ایسا نہ کرتا تو دنیا میں اندھیر پڑ جاتا۔یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ پادریوں نے ﴿۲۹﴾
آتھم کی پیشگوئی کو بباعث اپنے اخفاء کے لوگوں پر مشتبہ کر دیا تھا پس اگر لیکھرام کی نسبت جو پیشگوئی تھی جس کی شوخیوں نے ثابت کر دیا تھا کہ وہ رجوع کرنے والا نہیں ایسی ہی مخفی رہ جاتی تو تمام حق خاک میں مل جاتا۔اور نادان لوگوں کے خیالات سخت ناپاک ہو جاتے اور جاہل قریب قریب دہریوں کے بن جاتے۔سوآسمانوں اورزمینوں کے مالک نے چاہا کہ لیکھرام حق کے اظہار کا فدیہ ہو اور سچے دین کی سچائی ظاہر کرنے کے لئے بطور بلیدان کے ہو جائے۔سو وہی ہوا جو خدا نے چاہا۔ ایک انسان کے مارے جانے کی ہمدردی بجائے خود ہے۔مگر یہ بات بہت دلوں کو تاریکی سے نکالنے والی ہے کہ خدا نے جلسہ مذاہب کے نشان کے بعد یہ ایک عظیم الشان نشان دکھلایا۔چاہیئے کہ ہر یک روح اس ذات کو سجدہ کرے جس نے ایک بندہ کی جان لیکر ہزاروں مردوں کو زندہ کرنے کی بنیاد ڈالی۔اور پھر اسی پیشگوئی کی طرف براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۲۲ میں یہ الہام اشارہ فرماتا ہے کہ ”**بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد۔پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار۔ربّ الافواج اس طرف توجہ کرے گا** اس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے مونہہ کی باتیں ہیں“۔پس جس عظیم الشان نشان کا اس الہام میں وعدہ ہے وہ یہی ہے جس سے مطابق الہام ھٰذا کے اعلاء کلمہ اسلام ہوا اور صفحہ ۵۵۷ براہین احمدیہ میں اسی نشان کا ذکر ہے جس کا پہلا فقرہ یہ ہے کہ میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا۔یعنی ایک جلالی نشان ظاہر کروں گا۔اور سرمہ چشم آریہ میں ایک کشف ہے جس کو گیارہ برس ہوگئے۔جس کا ماحصل یہ ہے کہ خدا نے ایک خون کا نشان دکھلایا وہ خون کپڑوں پر پڑا اب تک موجود ہے یہ خون کیا تھا وہی لیکھرام کا خون تھا۔ خدا کے آگے جھک جاؤ کہ وہ برتر اور بے نیاز ہے!!!

بعض آریہ اخبار والوں نے یہ تعجب کیا کہ لیکھرام کی نسبت جو پیشگوئی کی گئی ہے اور اس کی مدت بتائی گئی۔ دن بتایا گیا۔ موت کا ذریعہ بتایا گیا۔ یہ باتیں کب ہو سکتی ہیں جب تک ایک بھاری سازش اس کی بنیاد نہ ہو۔ چنانچہ پرچہ ضمیمہ سماچار لاہور ۱۰؍ مارچ ۱۸۹۷ء اور ضمیمہ انیس ہند میرٹھ ۱۰؍ مارچ ۱۸۹۷ء نے اس بارے میں بہت زہر اگلا ہے۔ ایڈیٹر انیس ہند اپنے پرچہ کے ۱۳ صفحہ میں یہ بھی لکھتا ہے کہ ”ہمارا ماتھا تو اسی وقت ٹھنکا تھا جب مرزا غلام احمد قادیانی نے آپ کی وفات کی بابت پیشین گوئی کی تھی ورنہ ان حضرت کو کیا علم غیب تھا؟“ اب واضح ہو کہ یہ تمام صاحب آپ اس بات کو تنقیح طلب ٹھہراتے ہیں کہ کیا خدا نے اس شخص کو علم غیب دیا تھا؟ اور کیا خدا سے ایسا ہونا ممکن ہے؟ سو اس وقت ہم بطور نمونہ بعض اَور پیشگوئیوں کو درج کرتے ہیں تا ان نظائر کو دیکھ کر آریہ صاحبوں کی **آنکھیں کھلیں** اور وہ یہ ہیں: ﴿۳۰﴾

اول۔ احمد بیگ ہوشیار پوری کی موت کی پیشگوئی۔ جس کی نسبت لکھا گیا تھا کہ وہ تین ۳ برس کی میعاد میں فوت ہو جائے گا۔ اور ضرور ہے کہ اپنے مرنے سے پہلے اور مصیبتیں بھی دیکھے۔ چنانچہ اس نے اس اشتہار کے بعد اپنے پسر کے فوت ہونے کی مصیبت دیکھی۔ اور پھر اس کی ہمشیرہ عزیزہ کی وفات کا ناگہانی واقعہ اس کی نظر کے سامنے وقوع میں آیا۔ اور بعد اس کے وہ تین سال کی میعاد کے اندر خود بمقام ہوشیار پور فوت ہو گیا☆ اب

☆ اس پیشگوئی کے دو حصے تھے ایک احمد بیگ کی نسبت اور ایک اس کے داماد کی نسبت اور پیشگوئی کے بعض الہامات میں جو پہلے سے شائع ہو چکے تھے یہ شرط تھی کہ توبہ اور خوف کے وقت موت میں تاخیر ڈال دی جائے گی سو افسوس کہ احمد بیگ کو اس شرط سے فائدہ اٹھانا نصیب نہ ہوا کیونکہ اس وقت اس کی بدقسمتی سے اس نے اور اس کے تمام عزیزوں نے پیشگوئی کو انسانی مکر اور فریب پر حمل کیا اور ٹھٹھا اور ہنسی شروع کر دی اور وہ ہمیشہ ٹھٹھا اور ہنسی کرتے تھے کہ پیشگوئی کے وقت نے اپنا منہ دکھلا دیا اور احمد بیگ ایک محرقہ تپ کے ایک دو دن کے حملہ سے ہی اس جہان سے رخصت ہو گیا۔ تب تو ان کی آنکھیں کھل گئیں اور داماد کی بھی فکر پڑی اور خوف اور توبہ اور نماز روزہ میں عورتیں لگ گئیں اور مارے ڈر کے ان کے کلیجے کانپ اٹھے۔ پس ضرور تھا کہ اس درجہ کے خوف کے وقت خدا اپنی شرط کے موافق عمل کرتا۔ سو وہ لوگ سخت احمق اور کاذب اور ظالم ہیں جو کہتے ہیں کہ داماد کی نسبت پیشگوئی پوری نہیں ہوئی بلکہ وہ بدیہی طور پر حالت موجودہ کے موافق پوری ہو گئی۔ **اور دوسرے پہلو کی انتظار ہے۔** منہ

بتاؤ کہ اس کی موت میں میری طرف سے کس کے ساتھ سازش ہوئی تھی۔ کیا تپ محرقہ کے ساتھ؟!

دوسری پیشگوئی شیخ مہر علی رئیس ہوشیار پور کی مصیبت کے بارے میں تھی جو اس پر ناحق کے خون کا الزام لگایا گیا تھا۔ شیخ مذکور ہوشیار پور میں زندہ موجود ہے اس کو پوچھو کہ کیا اس مقدمہ کے آثار ظاہر ہونے سے پہلے میں نے **اپنے خدا** سے خبر پا کر اطلاع اس کو دی ہے یا نہیں؟

تیسری پیشگوئی سردار محمد حیات خان جج کی نسبت اس وقت کی گئی تھی جبکہ سردار مذکور ایک ناحق کے الزام میں ماخوذ ہو گیا تھا۔ اب پوچھنا چاہئے کہ کیا درحقیقت کوئی ایسی پیشگوئی نامبردہ کی مخلصی کے بارے میں پیش از وقت کی گئی تھی یا اب بنائی گئی ہے اور مجھے یاد پڑتا ہے کہ اس پیشگوئی کا براہین میں بھی ذکر ہے۔

چوتھی پیشگوئی سید احمد خان کے سی ایس آئی کی نسبت خدا تعالیٰ سے الہام پا کر اشتہار ﴿۳۱﴾
یکم فروری ۱۸۸۶ء میں کی گئی تھی کہ ان کو کوئی سخت صدمہ پہنچنے والا ہے۔ اب سید احمد خان صاحب کو پوچھنا چاہئے کہ اس پیشگوئی کے بعد آپ کو کوئی ایسا سخت صدمہ پہنچا ہے یا نہیں جو معمولی ہم و غم نہ ہو بلکہ وہ امر ہو جو جان کو زیروزبر کرنے والا ہو۔

پانچویں پیشگوئی میں نے اپنے لڑکے **محمود** کی پیدائش کی نسبت کی تھی کہ وہ اب پیدا ہوگا اور اس کا نام محمود رکھا جائے گا۔ اور اس پیشگوئی کی اشاعت کیلئے سبز ورق کے اشتہار شائع کئے گئے تھے جو اب تک موجود ہیں اور ہزاروں آدمیوں میں تقسیم ہوئے تھے۔ چنانچہ وہ لڑکا پیشگوئی کی میعاد میں پیدا ہوا اور اب نویں سال میں ہے☆۔

☆ بعض جاہل محض جہالت کی وجہ سے یہ شبہ پیش کرتے ہیں کہ جب پہلے لڑکے کا اشتہار دیا تھا اس وقت لڑکی کیوں پیدا ہوئی۔ مگر وہ خوب جانتے ہیں کہ اس اعتراض میں وہ سراسر خیانت کر رہے ہیں۔ اگر وہ سچے ہیں تو ہمیں دکھلاویں کہ پہلے اشتہار میں یہ لکھا تھا کہ پہلے ہی حمل میں بلا واسطہ لڑکا پیدا ہو جائے گا اور اگر پیدا ہونے کے لئے کوئی وقت اس اشتہار میں بتلایا نہیں گیا تھا تو کیا خدا کو اختیار نہیں تھا کہ جس وقت چاہتا اپنے وعدہ کو پورا کرتا۔ ہاں سبز اشتہار میں صریح لفظوں میں بلا توقف لڑکا پیدا ہونے کا وعدہ تھا۔ سو محمود پیدا ہو گیا۔ کس قدر یہ پیشگوئی عظیم الشان ہے اگر خدا کا خوف ہے تو پاک دل کے ساتھ سوچو! منہ

چھٹی پیشگوئی شریف کے بارے میں جو میرا تیسرا لڑکا ہے کی گئی تھی۔ اور رسالہ نور الحق میں پیش از وقت خوب شائع ہو گئی تھی۔ چنانچہ اس کے موافق لڑکا پیدا ہوا جو اب خدا کے فضل سے چند روز تک دوسرے سال کو ختم کرنے والا ہے۔

ساتویں پیشگوئی اشتہار ۱۸۸۶ء میں دلیپ سنگھ کے بارے میں تھی جو وہ قصد پنجاب سے ناکام رہے گا۔ اور صدہا ہندو اور مسلمانوں کو عام جلسوں میں یہ پیشگوئی سنا دی گئی تھی۔

آٹھویں پیشگوئی جلسہ مذاہب کے نتیجہ کی نسبت تھی کہ اس میں میرا مضمون غالب رہے گا۔ اور یہ اشتہارات لاہور اور دوسرے مقامات میں پیش از وقت ہزاروں ہندو مسلمانوں میں تقسیم کر دیئے گئے تھے۔ اب سول ملٹری کو پوچھو اور آبزرور سے سوال کرو اور مشیر ہند اور وزیر ہند اور پیسہ اخبار اور صادق الاخبار اور سراج الاخبار اور مخبر دکن کو ذرا غور سے پڑھو تا معلوم ہو کہ کس زور سے الہام الٰہی نے اپنی سچائی ظاہر کی۔

نویں پیشگوئی قادیان کے ایک ہندو بشمبر داس نام کے ایک فوجداری مقدمہ کے متعلق تھی۔ ﴿۳۲﴾ یعنی بشمبر داس بقیدؔ ایک سال مقید ہو گیا تھا۔ اور اس کے بھائی شرمپت نام نے جو سرگرم آریہ ہے مجھ سے دعا کی التجا کی تھی اور نیز یہ پوچھا تھا کہ اس کا انجام کیا ہوگا۔ میں نے دعا کی اور کشفی نظر سے میں نے دیکھا کہ میں اس دفتر میں گیا ہوں جہاں اس کی قید کی مثل تھی۔ میں نے اس مثل کو کھولا اور برس کا لفظ کاٹ کر اس کی جگہ چھ ۶ مہینے لکھ دیا اور پھر مجھے الہام الٰہی سے بتلایا گیا کہ مثل چیف کورٹ سے واپس آئے گی اور برس کی جگہ چھ ۶ مہینے رہ جائے گی لیکن بری نہیں ہوگا۔ چنانچہ میں نے یہ تمام کشفی واقعات شرمپت آریہ کو جو اب تک زندہ موجود ہے نہایت صفائی سے بتلا دیئے۔ اور جب میں نے بتلایا اور بعینہٖ وہ باتیں ظہور میں آ گئیں تو اس نے میری طرف لکھا کہ آپ خدا کے نیک بندے ہو اس ﴿۳۳﴾ لئے اس نے آپ پر غیب کی باتیں ظاہر کر دیں۔ پھر میں نے براہینؔ احمدیہ میں یہ تمام الہام

نوٹ: پنڈت لیکھرام کا اس طرز سے مارا جانا آریہ صاحبوں کو ایک سبق دیتا ہے اور وہ یہ کہ آئندہ کسی نومسلم کے شدھ کرنے کے لئے کوشش نہ کریں۔ اگر کوئی اسلام میں داخل ہوتا ہے تو اس کو ہونے دیں

اور کشف شائع کر دیا۔ یہ شخص شرمپت نہایت متعصب آریہ ہے جس کو میرے خیال میں

حاشیہ

آخر شدہ ہونے والے کو دیکھ لیا کہ اس کا نتیجہ کیا ہوا اور دوسرے اس واقعہ سے یہ بھی سبق ملتا ہے کہ آئندہ یہ خواہشیں نہ کریں کہ کوئی دوسرا لیکھرام یعنی بدزبانیوں میں اس کا ثانی تلاش کرنا چاہئے۔ لیکن اگر فی الواقعہ وہ بات صحیح ہے جو پیسہ اخبار اور سفیر میں لکھی گئی ہے یعنی یہ کہ اس کے قتل کا سبب صرف بدکاری ہے اور یہ کام کسی غیرت مند لڑکی کے باپ یا خاوند کا ہے جیسا کہ بقول پیسہ اخبار کثرت رائے اسی طرف ہے تو آئندہ نیک چلن واعظ تلاش کرنا چاہئے! تعجب کی بات ہے کہ جس حالت میں بموجب بیان پیسہ اخبار کے زیادہ مشہور روایت یہی ہے کہ واردات قتل کا موجب کوئی ناجائز تعلق ہے تو کیوں اس طرف تحقیقات کیلئے توجہ نہیں کی جاتی اور کیوں ایسے ہندوؤں کے اظہار نہیں لئے جاتے جن کے منہ سے یہ باتیں نکلیں اور کیا بعید ہے کہ وہی بات ہو کہ **ڈھنڈورا شہر میں لڑکا بغل میں**۔ منہ

نوٹ: بعض صاحب عیسائیوں میں سے اعتراض کرتے ہیں کہ اگرچہ لیکھرام کی نسبت پیشگوئی پوری ہوگئی مگر ہندوؤں نے اس کو مرنے کے بعد ذلت کی نظر سے نہیں دیکھا۔ ایسا عذر ایک عیسائی کے منہ سے نکلنا نہایت افسوس کی بات ہے۔ بھلا منصف بتلاویں کہ جب ہم نے پیشگوئی کے پورا ہونے کو اسلام کی سچائی کا ایک معیار ٹھہرایا تھا اور خدا نے لیکھرام کو مار کر مسلمانوں کی ہندوؤں پر ڈگری کر دی تو اس حالت میں نہ صرف لیکھرام بلکہ بحیثیت مذہبی اس تمام فرقہ کی عزت میں فرق آ گیا۔ رہی لاش کی عزت تو لاش کا ڈاکٹر کے ہاتھ سے چیرا جانا کیا یہ عزت کی بات ہے اور چال چلن کی عزت کا یہ حال ہے کہ پیسہ اخبار ۱۳/ مارچ ۱۸۹۷ء میں لکھا ہے کہ ”اس شخص کے مارے جانے کی مشہور روایت یہ ہے کہ یہ شخص کسی عورت سے ناجائز تعلق رکھتا تھا اور یہی عام طور پر کہا جاتا اور یقین کیا جاتا ہے“۔ فقط۔ پس اس سے زیادہ ذلت کا اور کیا نمونہ ہوگا کہ جان بھی گئی اور اکثر شہر کے لوگ اس کی وجہ بدکاری ٹھہراتے ہیں۔ منہ

نوٹ: ایک نشان عقلمندوں کیلئے یہ ہے کہ شیخ نجفی نے چالیس دقیقہ میں نشان دکھلانے کا وعدہ کیا تھا۔ اور ہم نے یکم فروری ۱۸۹۷ء سے چالیس روز میں دیکھو حاشیہ اشتہار یکم فروری ۱۸۹۷ء صفحہ ۳ جس کی عبارت یہ ہے۔ اگر نشانے از ما دریں مدت یعنی چہل روز بظہور آمد و از ایشاں یعنی از شیخ نجفی چیزے بظہور نیامد ہمیں دلیل بر صدق ما و کذب شان خواہد بود سو یکم فروری ۱۸۹۷ء سے ۳۵ دن تک یعنی چالیس روز کے اندر نشان موت پنڈت لیکھرام وقوع میں آ گیا۔ نجفی صاحب یہ تو بتلاویں کہ یکم فروری ۱۸۹۷ء سے آج تک کتنے دقیقے گذر گئے ہیں۔ افسوس کہ نجفی نے کسی منارہ سے گر کے بھی نہ دکھلایا۔

گر ہمیں لاف و گذاف و شیخی است شیخ نجدی بہتر از صد نجفی است

آریہ مذہب کی حمایت میں خدا کی بھی کچھ پروانہیں۔ مگر بہر حال خدا نے اس کو میرا گواہ بنا دیا۔ اگر میں نے اس قصہ میں ایک ذرہ جھوٹ بولا ہے تو وہ قسم کھا کر ایک اشتہار اس مضمون کا شائع کر دے کہ میں پرمیشر کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ بیان سراسر جھوٹ ہے اور اگر جھوٹ نہیں تو میرے پر ایک برس تک سخت عذاب نازل ہو۔☆ **پس اگر اس پر وہ فوق العادت عذاب نازل نہ ہوا کہ خلقت بول اٹھے کہ یہ خدا کا عذاب ہے** تو مجھے جس موت سے چاہو ہلاک کرو۔ اس میں میری طرف سے یہ شرط ہے کہ انسان کے ذریعہ سے وہ عذاب نہ ہو محض بلا واسطہ آسمانی عذاب ہو۔

یہ تو ممکن ہے کہ یہ شخص قوم کی رعایت سے یونہی انکار کر دے۔ یا بغیر اس قسم پیش کردہ کے اشتہار بھی دیدے۔ کیونکہ میں نے اس قوم میں خدا کا خوف نہیں پایا۔ مگر ممکن نہیں کہ وہ قسم کھاوے اگرچہ دوسرے آریہ اس کو ہلاک کر دیں۔ لیکن اگر قسم کھالے تو خدا کی غیرت ایک بھاری نشان دکھائے گی۔ ایسا نشان دکھائے گی کہ دنیا میں فیصلہ ہو جائے گا۔ اور زمین آسمانی نور سے بھر جائے گی۔

دسواں نشان یہ ہے کہ خدا نے پنڈت دیانند کے مرنے سے تین مہینے یا چار مہینے پہلے اس کی موت کی مجھ کو خبر دی اور میں نے اسی آریہ کو جس کا قبل اس سے ذکر ہو چکا ہے خبر دے دی اور نیز اور کئی لوگوں کو اطلاع کی۔ چنانچہ اس الہام کے بعد عرصہ مذکورہ بالا تک پنڈت مذکور کے مرنے کی خبر آ گئی یہ پیشگوئی بھی براہین احمدیہ میں درج ہے۔ اگر وہ آریہ منکر ہو تو میرا وہی جواب ہے جو میں پہلے دے چکا ہوں۔

گیارہویں پیشگوئی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے الہام سے مجھے خبر دی تھی کہ تجھے زبان عربی میں ایک اعجازی بلاغت و فصاحت دی گئی ہے اور اس کا مقابلہ کوئی نہیں کرے گا۔ اس پیشگوئی کی طرف براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۳۹ میں اشارہ ہے جہاں فرمایا ہے ان ھذا

☆ جو کچھ شرمپت آریہ کا قصہ بیان کیا گیا ہے اس میں ایک ذرہ مبالغہ کی آمیزش نہیں میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ بالکل سچ اور صحیح ہے پس جو شخص میرے پر مبالغہ اور بات کو زیادہ کر دینے کی تہمت لگاوے وہ ظلم کرتا ہے اور ظلم کا علاج وہی ہے جو میں نے لکھ دیا ہے۔ منہ

الا قول البشر و اعانه علیه قوم آخرون. قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین. ھذا من رحمۃ ربک یتم نعمته علیک لیکون آیة للمومنین ۔یعنی مخالف کہیں گے کہ یہ تو انسان کا قول ہے اور اور لوگوں نے اس کی مدد کی ہے۔ کہہ اس پر دلیل لاؤ اگر تم سچے ہو یعنی مقابلہ کر کے دکھلاؤ۔ بلکہ یہ خدا کی رحمت سے ہے۔ تا وہ اپنی نعمت تیرے پر پوری کرے اور تا مومنوں کیلئے نشان ہو۔ یعنی تیری سچائی پر یہ ایک نشان ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا☆ اس عرصہ میں بہت سی عمدہ عمدہ کتابیں زبان عربی میں بالتزام محاسن ادب و بلاغت وفصاحت اس عاجز نے لکھیں اور مخالفین کو ان کے مقابلہ کیلئے ترغیب دلائی یہاں تک کہ پانچ ہزار روپیہ تک انعام دینا کیا اگر وہ نظیر بنا سکیں۔ لیکن وہ بمقابل ان کتابوں کے کچھ بھی لکھ نہ سکے سو اگر یہ خدا تعالیٰ کا فعل نہ ہوتا تو صدہا کتابیں مقابلہ پر لکھی جاتیں۔ خصوصاً اس حالت میں کہ جبکہ اپنے صدق و کذب کا مدار انہیں پر رکھا گیا تھا اور صاف لفظوں میں کہہ دیا گیا تھا کہ اگر وہ اس نشان کو بالمقابل کسی تالیف کے پیش کرنے سے توڑ سکیں تو ہمارا دعویٰ جھوٹا ٹھہرے گا۔ لیکن وہ لوگ مقابلہ سے بالکل عاجز رہے۔ اور ایسا ہی وہ پادری صاحبان جو ادنیٰ ادنیٰ جاہل مرتد کا نام مولوی رکھ دیتے ہیں اس مقابلہ اور معارضہ سے ایسے عاجز ہوئے جو اس طرف انہوں نے منہ بھی نہیں کیا۔ اور اس پیشگوئی میں کمال یہ ہے کہ یہ ان عربی کتابوں کے وجود سے سولہ سترہ برس پہلے لکھی گئی۔ کیا انسان ایسا کرسکتا ہے؟!! ﴿۳۴﴾

بارھویں پیشگوئی جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۳۸ اور ۲۳۹ میں لکھی ہے **علم قرآن ہے** اس پیشگوئی کا ماحصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تجھ کو علم قرآن دیا گیا ہے ایسا علم جو باطل کو نیست کرے گا۔ اور اسی پیشگوئی میں فرمایا کہ دو۲ انسان ہیں جن کو بہت ہی برکت دی گئی۔ ایک وہ **معلم** جس کا نام **محمد** مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور ایک یہ **متعلم** یعنی اس کتاب کا لکھنے والا۔ اور یہ اس آیت کی طرف بھی اشارہ ہے جو قرآن شریف میں اللہ جلّ شانهٗ

☆ اس پیشگوئی کا مؤید براہین احمدیہ کا وہ الہام ہے جہاں لکھا ہے یا احمد فاضت الرحمۃ علی شفتیک یعنی اے احمد تیرے لبوں پر رحمت جاری کی گئی ہے یعنی فصاحت بلاغت۔ منه

فرماتا ہے وَّاٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ[1] یعنی اس نبی کے اور شاگرد بھی ہیں جو ہنوز ظاہر نہیں ہوئے اور آخری زمانہ میں ان کا ظہور ہوگا۔ یہ آیت اسی عاجز کی طرف اشارہ تھا کیونکہ جیسا کہ ابھی الہام میں ذکر ہو چکا ہے یہ عاجز روحانی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگردوں میں سے ہے۔ اور یہ پیشگوئی جو قرآنی تعلیم کی طرف اشارہ فرماتی ہے اسی کی تصدیق کیلئے کتاب کرامات الصادقین لکھی گئی تھی جس کی طرف کسی مخالف نے رخ نہیں کیا۔ اور ﴿۳۵﴾ مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ مجھے قرآن کے حقائق اور معارف کے سمجھنے میں ہر ایک روح پر غلبہ دیا گیا ہے۔ اور اگر کوئی مولوی مخالف میرے مقابل پر آتا جیسا کہ میں نے قرآنی تفسیر کے لئے بار بار ان کو بلایا تو خدا اس کو ذلیل اور شرمندہ کرتا۔ سو فہم قرآن جو مجھ کو عطا کیا گیا یہ اللہ جلّ شانہٗ کا ایک نشان ہے۔ میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ عنقریب دنیا دیکھے گی کہ میں اس بیان میں سچا ہوں۔ اور مولویوں کا یہ کہنا کہ قرآن کے معنے اسی قدر درست ہیں جو احادیث صحیحہ سے نکل سکتے ہیں اور اس سے بڑھ کر بیان کرنا معصیت ہے چہ جائیکہ موجب کمال سمجھا جائے۔ یہ سراسر خیالات باطلہ ہیں۔ ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ قرآن اصلاح کامل اور تزکیہ اتم اور اکمل کے لئے آیا ہے اور وہ خود دعویٰ کرتا ہے کہ تمام کامل سچائیاں اس کے اندر ہیں جیسا کہ فرماتا ہے فِیۡہَا کُتُبٌ قَیِّمَۃٌ[2] تو اس صورت میں ضرور ہے کہ جہاں تک سلسلہ معارف اور علوم الٰہیہ کا ممتد ہو سکے وہاں تک قرآنی تعلیم کا بھی دامن پہنچا ہوا ہو۔ اور یہ بات صرف میں نہیں کہتا بلکہ قرآن خود اس صفت کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے اور اپنا نام اکمل الکتب رکھتا ہے پس ظاہر ہے کہ اگر معارف الٰہیہ کے بارے میں کوئی حالت منتظرہ باقی ہوتی جس کا قرآن شریف نے ذکر نہیں کیا تو قرآن شریف کا حق نہیں تھا کہ وہ اپنا نام اکمل الکتب رکھتا۔ حدیثوں کو ہم اس سے زیادہ درجہ نہیں دے سکتے کہ وہ بعض مقامات میں بطور تفصیل اجمالات قرآنی ہیں۔ سخت جاہل اور نا اہل وہ اشخاص ہیں کہ جو قرآن شریف کی تعریف اس طور سے نہیں کرتے جو قرآن شریف میں موجود ہے بلکہ اس کو معمولی اور کم درجہ پر لانے کیلئے کوشش کر رہے ہیں۔ غرض ایک پیشگوئی یہ بھی ہے جو جناب الٰہی کی طرف سے مجھ کو عطا ہوئی جس کا

[1] الجمعۃ:۴ [2] البیّنۃ:۴

مقابلہ کوئی مخالف نہیں کر سکا اور خدا نے تمام معاندین کو ذلیل کیا۔ قرآن کے اعجازی معارف جو غیر محدود ہیں ان پر ایک یہ بھی دلیل ہے کہ ظاہر اور معمولی معنے تو ہر ایک مومن اور فاسق اور مسلم اور کافر کو معلوم ہیں اور کوئی وجہ نہیں جو معلوم نہ ہوں۔ تو پھر نبیوں اور عارفوں کو ان پر کیا فوقیت ہوئی۔ اور پھر اس کے کیا معنے ہوئے کہ لَا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ[1]

تیرہویں پیشگوئی وہ ہے جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں لکھی گئی ہے اور وہ یہ ہے اَلَآ ان نصر اللّٰہ قریب. یاتیک من کل فج عمیق. یاتون من کل فجّ عمیق ۔ یعنی خدا کی مدد تجھے دور دور سے پہنچے گی اور لوگ دور دور سے تیرے پاس آئیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور ہمارے مخالف بھی جانتے ہیں کہ ہندوستان کے کناروں تک ہمارے سلسلہ کے مددگار موجود ہیں۔ اور پشاور سے لے کر بمبئی اور مدراس اور کلکتہ تک لوگ دور دور کا سفر اٹھا کر قادیان میں پہنچتے ہیں اور یہ پیشگوئی سترہ سال کی ہے اور اس وقت لکھی گئی تھی کہ جب اس رجوع خلائق کا نام ونشان نہ تھا۔ اب سوچنا چاہئے کہ کیا یہ انسان کا فعل ہے؟ کیا انسان اس بات پر قادر ہے کہ ایسی پوشیدہ اور نہاں در نہاں باتیں کہ ایک عمر کے بعد ظاہر ہونے والی تھیں پہلے سے بتلا دے؟!

﴿۳۶﴾

چودھویں پیشگوئی جو براہین احمدیہ کے اسی صفحہ ۲۳۹ میں ہے یہ ہے۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ☆ لا مبدل لکلمات اللّٰہ ظلموا و ان اللّٰہ علٰی نصرھم لقدیر ۔ یعنی خدا وہ ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اس دین کو تمام دینوں پر غالب کرے۔ کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے۔ ان پر ظلم ہوا اور خدا ان کی مدد کرے گا۔ یہ آیات قرآنی الہامی پیرایہ میں اس عاجز کے حق میں ہیں اور رسول سے مراد مامور اور فرستادہ ہے جو دین اسلام کی تائید کے لئے ظاہر ہوا۔ اس پیشگوئی کا ماحصل یہ ہے کہ خدا نے جو اس مامور کو مبعوث فرمایا ہے یہ اس لئے فرمایا کہ تا

☆ حدیثوں میں جو یہ پیشگوئی ہے کہ مسیح موعود کے وقت میں تمام ملتیں ہلاک ہو جائیں گی مگر اسلام۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ بجز اسلام کوئی مذہب باقی نہیں رہے گا کیونکہ ایسا ہونا تو قرآن کے منافی ہے ان آیتوں میں غور کرو جہاں لکھا ہے کہ یہود اور نصارٰی قیامت تک رہیں گے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ تمام مذاہب مردہ اور ذلیل ہو جائیں گے اور اسلام کے مقابل پر مر جائیں گے مگر اسلام کہ وہ اپنی روشنی اور زندگی اور غلبہ ظاہر کرے گا۔ منہ

[1] الواقعۃ:۸۰

اس کے ہاتھ سے دین اسلام کو تمام دینوں پر غلبہ بخشے اور ابتداء میں ضرور ہے کہ اس مامور اور اس کی جماعت پر ظلم ہو لیکن آخر میں فتح ہوگی اور یہ دین اس مامور کے ذریعہ سے تمام ادیان پر غالب آ جائے گا اور دوسری تمام ملتیں بیّنہ کے ساتھ ہلاک ہو جائیں گی۔ دیکھو! یہ کس قدر عظیم الشان پیشگوئی ہے اور یہ وہی پیشگوئی ہے جو ابتداء سے اکثر علماء کہتے آئے ہیں کہ مسیح موعود کے حق میں ہے اور اس کے وقت میں پوری ہوگی اور براہین احمدیہ میں ستّرہ برس سے مسیح موعود کے دعوے سے پہلے درج ہے تا خدا ان لوگوں کو شرمندہ کرے کہ جو اس عاجز کے دعویٰ کو انسان کا افتراء خیال کرتے ہیں۔ براہین خود گواہی دیتی ہے کہ اس وقت اس عاجز کو اپنی نسبت مسیح موعود ہونے کا خیال بھی نہیں تھا اور پرانے عقیدہ پر نظر تھی۔ لیکن خدا کے الہام نے اسی وقت گواہی دی تھی کہ تو ﴿۳۷﴾
مسیح موعود ہے۔ کیونکہ جو کچھ آثار نبویہ نے مسیح کے حق میں فرمایا تھا الہام الٰہی نے اس عاجز پر جما دیا تھا۔ یہاں تک کہ اسی براہین احمدیہ میں نام بھی عیسیٰ رکھ دیا۔ چنانچہ صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ میں یہ الہام موجود ہے یا عیسٰی انّی متوفّیک و رافعک الیّ و جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامہ ثلّة من الاولین و ثلّة من الاٰخرین۔ یعنی اے عیسیٰ میں تجھے طبعی وفات دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ اور تیرے تابعین کو ان لوگوں پر غلبہ بخشوں گا جو مخالف ہوں گے اور تیرے تابعین دو قسم کے ہوں گے پہلا گروہ اور پچھلا گروہ۔ یہ آیت حضرت مسیح پر اس وقت نازل ہوئی تھی کہ جب ان کی جان یہودیوں کے منصوبوں سے نہایت گھبراہٹ میں تھی اور یہودی اپنی خباثت سے ان کے مصلوب کرنے کی فکر میں تھے تا مجرمانہ موت کا داغ ان پر لگ کر توریت کی ایک آیت کے موافق ان کو ملعون ٹھہراویں کیونکہ توریت میں لکھا تھا کہ جو لکڑی پر لٹکایا جائے وہ لعنتی ہے۔ چونکہ صلیب کو جرائم پیشہ سے قدیم طریق سزا دہی کی وجہ سے ایک مناسبت پیدا ہوگئی تھی اور ہر ایک خونی اور نہایت درجہ کا بدکار صلیب کے ذریعہ سے سزا پاتا تھا اس لئے خدا کی تقدیر نے راستبازوں پر صلیب کو حرام کر دیا تھا تا پاک کو پلید سے مشابہت پیدا نہ ہو۔ پس یہ عجیب بات ہے کہ کوئی نبی مصلوب نہیں ہوا تا ان کی سچائی عوام کی نظر

میں مشتبہ نہ ہو جائے۔

غرض اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح کو ایسے اضطراب کے زمانہ میں تسلی دی تھی کہ جب یہودی ان کے مصلوب کرنے کی فکر میں تھے۔ اب جو یہ آیت براہین احمدیہ میں اس عاجز پر بطور الہام نازل ہوئی تو اس میں ایک باریک اشارہ یہ ہے کہ اس عاجز کو بھی ایسا واقعہ پیش آئے گا کہ لوگ قتل کرنے یا مصلوب کرانے کے منصوبے کریں گے تا یہ عاجز جرائم پیشہ کی سزا پا کر حق مشتبہ ہو جائے۔ سو اس آیت میں اللہ تعالیٰ اس عاجز کا نام عیسیٰ رکھ کر اور وفات دینے کا ذکر کر کے ایما فرماتا ہے کہ یہ منصوبے پیش نہیں جائیں گے اور میں ان کی شرارتوں سے محافظ ہوں گا۔ اور اسی ﴿۳۸﴾ الہام کے آگے جو صفحہ ۵۵۷ میں الہام ہے اس میں ظاہر فرمایا گیا کہ ایسا کب ہوگا اور اس دن کا نشان کیا ہے۔ یعنی ایسے منصوبے جو قتل کے لئے کئے جائیں گے وہ کب اور کس وقت میں ہوں گے اور کن امور کا ان سے پہلے ظاہر ہونا ضروری ہے۔ سو اسی الہام کے بعد میں جو الہام ہے اس میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے **میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا** (یہ رافعک الیّ کی تفسیر ہے) **دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا**۔ اس الہام میں اللہ تعالیٰ نے صاف لفظوں میں فرما دیا کہ قتل کی سازشوں کا وقت وہ ہوگا کہ جب ایک چمکدار نشان حملہ کی صورت پر ظاہر ہوگا۔ چنانچہ اس الہام کے بعد جو عربی میں الہام ہے وہ بھی اس مضمون قتل کے فتنہ کی طرف اشارہ کرتا ہے اور وہ یہ ہے الفتنة ھھنا فاصبر کما صبر اولوالعزم. فلمّا تجلّٰی ربّہ للجبل جعلہ دکّا. قوّة الرحمٰن لعبید اللّٰہ الصّمد. مقام لا تترقی العبد فیہ بسعی الاعمال۔ ترجمہ یہ ہے کہ جب یہ چمکتا ہوا نشان ظاہر ہوگا تو اس وقت ایک فتنہ☆ برپا ہوگا۔

☆ **حاشیہ**: آریوں اور ہندوؤں نے جس قدر جا بجا خفیہ جلسے اور پوشیدہ مشورے اس عاجز کے قتل کے لئے کئے ہیں ان کی نسبت اب تک میرے پاس پچاس کے قریب خط پہنچے ہیں بعض ان میں سے گمنام ہندوؤں کے خط ہیں اور بعض معزز مسلمانوں کے خط ہیں جن کو ان مشوروں

(یہ وہی فتنہ سازش قتل ہے جس کی مناسبت سے الہام مذکورہ میں اس عاجز کو یا عیسیٰ کر کے پکارا گیا تھا یعنی قتل کرنے یا مصلوب کرانے کے ارادہ کا فتنہ) اس الہام میں پہلے اس عاجز کا نام عیسیٰ رکھا گیا اور پھر وعدہ کیا گیا ہے کہ میں تجھے وفات دوں گا اور وہی آیت جو قرآن شریف میں حضرت عیسیٰ کی وفات کے وعدہ سے متعلق ہے اس عاجز کے حق میں ﴿۳۹﴾

کی اطلاع ہوئی۔ اس وقت خطوط کی نقل کی اس جگہ ضرورت نہیں وہ سب میرے پاس محفوظ ہیں۔ لیکن ہندو اخبار میں سے کچھ بطور نمونہ نقل کرتا ہوں تا معلوم ہو کہ وہ ابتلاء جو یہود کی شرارتوں سے حضرت عیسیٰ کو پیش آیا تھا وہی مجھ کو پیش آ گیا۔ اور اس فتنہ کے لفظ سے جو الہام الفتنة ھٰھنا میں پایا جاتا ہے وہی ابتلا مراد ہے۔ اور اسی بناء پر معہ بعض دوسرے وجوہ کے اس عاجز کا نام عیسیٰ رکھا گیا۔ یہود کا فتنہ دو حصہ پر مشتمل تھا ایک وہ حصہ تھا جو حضرت عیسیٰ کے قتل کیلئے ان کے اپنے منصوبے تھے۔ اور دوسرا وہ حصہ تھا کہ جو وہ گورنمنٹ رومیہ کو حضرت عیسیٰ کی گرفتاری اور قتل کیلئے افروختہ کرتے تھے۔ سو ان دنوں میں بھی وہی معاملہ پیش آیا۔ صرف فرق اتنا رہا کہ وہاں یہود تھے اور یہاں ہنود۔ سو پہلا حصہ جو قتل کے لئے خانگی سازشیں ہیں ان کا نمونہ ایم آر بشیشر داس کے اس مضمون سے معلوم ہوتا ہے جو اس نے اخبار آفتاب ہند مطبوعہ ۱۸؍ مارچ ۱۸۹۷ء کے صفحہ ۵ پہلے کالم میں چھپوایا ہے۔ جس کا عنوان یہ ہے **”مرزا قادیانی خبردار“** اور پھر بعد اس کے لکھا ہے کہ ”مرزا قادیانی بھی امروز فردا کا مہمان ہے بکرے کی ماں کب تک خیر منا سکتی ہے۔ آج کل ہنود کے خیالات مرزا قادیانی کی نسبت بہت بگڑے ہوئے ہیں پس مرزا قادیانی کو خبردار رہنا چاہئے کہ وہ بھی بکر عید کی قربانی نہ ہو جاوے“ اور پھر اخبار رہبر ہند لاہور ۱۵؍ مارچ ۱۸۹۷ء میں صفحہ ۱۴ پہلے کالم میں لکھا ہے ”کہتے ہیں کہ ہندو قادیان والے کو قتل کرائیں گے“۔

اور دوسرا حصہ جو گورنمنٹ کے افروختہ کرنے کے متعلق ہے اس کا اخبارات مفصلہ ذیل میں جو ہندوؤں کی طرف سے نکلے ہیں بیان ہے۔ چنانچہ اخبار پنجاب سماچار ۲۷؍ مارچ ۱۸۹۷ء جو ایک ہندو پرچہ لاہور سے نکلتا ہے اس طرح اپنے صفحہ پانچ میں گورنمنٹ کو افروختہ کرتا ہے۔ ”سب سے اول اس خیال کو (یعنی سازش قتل کے خیال کو) پیدا کرنے والی مرزا غلام احمد قادیانی

الہام ہوئی یعنی یا عیسٰی انّی متوفّیک و رافعک الیّ۔ اور جیسا کہ ابھی میں لکھ چکا ہوں اس بشارت کی حضرت عیسٰی کے حق میں بھی ضرورت پڑی تھی کہ اس وقت

بقیہ حاشیہ

کی پیشگوئی ہے‘‘ پھر اسی اخبار کے صفحہ ۶ میں لکھا ہے کہ ’’مرزا صاحب اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ پنڈت جی کی موت دوسری شوال کو ہونی تھی‘‘۔ یعنی پیشگوئی میں جو دوسری شوال کی طرف اشارہ تھا اور ویسا ہی وقوع میں آیا تو بس یہ کافی دلیل ہے کہ پیشگوئی کرنے والے کی سازش سے یہ قتل ظہور میں آیا۔ پھر یہی اخبار ۱۰۔ مارچ ۱۸۹۷ء کے پرچہ میں لکھتا ہے۔ ’’ایک حضرت نے (یعنی اس عاجز نے) اپنی مصنفہ کتاب موعود مسیحی میں یہ پیشگوئی بھی کی تھی کہ پنڈت لیکھرام چھ سال کے عرصہ میں عید کے دن نہایت دردناک حالت میں مرے گا‘‘۔ اب یہ پرچہ عید کے دن کا نام لے کر گورنمنٹ کو اس بات کی طرف توجہ دلاتا ہے کہ ایسا پتہ دینا انسان کے منصوبہ پر دلالت کرتا ہے مگر عید کا دن بیان کرنے میں غلطی کرتا ہے۔ الہام الٰہی میں دوسری شوال کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے☆۔ پھر اسی پرچہ کے صفحہ ۲ میں لکھتا ہے ’’قتل کے لئے آدمی مقرر کیا گیا۔ ادھر سے مصنف موعود مسیحی کی پیشگوئی بھی قریب تھی کیونکہ غالباً ۱۸۹۷ء چھٹا سال تھا اور پانچ مارچ سنہ حال آخری عید چھٹے سال کی تھی‘‘۔ اس میں جس قدر غلطیاں ہیں حاجت بیان نہیں۔ بہرحال اس تقریر سے اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ منصوبہ مقرر کیا گیا تھا کہ عید پر یا عید کے قریب قتل کیا جائے۔ پھر اسی خیال کو قوت دینے کے لئے اسی اخبار میں لکھتا ہے کہ ’’یہ قتل کئی ایک اشخاص کی مدت کی سوچی اور سمجھی ہوئی اور پختہ سازش کا نتیجہ ہے جس کی تجاویز امرتسر اور گورداسپورہ کے نزدیک اور ادھر دہلی اور بمبئی کے اردگرد مدت سے ہو رہی تھیں۔ کیا یہ غیر اغلب ہے کہ اس سازش کا جنم ان اشخاص سے ہوا ہو کہ جو علانیہ بذریعہ تحریر و تقریر کہا کرتے تھے کہ پنڈت کو مار ڈالیں گے اور مزید براں یہ کہ پنڈت اس عرصہ میں اور فلاں دن ایک دردناک حالت میں مرے گا۔ کیا آریہ دھرم کے مخالف چند ایک کتب کے ایک خاص مصنّف کو

﴿۴۰﴾

☆ خدا تعالیٰ نے الہام میں لیکھرام کا نام عجل جسد له خوار رکھا ہے یعنی گوسالہ سامری۔ اس میں بھی یہی اشارہ ہے کہ عید کے دنوں میں وہ ہلاک ہوگا کیونکہ توریت میں اب تک لکھا ہوا موجود ہے کہ سامری کا گوسالہ بھی عید کے دن نیست و نابود کیا گیا تھا اور عید کا دوسرا دن بھی عید کے حکم میں ہے۔ منہ

یہودیوں کی ہر روز کی دھمکیوں سے ان کی جان خطرہ میں تھی۔ اور یہودی لوگ ایک ایسی موت کی ان کو دھمکی دیتے تھے جس موت کو ایک مجرمانہ موت سمجھ سکتے ہیں۔ اور جس پر توریت کے رو سے بھی راستبازی کی شان کو دھبہ لگتا ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے ایسے پُر خطر وقت میں ایسی پلید اور لعنتی موت سے ان کو بچا لیا۔ پس اس الہام میں جو اسی آیت کے ساتھ اس عاجز کو ہوا یہ ایک نہایت لطیف پیشگوئی ہے جو آج کے دن سے ۱۷ سترہ برس پہلے کی گئی اور یہ باواز بلند بتلا رہی ہے کہ وہی واقعہ اس جگہ بھی پیش آئے گا۔ اور اس عاجز کو عیسیٰ کے نام سے مخاطب کر کے یہ کہنا کہ اے عیسیٰ میں تجھے وفات دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ یہ درحقیقت اس واقعہ کا نقشہ دکھلانا ہے جو حضرت عیسیٰ کو پیش آیا تھا اور وہ واقعہ یہ تھا ﴿۴۰﴾ ﴿۴۱﴾

☆ اس سازش سے کوئی تعلق نہیں ہے'' اس میں گورنمنٹ کو یہ پرچہ یہ جتلانا چاہتا ہے کہ کیا ایسا شخص جس نے میعاد مقرر کر دی قتل کا دن بتلا دیا اور زبان سے کہتا رہا کہ فلاں دن مرے گا اس کو قتل کے منصوبہ میں کچھ سازش نہیں؟ پھر ایک اور اخبار جس کا نام اخبار عام ہے اس کے پرچہ ۱۶؍ مارچ ۱۸۹۷ء صفحہ ۳ میں لیکھرام کے قاتل کی نسبت لکھا ہے ''کہ طرح طرح کی افواہیں مشہور ہیں۔ اور قادیانی صاحب کا رویّہ سب سے نرالا ہے۔۔۔۔ سخت افسوس سے قبول کرنا پڑتا ہے کہ مرزا قادیانی صاحب کا فرض ہے کہ جب الہام کے زور سے انہوں نے لیکھرام کے قتل کی پیشگوئی کی تھی اسی الہام کے زور سے بتلا دیں کہ قاتل اس کا کون ہے'' پھر ایڈیٹر اخبار عام اپنے پرچہ ۱۰؍ مارچ ۱۸۹۷ء میں لکھتا ہے کہ ''اگر ڈپٹی صاحب یعنی آتھم کے ساتھ ایسا واقعہ ہو جاتا جس کا خمیازہ لیکھرام کو بھگتنا پڑا تب اور صورت تھی'' یعنی اس حالت میں گورنمنٹ پیشگوئی کرنے والے سے ضرور مواخذہ کرتی۔ ایسا ہی انیس ہند میرٹھ لیکھرام کے مارے جانے کی طرف اشارہ کر کے اپنے پرچہ مارچ میں لکھتا ہے کہ ''ہمارا ماتھا اسی وقت ٹھنکا تھا کہ جب مرزا غلام احمد قادیانی نے لیکھرام کی موت کی نسبت پیشگوئی کی تھی کیا اس کو علم غیب تھا''۔

اور ایسا ہی کئی اور ہندو اخباروں میں متفرق طریقوں سے اپنے مفسدانہ خیالات کو ظاہر کیا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اس سے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ پنجاب میں ان کے ان مفسدانہ منصوبوں کا ایسا شور پڑا ہوا ہے کہ شاذ و نادر کوئی ان سے بے خبر ہو گا۔ منہ

کہ یہود نے اس ارادہ سے ان کو قتل کرنا چاہا تھا کہ ان کا کاذب ہونا ثابت کریں اور انہوں نے یہ پہلو ہاتھ میں لیا تھا کہ ہم صلیب کے ذریعہ سے اس کو قتل کریں گے اور مصلوب لعنتی ہوتا ہے اور لعنت کا مفہوم یہ ہے کہ انسان بے ایمان اور خدا سے برگشتہ اور دور اور مہجور ہو۔ اور اس طرح پر ان کا کاذب ہونا ثابت ہو جائے گا۔ اور خدا نے ان کو تسلی دی کہ تو ایسی موت سے نہیں مرے گا جس سے یہ نتیجہ نکلے کہ تو لعنتی اور خدا سے دور اور مہجور ہے بلکہ میں تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا یعنی زیادہ سے زیادہ تیرا قرب ثابت کروں گا☆ اور یہود اپنے اس ارادہ میں نامراد رہیں گے۔ پس لفظ رفع کے مفہوم میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کی بھی ایک پیشگوئی مخفی تھی کیونکہ جس سچائی کے زیادہ ظاہر ہونے کا وعدہ تھا وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے وقوع میں آئی۔ اور خدا تعالیٰ نے اپنے ایک سچے نبی کو بغیر شہادت کے نہ چھوڑا۔

غرض یہی پیشگوئی اس عاجز کی نسبت براہین احمدیہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے موجود ہے اور آج سے سترہ برس پہلے شائع ہو چکی۔ سو یہ الہام وہی شان نزول اپنے ساتھ رکھتا ہے جو حضرت مسیح کے متعلق ہونے کی حالت میں اس کے ساتھ تھی یعنی جیسا کہ اس وقت میں یہ وحی اسی غرض سے حضرت عیسیٰ پر نازل ہوئی تھی کہ ان کو پیش از وقت خبر دی جائے کہ تیری نسبت قتل کے منصوبے ہوں گے اور میں تجھ کو بچا لوں گا۔ اسی غرض سے یہ الہام بھی ہے۔ اگر فرق ہے تو صرف اتنا ہے کہ اس وقت قتل کے منصوبے کرنے والے یہود تھے اور اب ہنود ہیں۔ اور یہود نے حضرت مسیح ﴿۴۲﴾ کی تکذیب کے لئے یہ پہلو سوچا تھا کہ ان کو مصلوب کر کے توریت کے رو سے ان کا لعنتی ہونا

☆ یہ وعدہ اس عاجز کو بھی دیا گیا کہ میں تجھے وفات دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ چنانچہ اسی آیت کو بطور الہام اس عاجز کے حق میں بھی نازل فرمایا ہے جس سے ہمارے علماء رفع عنصری مراد لیتے ہیں اور میں دلائل سے ثابت کر چکا ہوں کہ یہ آیت میرے حق میں بھی الہام ہوئی ہے۔ تو اب کیا میری نسبت بھی یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ میں معہ جسم عنصری آسمان کی طرف اٹھایا جاؤں گا۔ اگر کہو کہ تمہارا الہام ثابت نہیں تو یہ عذر فضول ہوگا کیونکہ جس لطیف پیشگوئی پر یہ الہام مشتمل ہے وہ ظہور میں آ گئی ہے پس اسی دلیل سے الہام کا سچا ہونا ثابت ہو گیا۔ منہ

حاشیہ

کھل جائے گا اور سچا پیغمبر لعنتی نہیں ہوسکتا۔ پس اس طرح پر ان کا جھوٹا ہونا دلوں پر جم جائے گا اور ایسی ذلّت کے ساتھ زندگی کا خاتمہ ہو کر پھر ان کا کوئی بھی نام نہیں لے گا۔ اسی ذلت کی موت کا بھاری غم تھا جس نے تمام رات حضرت عیسٰی علیہ السلام کو دعا کرنے کا جوش دیا اور عین صلیب کے وقت ’’ایلی ایلی لما سبقتنی ‘‘ ان کے منہ سے کہلایا۔ ورنہ ایک نبی کو اپنی موت کا کیا غم ہوسکتا ہے۔ یہ بہادر قوم تو موت کے غم کو پیروں کے نیچے کچلتی ہے۔ ایسا ڈر نبی کے دل کی طرف کیونکر منسوب کرسکیں بلکہ لعنت کے فتنہ کا ڈر تھا جو ان کے دل کو کھا گیا تھا۔ آخر اس راستباز کو خدا نے بچالیا۔ اور براہین احمدیہ کی اس پیشگوئی میں یہ اشارہ ہے کہ یہی منصوبہ تمہارے لئے ایک قوم کرے گی۔ چنانچہ ان دنوں میں لیکھرام کی موت کے بعد ہنود نے یہی کیا اور کر رہے ہیں لیکن انہوں نے میری تکذیب کیلئے یہ دوسرا پہلو سوچا ہے کہ اگر ممکن ہو تو اس کو بھی عید کے قریب قریب قتل کردیں اور اس طرح پر الٰہی پیشگوئی کو برباد کر کے دلوں سے اسلامی عظمت کو مٹادیں اور لوگوں کو اس طرف توجہ دلاویں کہ جیسا کہ لیکھرام ایک پیش از وقت پیشگوئی کے موافق قتل ہوگیا ایسا ہی یہ شخص بھی پیش از وقت ہماری پیشگوئی کے موافق قتل ہوگیا۔ پس اگر وہ خدا کا الہام ہوسکتا ہے تو ہماری بات کو بھی خدا کا الہام کہنا چاہیئے۔ سو اس طرح پر دنیا میں ایک گڑبڑ پڑ جائے گا اور لوگ ہندوؤں کے ایک مردہ کے مقابل مسلمانوں کے ایک مردہ کو دیکھ کر اس نتیجہ تک پہنچ جائیں گے کہ دونوں انسانی منصوبے ہیں۔ اور اس طرح پر بآسانی اس شخص کا کاذب ہونا ثابت ہو جائے گا۔ سو یہود اور ہنود تکذیب کی مدعا میں واحد ہیں صرف جدا جدا دو پہلو ان کو سوجھے۔ پس خدا نے اس وقت سے سترہ برس پہلے سمجھا دیا کہ جیسا کہ یہود اپنے ارادہ میں ناکام رہے **ہنود بھی اپنے ارادہ میں ناکام رہیں گے** اور صاف لفظوں میں سمجھا دیا کہ یہ منصوبہ قتل اس وقت ہوگا کہ جب ایک چمکتا ہوا نشان حملہ کے رنگ میں ظہور میں آئے گا اور اس حملہ کے بعد ایک فتنہ ہوگا اسی فتنہ کے مشابہ جو مسیح کی نسبت ہوا تھا۔ اور پھر اسی الہام کے ساتھ عربی میں الہام ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ خدا مشکلات کے پہاڑ دور کردے گا اور یہ سب رحمان کی قوت سے ہوگا۔

اور پھر اسی الہام کی تائید میں براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۰۶ میں ایک الہام ہے جس میں ہندوؤں اور عیسائیوں کے لئے ایک کھلے کھلے نشان کا وعدہ کیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے لم یکن الذین کفروا من اھل الکتاب و المشرکین منفکین حتی تاتیھم البینة و کان کیدھم عظیما ۔ یعنی مشرک اور عیسائی بجز ایک کھلے کھلے نشان کے اپنی تکذیب سے باز آنے والے نہیں تھے اور ان کا مکر بہت بڑا تھا اور پھر فرمایا کہ اگر خدا ایسا نہ کرتا تو دنیا میں اندھیر پڑ جاتا۔ یہ وہی کھلا کھلا نشان ہے جس کو دوسری جگہ چمکار کے لفظ سے تعبیر کیا ہے جو لیکھرام کی موت کا نشان ہے ﴿۴۳﴾ اور صاف ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ نے نہایت صفائی سے اس نشان کو ظاہر کیا ہے کیونکہ اس پیشگوئی میں میعاد بتلائی گئی تھی۔ عید کا دوسرا دن بتلایا گیا تھا۔ اور موت بذریعہ قتل بتلائی گئی تھی۔ اور کشفی عبارت صاف بتلاتی تھی کہ موت اتوار کو ہوگی اور رات کے وقت ہوگی۔ سو یہ ساری باتیں اسی طرح ظہور میں آ گئیں جیسا کہ پہلے سے کہی گئی تھیں۔ اور ہندوؤں کا سازش کا الزام اور قتل کرنے کے ارادہ کا الزام اس پیشگوئی کی صفائی پر کچھ غبار نہیں ڈال سکتا کیونکہ ابھی ہم بیان کر چکے ہیں کہ براہین احمدیہ میں یہ پیشگوئی موجود ہے کہ اس نشان کے ظہور کے وقت ایک فتنہ ہوگا اور وہ فتنہ اس فتنہ سے مشابہ ہوگا کہ جو حضرت عیسیٰ کی نسبت یہود نے اٹھایا تھا۔ یعنی یہ کہ گورنمنٹ کے ذریعہ سے مصلوب کروانے کی کوشش یا خود قتل کرنے کا منصوبہ کرنا۔

اور اس جگہ یاد رہے کہ جو کچھ ہندو اور ہمارے دوسرے مخالف اس پیشگوئی پر گرد و غبار ڈالنا چاہتے ہیں ایسا کبھی نہیں ہوگا کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کا فعل ہے اس لئے خدا تعالیٰ اس کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ بلکہ وہ روز بروز اس کی صفائی ظاہر کرے گا اور جیسے جیسے لوگوں کو یہ پیشگوئی سمجھ آتی جائے گی ویسے ویسے اس کی طرف کھنچے جائیں گے۔ کیا اس پیشگوئی کی عظمت کیلئے یہ کافی نہیں کہ علاوہ ان تمام تصریحات کے جو اس پیشگوئی میں موجود ہیں براہین احمدیہ بھی سترہ برس پہلے اس واقعہ سے اس پیشگوئی کی خبر دی گئی ہے۔

پندرھویں پیشگوئی ڈپٹی عبد اللہ آتھم کی نسبت پیشگوئی ہے جو نہایت

صفائی سے پوری ہوگئی۔ آتھم مذکور کی نسبت پیشگوئی کے الہام میں صاف طور پر یہ شرط تھی کہ اگر حق کی طرف رجوع کرے گا تو موت میں تاخیر ڈال دی جائے گی چنانچہ اس نے پیشگوئی کی میعاد میں اپنے اقوال اور افعال سے حق کی طرف رجوع کرنا ثابت کر دکھلایا۔ اس نے نہ صرف خوف کا اقرار کیا بلکہ وہ پیشگوئی کی میعاد میں اپنے گوشہ خلوت میں مردہ کی طرح پڑا رہا☆۔ اس عرصہ میں ایک مرتبہ اس کو بخار آیا تو وہ روتا ہوا بولا کہ ''ہائے میں پکڑا گیا''۔ اس نے میعاد کے اندر تمام مباحثات چھوڑ دیئے گویا اس کے مُنہ میں ﴿۴۴﴾ زبان نہ تھی میعاد کے دنوں میں اس نے اپنی عجیب تبدیلی دکھلائی کہ گویا یہ وہ آتھم ہی نہیں ہے۔ پس اگرچہ یہ تبدیلی اور ہراس اور غم کہ اس کے چہرہ سے نمایاں تھا رجوع کیلئے کافی دلیل تھی لیکن اس سے بڑھ کر اس نے یہ بھی ثبوت دے دیا کہ میں نے اس کو کہا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اطلاع دی ہے کہ تو میعاد کے اندر ضرور ڈرتا رہا اور عیسائیت کے بیباکانہ طرز سے ضرور دستکش ہو کر ہیبت اسلام سے متاثر ہوگیا تھا جو رجوع کے اقسام میں سے ایک قسم ہے اور اگر یہ بات صحیح نہیں ہے تو تجھے قسم کھانا چاہیئے جس پر ہم چار ہزار روپیہ بلا توقف تجھے دیدیں گے لیکن اس نے قسم نہ کھائی اور نہ نالش سے اپنے ان جھوٹے الزاموں کو ثابت کیا جو اپنے خوف کی بنا ٹھہرائی تھی یعنی یہ الزام کہ گویا ہم نے ایک سانپ تعلیم یافتہ اس کی طرف چھوڑا تھا اور بعض مسلح سپاہی بھیجے تھے۔ پس اس کی اس کارروائی سے صاف طور پر ثابت ہوگیا کہ ضرور اس نے رجوع کیا۔ اور الہامی عبارت میں یہ بھی تھا کہ اگر رجوع پر قائم نہ رہے گا اور حق کو چھپائے گا تو جلد مر جائے گا۔ چنانچہ وہ حق کا اخفا کر کے ہمارے آخری اشتہار سے سات ماہ کے اندر فوت ہوگیا۔ الہام کے موافق اس کا مرنا بھی صاف گواہی دیتا ہے کہ وہ صرف رجوع کے باعث سے کچھ دنوں تک زندہ رہ سکا تھا۔ یہ کیسی صاف بات ہے کہ الہام الٰہی میں آتھم کیلئے ایک زندہ رہنے کا پہلو تھا اور ایک مرنے کا پہلو۔ سو خدا نے پیشگوئی کے الفاظ کے مطابق دونوں پہلوؤں کو پورا کر کے دکھلا دیا۔ کیا زندہ رہنے کا پہلو جو شرط الہامی ہے پیچھے سے بنا دیا ہے اور پہلے الہام میں درج نہیں تھا؟ اگر ایسی ہی سمجھ ناقص ہے تو ایک موٹے طور پر سمجھ لو کہ الہام کے لفظوں میں ہاویہ کا ذکر تھا اور ہاویہ کا کمال موت سے تعبیر کیا گیا تھا۔ اب سچ کہو کہ کیا آتھم پیشگوئی کی

☆ آتھم پیشگوئی کی میعاد میں جو پندرہ مہینے تھی اپنی پہلی عادتیں یعنی مباحثات اور مناظرات سے ایسا دستکش ہوگیا کہ اس کی نظیر اس کی تمام پہلی زندگی میں نہیں پائی جاتی۔ اس نے اس میعاد میں بقدر ایک سطر بھی کوئی مخالفانہ مضمون نہیں نکالا۔ پس یہ نہایت صاف اور واضح ثبوت اس بات پر ہے کہ وہ ایام پیشگوئی میں اپنی قدیم عادتوں سے رکا رہا اور وہی رجوع تھا۔ منہ

میعاد کے اندر بے چینی میں نہیں رہا جو ہاویہ کا مصداق ہے؟ کیا کہہ سکتے ہو کہ وہ آرام اور تسلی سے رہا؟ کیا یہ سچ نہیں کہ وہ میعاد سے خارج ہو کر اور عیسائیت پر اصرار کر کے ہمارے آخری اشتہار سے سات ماہ تک مر گیا؟ کیا دکھلا سکتے ہو کہ اب تک وہ کہیں زندہ بیٹھا ہے؟ کیا یہ ایسی باتیں ہیں جو کسی کو سمجھ نہیں آ سکتیں؟ سو انکار پر اصرار اگر بے ایمانی نہیں تو اور کیا ہے؟ سچ تو یہ ہے کہ دنیا کسی پہلو سے خوش نہیں ہو سکتی۔ آتھم نے نرمی اور شرم اختیار کی اور اس کا دل خوف سے بھر گیا۔ سو خدا نے الہام کی شرط کے موافق خوف کے ایام میں اس کو مہلت دے دی مگر دنیا کے لوگوں نے پھر یہی کہا کہ ’’آتھم کیوں نہیں مرا‘‘۔ اور لیکھرام نے کچھ خوف نہ کیا اور شوخی دکھلائی اس لئے خدا تعالیٰ نے ٹھیک ٹھیک میعاد کے اندر اس کو ہلاک کیا اور دنیا کے لوگوں نے کہا کہ ’’کیوں لیکھرام مر گیا ضرور کوئی خفیہ سازش ہوگی‘‘۔ سو وہ جو میعاد کے اندر مرنے سے بچایا گیا اس پر بھی مخالفوں کا شور اٹھا کہ کیوں بچایا گیا اور جو میعاد کے اندر پکڑا گیا اس پر بھی شور اٹھا کہ کیوں پکڑا گیا۔ ﴿۴۵﴾

اور جیسا کہ لیکھرام کی نسبت سترہ برس پہلے براہین احمدیہ میں خبر موجود ہے ایسا ہی آتھم کی نسبت بھی براہین احمدیہ میں خبر موجود ہے جو شخص براہین احمدیہ کا صفحہ ۲۴۱ غور سے پڑھے گا اس کو اس بات کو ماننا پڑے گا کہ درحقیقت براہین احمدیہ میں اس فتنہ نصاریٰ کی جو آتھم کی میعاد گذرنے کے بعد ظہور میں آیا خبر دی گئی ہے۔ ان باتوں پر غور کرنے سے ایک ایماندار کا ایمان قوت پاتا ہے۔ لیکن افسوس کہ ہمارے مخالف دن بدن بے ایمانی میں بڑھتے جاتے ہیں نہ معلوم ان کی قسمت میں کیا لکھا ہے۔ مولویوں کی حالت پر تو بہت ہی افسوس ہے کہ ان کو آثار نبویہ کے ذریعہ سے آتھم کی پیشگوئی کی نسبت خبر دی گئی تھی مگر انہوں نے اس خبر کی بھی کچھ پرواہ نہیں کی۔ ایک دانشمند انسان جب براہین احمدیہ کو کھول کر صفحہ ۲۴۱ میں نصاریٰ کے ذکر اور ان کے مکر اور حق پوشی کی پیشگوئی کے بعد پھر اس الہام کو پڑھے گا الفتنة ھٰھُنا فاصبر کما صبر اولوا العزم۔ اور پھر آگے چل کر جب پانسو گیارہ صفحہ پر ایک مفتری اور بیباک مسلمان کے ذکر کے بعد پھر اس الہام کو پڑھے گا الفتنة ھٰھُنا فاصبر کما صبر اولوا العزم اور پھر آگے چل کر جب صفحہ ۵۵۷ میں ایک چمکتے ہوئے نشان

کے ذکر کے بعد پھر اس الہام کو پڑھے گا الفتنة ھٰھُنا فاصبر کما صبر اولوا العزم تو ان تین فتنوں کے تصور سے جو صفحہ ۲۴۱۔ اور صفحہ ۵۱۱۔ اور صفحہ ۵۵۷ براہین احمدیہ میں اس وقت سے سترہ برس پہلے لکھی ہوئی ہیں طبعاً اس کے دل میں ایک سوال پیدا ہوگا کہ یہ تین فتنے کیسے ہیں جن میں سے ایک عیسائیوں سے تعلق رکھتا ہے اور ایک کسی منصوبہ باز مسلمان سے اور ایک کھلے کھلے نشان کے ظہور کے وقت سے۔ اور پھر جب واقعات کی تلاش میں پڑے گا تو وہ تین بھاری بلوے اس کی نظر کے سامنے آجائیں گے جو ہر ایک ان میں سے فتنہ عظیم کہلانے کا مستحق ہے۔ تب خدا کا عمیق علم دیکھ کر ضرور سجدہ کرے گا جس نے اس وقت یہ خبریں دیں جبکہ ان تینوں فتنوں کا نام و نشان نہ تھا اگر یہ تینوں فتنے چیستاں کے طور پر کسی واقعات کے جاننے والے کے سامنے پیش کئے جائیں تو فی الفور وہ جواب دے گا کہ ایک فتنہ آتھم کی پیشگوئی کے متعلق کا ہے جو عیسائیوں اور ان کے حامی بخیل مسلمانوں سے ظہور میں آیا یعنی ان مسلمانوں سے جن کا نام اس پیشگوئی میں یہود رکھا ہے۔ اور دوسرا فتنہ محمد حسین بٹالوی کی تکفیر کا فتنہ ہے۔ اور تیسرا وہ فتنہ جو ہندوؤں کی طرف سے نشان الٰہی کے ظہور کے بعد وقوع میں آیا۔ یہ تین فتنے ہیں جو پُرشور و بلوہ کی طرح ظہور میں آئے جن کی خدا نے سترہ برس پہلے خبر دی تھی!!!

اس بات سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ ان تینوں فتنوں میں سے کوئی فتنہ بھی قومی شوروغوغا سے خالی نہ تھا اور ہر ایک میں انتہائی درجہ کا جوش بھرا ہوا تھا۔ اور ہر ایک میں غیر معمولی غل غپاڑہ اٹھا تھا۔ چنانچہ عیسائیوں کا فتنہ اُس وقت وقوع میں آیا تھا جب آتھم میعاد پیشگوئی کے بعد زندہ پایا گیا۔ پادریوں کو خوب معلوم تھا کہ الہامی پیشگوئی میں صریح شرط تھی کہ آتھم رجوع کی حالت میں جو ایک دلی فعل ہے میعاد میں مرنے سے مستثنٰی رکھا گیا ہے اور یہ بھی وہ خوب جانتے تھے کہ آتھم پیشگوئی کی ہیبت سے ضرور ڈرتا رہا۔ اور وہ ایام میعاد میں عیسائیت کے تعصّب پر قائم نہیں رہ سکا۔ اور ان کی مجلسوں سے بھاگ کر فیروز پور کے گوشہ خلوت میں جا بیٹھا۔ اور نیز ان کو خوب معلوم تھا کہ ایک دفعہ بیماری کے وقت میں اس نے یہ بھی کہا کہ ”میں پکڑا گیا“ اور خوب جانتے تھے کہ فطرتاً اس کی روح ڈرنے ﴿۴۶﴾

والی تھی۔ اور انہیں کماحقہ اس بات کا علم تھا کہ اس نے اپنی حرکات سے خوف ظاہر کیا استقامت ظاہر نہیں کی اور پہلی وضع متعصّبانہ کو ایسا بدل دیا کہ اثناء میعاد میں دین اسلام کی مخالفت میں کبھی دوسطر کا مضمون بھی کسی اخبار میں نہیں چھپوایا اور نہ کوئی رسالہ نکالا جیسا کہ اس کی قدیم سے عادت تھی اور نہ کسی مسلمان سے بحث کی بلکہ اس طرح پر دنوں کو گذارا جیسا کہ کسی نے خاموشی کا روزہ رکھا ہوا ہوتا ہے۔ اور پھر طرفہ یہ کہ چار ہزار روپیہ دینے پر بھی قسم نہ کھائی۔ اور مارٹن کلارک سر پیٹ پیٹ کر رہ گیا مگر نالش نہ کی اور تعلیم یافتہ سانپ وغیرہ الزاموں کو ثابت نہ کر سکا۔ ان تمام وجوہات سے پادری صاحبوں کو یقینی علم تھا کہ وہ بزدل اور ڈرپوک نکلا۔ اور میعاد کے بعد بھی وہ اپنا قصہ یاد کر کے رویا لیکن پادریوں نے خدا تعالیٰ کا خوف نہ کیا اور امرتسر کے بازاروں میں اس کو لئے پھرے کہ دیکھو آتھم صاحب زندہ موجود ہے اور پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ بہت سے پلید طبع مولوی جو نام کے مسلمان تھے اور چند نالائق اور دنیا پرست اخبار والے ان کے ساتھ ہو گئے اور لعن طعن اور تکذیب اور تبرا بازی میں ان کے بھائی بن بیٹھے اور بڑے جوش سے اسلام کی خفت کرائی۔ پھر کیا تھا ﴿۴۷﴾
عیسائیوں کو اور بھی موقعہ ہاتھ لگا۔ پس انہوں نے پشاور سے لیکر الہ آباد اور بمبئی اور کلکتہ اور دور دور کے شہروں تک نہایت شوخی سے ناچنا شروع کیا اور دین اسلام پر ٹھٹھے کئے اور یہ سب مولوی یہودی صفت اور اخباروں والے ان کے ساتھ خوش خوش اور ہاتھ میں ہاتھ ملائے ہوئے تھے۔ ان پر آسمان سے خدا کی لعنت برس رہی تھی مگر ان کو نظر نہیں آتی تھی۔ اس وقت وہ غضب الٰہی کے نیچے تھے۔ مگر نفسانی جوش کے گرد و غبار سے اندھے کی طرح ہو رہے تھے۔ یہ لوگ اس وقت شیطان کی آواز کے مصدق تھے اور آسمان کی آواز کی کچھ پرواہ نہ تھی۔ انہیں دنوں میں ایک بے نصیب نالائق مسلمان ایڈیٹر نے لاہور سے اپنے اخبار میں آتھم کو مخاطب کر کے اور میرا نام لے کر لکھا کہ ’’آتھم صاحب خلق اللہ پر احسان کریں گے اگر نالش کر کے اس شخص کو سزا دلائیں گے‘‘۔ اس نادان نے اپنے اِن پُر جوش لفظوں سے مُردہ کو بلانا چاہا۔ مگر چونکہ وہ مر چکا تھا اس لئے ہل نہ سکا۔ اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ میں خود چاہتا تھا کہ اگر آتھم نے قسم نہیں کھائی تو بارے نالش ہی کرتا۔ مگر آتھم

تو مُردہ تھا۔ زندہ خدا کی پیشگوئی کا رعب اس کو ہلاک کر گیا تھا گو بظاہر جیتا نظر آتا تھا۔ مگر اس میں جان نہ تھی۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر یہ سب لوگ اس کو ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دیتے تب بھی وہ کبھی نالش نہ کرتا۔ اور اگر میں ایک کروڑ روپیہ بھی اس کو دیتا تو کبھی قسم نہ کھاتا۔ اس کا دل میرا قائل ہو گیا تھا اور زبان پر انکار تھا۔ اور میں خوب جانتا ہوں کہ اس معاملہ میں آتھم سے زیادہ میری سچائی کا اور کوئی گواہ نہ تھا۔ غرض پادریوں نے آتھم کے معاملہ میں حق پوشی کر کے بہت شوخی کی اور امرتسر سے شروع کر کے پنجاب اور ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں ناچتے پھرے اور بہروپ نکالے اور ایسا شور و غوغا کیا کہ ابتداء عملداری انگریزی سے آج تک اس کی کوئی نظیر نہیں مل سکتی۔ اور اس جھوٹی خوشی میں جس کے مقابل انہیں کا کانشنس ان کے منہ پر طمانچے مارتا تھا بہت بُرا نمونہ دکھایا۔ اور گندی گالیوں سے بھرے ہوئے میری طرف خط بھیجے اور وہ شور کیا اور وہ شوخی ظاہر کی کہ گویا ہزاروں فتح ان کے نصیب ہوگئیں اور ہزاروں اشتہار چھپوائے مگر پھر بھی اتنے اور اس قدر جوش کے ساتھ **آتھم کا مردہ جنبش نہ کرسکا** اور اس جھوٹی فتح کی خوشی میں اس نے کوئی دو ورقہ رسالہ بھی شائع نہ کیا۔ بلکہ ایک اخبار میں شائع کر دیا کہ یہ تمام فتنہ اور شور و غوغا جو عیسائیوں کی طرف سے ہوا یہ میری خلاف مرضی ہوا میں ان کے ساتھ متفق نہیں۔ اور گو سچی گواہی کو چھپایا مگر مخالفانہ تیزی اور چالاکی سے بھی چپ رہا یہاں تک کہ الہام الٰہی کے موافق ہمارے آخری اشتہار سے سات ﴿۴۸﴾ مہینہ کے اندر فوت ہو گیا۔ غرض بڑا بھاری فتنہ یہ تھا جس میں دین اسلام پر ٹھٹھا کیا گیا۔ اور جس میں بدبخت مولویوں اور دوسرے جاہل مسلمانوں نے پادریوں کی ہاں کے ساتھ ہاں ملا کر اپنا مُنہ کالا کیا۔ اور ایک الہامی پیشگوئی کی ناحق تکذیب کی اور اسلام کی سخت توہین کے مرتکب ہوئے۔ اب صفحہ ۲۴۲ براہین احمدیہ غور سے پڑھو اور انصاف کرو کہ کیسی صفائی سے اس فتنہ کی اس میں خبر ہے اور کیسا صاف صاف لکھا ہے کہ اول عیسائی مکر کریں گے اور پھر صدق ظاہر ہو جائے گا۔

دوسرا فتنہ جو دوسرے درجہ پر تھا محمد حسین بٹالوی کی تکفیر کا فتنہ تھا۔ اس میں بھی عوام کا شور و غوغا پادریوں کے شور و غور سے کچھ کم نہ تھا۔ اسی فتنہ کی تقریب پر بمقام دہلی سات یا آٹھ ہزار

کے قریب مکفر اور مکذب جامع مسجد میں میرے مقابل پر اکٹھے ہوئے تھے۔ اگر عنایت الٰہی شامل نہ ہوتی تو ایک خطرناک بلوہ برپا ہو جاتا۔ غرض اس فتنہ کا بانی محمد حسین بٹالوی تھا اور اس کے ساتھ نذیر حسین دہلوی تھا جس کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اس الہام میں فرمایا جو صفحہ ۵۱۱ میں درج ہے تبت یدا ابی لھب و تبّ ۔ ما کان له ان یدخل فیھا الّا خائفا یعنی دونوں ہاتھ ابی لہب کے ہلاک ہو گئے جس سے اس نے فتویٰ تکفیر لکھا اور وہ آپ بھی ہلاک ہو گیا۔ اس کو نہیں چاہئے تھا کہ اس مقدمہ میں دخل دیتا مگر ڈرتا ہوا۔ یہ فتنہ بھی پشاور سے لے کر کلکتہ بمبئی حیدرآباد اور تمام بلاد پنجاب اور ہندوستان میں پھیل گیا۔ اور جاہل مسلمانوں نے رافضیوں کی طرح مجھ پر لعنت بھیجنا ثواب کا موجب سمجھا۔ اور مسلمانوں کے باہمی تعلقات ٹوٹ گئے اور بھائی بھائی سے اور بیٹا باپ سے علیحدہ ہو گیا۔ سلام ترک کیا گیا یہاں تک کہ ہماری جماعت میں سے کسی مُردہ کا جنازہ پڑھنا بھی موجب کفر سمجھا گیا۔

تیسرا فتنہ جو تیسرے درجہ پر ہے وہ فتنہ ہے جو ابلیکھرام کی موت پر کُھلا کُھلا نشان ظاہر ہونے کے وقت ہندوؤں سے وقوع میں آیا اور انہوں نے جہاں تک ان کی طاقت تھی فتنہ کو انتہا تک پہنچایا اور قتل کے منصوبے کئے اور کر رہے ہیں اور گورنمنٹ کو اکسایا اور اکسا رہے ہیں☆ اس فتنہ کے ساتھ چونکہ ایک کھلا کھلا نشان ہے جس سے مخالفوں کے دلوں پر زلزلہ آ گیا ہے اور فتح عظیم حاصل ہوئی ہے۔ اور بہت سے اندھے سوجاکھے ہوتے جاتے ہیں۔ اس لئے یہ فتنہ تیسرے درجہ پر ہے۔

یہ تین فتنے ہیں جن کا براہین احمدیہ میں آج سے سترہ برس پہلے ذکر ہے۔ اب اگر بڑے سے بڑے متعصب مسلمان یا عیسائی یا ہندو کے سامنے یہ کتاب **براہین احمدیہ** رکھ دی جائے اور ان تینوں فتنوں کے مقامات اس کو دکھلائے جائیں اور حلفاً اس سے پوچھا جائے کہ یہ تینوں فتنے واقعی طور پر وقوع میں آ چکے یا نہیں۔ اور کیا یہ پیشگوئی کے طور پر براہین احمدیہ میں لکھے گئے تھے یا نہیں۔ اور کیا یہ **واقعات ثلاثہ** جو بڑے ﴿۴۹﴾

☆ ۸؍اپریل ۱۸۹۷ء کو صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کی معرفت خانہ تلاشی کرائی۔ منہ

زور شور سے ظہور میں آ چکے نہیں بتلاتے اور گواہی نہیں دیتے کہ حقیقت میں **ایک فتنہ** عیسائیوں کی طرف سے بھی ہوا جس میں لاکھوں انسانوں کا شوروغوغا ہوا اور گروہ کے گروہ نہایت پُر جوش صورت میں بازاروں میں پھرتے تھے اور بہروپ نکالتے تھے اور **دوسرا فتنہ** حقیقت میں محمد حسین بٹالوی کی طرف سے ہوا جس نے مسلمانوں کے خیالات کو اس عاجز کی نسبت بھڑکتی ہوئی آگ کے حکم میں کر دیا اور بھائیوں کو بھائیوں سے اور باپوں کو بیٹوں سے اور دوستوں کو دوستوں سے علیحدہ کر دیا اور رشتے ناطے توڑ ڈالے۔ اور **تیسرا فتنہ** لیکھرام کی موت کے وقت اور نشان الٰہی کے ظاہر ہونے کے حسد سے ہندوؤں کی طرف سے ہوا اس فتنہ کے جوش میں کئی معصوم بچے قتل کئے گئے راولپنڈی میں قریباً چالیس آدمیوں کو زہر دیا گیا اور مجھ کو قتل کی دھمکیاں دی گئیں اور گورنمنٹ کو مشتعل کرنے کیلئے سعی کی گئی اور آئندہ معلوم نہیں کہ کیا کچھ کریں گے☆ اب بتلاؤ کہ کیا یہ سچ نہیں کہ جیسے **براھین احمدیّہ** میں تصریح اور تفصیل کے ساتھ تین فتنوں کا ذکر کیا گیا تھا وہ تینوں فتنے ظہور میں آ گئے۔ کیا محمد حسین[1] بٹالوی۔ یا سید احمد خان[2] صاحب کے سی ایس آئی۔ یا نذیر حسین[3] دہلوی یا عبدالجبار[4] غزنوی یا رشید احمد[5] گنگوہی یا محمد بشیر[6] بھوپالی یا غلام دستگیر[7] قصوری یا عبداللہ[8] ٹونکی پروفیسر لاہور۔ یا مولوی محمد حسن[9] رئیس لدھیانہ قسم کھا سکتے ہیں کہ یہ تین فتنے جن کا ذکر پیشگوئی کے طور پر براہین احمدیہ میں کیا گیا ہے ظہور میں نہیں آ گئے۔ اگر کوئی صاحب ان صاحبوں میں سے میرے الہام کی سچائی کے منکر ہیں تو کیوں خلقت کو تباہ کرتے ہیں میرے مقابل پر قسم کھا جائیں کہ یہ تینوں فتنے جو براہین احمدیہ میں بطور پیشگوئی ذکر کئے گئے ہیں یہ پیشگوئیاں پوری نہیں ہوئیں اور اگر پوری ہو گئی ہیں تو اے خدائے قادر اکتالیس دن تک ہم پر وہ عذاب نازل کر جو مجرموں پر نازل ہوتا ہے پس اگر خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے اور بلا واسطہ کسی انسان کے وہ عذاب جو آسمان سے اترتا اور کھا جانے والی آگ کی طرح کذاب کو نابود کر دیتا ہے اکتالیس روز کے اندر نازل نہ ہوا تو میں جھوٹا اور میرا تمام کاروبار جھوٹا ہوگا اور میں حقیقت میں تمام لعنتوں کا مستحق ٹھہروں گا اور اگر وہ کسی دوسرے شخص کی طرف سے اس قسم کی پیشگوئیاں جن کو خود بیان کرنے والے نے

☆ ۸/ اپریل ۱۸۹۷ء کو میرے گھر کی تلاشی کی گئی۔ منہ

اپنی تحریروں اور چھپی ہوئی کتابوں کے ذریعہ سے مخالفوں اور موافقوں میں پیش از وقت شائع کر دیا ہوا اور اپنی عظمت میں میری پیشگوئیوں کے مسَاوی ہوں اس زمانہ میں دکھاویں جن میں الٰہی ﴿۵۰﴾
قوت محسوس ہو تب بھی میں جھوٹا ہو جاؤں گا۔ اور قسم کیلئے ضروری ہوگا کہ جو صاحب قسم کھانے پر آمادہ ہوں وہ قادیان میں آ کر میرے روبرو قسم کھاویں میں کسی کے پاس نہیں جاؤں گا یہ دین کا کام ہے پس جو لوگ باوجود مولویت کی لاف کے اس میں سستی کریں تو خود کاذب ٹھہریں گے اگر میرے جیسے شخص کو جس کا نام دجّال رکھتے ہیں مغلوب کرلیں تو گویا تمام دنیا کو بدی سے چھڑائیں گے اور قسم کے وقت یہ شرط نہایت ضروری ہوگی کہ میں ان کی قسم سے پہلے پورے دو گھنٹے تک عام جلسہ میں ان پیشگوئیوں کی سچائی کے دلائل ان کے سامنے بیان کروں گا تا وہ جلدی کر کے ہلاک نہ ہو جائیں اور نیز ان پر حجت پوری ہو اور ان کا حق نہیں ہوگا کہ بجز قسم کھانے کے ایک کلمہ بھی منہ پر لائیں خاموشی سے دو گھنٹے تک میرے بیان کو سنیں گے پھر حسب نمونہ مذکورہ قسم کھا کر اپنے گھروں میں جائیں گے اور یاد رہے کہ میں نے سیّد احمد خان صاحب کا نام منکرین کی مد میں اس لئے لکھا ہے کہ ان کو خدا کے اس الہام بلکہ وحی سے بھی انکار ہے جو خدا سے نازل ہوتی اور علم غیب کی عظمت اپنے اندر رکھتی ہے چونکہ وہ بھی اب عمر کی منزل کو طے کر چکے ہیں میں نہیں چاہتا کہ وہ یورپ کے کورانہ خیالات کی پیروی کر کے اس غلطی کو قبر میں لیجائیں اب گو وہ متوجہ نہ ہوں اور اس بات کو ٹھٹھے میں اڑائیں مگر میں نے تو جو تبلیغ کرنی تھی وہ کر چکا ہوں میں ڈرتا ہوں کہ میں پوچھا نہ جاؤں کہ ایک بندہ گم شدہ کو تم نے کیوں تبلیغ نہ کی۔

بعض نادان کہتے ہیں کہ ہر دفع **عذاب اور موت** کی پیشگوئیاں کیوں کی جاتی ہیں یہ نادان نہیں جانتے کہ ہر ایک نبی انذاری پیشگوئیاں کرتا رہا ہے اگر یہ روا نہیں ہے تو اس کے کیا معنے ہیں کہ **مسیح موعود کے دم سے مخالف مریں گے۔**

غرض یہ نو صاحب ہیں جو قسم کھانے کیلئے منتخب کئے گئے ہیں کیونکہ ہر ایک ان میں سے ایک جماعت اپنے ساتھ رکھتا ہے پس اس کے ساتھ فیصلہ کرنے سے جماعت کا فیصلہ خود ضمناً ہو جائے گا۔ قسم کا یہی مضمون ہوگا کہ یہ پیشگوئیاں پوری نہیں ہوئیں اور پہلے

سے براہین احمدیہ میں ان کا ذکر نہیں ہے۔ اس بات کو بخوبی یاد رکھنا چاہئے کہ اگرچہ منکرین اپنی جہالت اور نادانی سے بات بات میں تکذیب کرتے ہیں اور ہر ایک پیشگوئی کو خلاف واقعہ قرار دیتے ہیں مگر وہ تکذیب ان کی جو ایک ہولناک فتنہ کے رنگ میں پیدا ہوئی اور بلوہ کی حد تک پہنچ گئی جس کے ساتھ ایک طوفان بے تمیزی کا اٹھا اور خطرناک نتیجے پیدا ہوئے وہ صرف تین مرتبہ وقوع میں آئی اسی کا نام براہین احمدیہ میں تین فتنہ عظیمہ رکھا گیا اور یہ کتاب یعنی براہین احمدیہ آج کے ﴿۵۱﴾ دن سے سترہ برس پہلے تمام ملک بلکہ بلاد عرب اور فارس تک شائع ہو چکی ہے۔ اور یہ تین فتنے جس قوت اور عظمت سے ظہور میں آئے اور جس ہیبت ناک شور کے ساتھ اس ملک کے کناروں تک ان کو پھیلایا گیا یہ ایسا امر نہیں ہے جو کسی سے مخفی رہا ہو بلکہ پنجاب اور ہندوستان کے مرد اور عورت اور ہندو اور مسلمان ان تینوں فتنوں کو ایسے طور سے یاد رکھتے ہیں کہ ہرگز امید نہیں کہ کبھی تذکرہ **ان فتن ثلاثہ** کا صفحۂ تواریخ میں سے مٹ سکے پس جو شخص ان تینوں فتنوں کے پُر ہیبت واقعات پر اطلاع پا کر پھر براہین احمدیہ میں ان کی خبر دیکھنا چاہے یا براہین احمدیہ میں ان تینوں فتنوں کی پیشگوئی پڑھ کر پھر واقعات خارجیہ میں ان کا نمونہ دیکھنا چاہے تو ان دونوں صورتوں میں یقین کامل اس کو ہو جائے گا کہ براہین احمدیہ میں انہیں تین فتنوں کا ذکر ہے جو ظہور میں آ گئے یا یوں کہو کہ جو تین فتنے ظہور خارجی میں مشاہدہ کئے گئے وہ وہی تینوں ہیں جو براہین احمدیہ میں پہلے سے مندرج ہیں۔ اب سوچو کہ آتھم کے متعلق جو پیشگوئی تھی جس کی نسبت عیسائیوں اور یہودی صفت مولویوں نے شور مچایا اور لیکھرام کی نسبت جو پیشگوئی تھی جس کی نسبت آریوں نے طوفان برپا کیا یہ دونوں کس چٹان مضبوط پر رکھی گئی ہیں۔ **اے مسلمانوں کی اولاد** حد سے بڑھتے نہ جاؤ ممکن ہے کہ انسان اپنی عقل اور اپنے اجتہاد سے ایک رائے کو صحیح سمجھے اور دراصل وہ رائے غلط ہو اور ممکن ہے کہ ایک شخص کو کاذب خیال کرے اور دراصل وہ سچا ہو تم سے پہلے بہت لوگوں کو دھوکے لگے تم کیا چیز ہو کہ تمہیں نہ لگیں پس ڈرو اور تقویٰ کی راہ اختیار کرو تا امتحان میں نہ پڑو میں بار بار کہتا ہوں کہ اگر یہ انسان کا فعل ہوتا تو کب کا تباہ کیا جاتا اور قبل اس کے جو تمہارا ہاتھ اٹھتا خدا کا ہاتھ اس کو تباہ

کر دیتا دیکھو خدا فرماتا ہے فَلَا یُظۡہِرُ عَلٰی غَیۡبِہٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارۡتَضٰی مِنۡ رَّسُوۡلٍ[1] یعنی غیب کو چنے ہوئے فرستادوں کے سوا کسی پر نہیں کھولا جاتا۔ اب سوچو اور خوب غور سے اس کتاب کو پڑھو کہ کیا وہ غیب جس کی اس آیت میں تعریف ہے کامل طور پر پیش نہیں کیا گیا میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو کچھ تمہیں دکھایا گیا اگر ان اندھوں کو دکھایا جاتا کہ اس صدی سے پہلے گذر گئے تو وہ اندھے نہ رہتے سو تم روشنی کو پا کر اس کو ردّ نہ کرو خدا تمہیں روشن آنکھیں دینے کے لئے طیار ہے اور پاک دل بخشنے کیلئے مستعد ہے وہ نئے طور سے اپنی ہستی تم پر ظاہر کرنا چاہتا ہے اس کے ہاتھ ایک نیا آسمان اور نئی زمین بنانے کے لئے لمبے ہوئے ہیں سو تم مزاحمت مت کرو اور سعادت سے جلد جھک جاؤ تم اپنے نفسوں پر ظلم مت کرو اور اپنی ذرّیت کے دشمن نہ بنو تا خدا تم پر رحم کرے اور تا وہ تمہارے گناہ بخشے اور تمہارے دنوں میں برکت دے۔ دیکھو آسمان کیا کر رہا ہے اور زمین کو کیونکر خدا کھینچ رہا ہے ﴿۵۲﴾ افسوس کہ تم نے صدی کے سر کو بھی بھلا دیا۔

پندرہویں پیشگوئی جو آتھم کی پیشگوئی اور لیکھرام کی پیشگوئی سے نہایت مناسبت رکھتی ہے وہ الہام ہے جو آتھم کی میعاد گذرنے کے بعد رسالہ انوار الاسلام میں شائع کیا گیا تھا وہ یہ ہے اطلع اللّٰہ علی ھَمِّہٖ و غمّہ و لن تجد لسنۃ اللّٰہ تبدیلا۔ ولا تعجبوا ولا تحزنوا و انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین. و بعزّتی و جلالی انّک انت الاعلٰی. و نمزق الاعداء کُلّ ممزق. انا نکشف السرّعن ساقہٖ. یومئذ یفرح المؤمنون. ثُلّۃ من الاولین و ثُلّۃ من الاٰخرین. ھذہ تذکرہ فمن شاء اتخذ الی ربّہٖ سبیلا۔ یعنی خدا نے دیکھا کہ آتھم کا دل ہم و غم سے بھر گیا اور خدا کی سنّت میں تو تبدیلی نہیں پائے گا یعنی وہ ڈرنے والے دل کے لئے عذاب کی پیشگوئی کو تاخیر میں ڈال دیتا ہے یہی اس کی سنت ہے۔ اور پھر فرمایا کہ جو واقعہ پیش آیا اس سے کچھ تعجب مت کرو اور اگر تم ایمان پر قائم رہو گے تو آخر غلبہ تمہیں کو ہوگا۔ اور مجھے میری عزت اور جلال کی قسم ہے کہ آخر تو ہی غالب ہوگا۔ اور ہم دشمنوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیں گے ہم الہامی پیشگوئی کے مخفی امور کو اس کی پنڈلی سے ننگا کر کے دکھائیں گے اس دن مومنین خوش ہوں گے

[1] الجن: ۲۷، ۲۸

پہلا گروہ بھی اور پچھلا گروہ بھی یہ خدا کی طرف سے ایک یاددہانی ہے سو جو چاہے قبول کرے۔ اب دیکھو کہ یہ پیشگوئی تین برس سے کچھ زیادہ عرصہ کی ہے یعنی اس وقت کی کہ جب آتھم کی میعاد کا آخری دن تھا اس میں خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ یہ اثر پیشگوئی کا جو نادانوں پر مشتبہ ہے اس کو ہم ننگا کر کے دکھلا دیں گے پس اس نے لیکھرام کے نشان کے بعد اپنے وعدے کے موافق اس مخفی امر کو ننگا کر کے دکھلا دیا اور براہین احمدیہ کی پیشگوئیوں کو ایک آئینہ کی طرح آگے رکھ دیا۔ پس اس کا یہ فضل اس زمانہ پر ہے جو اس نے نئی معرفت کا سرچشمہ کھولا **مبارک وہ جو اس سے حصہ لیوے** اور یہ جو فرمایا تھا کہ پہلا گروہ بھی اس وقت خوش ہوگا اور پچھلا گروہ بھی یہ تمام پیشگوئیاں اس وقت ظہور میں آ گئیں چنانچہ لیکھرام کے نشان کے ظاہر ہونے سے اہل ایمان کی قوت ایمانی بہت بڑھ گئی اور ان کو وہ خوشی پہنچی جس کا اندازہ کرنا مشکل ہے ہزاروں ایمانداروں پر رقت طاری ہوگئی اور وجد کے جوش سے خوشی آنسوؤں کے راہ سے نکلی گویا پوشیدہ خدا کو انہوں نے آنکھوں سے دیکھ لیا یہ عجیب واقعہ پیش آیا ﴿۵۳﴾ کہ ہندو اور آریہ تو لیکھرام کے غم سے روئے اور ایمانداروں اور صادقوں کا گروہ زیادت معرفت کی خوشی سے رویا براھین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۲ میں جو الہامات مندرجہ ذیل ہیں جو ایک پیشگوئی تھی وہ اسی نشان کے بعد کامل طور پر میں نے پوری ہوتی دیکھی اور وہ یہ ہے:

اصحاب الصُّفّة ط وما ادرٰک ما اصحاب الصُّفّة ط ترٰی اعینھم تفیض من الدمع یُصَلُّون عَلیک. ربنا اننا سمعنا منادیًا ینادی للایمان و داعیًا الی اللّٰہ و سراجا منیرا. اَمْلُوا. ترجمہ۔ حجرہ کے ہمنشین۔ اور تو کیا جانتا ہے کہ کیا ہیں حجرہ کے ہمنشین۔ تو دیکھے گا کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوں گے۔ تجھ پر درود بھیجیں گے۔ اے ہمارے خدا ہم نے ایک منادی کرنے والے کو سنا جو تیرے نام کی منادی کرتا اور لوگوں کو ایمان کی طرف بلاتا اور خدائے واحد لاشریک کی طرف دعوت کرتا ہے اور ایک چمکتا ہوا چراغ ہے لکھ لو۔ اور انوار الاسلام کی مذکورہ بالا پیشگوئی میں یہ بھی صاف طور پر لکھا ہے کہ اس نشان کے بعد ایک اور گروہ بھی اس جماعت کے ساتھ شامل ہو جائے گا اور وہ دونوں گروہ اس نشان پر خوش ہوں گے۔ چنانچہ یہ پیشگوئی اب پوری ہو رہی ہے

اور بہت مخالفوں کے انکساری کے خط پر خط آ رہے ہیں جو ہم غلطی پر تھے۔ **فالحمد للّٰہ علٰی ذالکَ۔**

سولہویں پیشگوئی براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۲۷ میں ایک آریہ کے متعلق ایک پیشگوئی ہے جس کا نام **ملاوامل** ہے وہ ابھی تک بقید حیات ہے یہ شخص دق کے مرض میں مبتلا ہوگیا تھا ایک دن وہ میرے پاس آ کراور زندگی سے ناامید ہوکر بہت بے قراری سے رویا مجھے یاد پڑتا ہے کہ اس نے اس روز متوحش خواب بھی دیکھا تھا جہاں تک مجھے یاد ہے خواب یہ تھا کہ اس کو ایک زہریلے سانپ نے کاٹا ہے اور تمام بدن میں زہر سرایت کر گیا ہے اس خواب نے اس کو نہایت غمگین کر دیا تھا اور پہلے سے ایک نرم تپ نے جو کھانے کے بعد تیز ہو جاتی تھی سخت گھبراہٹ میں اس کو ڈالا ہوا تھا اس لئے وہ بیقراری اور قریب قریب مایوسی کی حالت میں تھا اور وہ میرے پاس آ کر رویا اس لئے میرا دل اس کی حالت پر نرم ہوا اور میں نے حضرت احدیّت میں اس آریہ کے حق میں دعا کی جیسا کہ اس پہلے آریہ کے حق میں دعا کی تھی جس کا نام شرمپت ہے تب مجھے یہ الہام ہوا جو براہیؔن کے ﴿۵۴﴾ صفحہ ۲۲۷ میں موجود ہے **قُلْنَا یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلَامًا** یعنی ہم نے تپ کی آگ کو کہا کہ سرد اور سلامتی ہو چنانچہ اسی وقت اس کو جو موجود تھا اس الہام سے خبر دی گئی اور کئی اور لوگوں کو اطلاع دی گئی کہ وہ ضرور میری دعا کی برکت سے صحت پا جائے گا چنانچہ بعد اس کے ایک ہفتہ نہیں گذرا ہوگا کہ وہ آریہ خدا کے فضل سے صحت پا گیا۔ اگرچہ اب آریوں کی ایسی حالت ہے کہ ان کو سچی گواہی ادا کرنا موت سے بدتر ہے لیکن میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ واقعہ سراسر صحیح ہے اور ایک ذرّہ اس میں آمیزش مبالغہ نہیں اگر ان واقعات کے مضمون کے کسی حصہ میں مجھے شک ہوتا تو میں ان واقعات کو ہرگز نہ لکھتا اور مبالغہ کرنا اور اپنی طرف سے زیادہ باتیں ملا دینا لعنتی انسانوں کا کام ہے اور یہ دونوں واقعات شرمپت اور ملاوامل کے ۱۷ برس سے براہین احمدیہ میں لکھے ہوئے ہیں پس جو لوگ ان شبہات میں پڑتے ہیں کہ مخالفوں کیلئے ضرررسانی کے ہی الہام ہوتے ہیں وہ ان دونوں الہاموں پر غور کریں کیونکہ یہ دونوں آریہ ہیں ہمارا کام تمام مخلوق کی ہمدردی ہے بھلا آریہ ہی کوئی مثال دیں کہ انہوں نے

اس قسم کی ہمدردی کسی مسلمان سے کی ہو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ سچی محبت سے خدا کے بندوں کی خیر خواہی کرنا بجز سچے مسلمان کے کسی سے ممکن ہی نہیں ہاں ریاکاری کے ساتھ ممکن ہوتو ہو مگر دل کے پاک انشراح سے ٹھیک ٹھیک اصول پر قدم مار کر دوسروں کو یہ باتیں حاصل نہیں ہوسکتیں مسلمان بالطبع مدارات کو چاہتے ہیں اس لئے کھانے پینے میں بھی ہندوؤں سے پرہیز نہیں کرتے مگر ہندوؤں میں نفرت بھی ایک بخل کی نشانی ہے۔ ہاں کسی نافرمان پر خدا کا غضب ہونا خواہ وہ مسلمان ہو یا عیسائی یا ہندو یہ اور بات ہے ہمدردی کے اصول سے اس کو کچھ تعلق نہیں۔

اور میں نے جو ان دونوں آریوں کے واقعات پیش کرنے کے وقت قسم کھائی ہے یہ اس لئے کہ میں باور نہیں کرتا کہ وہ کم سے کم اس قدر حق پوشی کیلئے طیار نہ ہو جائیں کہ میری نسبت یہ الزام دیں کہ اس نے اصل واقعات میں کمی بیشی کر دی ہے اور نیز اس لئے قسم کھائی ہے کہ آج کل آریوں کو اسلام کے ساتھ ایک خاص بُغض ہے۔

اور میں دوبارہ اللہ جلّ شانہٗ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ایک ذرہ ان واقعات میں تفاوت نہیں خدا موجود ہے اور جھوٹے کے جھوٹ کو خوب جانتا ہے اگر میں نے جھوٹ بولا ہے یا میں نے ان قصوں کو ایک ذرہ کم و بیش کر دیا ہے تو نہایت ضروری ہے کہ ایسا ظن کرنے والا خدا کی قسم کے ساتھ اشتہار دیدے کہ میں جانتا ہوں کہ اس شخص نے جھوٹ بولا ہے یا اس نے کم و بیش کر دیا ہے اور اگر نہیں کیا تو ایک ﴿۵۵﴾
سال تک اس تکذیب کا وبال مجھ پر پڑے اور ابھی میں بھی قسم کھا چکا ہوں پس اگر میں جھوٹا ہوں گا یا میں نے ان قصوں کو کم و بیش کیا ہوگا تو اس دروغ گوئی اور افترا کی سزا مجھے بھگتنی پڑے گی لیکن اگر میں نے پوری دیانت سے لکھا ہے اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ میں نے پوری دیانت سے لکھا ہے تب مکذب کو خدا بے سزا نہیں چھوڑے گا یقیناً سمجھو کہ خدا ہے اور وہ ہمیشہ سچائی کی مدد کرتا ہے اگر کوئی امتحان کیلئے اٹھے تو عین مراد ہے کیونکہ امتحان سے خدا ہم میں اور مخالفوں میں فیصلہ کر دے گا ہمارے مخالف مولویوں کے لئے بھی یہ موقع ہے کہ ان لوگوں کو اٹھاویں جیسا کہ آتھم کے اٹھانے کیلئے کوشش کی تھی۔ فیصلہ ہو جانا ہر ایک کیلئے مبارک ہے اس سے دنیا کو پتہ لگ جائے گا کہ خدا موجود ہے اور

سچوں کی دعائیں قبول کرتا ہے۔ دیانند اور لیکھرام اس کا چیلہ اس جہان سے گذر گئے مگر دہریت اور بخل اور تعصب کی بدبو باقی چھوڑ گئے اور میں چاہتا ہوں کہ وہ بدبو دور ہو اس لئے میں اس آریہ سے بھی قسم سے فیصلہ چاہتا ہوں جیسا کہ پہلے آریہ سے درخواست کی گئی ہے اور میں یقیناً جانتا ہوں بلکہ آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ خدا راستی کا حامی ہے اور راستی کے مخالف کا دشمن ہے سچی بات کی گواہی دینی ایک ایماندار کیلئے مشکل نہیں مگر آریوں کیلئے آجکل بہت مشکل ہے۔ غرض اگر کوئی مکذب ہو یہ آریہ ہو یا وہ آریہ تو قسم کھا کر مجھ سے فیصلہ کر لے میں جانتا ہوں کہ وہ خدا جو ہمارا خدا ہے ایک کھا جانے والی آگ ہے وہ جھوٹے کو کبھی نہیں چھوڑے گا۔ لیکن اگر سچا ہوگا تو اس کا کوئی نقصان نہیں۔ اب دیکھو ثبوت اسے کہتے ہیں کہ دین کے دشمنوں کے حوالہ سے اس بابرکت پیشگوئی کی سچائی ظاہر کی گئی ہے دنیا میں اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہوگا کہ ایسے دین کے دشمن جیسا کہ آجکل آریہ ہیں خدا کی پیشگوئیوں کی سچائی کے گواہ ہوں کیا ایسی گواہیاں اور ایسے موجودہ نشان عیسائیوں کے پاس بھی ہیں؟ اگر ہیں تو ایک آدھ بطور نظیر کے پیش تو کریں پس یقیناً سمجھو کہ سچا خدا وہی خدا ہے جس کی طرف قرآن شریف بلاتا ہے اس کے سوا سب انسان پرستیاں یا سنگ پرستیاں ہیں۔ بیشک مسیح ابن مریم نے بھی اس چشمہ سے پانی پیا ہے جس سے ہم پیتے ہیں اور بلاشبہ اس نے بھی اس پھل میں سے کھایا ہے جس سے ہم کھاتے ہیں لیکن ان باتوں کو خدائی سے کیا تعلق اور ابنیت سے کیا علاقہ ہے عیسائیوں نے مسیح کو ایک مقید خدا بنانے کا ذریعہ بھی خوب نکالا یعنی لعنت اگر لعنت نہ ہو تو خدائی بیکار اور ابنیت لغو۔ لیکن باتفاق تمام اہل لغت ملعون ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ خدا سے دل برگشتہ ہو جائے۔ بے ایمان ہو جائے۔ مرتد ہو جائے۔ خدا کا دشمن ہو جائے۔ سیاہ دل ہو جائے۔ کتوں اور سوروں اور بندروں سے بدتر ہو جائے جیسا کہ توریت بھی گواہی دے رہی ہے پس کیا یہ مفہوم بھی ایک سیکنڈ کیلئے مسیح کے حق میں تجویز کر سکتے ہیں کیا اس پر ایسا زمانہ آیا تھا کہ وہ خدا کا پیارا نہیں رہا تھا۔ کیا اس پر وہ وقت آیا تھا کہ اس کا دل خدا سے برگشتہ ہو گیا تھا۔ کیا کبھی اس نے بے ایمانی کا ارادہ کیا تھا۔ کیا کبھی ایسا ہوا کہ وہ خدا کا دشمن اور خدا اس کا دشمن

مضمون سے لیکر میں

﴿۵۶﴾

تھا۔ پس اگر ایسا نہیں ہوا تو اس نے اس لعنت میں سے کیا حصہ لیا جس پر نجات کا تمام مدار ٹھہرایا گیا ہے۔ کیا توریت گواہی نہیں دیتی کہ مصلوب لعنتی ہے پس اگر مصلوب لعنتی ہوتا ہے تو بیشک وہ لعنت جو عام طور پر مصلوب ہونے کا نتیجہ ہے مسیح پر پڑی ہوگی لیکن لعنت کا مفہوم دنیا کے اتفاق کی رو سے خدا سے دور ہونا اور خدا سے برگشتہ ہونا ہے فقط کسی پر مصیبت پڑنا یہ لعنت نہیں ہے بلکہ لعنت خدا سے دوری اور خدا سے نفرت اور خدا سے دشمنی ہے اور لعین لغت کی رو سے شیطان کا نام ہے۔ اب خدا کے لئے سوچو کہ کیا روا ہے کہ ایک راستباز کو خدا کا دشمن اور خدا سے برگشتہ بلکہ شیطان نام رکھا جائے اور خدا کو اس کا دشمن ٹھہرایا جائے۔ بہتر ہوتا کہ عیسائی اپنے لئے دوزخ قبول کر لیتے مگر اس برگزیدہ انسان کو ملعون اور شیطان نہ ٹھہراتے۔ ایسی نجات پر لعنت ہے جو بغیر اس کے جو راستبازوں کو بے ایمان اور شیطان قرار دیا جائے مل نہیں سکتی۔ **قرآن شریف** نے یہ خوب سچائی ظاہر کی کہ مسیح کو صلیبی موت سے بچا کر لعنت کی پلیدی سے بری رکھا اور **انجیل** بھی یہی گواہی دیتی ہے کیونکہ مسیح نے یونس کے ساتھ اپنی تشبیہ پیش کی ہے اور کوئی عیسائی اس سے بے خبر نہیں کہ یونس مچھلی کے پیٹ میں نہیں مرا تھا پھر اگر یسوع قبر میں مردہ پڑا رہا تو مردہ کو زندہ سے کیا مناسبت اور زندہ کو مردہ سے کونسی مشابہت۔ پھر یہ بھی معلوم ہے کہ یسوع نے صلیب سے نجات پا کر شاگردوں کو اپنے زخم دکھائے پس اگر اس کو دوبارہ زندگی جلالی طور پر حاصل ہوئی تھی تو اس پہلی زندگی کے زخم کیوں باقی رہ گئے کیا جلال میں کچھ کسر باقی رہ گئی تھی اور اگر کسر رہ گئی تھی تو کیونکر امید رکھیں کہ وہ زخم پھر کبھی قیامت تک مل سکیں گے یہ بیہودہ قصے ہیں جن پر خدائی کا شہتیر رکھا گیا ہے۔ مگر وقت آتا ہے بلکہ آ گیا کہ جس طرح روئی کو دھنکا جاتا ہے اسی طرح خدا تعالیٰ ان تمام قصوں کو ذرہ ذرہ کر کے اڑا دے گا۔ افسوس کہ یہ لوگ نہیں سوچتے کہ یہ کیسا خدا تھا جس کے زخموں کیلئے مرہم بنانے کی حاجت پڑی تم سن چکے ہو کہ عیسائی اور رومی اور یہودی اور مجوسی دفتروں کی قدیم طبی کتابیں جو اب تک موجود ہیں گواہی دے رہی ہیں کہ یسوع کی چوٹوں کے لئے ایک مرہم طیار کیا گیا تھا جس ﴿۵۷﴾ کا نام **مرہم عیسیٰ** ہے جو اب تک قرابادینوں میں موجود ہے نہیں کہہ سکتے کہ وہ مرہم نبوت کے زمانہ

مرہم عیسیٰ

سے پہلے بنایا ہوگا کیونکہ یہ مرہم حواریوں نے طیار کیا تھا اور نبوت سے پہلے حواری کہاں تھے یہ کبھی نہیں کہہ سکتے کہ ان زخموں کا کوئی اور باعث ہوگا نہ صلیب کیونکہ نبوت کے تین برس کے عرصہ میں کوئی اور ایسا واقعہ بجز صلیب ثابت نہیں ہوسکتا اور اگر ایسا دعویٰ ہو تو بار ثبوت بذمّہ مدعی ہے۔ جائے شرم ہے کہ یہ **خدا** اور یہ **زخم** اور یہ **مرہم** واقعی صحیح اور سچی حقیقتوں پر کہاں کوئی پردہ ڈال سکتا ہے اور کون خدا کے ساتھ جنگ کرسکتا ہے۔ ہمیشہ کے لئے **حیّ قیوم** صرف وہ اکیلا خدا ہے جو تجسم اور تحیز سے پاک اور ازلی ابدی ہے اور جھوٹے خدا کے لئے اتنا ہی غنیمت ہے کہ اس نے ایک ہزار نو سو برس تک اپنی خدائی کا سکہ قلب چلا لیا آگے یاد رکھو کہ یہ جھوٹی خدائی بہت جلد ختم ہونے والی ہے۔ وہ دن آتے ہیں کہ عیسائیوں کے سعادت مند لڑکے سچے خدا کو پہچان لیں گے اور پرانے بچھڑے ہوئے وحدہ لاشریک کو روتے ہوئے آملیں گے۔ یہ میں نہیں کہتا بلکہ وہ روح کہتی ہے جو میرے اندر ہے جس قدر کوئی سچائی سے لڑ سکتا ہے لڑے جس قدر کوئی مکر کرسکتا ہے کرے بیشک کرے۔ لیکن آخر ایسا ہی ہوگا۔ یہ سہل بات ہے کہ زمین و آسمان مبدّل ہو جائیں یہ آسان ہے کہ پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ دیں لیکن یہ وعدے مبدّل نہیں ہوں گے۔

سترہویں پیشگوئی یہ پیشگوئی وہ ہے جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۳۹ میں درج ہے اور وہ یہ ہے **یتم نعمته عَلَیک لیکون اٰیة للمؤمنین**۔ یعنی خدا اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کرے گا تا وہ مومنین کیلئے نشان ہوں یعنی دنیا کی زندگی میں جو کچھ نعمتیں دی جائیں گی وہ سب بطور نشان ہوں گی یعنی قول بھی نشان ہوگا جیسا کہ لوگوں نے جلسہ مذاہب لاہور اور عربی کتابوں میں دیکھ لیا۔ اور فعل بھی نشان ہوگا جیسا کہ خدا کے فعل بطور نشان میرے واسطہ سے ظہور میں آرہے ہیں اور اولاد بھی نشان ہوگی خدا نے نیک اور بابرکت اولاد کا وعدہ دیا اور پورا کیا اور خدا کی مالی نصرت بھی نشان ہوگی۔ جیسا کہ خدا نے براہین احمدیہ میں مالی نصرت کا وعدہ دیا ہے اور وہ وعدہ اب پورا ہوا اور پورب اور پچھّم سے لوگ آئے اور مشرق اور مغرب سے معاون پیدا ہوئے اور جیسا کہ صفحہ ۲۴۱ میں فرمایا تھا **ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء یأتون من کل فج عمیق**

یعنی وہ لوگ تیری مدد کریں گے جن کے دلوں میں ہم آپ ڈالیں گے وہ دور دور سے اور بڑی گہری راہوں سے آئیں گے۔ چنانچہ اب وہ پیشگوئی جو آج کے دن سے سترہ برس پہلے لکھی گئی تھی ظہور میں آئی کس کو معلوم تھا کہ ایسے سچے اخلاص اور محبت سے لوگ مدد میں مشغول ہو جائیں گے دیکھو کہاں اور کس فاصلہ پر مدراس ہے جس میں سے خداتعالیٰ کا ارادہ **سیٹھ عبدالرحمٰن حاجی اللہ رکھا** کو معہ ان کے تمام عزیزوں اور دوستوں کے کھینچ لایا جنہوں نے آتے ہی اخلاص اور خدمات میں وہ ترقی کی کہ صحابہ کے رنگ میں محبت پیدا کر لی اور کہاں ہے بمبئی جس میں **منشی زین الدین ابراہیم** جیسے مخلص پرجوش طیار کئے گئے اور کہاں ہے حیدرآباد دکن جس میں ایک جماعت پرجوش مخلصوں کی طیار کی گئی کیا یہ وہی باتیں نہیں جن کی نسبت پہلے سے براہین میں خبر دی گئی تھی۔ ﴿۵۸﴾

اٹھارھویں پیشگوئی یہ پیشگوئی وہ ہے کہ جو براہین احمدیہ کے ص ۲۴۰ میں مندرج ہے یعنی یہ قل عندی شہادۃ من اللّٰہ فھل انتم مؤمنون ۔ قل عندی شہادۃ من اللّٰہ فھل انتم مسلمون ۔ یعنی کہہ میرے پاس خدا کی ایک گواہی ہے پس کیا تم اس پر ایمان لاؤ گے۔ کہہ میرے پاس خدا کی ایک گواہی ہے کیا تم اس کو قبول کرو گے۔ یہ دونوں فقرے بطور پیشگوئی کے ہیں اور ایسے نشانوں کی طرف اشارہ کر رہے ہیں جو بطور پیشگوئی کے ہوں کیونکہ خدا کی گواہی نشان دکھلاتی ہے چنانچہ بعد اس کے یہ گواہی دی کہ خسوف کسوف رمضان میں کیا جیسا کہ آثار میں مہدی موعود کی نشانیوں میں آ چکا تھا۔ پھر دوسری گواہی خدا نے یہ دی کہ آتھم کی پیشگوئی پر عیسائیوں نے واقعات کو چھپا کر مکر کیا اور یہودی صفت مولویوں نے ان کی ہاں کے ساتھ ہاں ملائی اور وہ شیطانی آواز تھی جو عیسائیوں کی حمایت میں زمین کے شیطانوں یعنی مولویوں نے دی پھر خدا نے اخفائے شہادت کے بعد آتھم کو ہلاک کیا اور اس پیشگوئی کی تصدیق کیلئے لیکھرام کے نشان کو ظاہر کیا اور وہ آسمانی آواز تھی جس نے شیطانی آواز کو کالعدم کر دیا یہی آثار نبویہ میں پہلے سے لکھا ہوا تھا جو آتھم کی پیشگوئی میں پورا ہوا تیسری خدا کی گواہی وہ پیشگوئی تھی جو جلسہ مذاہب سے پہلے شائع کی گئی تھی۔ چوتھی

خدا کی گواہی لیکھرام کے مارے جانے کا نشان تھا جس نے مخالفوں کی کمر توڑ دی یہ پیشگوئی
جن لوازم اور تصریحات کے ساتھ بیان کی گئی اور شائع کی گئی تھی وہ تمام لوازم ایسے تھے کہ کوئی
دانا باور نہیں کرے گا کہ ان کا انجام دینا انسان کے حد اختیار میں ہو سکتا ہے کیونکہ
﴿۵۹﴾ اس میں میعاد بتلائی گئی تھی دن بتایا گیا تھا☆ تاریخ بتلائی گئی تھی وقت بتلایا گیا اَور

﴿۵۹﴾ ☆ حاشیہ۔خروج باب ۳۲ سے ثابت ہوتا ہے کہ گوسالہ سامری کے نیست و نابود کرنے کا ارادہ یہوؔد کی عید کے دن میں
کیا گیا تھا مگر آگ میں جلانا اور باریک پیسنا اور غبار کی مانند بنانا جیسا کہ $\frac{۳۲}{۲۰}$ خروج میں لکھا ہے یہ فرصت طلب
کام تھا اس بڑے کام نے ضرورات کا کچھ حصہ لیا ہوگا کیونکہ حضرت موسیٰ اس وقت اترے تھے جب گوسالہ
پرستی کا میلہ خوب گرم ہو گیا تھا اور یہ وقت غالباً دوپہر کے بعد میں ہوگا اور پھر کچھ عرصہ ناراضگی اور غضب میں
گذرا۔ لہٰذا یہ قطعی امر ہے کہ سونے کا جلانا اور خاک کی طرح کرنا کچھ حصہ رات تک جو دوسرے دن میں محسوب
ہوتے ہی ختم ہوا ہوگا۔ سو خدا تعالیٰ نے لیکھرام کے لئے گوسالہ سامری کا نام اختیار فرمایا۔ اس نام میں یہ بھید
پوشیدہ تھا کہ عید کے دوسرے دن میں اس کی تباہی کا سامان ہوگا جیسا کہ گوسالہ سامری کا ہوا۔ اور چونکہ گوسالہ پر
﴿۶۰﴾ اکثر چھری پھرتی ہے اؔس لئے عجل کے لفظ میں بھی جو الہام میں اختیار کیا گیا ہے یہ طریق موت مخفی ہے اور
لیکھرام کی موت کی نسبت جو یہ پیشگوئی ہے کہ وہ عید کے دوسرے دن قتل کیا جائے گا۔ اس میں الہام الٰہی وہ ہے
﴿۶۱﴾ کہ جو کتاب کرامات الصادقین کے ص ۵۴ میں لکھا ہوا ہے یعنی ستعرف یوم العید و العید اقرب اؔس کے
پہلے کا شعر یہ ہے الا انّنی فی کل حرب غالبٌ . فکدنی بمازوّرت فالحق یغلب یعنی میں ہر ایک
جنگ میں غالب ہوں پس دروغ آرائی سے جس طرح چاہے مکر کر پس حق غالب ہو جائے گا۔ اور وہ یہ ہے
و بشّرنی ربی و قال مبشّرا ۔ ستعرف یوم العید و العید اقرب یعنی میرے رب نے مجھے بشارت
دی اور بشارت دے کر کہا کہ تو عنقریب عید کے دن کو یعنی خوشی کے دن کو پہچان لے گا اور اس دن سے معمولی عید
بہت قریب ہوگی یعنی حق کے غالب ہونے کا وہ دن ہوگا۔ اس لئے مومنوں کی وہ عید ہوگی اور معمولی عید اس سے
ملی ہوئی ہوگی اور اسی شعر کی تشریح ٹائٹل پیج یعنی سرورق کے صفحہ اخیر اسی کتاب کرامات الصادقین میں لکھی ہوئی
ہے اور یہی لفظ و بشّرنی ربّی جو اس شعر کے سر پر ہے وہاں بھی موجود ہے اور وہ یہ ہے۔ و بشرنی ربی
بموته فی ستّ سنة ان فی ذالک لاٰیة للطالبین۔ یعنی خدا تعالیٰ نے مجھے بشارت دی

لیکھرام کا قرآن میں ذکر

صورت موت بتلائی گئی تھی یعنی یہ کہ کس طرح مرے گا بیماری سے یا قتل سے اور پیشگوئی کے اشارات یہ بھی ظاہر کرتے ہیں کہ جن لوگوں نے اس گوسالہ کی ثناخوانی کو پرستش تک پہنچایا اور سچائی کا خون کیا اور اس کی تعریف میں غلو کیا وہ بھی خدا تعالیٰ کی نظر میں اس قوم کی طرح ہیں جنہوں نے سامری کے گوسالہ کی پرستش کی تھی اللہ تعالیٰ سورۃ الاعراف میں فرماتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ

حاشیہ در حاشیہ

کہ لیکھرام چھ۶ سال کے عرصہ میں مرجائے گا۔ اور اسی بشارت کی طرف انجام آتھم کے قصیدہ میں وہ شعر جو بماہ ستمبر ۱۸۹۶ء شیخ محمد حسین بٹالوی کو مخاطب کر کے لکھے گئے ہیں اشارہ کر رہے ہیں اور جیسا کہ تعرف کا لفظ ستعرف یوم العید میں موجود ہے اس قصیدہ میں بھی محمد حسین کو مخاطب کر کے ستعرف موجود ہے اور جیسا کہ وہ قصیدہ جس میں یہ الہام ہے یعنی ستعرف العید و العید اقرب محمد حسین کیلئے اور اس کو مخاطب کر کے لکھا گیا تھا۔ ایسا ہی اس قصیدہ میں بھی محمد حسین بٹالوی مخاطب ہے اور وہ شعر یہ ہیں:

تب ایها الغالی و تأتی ساعة	تمشی تعض یمینک الشلّاء
اے غلو کرنے والے توبہ کر کیونکہ وہ وقت آتا ہے	کہ تو اپنے خشک ہاتھ کو کاٹے گا
تأتیک ایاتی فتعرف وجهها	فاصبر ولا تترک طریق حیاء
میرے نشان تیرے تک پہنچیں گے پس تو انہیں شناخت کر لے گا	پس صبر کر اور حیا کا طریق مت چھوڑ
انی لشرّ الناس ان لم یاتنی	نصر من الرحمٰن للاعلاء
میں تمام مخلوقات میں سے بدتر ہوں گا	اگر خدا کی مدد مجھ کو میرے بلند کرنے کے لئے نہ پہنچے
هل تطمع الدنیا مذلّت صادق	هیهات ذاک تخیل السفهاء
کیا دنیا یہ امید رکھتی ہے کہ صادق ذلیل ہو جائے گا	یہ کہاں ممکن ہے بلکہ یہ تو سادہ لوحوں کا خیال ہے
من ذالذی یخزی عزیز جنابه	الارض لا تفنی شموس سماء
خدا کے عزیز کو کون ذلیل کر سکتا ہے	کیا زمین کو طاقت ہے جو آسمانی آفتاب کو فنا کرے
یا ربنا افتح بیننا بکرامة	یا من یری قلبی و لب لحائی
اے میرے رب ایک کرامت دکھلا کر ہم میں فیصلہ کر	اے وہ خدا جو میرے دل اور میرے وجود کے مغز کو جانتا ہے

منه

﴿۶۲﴾

وَذِلَّةٌ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَکَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُفْتَرِیْنَ[1] یعنی جنہوں نے گوسالہ پرستی کی ان پر غضب کا عذاب پڑے گا اور دنیا کی زندگی میں ان کو ذلت پہنچے گی اور اسی طرح ہم دوسرے مفتریوں کو سزا دیں گے اور یہ ایک لطیف اشارہ ان گوسالہ پرستوں کی طرف بھی ہے جو اس دوسرے گوسالہ یعنی لیکھرام کی پرستش کرنے میں ظلم اور خونریزی کے ارادوں تک پہنچ گئے خدا تعالیٰ کے علم سے کوئی شے باہر نہیں وہ خوب جانتا تھا کہ ہندو بھی لیکھرام کی پرستش کر کے اس کو گوسالہ بنائیں گے۔ اس لئے اس نے **کذالک** کے لفظ سے لیکھرام کے قصہ کی طرف اشارہ کر دیا۔ توریت خروج باب ۳۲ آیت ۳۵ سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر گوسالہ پرستی کے سبب سے موت بھیجی تھی یعنی ایک وباء ان میں پڑ گئی تھی جس سے وہ مر گئے تھے۔ اور اس عذاب کی خبر کے وقت اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ جو لوگ ایمان لائیں گے میں ان کو نجات دوں گا جیسا کہ فرماتا ہے۔ وَالَّذِیْنَ عَمِلُوا السَّیِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِھَا وَاٰمَنُوْٓا اِنَّ رَبَّکَ مِنْۢ بَعْدِھَا لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ[2] یعنی جنہوں نے گوسالہ پرستی کی دھن میں برے کام کئے پھر بعد اس کے توبہ کی اور ایمان لائے تو خدا تعالیٰ ایمان کے بعد ان کے گناہ بخش دے گا اور ان پر رحم کرے گا کیونکہ وہ غفور اور رحیم ہے۔

اور لیکھرام کے مقدمہ میں آیت کریمہ کا یہ اشارہ ہے کہ جنہوں نے ناحق الہام کی تکذیب کی اور قتل کی سازشیں کیں اور گورنمنٹ کو قتل کیلئے بھڑکایا اور پھر بعد اس کے توبہ کی اور ایمان لائے تو خدا ان پر رحم کرے گا۔ اسی مقام کے متعلق اس عاجز کو الہام ہوا ہے **یا مسیح الخلق عدوانا** یعنی اے خلقت کے لئے مسیح ہماری متعدی بیماریوں کے لئے توجہ کر اور براہین احمدیہ کے ص ۵۱۹ میں اسی کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ وہ عزاسمہ فرماتا ہے **انت مبارک فی الدنیا و الاٰخِرَةِ امراض الناس و برکاته ان ربّک فعّال لما یرید** یعنی تجھے دنیا اور آخرت میں برکت دی گئی ہے خدا کی برکتوں کے ساتھ لوگوں کی بیماریوں کی خبر لے کہ تیرا رب جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ دیکھو یہ کس زمانہ کی خبریں ہیں اور نہ معلوم کس وقت پوری ہوں گی ایک وہ وقت ہے جو دعا سے مرتے ہیں اور ﴿۶۰﴾

[1] الاعراف:۱۵۳ [2] الاعراف:۱۵۴

دوسرا وہ وقت آتا ہے جو دعا سے زندہ ہوں گے۔

انیسویں پیشگوئی یہ پیشگوئی جو براہین کے ص ۲۴۰ میں ہے یہ ہے رب ارنی کیف تحی الموتٰی رب اغفر و ارحم من السّمآء. ربّ لا تذرنی فردا و انت خیر الوارثین. ربّ اصلح امّۃ محمّد. ربّنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین. یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون. اذا جاء نصر اللّٰہ والفتح وانتھٰی امر الزمان الینا الیس ھٰذا بالحق۔ترجمہ۔یعنی اے میرے رب مجھے دکھلا کہ تو کیونکر مردوں کو زندہ کرتا ہے۔اے میرے رب مغفرت فرما اور آسمان سے رحم کر۔اے میرے رب مجھے اکیلا مت چھوڑ اور تو خیر الوارثین ہے۔اے میرے رب امت محمدیہ کی اصلاح کر۔اے ہمارے رب ہم میں اور ہماری قوم میں سچا فیصلہ کردے اور تو سب فیصلہ کرنیوالوں سے بہتر ہے۔یہ لوگ ارادہ کریں گے کہ خدا کے نور کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھادیں اور خدا اپنے نور کو پورا کرے گا۔اگرچہ کافر کراہت ہی کریں۔جب خدا کی مدد آئے گی اور اس کی ﴿۶۱﴾
فتح نازل ہوگی اور دلوں کا سلسلہ ہماری طرف رجوع کرے گا اور ہماری طرف آ ٹھہرے گا۔تب کہا جائے گا کہ کیا یہ سچ نہیں تھا۔اس تمام الہام میں یہ پیشگوئی ہے کہ ضروری ہے کہ قوم مخالفت کرے اور اس سلسلہ کے نابود کرنے کے لئے پوری کوشش کرے اور ہرگز نہ چاہے کہ یہ سلسلہ قائم رہ سکے لیکن خدا اس سلسلہ کو ترقی دے گا یہاں تک کہ زمانہ اسی طرف الٹ آئے گا اور بعد اس کے کہ لوگوں نے اکیلا چھوڑ دیا ہوگا پھر اس طرف رجوع کریں گے۔اب دیکھو کہ یہ پیشگوئی کیسی صفائی سے پوری ہوئی براہین احمدیہ کے زمانہ میں علماء کا کچھ شور و غوغا نہ تھا بلکہ جو تکفیر کے فتنہ کا بانی ہے اس نے کمال ﴿۶۲﴾
ثناء وصفت سے براہین احمدیہ کا ریویو لکھا تھا پھر ایک مدت دراز کے بعد تکفیر کا طوفان اٹھا اور ایک مدت تک اپنا زور دکھلاتا رہا اور اب پھر الہام الٰہی کے موافق وہ سیلاب کچھ کم ہوتا جاتا ہے اور وہ وقت آتا ہے کہ نور کی نمایاں فتح اور تاریکی کی کھلی کھلی شکست ہو۔

بیسویں پیشگوئی یہ پیشگوئی براہین احمدیہ میں آتھم کی نسبت ہے جو ص ۲۴۱

میں ہے اور ہم اس کو مفصل لکھ چکے ہیں اور مدت ہوئی کہ آتھم صاحب اس دنیا سے کوچ کر کے اپنے ٹھکانہ پر پہنچ گئے ہیں۔ ہمارے مخالفوں کو اب اس میں تو شک نہیں کہ آتھم مرگیا ہے جیسا کہ لیکھرام مرگیا ہے اور جیسا کہ احمد بیگ مرگیا ہے لیکن اپنی نابینائی سے کہتے ہیں کہ آتھم میعاد کے اندر نہیں مرا۔ اے نالائق قوم جو شخص خدا کے وعید کے موافق مر چکا اب اس کی میعاد غیر میعاد کی بحث کرنا کیا حاجت ہے بھلا دکھلاؤ کہ اب وہ کہاں اور کس شہر میں بیٹھا ہے تم سن چکے ہو کہ اس پر تو میعاد کے اندر ہی ھاویہ کی آنچ شروع ہوگئی تھی شرط پر اس نے عمل کیا اس لئے کوئی چند روز نیم جان کی طرح بسر کئے اس آگ نے اس کو نہ چھوڑا اور بھسم کر دیا۔

یہ خدا تعالیٰ کی غیبی قدرتوں کا ایک بھاری نمونہ ہے کہ آتھم کے قصہ کی سترہ برس پہلے براہین احمدیہ میں خبر درج کر دی گئی پہلے اس بحث کی طرف اشارہ کر دیا جو توحید اور تثلیث کے بارہ میں بمقام امرتسر ہوئی تھی اور اس کے بارہ میں فرمایا گیا کہ **قل ھو اللّٰہ احد اللّٰہ الصمد لم یلد و لم یولد و لم یکن لہ کفوا احد** پھر عیسائیوں کے اس مکر کی خبر دی گئی جو حق پوشی کیلئے میعاد کے گذرنے کے بعد انہوں نے کیا پھر اس مکّارانہ فتنہ پر اطلاع دی گئی جو عیسائیوں کی طرف سے نہایت متعصّبانہ جوش کے ساتھ ظہور میں آیا اور پھر آخر صدق کے ظاہر ہونے کی بشارت دی گئی اور پھر اس الہام کے ساتھ جو ص ۲۴۱ میں ہے یعنی **انّا فتحنا لک فتحا مبینا** فتح عظیم کی خوشخبری سنائی گئی۔ اب بتلاؤ کیا یہ انسان کا کام ہے آنکھ کھولو اور دیکھو کہ آتھم کی پیشگوئی کیسی عظیم الشان غیب کی خبریں اپنے ساتھ رکھتی ہے۔ ﴿۶۳﴾

اکیسویں پیشگوئی ۲۱ یہ پیشگوئی براہین احمدیہ کے ص ۲۴۱ میں درج ہے۔ **فتح الولی فتح و قرّبناہ نجیّا اشجع الناس. ولو کان الایمان معلقا بالثریا لنالہ. انار اللّٰہ برھانہ** ترجمہ فتح وہی ہے جو اس ولی کی فتح ہے اور ہم نے ہمرازی کے مقام پر اس کو قرب بخشا ہے۔ تمام لوگوں سے زیادہ بہادر ہے اگر ایمان ثریا پر چلا گیا ہوتا تو یہ اس کو وہاں سے لے آتا خدا اس کے برہان کو روشن کرے گا۔

بائیسوئیں ۲۲ پیشگوئی یہ پیشگوئی بھی براہین احمدیہ ص ۲۴۱ میں ہے اور وہ یہ ہے کہ **انک باعیننا یرفع اللّٰہ ذکرک و یتم نعمتہ علیک فی الدنیا والاٰخرۃ** تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے خدا تیرا ذکر اونچا کر دے گا اور خدا اپنی نعمتیں دنیا اور آخرت میں تیرے پر پوری کر دے گا۔ اور یہ جو فرمایا کہ تیرا ذکر اونچا کر دے گا اس کے یہ معنی ہیں کہ دنیا اور دین کے خاص لوگ تعریف کے ساتھ تیرا ذکر کریں گے۔ اور اونچے مرتبوں والے تیری ثناء میں مشغول ہوں گے۔ اب کیا یہ تعجب نہیں کہ جو شخص کافر اور حقیر شمار کیا جاتا ہے اور دجّال اور شیطان کہا جاتا ہے اس کا انجام یہ ہو۔ کہ دین اور دنیا کے بلند مراتب والے سچے دل سے اس کی تعریفیں کریں گے۔

تئیسویں پیشگوئی یہ پیشگوئی براہین کے ص ۲۴۲ میں مرقوم ہے۔ **اِنّی رَافِعُکَ اِلَیَّ. وَاَلقَیتُ عَلَیکَ مَحَبَّۃً مِنّی وَ بشّر الذین اٰمنوا ان لھم قدم صدق عند ربھم. واتل علیھم ما اوحی الیک من ربّک ولا تصعّر لخلق اللّٰہ ولا تسئم من الناس۔** ﴿۶۴﴾ ترجمہ۔ میں تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا اور میں اپنی طرف سے محبت تیرے پر ڈالوں گا یعنی بعد اس کے کہ لوگ دشمنی اور بغض کریں گے یک دفعہ محبت کی طرف لوٹائے جائیں گے جیسا کہ یہی مہدی موعود کے نشانوں میں سے ہے اور پھر فرمایا کہ جو لوگ تیرے پر ایمان لائیں گے ان کو خوشخبری دے کہ وہ اپنے رب کے نزدیک قدم صدق رکھتے ہیں۔ اور جو میں تیرے پر وحی نازل کرتا ہوں تو ان کو سنا خلق اللہ سے منہ مت پھیر اور ان کی ملاقات سے مت تھک اور اس کے بعد الہام ہوا۔ **ووسّع مکانک** یعنی اپنے مکان کو وسیع کر لے۔ اس پیشگوئی میں صاف فرما دیا کہ وہ دن آتا ہے کہ ملاقات کرنیوالوں کا بہت ہجوم ہو جائے گا یہاں تک کہ ہر ایک کا تجھ سے ملنا مشکل ہو جائے گا پس تو نے اس وقت ملال ظاہر نہ کرنا اور لوگوں کی ملاقات سے تھک نہ جانا۔ سبحان اللہ یہ کس شان کی پیشگوئی ہے اور آج سے ۱۷ برس پہلے اس وقت بتلائی گئی ہے کہ جب میری مجلس میں شاید دو تین آدمی آتے ہوں گے اور وہ بھی کبھی کبھی اس سے کیسا علم غیب خدا کا ثابت ہوتا ہے۔

چوبیسویں پیشگوئی یہ پیشگوئی براہین احمدیہ کے ص ۴۸۹ میں ہے اور وہ یہ ہے انت وجیہ فی حضرتی اخترتک لنفسی. انت منی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی فحان ان تعان و تعرف بین الناس ۔ یعنی تو میری جناب میں وجیہ ہے میں نے تجھے چن لیا۔ تو مجھ سے ایسا ہے جیسے میری توحید اور تفرید۔ پس وہ وقت آ گیا جو تیری مدد کی جائے گی اور تو لوگوں میں مشہور کیا جائے گا۔ یہ اس وقت کی پیشگوئی ہے کہ اس چھوٹے سے گاؤں میں بھی بہتیرے ایسے تھے جو مجھ سے ناواقف تھے۔ اور اب جو اس پیشگوئی پر ۱۷ برس گذر گئے تو پیشگوئی کے مفہوم کے مطابق اس عاجز کی شہرت اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ اس ملک کے غیر قوموں کے بچے اور عورتیں بھی اس عاجز سے بے خبر نہیں ہوں گی جس شخص کو ان دونوں زمانوں کی خبر☆ ہو گی کہ وہ وقت کیا تھا اور اب کیا ہے تو بلا اختیار اس کی روح بول اٹھے گی کہ یہ عظیم الشان علم غیب انسانی طاقتوں سے ایسا بعید ہے کہ جیسا کہ ایک مکھی کی طاقت سے ایک قوی ہیکل ہاتھی کا کام۔

پچیسویں پیشگوئی یہ پیشگوئی براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۰ میں موجود ہے اور وہ یہ ہے۔ ﴿۶۵﴾
سبحان اللہ تبارک و تعالٰی زاد مجدک ینقطع اباء ک و یبدء منک ۔
ترجمہ۔ پاک ہے وہ خدا جو مبارک اور بلند ہے۔ تیری بزرگی کو اس نے زیادہ کیا۔ اب یوں ہوگا کہ تیرے باپ دادا کا نام منقطع ہو جائے گا اور ان کا ذکر مستقل طور پر کوئی نہیں کرے گا اور خدا تیرے وجود کو تیرے خاندان کی بنیاد ٹھہرائے گا۔

اس پیشگوئی میں دو وعدے ہیں (۱) اول یہ کہ خدا لائق اور اچھی اولاد اس خاندان میں پیدا کرے گا۔ اور دوسرے یہ کہ تمام شرف اور مجد کا ابتدا اس عاجز کو ٹھہرا دیا جائے گا اور وہ پیشگوئی جو ایک مبارک لڑکے کے لئے کی گئی تھی وہ الہام بھی درحقیقت اسی الہام کا ایک شعبہ ہے۔ اس وقت نادانوں نے شور مچایا تھا کہ پیشگوئی کے قریب زمانہ میں لڑکا پیدا نہیں ہوا بلکہ لڑکی پیدا ہوئی۔ یہ تمام شور اس لئے تھا کہ یہ نادان خیال کرتے تھے کہ پیشگوئی

☆ نوٹ: اس خاکسار سراج الحق جمالی نے خدا کے فضل سے دونوں زمانے دیکھے اور ایمان میں ترقی ہوئی اور خدا سے دعا ہے کہ آگے کو پورا کمال اور ترقی اس امام برحق اور معصوم کی دکھلائے اور اس صادق کی معیت میں رکھ کر ایمان کو بڑھائے۔ (جمالی)

کا بلا فاصلہ پوری ہونا ضروری ہے اور الہامات میں خدا تعالیٰ کی یہ غرض نہیں ہوتی بلکہ اگر ہزار لڑکی پیدا ہو کر بھی پھر ان صفات کا لڑکا پیدا ہوا تو بھی کہا جائے گا کہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ ہاں اگر الہام الٰہی میں بلا فاصلہ کا لفظ موجود ہوتا تو تب اس لفظ کی رعایت سے پیشگوئی کا ظہور میں آنا ضروری ہوتا۔

چھبیسویں پیشگوئی۔ چھبیسویں پیشگوئی براہین احمدیہ کے ص ۴۹۱ میں یہ ہے۔ **وما کان اللہ لیترکک حتی یمیز الخبیث من الطیب واللّٰہ غالب علی امرہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون** ۔ ترجمہ۔ خدا تجھے نہیں چھوڑے گا جب تک پاک اور پلید میں فرق نہ کر لے۔ اور خدا اپنے امر پر غالب ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

ستائیسویں پیشگوئی۔ یہ پیشگوئی براہین احمدیہ کے ص ۴۹۲ میں ہے اور وہ یہ ہے **اردت ان استخلف فخلقت اٰدم** یعنی میں نے خلیفہ بنانے کا ارادہ کیا سو میں نے آدم کو پیدا کیا۔ اور دوسرے مقام میں اسی کی تشریح میں یہ الہام ہے **وقالوا أتجعل فیھا من یفسد فیھا قال انی اعلم ما لا تعلمون**۔ یعنی لوگوں نے کہا کہ کیا تو ایسے آدمی کو خلیفہ بناتا ہے جو زمین پر فساد برپا کرے گا۔ خدا نے کہا کہ میں اس میں وہ چیز جانتا ہوں جس کی تمہیں خبر نہیں۔ جیسا کہ دوسرے ﴿۶۶﴾ الہام میں اسی براہین میں فرمایا ہے۔ **انت منی بمنزلۃ لایعلمھا الخلق** یعنی تو مجھ سے اس مقام پر ہے جس سے دنیا کو خبر نہیں۔ اب ظاہر ہے کہ یہ پیشگوئی تو سترہ سال سے براہین احمدیہ میں شائع ہو چکی اور جس فتنہ کی طرف یہ پیشگوئی اشارہ کرتی ہے وہ سالہا سال بعد میں ظہور میں آیا۔ چنانچہ مولویوں نے اس عاجز کو مفسد ٹھہرایا کفر کے فتوے لکھے گئے نذیر حسین دہلوی نے (**علیہ مایستحقّہ**) تکفیر کی بنیاد ڈالی اور محمد حسین بٹالوی نے کفار مکہ کی طرح یہ خدمت اپنے ذمّہ لے کر تمام مشاہیر اور غیر مشاہیر سے کفر کے فتوے اس پر لکھوائے اور جیسا کہ الہام الٰہی سے ظاہر ہوتا ہے براہین احمدیہ میں پہلے سے خبر دی گئی تھی کہ ایسے فتوے لکھے جائیں گے۔ اور آثار نبویہ میں بھی ایسا ہی آیا تھا کہ اس مہدی موعود پر کفر کا فتویٰ لگایا جائے گا سو وہ سب لکھا ہوا پورا ہوا۔

اٹھائیسویں پیشگوئی۔ یہ پیشگوئی براہین احمدیہ کے ص ۴۹۶ میں ہے اور وہ یہ ہے یُحیی الدّین و یقیم الشریعة یا آدم اسکن انت و زوجک الجنة. یا مریم اسکن انت وزوجک الجنة یا احمد اسکن انت و زوجک الجنة. نفخت فیک من لدنی روح الصدق (ترجمہ) دین کو زندہ کرے گا اور شریعت کو قائم کرے گا۔ اے آدم تو اور تیرا زوج بہشت میں داخل ہو جاؤ۔ اے مریم تو اور تیرا زوج بہشت میں داخل ہو جاؤ۔ اے احمد تو اور تیرا زوج بہشت میں داخل ہو جاؤ۔ میں نے اپنے پاس سے صدق کی روح تجھ میں پھونکی۔ یہ ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے۔ اور تین ناموں سے تین واقعات آئندہ کی طرف اشارہ ہے جن کو عنقریب لوگ معلوم کریں گے اور اس الہام میں جو لفظ لدُن کا ذکر ہے اس کی شرح کشفی طور پر یوں معلوم ہوئی کہ ایک فرشتہ خواب میں کہتا ہے کہ یہ مقام لدن جہاں تجھے پہنچایا گیا یہ وہ مقام ہے جہاں ہمیشہ بارشیں ہوتی رہتی ہیں اور ایک دم بھی بارش نہیں تھمتی۔

۲۹
انتیسویں پیشگوئی۔ یہ وہ پیشگوئی ہے جو براہین احمدیہ کے ص ۵۰۶ میں درج ہے اور وہ یہ ہے۔ لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ وَالْمُشْرِکِیْنَ مُنْفَکِّیْنَ حَتّٰی تَاْتِیَھُمُ الْبَیِّنَةُ اور پھر فرمایا کہ **اگر خدا ایسا نہ کرتا تو دنیا میں اندھیر پڑ جاتا۔** یہ خدا کے ایک ایسے نشان کی طرف اشارہ ہے جو دنیا کو ہلاک ہونے سے بچا لے گا۔ اور الہام کے یہ معنی ہیں کہ ممکن نہ تھا کہ اہل کتاب اور ہندو اپنے تعصب اور عداوت سے باز آجاتے جب تک میں ایک کھلا کھلا نشان ان کو نہ دیتا اور اگر میں ایسا نہ کرتا تو دنیا میں اندھیر پڑ جاتا اور حق مشتبہ ہو جاتا۔ ﴿۶۷﴾

تیسویں پیشگوئی۔ یہ وہ پیشگوئی ہے جو براہین احمدیہ کے ص ۵۱۵ میں درج ہے اور وہ یہ ہے اِنّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا لیغفر لک اللّٰہ ما تقدّم من ذنبک و ما تأخّر یعنی ایک کھلی کھلی فتح ہم تجھ کو دیں گے تا ہم تیرے اگلے پچھلے گناہ بخش دیں۔ یہ استعارہ اپنی رضامندی ظاہر کرنے کے لئے بیان فرمایا ہے۔ مثلاً ایک آقا اپنے کسی غلام سے ایسے حکیمانہ طور سے وقت بسر کرتا ہے جو نادان خیال کرتے ہیں کہ وہ اس پر ناراض ہے تب اس

آقا کی غیرت جوش مارتی ہے اور اس غلام کی سرافرازی کے لئے کوئی ایسا کام کرتا ہے کہ گویا اس نے اس کے اگلے پچھلے تمام گناہ بخش دیئے ہیں یعنی ایسی رضامندی ظاہر کرتا ہے کہ لوگوں کو یقین ہو جاتا ہے کہ ایسا مہربان اس پر کبھی ناراض نہیں ہوگا یہ عظیم الشان پیشگوئی ہے۔ پھر اس کے بعد اسی صفحہ میں ایک تصویر دکھلائی گئی ہے اور وہ تصویر اس عاجز کی ہے سبز پوشاک ہے اور تصویر نہایت رعبناک ہے جیسے سپہ سالار مسلح فتح یاب اور دائیں بائیں تصویر کے یہ لکھا ہے حجّة اللّٰه القادر ۔ سلطان احمد مختار ۔ اور تاریخ یہ لکھی ہے سوموار کا روز انیسویں ذی الحجہ ۱۳۰۰ مطابق ۲۳ / اکتوبر ۱۸۸۳ء اور ششم کاتک سمت ۱۹۴۰ بکرم ۔ یہ تمام عبارت براہین کے ص ۵۱۵ اور ص ۵۱۶ میں موجود ہے۔ یہ کشف بتلا رہا ہے کہ ہتھیار کے ذریعہ سے ایک نشان ظاہر ہوگا۔ سو لیکھرام کا نشان اسی طرح وقوع میں آیا پھر اس کے بعد ص ۵۱۶ میں یہ الہامی عبارت ہے الیس اللّٰه بکاف عبده. فَبَرَّأَهُ اللّٰه مِمّا قالوا و کَانَ عندَاللّٰه وجیها. فلما تجلّٰی ربّه للجَبَل جَعلَه دکّا و اللّٰه موهن کیدالکافرین. و لنجعله اٰیة للناس و رحمة منّا و کان امرًا مقضیًّا۔ یعنی کیا خدا اپنے بندہ کو کافی نہیں ہے پس خدا نے اس کو اس الزام سے بری کیا جو کافروں نے اس پر لگایا۔ اور وہ خدا کے نزدیک وجیہ ہے اور خدا نے مشکلات کے پہاڑ کو پاش پاش کیا اور کافروں کے مکر کو سست کیا اور ہم اس کو اپنی رحمت سے ایک نشان ٹھہرائیں گے اور ابتدا سے ایسا ہی مقدر تھا۔ اس الہام میں خدا تعالیٰ ظاہر فرماتا ہے کہ ہندو لیکھرام کے ﴿۶۸﴾ قتل کے بعد سازش قتل کا ایک الزام لگائیں گے اور ایک مکر کریں گے تا وہ الزام پختہ ہو جائے۔ ہم اس ملہم کی بریّت ظاہر کر دیں گے اور ان کے مکر کو سست کر دیں گے اور مشکلات کے پہاڑ آسان ہو جائیں گے۔

اب کچھ ضرور نہیں کہ ہم کسی کو اس پیشگوئی کی طرف توجہ دلاویں خود اہل انصاف سوچیں اور اس قدر کھلے کھلے غیبی امور سے انکار کر کے اپنی عاقبت کو خراب نہ کریں۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اس پیشگوئی میں جو لیکھرام کو عجل سے نسبت دی گئی اس میں کئی مناسبتوں کا لحاظ ہے (۱) اول یہ کہ جیسا کہ گوسالہ سامری بے جان تھا ایسا ہی یہ بھی

بے جان تھا اور سچائی کی روح اس میں نہیں تھی (۲) دوسرے یہ کہ جیسا کہ اس بے جان گوسالہ کے اندر سے مہمل آواز آتی تھی ایسا ہی اس کے اندر سے بھی مہمل آواز آتی تھی (۳) تیسرے یہ کہ جیسا کہ وہ بے جان گوسالہ عید کے دن نیست و نابود کیا گیا تھا ایسا ہی عید کے دنوں میں ہی یہ بھی نیست و نابود کیا گیا (۴) چوتھے یہ کہ جیسا کہ وہ گوسالہ قوم کے سونے کے زیور سے بنایا گیا تھا ایسا ہی یہ گوسالہ بھی قوم کی مالی جمعیت کی وجہ سے طیار ہوا (۵) پانچویں یہ کہ جیسا کہ وہ گوسالہ آخر قوم کے مفتری لوگوں کے لئے طرح طرح کے عذاب اور دکھوں کا موجب ہوا ایسا ہی اس گوسالہ کے مفتری پجاریوں کا انجام ہوگا۔

اکتیسویں پیشگوئی۔ یہ وہ پیشگوئی ہے جو براہین احمدیہ کے ص۵۲۲ میں درج ہے بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد۔ پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار۔ خدا تیرے سب کام درست کردے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ رب الافواج اس طرف توجہ کرے گا۔ اس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں جناب الٰہی کے احسانات کا دروازہ کھلا ہے اور اسکی پاک رحمتیں اس طرف متوجہ ہیں۔

بتیسویں پیشگوئی۔ یہ وہ پیشگوئی ہے جو براہین احمدیہ کے ص۵۵۶ اور ۵۵۷ پر درج ہے
﴿۶۹﴾ اور وہ یہ ہے۔ یٰعیسٰی انّی متوفیک و رافعک الیّ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الٰی یوم القیٰمۃ. میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کردے گا الفتنۃ ھٰھُنا فاصبر کما صبر اولوالعزم. یہ پیشگوئی لیکھرام کے حق میں تھی جو پوری ہوگئی اور تفصیل اس کی گذر چکی ہے۔ اور اس کا بقیہ اور نشان بھی آنے والے ہیں۔ اور اسی کے متعلق براہین احمدیہ کے ص۵۶۰ اور ۵۱۰ میں یہ الہام ہے و یخوفونک من دونہ. ائمۃ الکفر لا تخف انّک انت الاعلٰی ینصرک اللّٰہ فی

مواطن. ان یومی لفصل عظیم. یعنی تجھے کافرڈرائیں گے مگرآخرغلبہ تجھی کو ہوگا۔خدائی میدانوں میں تیری فتح کرے گا۔میرادن بڑے فیصلہ کادن ہوگا۔ یظل ربک علیک ویعینک. و یرحمک یعصمک اللّٰہ من عندہ و ان لم یعصمک الناس و ان لم یعصمک الناس یعصمک اللّٰہ من عندہ. انی منجّیک من الغم انت منی بمنزلۃ لا یعلمھا الخلق. کتب اللّٰہ لاغلبن انا و رسلی لا مبدّل لکلمتہ. (ترجمہ) خدااپنی رحمت کا سایہ تجھ پرکرے گااور تیرافریادرس ہوگااور تجھ پررحم کرے گا۔وہ تجھے آپ بچائے گااگرچہ انسانوں میں سے کوئی بھی نہ بچاوے پھرمیں کہتا ہوں کہ اگرچہ انسانوں میں سے کوئی بھی نہ بچاوے پر وہ تجھے آپ بچائے گا۔میں تجھے غم سے بچاؤں گا۔تومجھ سے وہ قرب رکھتا ہے جس کا خلقت کوعلم نہیں۔خدانے یہ لکھ چھوڑا ہے کہ میں اور میرے رسول غالب ہوں گے سوخدا کے کلمے کبھی نہیں بدلیں گے۔

تینتیسویں۳۳ پیشگوئی۔ یہ پیشگوئی براہین احمدیہ کے ص ۵۵۸ اورص ۵۵۹ میں درج ہے اور وہ یہ ہے سَلَامٌ عَلَیْکَ یَا اِبْرَاھِیْمُ اِنَّکَ الْیَوْمَ لَدَیْنَا مَکِیْنٌ اَمِیْنٌ. حِبُّ اللّٰہ خَلِیْلُ اللّٰہ. اَسَدُ اللّٰہ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّکَ سُھُوْلَۃً فِی کُلِّ امرٍ بَیْتُ الْفِکْرِ. وَ بَیْتُ الذِّکْرِ. وَ مَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا. مُبَارِکٌ ؕ وَمُبَارَکٌ وَ کُلّ اَمْرٍ مُبَارَک یُجْعَلُ فِیہ. رُفِعتَ وَجُعِلْتَ مُبَارَکًا. وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا وَ لَمْ یَلْبَسُوْا اِیْمَانھم بظلم اُولٰٓئک لَھُمُ الامن وَ ھم مّھتدون. ترجمہ۔تیرے پرسلام اے ابراہیم آج تو ہمارے نزدیک بامرتبہ اورامین ہے خدا کا دوست۔خدا کا خلیل۔خدا کا شیر۔ہم نے ہرایک امرمیں تیرے لئے آسانی کردی۔ بیت الفکراور بیت الذکر۔اور جواس میں داخل ہوا وہ امن میں آ گیا۔وہ بیت الذکر برکت دینے والا اور برکت دیا گیا ہے۔اور ہرایک برکت کا کام اس میں کیا جائے گا۔اور جولوگ ایمان لائے اور کسی ظلم سے ایمان کومکدرنہیں کیا۔انہیں کوامن دیا جائے گااور وہی ہدایت یافتہ ہوں گے۔ ﴿۷۰﴾

بیت الذکر سے مراد وہ مسجد ہے جو گھر کے ساتھ چھت پر بنائی گئی ہے اور یہ الہام کہ مبارک و مبارک و کل امر مبارک یجعل فیہ یہ اس مسجد کی بنا کا مادہ تاریخ ہےاورنیزیہ اس کے آئندہ برکات کیلئے ایک پیشگوئی ہے جن کے ظہور کیلئے اب بناڈالی گئی ہے۔

چونتیسویں پیشگوئی۔ ۳۴ یہ پیشگوئی کتاب براہین احمدیہ کے ص ۵۲۱ میں درج ہے اور وہ یہ ہے وہ تجھے بہت برکت دے گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے اور اسی کے متعلق ایک کشف ہے اور وہ یہ ہے کہ عالم کشف میں مَیں نے دیکھا کہ زمین نے مجھ سے گفتگو کی اور کہا یَا وَلِیَّ اللّٰہِ کُنْتُ لَا اَعْرِفُکَ یعنی اے خدا کے ولی میں تجھ کو پہچانتی نہ تھی۔

پینتیسویں پیشگوئی۔ شیخ محمد حسین بٹالوی صاحب رسالہ اشاعت السنہ جو بانی مبانی تکفیر ہے اور جس کی گردن پر نذیر حسین دہلوی کے بعد تمام مکفروں کے گناہ کا بوجھ ہے اور جس کے آثار بظاہر نہایت ردی اور یاس کی حالت کے ہیں اس کی نسبت تین مرتبہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ اپنی اس حالت پُر ضلالت سے رجوع کرے گا اور پھر خدا اس کی آنکھیں کھولے گا۔ واللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

اور ایک مرتبہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں **محمد حسین** کے مکان پر گیا ہوں اور میرے ساتھ ایک جماعت ہے اور ہم نے وہیں نماز پڑھی اور میں نے امامت کرائی اور مجھے خیال گذرا کہ مجھ سے نماز میں یہ غلطی ہوئی ہے کہ میں نے ظہر یا عصر کی نماز میں سورہ فاتحہ کو بلند آواز سے پڑھنا شروع کر دیا تھا پھر مجھے معلوم ہوا کہ میں نے سورۂ فاتحہ بلند آواز سے نہیں پڑھی بلکہ صرف تکبیر بلند آواز سے کہی پھر جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ محمد حسین ہمارے مقابل پر ﴿۷۱﴾ بیٹھا ہے اور اس وقت مجھے اس کا سیاہ رنگ معلوم ہوتا ہے اور بالکل برہنہ ہے پس مجھے شرم آئی کہ میں اس کی طرف نظر کروں پس اسی حال میں وہ میرے پاس آ گیا۔ میں نے اسے کہا کہ کیا وقت نہیں آیا کہ تو صلح کرے اور کیا تو چاہتا ہے کہ تجھ سے صلح کی جائے اس نے کہا کہ ہاں پس وہ بہت نزدیک آیا اور بغل گیر ہوا اور وہ اس وقت چھوٹے بچہ کی طرح تھا پھر میں نے کہا کہ اگر تو چاہے تو ان باتوں سے درگذر کر جو میں نے تیرے حق میں کہیں جن سے تجھے دکھ پہنچا اور خوب یاد رکھ کہ میں نے کچھ نہیں کہا مگر صحت نیت سے اور ہم ڈرتے ہیں خدا کے اس بھاری دن سے جبکہ ہم اس کے سامنے کھڑے ہوں گے اس نے کہا کہ میں نے درگذر کی تب میں نے کہا کہ گواہ رہ کہ میں نے

وہ تمام باتیں تجھے بخش دیں جو تیری زبان پر جاری ہوئیں اور تیری تکفیر اور تکذیب کو میں نے معاف کیا اس کے بعد ہی وہ اپنے اصلی قد پر نظر آیا اور سفید کپڑے نظر آئے پھر میں نے کہا جیسا کہ میں نے خواب میں دیکھا تھا آج وہ پورا ہو گیا پھر ایک آواز دینے والے نے آواز دی کہ ایک شخص جس کا نام سلطان بیگ ہے جان کندن میں ہے میں نے کہا کہ اب عنقریب وہ مر جائے گا کیونکہ مجھے خواب میں دکھلایا گیا ہے کہ اس کی موت کے دن صلح ہوگی پھر میں نے محمد حسین کو یہ کہا کہ میں نے خواب میں یہ دیکھا تھا کہ صلح کے دن کی یہ نشانی ہے کہ اس دن بہاء الدین فوت ہو جائے گا۔ محمد حسین نے اس بات کو سن کر نہایت تعظیم کی نظر سے دیکھا اور ایسا تعجب کیا جیسا کہ ایک شخص ایک واقعہ صحیحہ کی عظمت سے تعجب کرتا ہے اور کہا یہ بالکل سچ ہے اور واقعی بہاء الدین فوت ہو گیا پھر میں نے اس کی دعوت کی اور اس نے ایک خفیف عذر کے بعد دعوت کو قبول کر لیا اور پھر میں نے اس کو کہا کہ میں نے خواب میں یہ بھی دیکھا تھا کہ صلح بلا واسطہ ہوگی سو جیسا کہ دیکھا تھا ویسا ہی ظہور میں آ گیا اور یہ بدھ کا دن اور تاریخ ۱۲ / دسمبر ۱۸۹۴ء تھی۔

چھتیسویں پیشگوئی۔ چھتیسویں پیشگوئی یہ ہے جیسا کہ میں ازالہ اوہام میں لکھ چکا ہوں خداتعالیٰ نے مجھے خبر دی کہ تیری عمر اسّی ۸۰ برس یا اس سے کچھ کم یا کچھ زیادہ ہوگی اور یہ الہام قریباً بیس ۲۰ یا بائیس برس کے عرصہ کا ہے جس سے بہت لوگوں کو اطلاع دی گئی اور ازالہ اوہام میں بھی درج ہو کر شائع ہو گیا۔

سینتیسویں ۳۷ پیشگوئی۔ سینتیسویں پیشگوئی یہ ہے کہ خداتعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ ان ﴿۷۲﴾ اشتہارات کی تقریب پر جو آریہ قوم اور پادریوں اور سکھوں کے مقابل پر جاری ہوئے ہیں جو شخص مقابل پر آئے گا خدا اس میدان میں میری مدد کرے گا۔ اسی طرح اور بھی پیشگوئیاں ہیں جو متفرق کتابوں میں لکھی گئی ہیں۔ اور ایسے خوارق پانچ ہزار کے قریب پہنچ چکے ہیں جن کے دیکھنے والے اکثر گواہ اب تک زندہ موجود ہیں۔ اور ہر ایک شخص جو ایک مدت تک صحبت میں رہا ہے اس نے بچشم خود مشاہدہ کیا ہے اور کر رہے ہیں پس ان بدقسمت لوگوں کی حالت پر افسوس ہے کہ جو کہتے ہیں کہ جو

آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم سے کوئی معجزہ اور پیشگوئی نہیں ہوئی یہ نادان نہیں سمجھتے کہ جس حالت میں ان کی امت سے یہ انوار اور برکات ظاہر ہو رہے ہیں اور دوسرے کسی نبی کی امت سے یہ نشان ظاہر نہیں ہوتے تو کس قدر سچائی کا خون کرنا ہے کہ ایسے سرچشمہ برکات سے انکار کیا جائے بلکہ حق تو یہ ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مبارک نہ ہوتا تو کسی نبی کی نبوت ثابت نہ ہو سکتی۔

ظاہر ہے کہ صرف قصوں اور کہانیوں کو پیش کرنا اس کا نام تو ثبوت نہیں ہے یہ قصے تو ہر ایک قوم میں بکثرت پائے جاتے ہیں **لعنت** ہے ایسے دل پر جو صرف قصوں پر اپنے ایمان کی بنیاد ٹھہرائے۔ خصوصاً وہ لوگ جنہوں نے ایک **انسان کے بچہ** عاجز کو خدا بنا لیا۔ دیکھا نہ بھالا قربان گئی خالہ۔

ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلہ نبوت میں سے اعلیٰ درجہ کا جوانمرد نبیؑ اور زندہ نبیؑ اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبیؑ صرف ایک مرد کو جانتے ہیں یعنی وہی نبیوں کا سردار رسولوں کا فخر تمام مرسلوں کا سرتاج جس کا نام محمد مصطفیٰ و احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کے زیر سایہ دس[۱۰] دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے جو پہلے اس سے ہزار برس تک نہیں مل سکتی تھی وہ کیسی کتابیں ہیں جو ہمیں بھی اگر ہم ان کے تابع ہوں مردود اور مخذول اور سیاہ دل کرنا چاہتی ہیں کیا ان کو زندہ نبوت کہنا چاہئے جن کے سایہ سے ہم خود مردہ ہو جاتے ہیں یقیناً سمجھو کہ یہ سب مردے ہیں کیا
﴿۷۳﴾ مردہ کو مردہ روشنی بخش سکتا ہے یسوع کی پرستش کرنا صرف ایک بت کی پرستش کرنا ہے۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر وہ میرے زمانہ میں ہوتا تو اس کو انکسار کے ساتھ میری گواہی دینی پڑتی کوئی اس کو قبول کرے یا نہ کرے مگر یہی سچ ہے اور سچ میں برکت ہے کہ آخر اس کی روشنی دنیا پر پڑتی ہے۔ تب دنیا کی تمام دیواریں چمک اٹھتی ہیں مگر وہ جو تاریکی میں پڑے ہوں سو آخری وصیت یہی ہے کہ ہر ایک روشنی ہم نے **رسول نبی امی** کی پیروی سے پائی ہے اور جو شخص پیروی کرے گا وہ بھی پائے گا اور ایسی قبولیت اس کو ملے گی کہ کوئی بات اس کے آگے انہونی نہیں رہے گی۔ **زندہ خدا** جو لوگوں سے پوشیدہ ہے

اس کا خدا ہوگا اور جھوٹے **خدا** سب اس کے پیروں کے نیچے کچلے اور روندے جائیں گے وہ ہر ایک جگہ مبارک ہوگا اور الٰہی قوتیں اس کے ساتھ ہوں گی۔ **وَالسّلام عَلٰی مَنِ اتَّبعَ الْھُدٰی**

اب ہم اس رسالہ کو اس وصیت پر ختم کرتے ہیں کہ اے سچائی کے طالبو سچائی کو ڈھونڈو کب اب آسمان کے دروازے کھلے ہیں۔ اور اے ہماری قوم کے نادان☆ مولویو یہ وہی خدا کے دن ہیں جن کا وعدہ تھا سو آنکھیں کھولو اور دیکھو کہ زمین پر کیا ہو رہا ہے اور کیسے سچائی کے بادشاہ مقدس رسول کو پیروں کے نیچے کچلا جاتا ہے کیا اس پاک نبی کی توہین میں کچھ کسر رہ گئی کیا ضرور نہ تھا کہ زمین کے اس طوفان کے وقت آسمان پر کچھ ظاہر ہوتا۔ سو اس لئے خدا نے ایک بندہ کو اپنے بندوں میں سے چن لیا تا اپنی قدرتیں دکھلاوے اور اپنی ہستی کا ثبوت دے اور وہ جو سچائی سے ٹھٹھے کرتے اور جھوٹ سے محبت رکھتے ہیں ان کو جتلاوے کہ میں ہوں اور سچائی کا حامی ہوں۔ اگر وہ ایسے فتنہ کے وقت میں اپنا چہرہ نہ دکھلاتا تو دنیا گمراہی میں ڈوب جاتی اور ہر ایک نفس دہریہ اور ملحد ہو کر مرتا۔ یہ خدا کا فضل ہے کہ انسانی کشتی کو عین وقت میں اس نے تھام لیا یہ **چودھویں صدی** کیا تھی **چودھویں رات کا چاند تھا** جس میں خدا نے اپنے نور کو چادر کی طرح زمین پر پھیلا دیا۔ اب کیا تم خدا سے لڑو گے کیا فولادی قلعہ سے اپنا سر ٹکراؤ گے کچھ شرم کرو اور سچائی کے آگے مت کھڑے ہو۔ خدا نے دیکھا ہے کہ زمین بدعت اور شرک اور بدکاریوں سے جل گئی ہے اور نجاست کو پسند کیا جاتا ہے اور سچائی کو رد کیا جاتا ہے سو اس نے جیسا کہ اس کی قدیم سے عادت ہے دنیا کی اصلاح کیلئے توجہ کی۔ کیونکہ سچی تبدیلی آسمان سے ہوتی ہے نہ زمین سے اور سچا ایمان اوپر سے ملتا ہے نہ نیچے سے۔ اس لئے اس رحیم خدا نے چاہا کہ ایمان کو تازہ کرے اور ان لوگوں کے لئے جن کو اشتہاروں کے ذریعہ سے بلایا گیا ہے یا آئندہ بلایا جائے ایسا نشان دکھلائے۔ اور مجھے میرے خدا نے مخاطب کر کے فرمایا ہے۔ ﴿۷۴﴾ **اَلْاَرْضُ وَالسَّمَاءُ مَعَکَ کَمَا ھُوَمَعِی**[1]**۔ قُلْ لِّی الْاَرْضُ وَالسَّمَآء. قُلْ لِّی سلامٌ فی مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْکٍ مُّقْتَدِرٍ. اِنّ اللّٰہ مَعَ الّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالّذِیْنَ**

☆ اس زمانہ کے مولویوں کی نسبت میں وہی کہتا ہوں جو آثار میں پہلے سے کہا گیا ہے۔ منه

[1] نوٹ:۔ ضمیر ھو اس تاویل سے ہے کہ اس کا مرجع مخلوق ہے۔ منه

هُمْ مُّحْسِنُوْن. يَاْتِی نَصْرُاللّٰه. اِنَّا سَنُنْذِرُ العَالم كُلَّهٗ. انا سَنَنْزِلُ. اَنَا اللّٰهُ لا اِلٰه اِلَّا اَنَا۔
یعنی آسمان اور زمین تیرے ساتھ ہے جیسا کہ وہ میرے ساتھ ہے کہ آسمان اور زمین میرے لئے ہے۔ کہ میرے لئے سلامتی ہے۔ وہ سلامتی جو خدا قادر کی حضور میں سچائی کی نشست گاہ میں ہے۔ خدا ان کے ساتھ ہے جو اس سے ڈرتے ہیں اور جن کا اصول یہ ہے کہ خلق اللہ سے نیکی کرتے رہیں- خدا کی مدد آتی ہے۔ ہم تمام دنیا کو متنبہ کریں گے۔ ہم زمین پر اتریں گے۔ میں ہی کامل اور سچا خدا ہوں میرے سوا اور کوئی نہیں۔

ان الہامات میں نصرت الٰہی کے پُرزور وعدے ہیں مگر یہ تمام مدد آسمانی نشانوں کے ساتھ ہوگی وہ لوگ ظالم اور ناسمجھ اور بیوقوف ہیں جو ایسا خیال کرے ہیں کہ مسیح موعود اور مہدی موعود تلوار لیکر آئے گا۔ نبوت کے نوشتے پکار پکار کر کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں تلواروں سے نہیں بلکہ آسمانی نشانوں سے دلوں کو فتح کیا جائے گا اور پہلے بھی تلوار اٹھانا خدا کا مقصد نہ تھا۔ بلکہ جنہوں نے تلواریں اٹھائیں وہ تلواروں سے ہی مارے گئے۔ غرض یہ آسمانی نشانوں کا زمانہ ہے خونریزیوں کا زمانہ نہیں۔ احمقوں نے بُری تاویلیں کر کے خدا کی پاک شریعت کو بُری شکلوں میں دکھایا ہے۔ آسمانی قوتیں جس قدر اسلام میں ہیں کسی دین میں نہیں ہوئیں **اسلام تلوار کا محتاج ہرگز نہیں۔**

الراقم میرزا غلام احمد قادیانی ۲۳ ذی القعدہ سنة ۱۳۱۴ھ

نظم منشی گلاب الدّین صاحب رہتاسی

اللہ اللہ صدی چودھویں کا جاہ و جلال ‖ رحمت حق سے ملا ہے اسے کیا فضل و کمال
جس میں مامور من اللہ ہوا ایک بندہ حق ‖ تا کہ اسلام کی رونق کو کرے پھر وہ بحال
جس کے آنے کی خبر مخبر صادق نے تھی دی ‖ آسماں پر سے اتر آیا وہ صاحب اقبال
قادیان جائے قیام اس کا **غلام احمد** نام ‖ جھاڑے اسلام نے پھر جس کے سبب سے پروبال ﴿۷۵﴾
دین کی تجدید لگی ہونے بصد شدومد ‖ دیکھو جس شخص کو کرتا ہے یہی قیل و قال
بھوکے نورانی غذاؤں سے لگے ہونے سیر ‖ پیاسے برکات کی بارش سے ہوئے مالا مال

شرک و بدعت کی سیاہی تو لگی ہونے دور ۔۔۔ نظر آنے لگا توحید کا اب حسن و جمال
راز سربستہ بہت علم لدنی کے کھلے ۔۔۔ دیکھ لی کشف وکرامات کی ایک زندہ مثال
وحی و الہام کی ماہیتیں روشن ہوئیں آج ۔۔۔ شب معراج کا عقدہ کھلا اور طور کا حال
کھل گیا آج کہ ہے معجزہ زندہ قرآن ۔۔۔ سب جہان مان گیا سامنا اس کا ہے محال
ہر مخالف کا کٹا تیغ براہین سے سر ۔۔۔ ہوگئے غیر مذاہب بھی بحجت پامال
پیشگوئیوں کے کھلے بھید رسالت کے بھی راز ۔۔۔ کھل گیا عیسیٰ مریم کا نزول اجلال
معنی اعجاز نبوت کے فرشتوں کا نزول ۔۔۔ قلب مومن پہ جو ہوتے ہیں الٰہی افضال
حل ہوئے نکتے تصوف کے ولایت کے بھی بھید ۔۔۔ مانا سب نے کہ نہیں خارق عادت بھی محال
الغرض ہوگئے حل سینکڑوں عقد لاحل ۔۔۔ دس جواب اس کو ملے جس نے کیا ایک سوال
منصفو غور کرو کیا ہے زمانہ الٹا ۔۔۔ کہتے ہیں عیسیٰ موعود کو آیا دجال
مثل شیشہ کے نبی اور ولی ہوتے ہیں ۔۔۔ نظر آتا ہے سدا شیشہ میں اپنا خط و خال
خودتو شپر کی طرح آنکھوں سے معذور ہیں اور ۔۔۔ عیب سورج کو لگاتے ہیں بایں حسن و جمال
علم ظاہر تو ہے العلم حجاب الاکبر ۔۔۔ علم باطن سے سدا پاتا ہے انسان کمال
موسیٰ و خضر کے قصہ کو بھی کیا بھول گئے ۔۔۔ کر دیا موسیٰ کو حیران چلا خضر وہ چال
خضر کے پیچھے چلے جاؤ عقیدت سے گلاب ۔۔۔ خیر وخوبی سے اگر چاہتے ہوتم حال وقال

فہرست آمدنی چندہ برائے طیاری مہمان خانہ وچاہ وغیرہ

منشی عبدالرحمٰن صاحب اہلمد محکمہ جرنیلی ریاست کپورتھلہ	للعہ	جلال الدین صاحب بلانی ضلع گجرات	صہ ؍	شیخ محمد جان صاحب وزیر آبادی	ـہ
مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی	للعہ	عبدالحق صاحب کرانچی والا لدھیانہ	صہ ؍	امام الدین شیخواں قریب قادیاں	عہ ؍
عرب حاجی مہدی صاحب بغدادی نزیل مدراس	صہ	ابراہیم سلیمان کمپنی مدراس	ےہ	عبدالعزیز صاحب پٹواری شیخواں	صہ ؍
سیٹھ عبدالرحمٰن حاجی اللہ رکھا مدراس	صہ	سیٹھ دالجی لالجی صاحب //	صہ	خلیفہ نورالدین صاحب واللہ دتا جموں	ےہ
اہلیہ ہائے حکیم فضل دین صاحب بھیروی	صہ	سیٹھ صالح محمد حاجی اللہ رکھا //	ســہ	سیٹھ اسحٰق اسمٰعیل صاحب بنگلور	ےہ
خیرالدین سیکھواں قریب قادیان	عہ ؍	مولوی سلطان محمود صاحب //	عہ	مرزا خدابخش صاحب اتالیق نواب صاحب مالیر کوٹلہ	ـہ

«۷۶»

اہلیہ میرزا صاحب موصوف صہ
شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر لاہور ماعہ
منشی کرم الٰہی صاحب از کوہ شملہ عمار
نواب خانصاحب تحصیلدار جہلم سہ
نبی بخش صاحب نمبردار بٹالہ عہ
محمد صدیق صاحب شیخواں قریب قادیان عہ
مولیٰ بخش صاحب تاجر چرم ڈنگہ ضلع گجرات صہ
محمد الدین صاحب بوٹ فروش جموں ۱۲عہ
اللہ دتا صاحب جموں عہ
سردار سمند خانصاحب جموں [illegible]
قطب الدین صاحب کوٹلہ فقیر ضلع جہلم صہ
محمد شاہ صاحب ٹھیکیدار جموں صہ
مولوی محمد صادق صاحب جموں ۱۲
شادی خان صاحب سیالکوٹ ماسہ
فضل کریم صاحب عطار جموں عہ
مولوی محمد اکرم صاحب جموں ۸
خواجہ جمال الدین صاحب بی اے جموں [illegible]
مستری عمر صاحب جموں [illegible]
مفتی فضل احمد صاحب جموں ۷
غلام رسول صاحب سوداگر کلکتہ وارد جموں صہ
منشی نبی بخش صاحب جموں عہ
شیخ مسیح اللہ صاحب شاہجہانپوری
خانساماں صاحب مہتمم انہار ملتان للعہ

زین الدین محمد ابراہیم صاحب انجینئر بمبئی [illegible]
مہدی حسین صاحب // عمار
بابو چراغ الدین صاحب سٹیشن ماسٹر لیہ عمار
عبداللہ خانصاحب برادر تحصیلدار جہلم عہ
فضل الٰہی صاحب فیض اللہ چک قریب قادیان عمار
عبداللہ صاحب تھہ غلام نبی قریب // عہ
عبدالخالق صاحب رفوگر امرتسر عمار
محمد اسماعیل صاحب سوداگر پشمینہ امرتسر صہ
اہلیہ عبدالعزیز صاحب پٹواری مذکور عمار
غلام حسین صاحب اسسٹنٹ سٹیشن دینہ عہ
وزیر الدین صاحب ہیڈ ماسٹر سجانپورہ کانگڑہ عہ
فضل الدین صاحب قاضی کوٹ عہ
اہلیہ نبی بخش صاحب رفوگر امرتسر صہ
مہر ساون شیخواں عہ
سید حامد شاہ صاحب سیالکوٹ عہ
محمد الدین صاحب کنسٹیبل پولیس سے
حکیم محمد دین صاحب // // عہ
سید چراغ شاہ صاحب عہ عنایت اللہ صاحب عہ
سید امیر علی شاہ صاحب سارجنٹ درجہ اول صہ
مولوی قطب الدین صاحب بدوملہی عہ
شاہ رکن الدین احمد صاحب کڑا سجادہ نشین صہ
مرزا نیاز بیگ صاحب ضلعدار نہر ملتان سہ
حافظ عبدالرحمٰن صاحب لیہ صہ

مولوی عبداللہ خان صاحب عہ
مولوی محمود حسن خان صاحب پٹیالہ ۸
شیخ کرم الٰہی صاحب // سہ
حافظ نور محمد صاحب // عہ
پسران شیخ ظہور علی مرحوم
ونبیرہ اکبر علی مرحوم ۲
سید محمد علی صاحب مدرس قلعہ سوبھا سنگھ عہ
شمس الدین محمد ابراہیم صاحب بمبئی سے
نور محمد صاحب سے
میرزا افضل بیگ صاحب مختار قصور صہ
اکبر علی شاہ صاحب موجیانوالہ ضلع گجرات عمار
حافظ نور محمد صاحب فیض اللہ چک قریب قادیان عہ
غلام قادر صاحب تھہ غلام نبی قریب // ۲
غلام محمد صاحب امرتسر شیرانوالہ کٹڑہ عہ
نبی بخش صاحب رفوگر امرتسر سہ
جمال الدین صاحب شیخواں عہ
خلیفہ رشید الدین صاحب اسسٹنٹ سرجن چکراتہ صہ
قاضی ضیاء الدین صاحب قاضی کوٹ عہ
قاضی فضل الدین صاحب ۸
سید خصیلت علی شاہ صاحب تھانہ دار ڈنگہ سہ
عبدالعزیز صاحب ٹیلر ماسٹر سیالکوٹ مہ
اہلیہ شاہ صاحب موصوف و والدہ للعہ
شیخ عطا محمد صاحب سب اور سیر صہ

مولا بخش صاحب بوٹ فروش سیالکوٹ عمار
سید محمد صاحب ملازم پولیس سیالکوٹ ۲ر
فضل دین زرگر سیالکوٹ عہ ر
محمد الدین صاحب اپیل نویس سیالکوٹ صہ ر
قادر بخش صاحب لدھیانہ ـــے ر
محمد اکبر صاحب بٹالہ ـــہ
مولوی غلام محی الدین صاحب مدرس نور محل عہ ر
سیٹھ موسیٰ صاحب منی پور ملک آسام صدر بازار لـہ معـہ
منشی عزیز اللہ صاحب سرہندی پوسٹماسٹر عمار
شیخ محمد حسین صاحب مرادآبادی مراسلہ نویس پٹیالہ نادون کانگڑہ ـــے ر
مصطفیٰ و مرتضیٰ صاحبان محمد افضل و محمد اعظم عمار
شیخ عبد الصمد معلم سنوری ۴ر
مولوی کرم الدین صاحب نائٹ رس قلعہ سوبھا سنگھ عہ ر
شہاب الدین شمس الدین صاحب بمبئی للعہ ر
فتح محمد خاں صاحب بزدار لیہ ڈیرہ اسماعیل خان صہ ر
ڈاکٹر بوڑے خان صاحب قصور ـــہ
مولوی محمد قاری صاحب امام مسجد قصاباں جہلم عمار
چراغ علی صاحب تھہ غلام نبی قریب قادیان عہ ر
نظام الدین صاحب قریب قادیان ۲ر
گلاب دین صاحب تھلوال ریاست جموں عمار
والدہ عبد العزیز صاحب پٹواری شیخواں عمار

شاہدین صاحب سٹیشن ماسٹر دنیہ ضلع جہلم ـــے ر
محمد خاں صاحب کپورتھلہ ـــے ر
قاضی محمد یوسف صاحب قاضی کوٹ عمار
نور احمد صاحب درویش کے عہ ر
مستری غلام الٰہی بھیرہ معہ برادران واہل محلہ ۱۲ عمار
اہلیہ عبد العزیز صاحب مذکور ـــے ر
منشی اللہ دتا خاں صاحب سیالکوٹ صہ ر
حکیم احمد الدین صاحب سیالکوٹ عہ ر
سید نواب شاہ صاحب مدرس سیالکوٹ عمار
مستری نظام الدین ؍؍ ؍؍ ۱۱صہ
گلاب خان صاحب اورسیر ؍؍ ۱۱صہ
علی گوہر خاں صاحب برنچ صہ ر
پوسٹماسٹر جالندھر صہ ر
منشی رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر گورداسپور
غلام رسول خان صاحب غازی پور عمار
بابو غلام محی الدین صاحب پھلور ضلع جالندھر عمار
ملا عبادلرحیم صاحب غزنی عمار
شرف الدین صاحب کوٹلہ فقیر ضلع جہلم للعہ ر
ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب پٹیالہ ـــہ
شیخ عبد اللہ صاحب و شیخ عباد اللہ صاحب پٹیالہ ۱۲ر ـــہ
شیر محمد صاحب بکھر عمار

مولوی یوسف صاحب سنوری ۱۲ر
حافظ عظیم بخش صاحب ۲ر
ماسٹر غلام محمد صاحب سیالکوٹ عہ ر
مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹ صہ ر
بابو عطا محمد صاحب سب اوورسیر کمیٹی سیالکوٹ صہ ر
متفرق از سیالکوٹ عمار
قربان علی صاحب مستری پلٹن نمبر ۴۳ کلکتہ عمار
منشی عبد الرحیم صاحب تارگھر منی پور صہ ر
مستری عبد الغفار صاحب ملازم پلٹن نمبر ۴۴ داناپور عمار
بشارت میاں پلٹن نمبر ۴۴ منی پور عمار
پیر فیض علی صاحب منی پور ـــے ر
سرور خاں صاحب جمعدار منی پور عمار
کھنڈا جمعدار گورداسپور عمار
لعل دین صاحب منی پور عہ ر
حسین بخش صاحب بارک پور اردلی بازار صہ ر
شبرانی بنارسی عمار
مولوی غلام امام صاحب منی پور عزیز الواعظین ـــہ
اہلیہ مولوی صاحب موصوف صہ ر
محمد الدین صاحب پٹواری بلانی ضلع گجرات عہ ر
خواجہ کمال الدین صاحب بی اے صہ ر
مفتی محمد صادق صاحب بھیروی عـلـہ
بابو مولیٰ بخش صاحب لاہوری عہ ر

اس کے سوا اور بھی کئی نام ہیں جو دوسرے پرچہ میں شائع ہوں گے۔

﴿الف﴾

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خط وکتابت

اس عرصہ میں جو کچھ مکرمی خواجہ غلام فرید صاحب چشتی پیر نواب صاحب بہاولپور سے اس عاجز کی خط وکتابت ہوئی محض بہ نیّت فائدہ عام وہ تمام خطوط جانبین چھاپ دیئے جاتے ہیں شاید کسی بندہ خدا کو اس سے فائدہ ہو وَ اِنَّمَا الاَعۡمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔

خواجہ صاحب کا وہ پہلا خط جو ضمیمہ انجام آتھم کے ۳۹ صفحہ پر طبع ہوا

من فقیر بَاب اللّٰہ غلام فرید سجّادہ نشین الٰی جناب میرزا غُلام احمد صاحب قادیَانِیُ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم الحمدُ للّٰہ رب الارباب والصّلوۃ علٰی رسُولہ الشفیع بیوم الحساب و علٰی اٰلہ و الاصحاب والسّلام علیکم و علی من اجتھدوا صاب اما بعد قد ارسلت الیّ الکتاب و بہ دعوت الَی المباھلۃ و طالبت بالجواب و انّی و ان کنت عدیم الفرصۃ و لکن رایت جزء ہ من حسن الخطاب و سوق العتاب اعلم یا اعزا الاحباب انّی من بدو حالک واقف علی مقام تعظیمک لنیل الثواب وماجرت علیٰ لسانی کلمۃ فی حقک الا بالتبجیل وؔ رعایۃ الاداب و الان اطلع ﴿ب﴾

لک بانی معترف بصَلاح حَالک بلا ارتیاب و موقن بانک من عباد اللہ الصلحین و فی سعیک المشکور مثاب وقد اوتیت الفضل من الملک الوھاب و لک ان تسئل من اللّٰہ تعالی خیر عاقبتی و ادعولکم حسن ماب ولو لا خوف الاطناب لازددت فی الخطاب ۔ والسّلام علی من سلک سبیل الصواب ۔ فقط

۲۷ رجب ۱۳۱۴ھ من مقام چاچڑاں.

فقیر غلام فرید
خادم الفقرا ۱۳۰۱ مہر

ترجمہ۔ تمام تعریفیں اس خدا کیلئے ہیں جو رب الارباب ہے اور درود اس رسول مقبول پر جو یوم الحساب کا شفیع ہے اور نیز اس کے آل اور اصحاب پر اور تم پر سلام اور ہر ایک پر جو راہ صواب میں کوشش کرنے والا ہو۔ اس کے بعد واضح ہو کہ مجھے آپ کی وہ کتاب پہنچی جس میں مباہلہ کیلئے جواب طلب کیا گیا ہے اور اگرچہ میں عدیم الفرصت تھا تاہم میں نے اس کتاب کے ایک جز کو حسن خطاب اور طریق عتاب پر مشتمل تھی پڑھی ہے۔ سوائے ہر ایک حبیب سے عزیز تر تجھے معلوم ہو کہ میں ابتداء سے تیرے لئے تعظیم کرنے کے مقام پر کھڑا ہوں تا مجھے ثواب حاصل ہو۔ اور کبھی میری زبان پر بجز تعظیم اور تکریم اور رعایت آداب کے تیرے حق میں کوئی کلمہ جاری نہیں ہوا اور اب میں تجھے مطلع کرتا ہوں کہ میں بلاشبہ تیرے نیک حال کا معترف ہوں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ تو خدا کے صالح بندوں میں سے ہے اور تیری سعی عنداللہ قابل شکر ہے جس کا اجر ملے گا اور خدائے بخشندہ بادشاہ کا تیرے پر فضل ہے میرے لئے عاقبت بالخیر کی دعا کر اور میں آپ کے لئے انجام خیر و خوبی کی دعا کرتا ہوں۔ اگر مجھے طول کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں زیادہ لکھتا۔ والسلام علی من سلک سبیل الصواب۔

اس کا جواب

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علٰی رسُولہ الکریم

من عبداللّٰہ الاحد غلام احمد عافاہ اللّٰہُ و ایّد الی الشیخ الکریم السعید حبی فی اللّٰہ غلام فرید. السلام علیکم و رحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ. امّا بعد فاعلم ایھا العبد الصالح قد بلغنی منک مکتوب ضُمّخ بعطر الاخلاص

﴿ج﴾

والمحبة و کتب بانامل الحبّ والالفة جزاک اللّٰہ خیر الجزاء و حفظک من کل انواع البلاء انی وجدت ریح التقویٰ فی کلمٰتک فما اضوع ریاک وما احسن نموذج نفحاتک و قد اخبر النبی صَلّی اللّٰہ علیه وسلم فی امری واثنی علی احبابی و زمری وقال لا یصدقه الا صالح ولا یکذبه الا فاسق فشرفا لک ببشارة المصطفٰی وواھًا لک من الرب الاعلٰی و من تواضع للّٰہ فقد رُفِع و من اسکتبر فرد و دفع و انی مازلت مذرأیت کتبک و اٰنست اخلاقک و ادابک ادعولک فی الحضرة واسئل اللّٰہ ان یتوب علیک بانواع الرحمة وقد سرنی حسن صفاتک ورزانة حصاتک وعلمت انک خلقت من طینة الحُرّیة و اعطیت مکارم السجّیة و احن الی لقائک بھوی الجنان ان کان قدرالرحمن و قد سمعت بعض خصائص نباھتک ومآثر وجاھتک من مخلصی الحکیم المولوی نور الدّین فالان زاد مکتوبک یقینا علی الیقین وصار الخبر عیانا والظن بُرُھَانا فادعو اللّٰہ سبحانه ان یبقی مجدک و بنیانه و یحیط علیک رُحُمه وغفرانه و کنت قلت للناس انک لا تلوی عذارک ولا تظھر انکارک فابشرت بان کلمتی قد تمّت و ان فراستی ما اخطأت و رغّبنی خلقک فی ان افوز بمراٰک و اسرّ بلقیاک فارجو ان تسرّنی بالمکتوبات حتی تجیء من اللّٰہ وقت الملاقات والان ارسل اِلَیک مع مکتوبی ھٰذا ضمیمة کتابی کما ارسلته الٰی احبابی و فیھا ذکرک و ذکر مکتوبک وارجوان تقرء ھا ولو کان حرج فی بعض خطوبک والسّلام علیک وعلی اعزتک وشعوبک۔ فقط من قادیان.

خواجہ صاحب کا دوسرا خط

﴿و﴾

بخدمت جناب میرزا صاحب عالی مراتب مجموعہ محاسن بیکراں مستجمع اوصاف بے پایان مکرم معظم برگزیدۂ خدائے احد جناب میرزا **غلام احمد** صاحب متّع اللّٰہ الناس ببقائه و سرنی

بلقائه و انعمه باٰ لائه۔پس از سلام مسنون الاسلام وشوق تمام ودعائے اعتلائے نام وارتقائے مقام واضح ولائح باد۔ نامۂ محبت ختامہ الفت شمامہ مشحون مہربانی ہائے تامہ معہ کتاب مرسلہ رسیدہ چہرہ کشائے مسرت تازہ وفرحت بے اندازہ گشت۔مخفی مباد کہ ایں فقیر از بدوحال خود بتقاضائے فطرت درعربدہا افتادن وبےضرورت قدم درمعارک مناقشات نہادن پسند ندارد چندانکہ می تواند خود را از مداخل طوفان نزاع بے معنی برمی آردو چوں اکثر مردم را موافقت ہوا از طلب حق باز داشتہ است وتعصب مجاری تحقیق را بخاک جہل فراانباشتہ براں بکنہ گفتارہا نارسیدہ وغایت کارہا نادیدہ غوغائے برمی انگیزندو ہماں غبار جہالت کہ بہوائے عناد برداشتہ بسر خویش می بیزند ورنہ ثمرہ کارہا برنیت صحیح است و دلالت کنایات ابلغ از تصریح پوشیدہ نماند کہ درین جز و زماں کسانے از علمائے وقت ازفقیر مطالبہ جواب کردہ اند کہ ہیچو کسے را(یعنی آں صاحب را) کہ باتفاق علماء چنین وچنان ثابت شدہ است چرا نیک مرد پنداشتہ اندواز چہ رود روئے حسن ظن داشتہ چون تحریر ایشاں مملو بوداز کمال جوش وترکیب الفاظ ایشان بابرق طپشہا ہم آغوش نظر برآنکہ مضامین شان برغلیان دلہا گواہ است و برنیت ہرکس خدائے داناتر آگاہ وبہ ہیچ کس گمان بد بردن شیوہ اہل صفا نیست و بے تحقیق کسے رامنافق یا مطیع نفس دانستن روا نہ فقیر را درکارشان ہم گمان بدگران مے نمود زیرآنکہ اگرنیت صادق داشتہ باشند غلط شان بمشابہ خطائی الاجتہاد خواہد بود ورنہ گوش محبت نیوش ہرقدر کہ از غایت کار آن مکرم ذخیرہ آگاہی انباشت دل الفت شامل زیادہ ازان دراخلاص افزود کہ داشت دعاست کہ ازعنایت حق سببے بہتر پیدا آیدو ساعتے نیکوروئے نماید کہ حجاب مباعدت جسمانی ونقاب مسافت طولانی ازمیاں برخیزد واگر بارسال مضمونیکہ درجلسۂ مذاہب پیش کردہ اند مسرور فرمایند منت باشد۔ والسلام مع الاکرام فضائل وکمالات مرتبت مولوی **نورالدین** صاحب سلام شوق مطالعہ فرمایند۔ و صاحبزادہ **محمد سراج الحق** صاحب نیز۔ الراقم فقیر غلام فرید الچشتی النظامی من مقام چاچڑاں شریف

(مہر) ۲۷؍ماہ شعبان المعظم ۱۳۱۴ ہجریہ نبویہ

{ہ}

جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بخدمت حضرت مخدوم و مکرم الشیخ الجلیل الشریف السعید حبّی فی اللہ غلام فرید صاحب کان اللہ معہ و رضی عنہ و ارضاہ . السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

امابعد نامہ نامی وصحیفہ گرامی افتخار نزول فرمودہ باعث گونان گون مسرت ہا گروید و بمقتضائے آیہ کریمہ اِنِّیۡ لَاَجِدُ رِیۡحَ یُوۡسُفَ لَوۡلَاۤ اَنۡ تُفَنِّدُوۡنِ[1] از چندیں ہزار علماء وصلحا بوئے آشنائی از کلمات طیبات آن مخدوم بشمیدم شکر خدا کہ این سرزمین ازان مردان حق خالی نیست کہ در اظہار کلمۃ الحق از لوم ہیچ لائمے نمے ترسند۔ ونورے دارند از جناب احدیت وفراستے دارند از حضرت عزت پس فطرت صحیحہ مطہرہ ایشاں سوئے حق ایشان رامے کشد و در احقاق حق روح القدس تائید شان میفرماید فالحمدللہ ثم الحمدللہ کہ مصداق این امور آن مخدوم را یافتیم۔اے برادر مکرم رجوع مشائخ وقت سوئے این عاجز بسیار کم است وفتنہ ہا از ہرسو پیدا۔پیش زین حبی فی اللہ حاجی منشی احمد جان صاحب لدھیانوی کہ مؤلف کتاب طب روحانی نیز بودند بکمال محبت واخلاص بدیں عاجز ارادتے پیدا کردند وبعض مریدان نااہل درایشاں چیز ہا گفتند کہ بدیں مشیخت وشہرت کجا افتاد چون اوشان را از آن کلمات اطلاعے شد معتقدان خودرا در مجلسی جمع کردند و گفتند کہ حقیقت اینست کہ ما چیزے دیدم کہ شمانمے بینید پس اگر از من قطع تعلق میخواہید بسیار خوب است مراخود پروائے این تعلق ہانماندہ ازین سخن شان بعض مریدان اہل دل بگریستند واخلاصے پیدا کردند کہ پیش زاں نیز نمے داشتند ومراوقت ملاقات گفتند کہ عجب کاریست کہ مرا افتادہ کہ من قصد مصمم کردہ بودم کہ اگر مرامے گذارند من ایشانرا گزارم لیکن امر برعکس آں پدید آمدہ وقسم خوردند کہ اکنوں بآن خدمتہا پیش مے آیند کہ قبل زین ازان نشانے نبود این بزرگ مرحوم چون بعد از مراجعت حج وفات کردند اعزہ ووابستگان خود را بار بار ہمین نصیحت نمودند کہ بدین عاجز تعلق ہائے ارادت داشتہ باشید ووقت عزیمت حج مرانوشتند کہ مرا حسرتہاست کہ من زمان شمارا بسیار کمتر یافتم وعمرے گرد این وآن برباد رفت وفرزندان وہمہ مردان وزنان کہ اعزہ شان بودند بوصیت شان عمل کردند وخود را درسلک بیعت این عاجز کشیدند چنانچہ از روزگارے دراز فرزندان آن {و}

[1] یوسف:۹۵

بزرگ سکونت لدھیانہ را ترک کردہ اند و مع عیال خود نزد من در قادیان می مانند۔

وشیخ دیگر **پیر صاحب العلم** است کہ برائے من خواب دیدند و درباره من از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در مجلسے عظیم شہادت دادند و سوئے من آن مکتوبے نوشتند کہ در ضمیمہ انجام آتھم از نظر آن مکرم گذشتہ باشد۔

اما ہنوز جماعت این عاجز بدان تعداد نہ رسیدہ کہ برمن از خدائے من عدد آن مکشوف گردیدہ بود میدانم کہ تا اکنون جماعت من از **ہشت ہزار** دوسہ کم یا زیادہ خواہد بود۔

اے مخدوم ومکرم این سلسلہ سلسلۂ خداست و بنائے است از دست قادرے کہ ہمیشہ کارہائے عجائب می نماید او از کاروبار خود پرسیدہ نمی شود کہ چرا چنین کردی۔ مالک است ہرچہ خواہد مے کند از خوف او آسمان و زمین می جنبند و از ہیبت او ملائک می لرزند و مرا او در **الہام** خود آدم نام نہادہ و گفت **اَرَدْتُّ اَنْ استخلف فَخَلَقْتُ اٰدم** چرا کہ میدانست کہ من نیز مورد اعتراض **اتجعل فیھا من یفسد فیھا** خواہم گردید پس ہر کہ **مرا می پذیرد فرشتہ** است نہ انسان و ہر کہ سرمے پیچد **ابلیس** است نہ آدمی این **قول خدا** گفتہ نہ من۔ **فطوبٰی للّذین احبّونی وما عادونی و صافونی وما اذونی و قبلونی ومَا ردّونی اُولٰٓئک علیھم صلوات اللّٰہ و اُولٰٓئک ھم المھتدون** ۔ وآنچہ آن مخدوم نقل **مضمون جلسۂ مذاہب** طلب کردہ بودند پس سبب توقف این شد کہ من منتظر بودم کہ جزوے از مضمون مطبوع نزدم رسد تا بخدمت بفرستم چنانچہ امروز یک حصۂ ازاں رسید کہ بخدمت روانہ میکنم وہم چنیں آیندہ نیز بطوریکہ وقتاً فوقتاً می رسد انشاء اللہ تعالیٰ بخدمت روانہ خواہم کردہ **قبولیت این مضمون** ازیں ظاہر است کہ اخبارہائے سرکاری کہ بہر خبرے سروکارے ندارند و صرف آں اخبار را نویسند کہ عظمتے داشتہ باشند **تعریف** آں مضمون بنحوے کردہ اند کہ تا حد اعجاز رسانیدہ اند چنانچہ **سول ملٹری** می نویسد کہ چون این **مضمون** خواندہ شد بر ہمہ مردم عالم **محویت** طاری بود و بالاتفاق نوشتند کہ بر ہمہ **مضامین** ہمیں غالب آمد بلکہ نوشتند کہ دیگر مضامینے بہ نسبت آں چیزے نہ بودند پس این **فضل** خداست کہ پیش ازین واقعہ از الہام و کلام خود مرا اطلاعے نیز داد و من نیز پیش از ﴿ز﴾

وقت آن اعلام الٰہی را بذریعہ اشتہار مشتہر کردم پس عظمت این واقعہ نورٌ علٰی نور شد فالحمد لِلّٰہ علٰی ذالک۔
وآنچہ آن مکرم در بارہ شکوہ وشکایت علماء ارقام فرمودہ بودند دریں باب چہ گوئیم وچہ نویسیم مقدمہ من وایشان بر آسمان است پس اگر من کاذبم ودر علم حضرت باری عزّ اسمہٗ مفتری۔ ودعویٰ من کذب وخیانتے ودجلے است۔ درین صورت از خدا دشمن ترے درحق من کسے نیست وجلد تر مرا از بیخ خواہد برکند وجماعت مرا متفرق خواہد ساخت زیرا آنکہ او مفتری را ہرگز بحالت امن نمی گزارد۔ لیکن اگر من ازو واز طرف او ہستم وبحکم او آمدم وہیچ خیانتے در کاروبار خود ندارم پس شک نیست کہ او ز انسان تائید من خواہد کرد کہ از قدیم در تائید صادقان سنت او رفتہ است واز لعنت این مردم نمی ترسم لعنت آن ست کہ از آسمان ببارد وچون از آسمان لعنت نیست پس لعنت خلق امریست سہل کہ ہیچ راستبازے ازان محفوظ نماندہ لیکن برائے آن مخدوم بحضرت عزت دعا میکنم کہ محض از سعادت فطرت خود ذبّ مخالفان این عاجز کردہ اند پس اے عزیز خدا با تو باشد وعاقبت تو محمود باد جزاک اللّٰہ خیر الجزاء و اَحسَنَ اِلَیکَ فی الدُّنیا وَ العُقبٰی و کان معک اینما کنت وادخلک اللہ فی عبادہ المَحبُوبِین۔ آمین۔

مثنوی

اے فرید وقت در صدق و صفا
باتو باد آن رو کہ نام او خدا

برتو بارد رحمت یار ازل
در تو تابد نور دلدار ازل

از تو جان من خوش ست اے خوش خصال
دیدمت مردے درین قحط الرجال

درحقیقت مردم معنی کم اند
گو ہمہ از روئے صورت مردم اند

اے مرا روئے محبت سوئے تو
بوئے انس آمد مرا از کوئے تو

کس ازین مردم بما روئے نہ کرد
این نصیبت بود اے فرخندہ مرد

ہر زمان بالعنتے یادم کنند
خستہ دل از جور و بیدادم کنند

کس بچشم یار صدیقے نہ شد   تا بچشم غیر زندیقے نہ شد
کافرم گفتند و دجال و لعین   بہر قتلم ہر لئیمے درکمین ﴿ح﴾
بنگر این بازی کنان راچون جہند   از حسد برجان خود بازی کنند
مومنے را کافرے دادن قرار   کار جان بازیست نزد ہوشیار
زانکہ تکفیرے کہ از ناحق بود   واپس آید بر سر اہلش فتد
سفلۂ کو غرق در کفر نہان   ہرزہ نالد بہرکفر دیگران
گر خبر زان کفر باطن داشتے   خویشتن را بدترے انگاشتے
تامرا از قوم خود ببریدہ اند   بہر تکفیرم چہا کوشیدہ اند
افتراہا پیش ہرکس بردہ اند   وزخیانتہا سخن پروردہ اند
تا مگر لغزد کسے زاں افترا   سادہ لوحے کافر انگارد مرا
در رہ ما فتنہ ہا انگیختند   بانصاریٰ رائے خود آمیختند
کافرم خواندند از جہل و عناد   این چنین کورے بدنیا کس مباد
بخل و نادانی تعصب ہا فزود   کین بجوشید و دوچشم شان ربود
ما مسلمانیم از فضل خدا   مصطفیٰ ما را امام و مقتدا
اندرین دین آمدہ از ما دریم   ہم برین از دار دنیا بگذریم
آن کتاب حق کہ **قرآن** نام اوست   بادۂ عرفان ما از جام اوست
آں رسولے کش **محمد** ہست نام   دامن پاکش بدست ما مدام
مہر او باشیر شد اندر بدن   جان شد و باجان بدر خواہد شدن
ہست او خیر الرسل خیرالانام   ہر نبوت را بروشد اختتام
ما ازو نوشیم ہر آبے کہ ہست   زو شدہ سیراب سیرابے کہ ہست
آنچہ مارا وحی و ایمائے بود   آن نہ از خود ازہمان جائے بود
ما ازو یابیم ہر نور و کمال   وصل دلدار ازل بے او محال
اقتدائے قول او درجان ماست   ہرچہ زد ثابت شود ایمان ماست

از ملائک و از خبر ہائے معاد — ہرچہ گفت آن مرسل ربّ العباد
آں ہمہ از حضرت احدیت است — منکر آن مستحق لعنت است ﴿ط﴾
معجزات اوہمہ حق اند و راست — منکر آن مورد لعن خداست
معجزات انبیاءِ سابقین — آنچہ در قرآن بیانش بالیقین
برہمہ از جان و دل ایمان ماست — ہر کہ انکارے کند از اشقیاست
یک قدم دوری ازان روشن کتاب — نزد ماکفر است و خسران و تباب
لیک دو نان رابمغزش راہ نیست — ہردلے از سرآن آگاہ نیست
تا نہ باشد طالبے پاک اندرون — تا نہ جوشد عشق یار بیچگون
راز قرآن را کجا فہمد کسے — بہرنورے نور می باید بسے
این نہ من قرآن ہمین فرمودہ ست — اندر و شرط **تطہّر** بودہ است
گر بقرآن ہر کسے را راہ بود — پس چرا شرط **تطہّر** رافزود
نور را داند کسے کو نورشد — و از حجاب سرکشی ہا دور شد
ایں ہمہ **کوران** کہ تکفیرم کنند — بے گمان از نور قرآن غافل اند
بے خبر از رازہائے این کلام — ہرزہ گویان ناقصان و ناتمام
درکف شان استخوانے بیش نیست — درسر شان عقل دور اندیش نیست
مردہ اند و فہم شان مردار ہم — بے نصیب از عشق و از دلدار ہم
الغرض **فرقان** مدار دین ماست — او انیس خاطر غمگین ماست
نُورِ **فرقان** می کشد سوئے خدا — می توان دیدن ازو روئے خدا
ماچہ سان بندیم زان دلبر نظر — ہمچو روئے او کجا روئے دِگر
روئے من از نُورِ روئے او بتافت — یافت از فیضش دل من ہرچہ یافت
چوں دو چشمم کس نداند آن جمال — جان من قربان آن شمس الکمال
ہم چنین **عشقم** بروئے **مصطفیٰ** — دل پَرد چُون مرغ سوئے مصطفیٰ
تا مرا دادند از حسنش خبر — شد دلم از عشق او زیر و زبر

منکہ می بینم رخ آن دلبرے جان فشانم گر دہد دل دیگرے
ساقی من ہست آن جان پرورے ہر زمان مستم کند از ساغرے
محو روئے اوشدست ایں روئے من بوئے او آید زِ بام و کوئے من
بس کہ من در عشق او ہستم نہان من ہمانم من ہمانم من ہمان
جان من از جان او یابد غذا از گریبانم عیان شد آن ذکا
احمد اندر جان احمد شد پدید اسم من گردید آں اسم وحید
فارغ افتادم بدواز عـــزّو جاہ دل زِ کف و از فرق افتادہ کلاہ
برمن این بہتان کہ من زان آستان تافتم سر این چہ کذبِ فاسقاں
سر بتابد زان مہ من چون منے لعنت حق بر گُمان دُشمنے
آن منم کاندر رہِ آن سرورے درمیانِ خاک و خون بینی سرے
تیغ گر بارد بکوئے آن نگار آن منم کاوّل کند جان را نثار
گر ہمین کفر است نزدِ کین ورے خوش نصیبے آنکہ چون من کافرے
کافرم گفتند و دجال و لعین من ندانم ایں چہ ایمان ست و دین
ایں طبیعت ہائے شان چون سنگ ہاست در برِ شان گردلے بودے کجاست
کار اینان ہر زمانے افتراست یار اینان ہر دمے حرص و ہوا ست
دل پُر از خبث است و باطن پُر زِشر صحتِ نیّت از ایشاں دور تر
صحت نیت چو باشد در دلے بر گلِ صدق اوفتد چون بُلبلے
بر شرارتہا نمی بندد میان ترسد از دانائے اسرار نہان
لیکن ایں بے باکی و ترک حیا افترا بر افترا بر افترا
ایں نہ کارِ مومنان و اتقیاست این نہ خوئے بندگانِ باصفاست
ہرکہ او ہر دم پرستارِ ہوا من چسان دانم کہ ترسد از خدا
خویشتن را نیک اندیشیدہ اند ہائے این مردم چہ بد فہمیدہ اند
اتباع نفس اعراض از خدا بس ہمین باشد نشان اشقیا

﴿ی﴾

هرکہ زین سان خبث در جانش بود | کافرم گر بوئے ایمانش بود
متن برین مردم بخواندم آن کتاب | کان منزہ اوفتاد از ارتیاب
ہم خبرہا پیش کردم زاں رسول | کو صدوق از فضل حق پاک از فضول
لیکن اینان را بحق روئے نبود | پیش گُرگے گریۂ میشے چہ سُود
کافرم گفتند و روہا تافتند | آن یقین گویا دلم بشگافتند
اندرینان خوب گفت آن شاہ دیں | کافران دل برون چون مومنین
ہر زمان قرآن مگر در سینہ ہا | حُبّ دُنیا ہست و کبر و کینہ ہا
دانش دیں نیز لاف است و گذاف | پشت بنمودند وقت ہر مصاف
جاہلانے غافل از تازی زباں | ہم ز قرآن ہم ز اسرار نہان
کبرِ شان چون تاکمال خود رسید | غیرتِ حق پردہ ہائے شان درید
دشمنان دین چون شمرِ نابکار | دین چو زین العابدین بیمار و زار
تن ہمی لرزد دل و جان نیز ہم | چون خیانتہائے ایشان بنگرم
مکرہا بسیار کردند و کنند | تا نظام کارما برہم زنند
لیکن آن امرے کہ ہست از آسمان | چون زوال آید برد از حاسدان
من چہ چیزم جنگ شان با آن خداست | کزدو دستش این ریاض و این بناست
ہرکہ آویزد بکار و بار حق | اوستادہ ازپئے پیکار حق
فانی ایم و تیرِ ما تیرِ حق است | صیدِ ما دراصل نخچیرِ حق است
صادقے دارد پناہ آن یگان | دست حق در آستینِ او نہاں
ہرکہ با دستِ خدا پیچد زِ کین | بیخ خود کندد چو شیطان لعین
اے بسا نفسے کہ ہمچو بلعم است | کار او از دست موسیٰ برہم است
آمدم بروقت چون ابر بہار | بامن آمد صدنشان لُطفِ یار
آسمان از بہر من بارد نشان | ہم زمین الوقت گوید ہر زمان
ایں دو شاہد بہرِ من استادہ اند | باز در من ناقصان افتادہ اند

ہائے این مردم عجب کور و کراند	صد نشان بینند غافل بگذرند
این چنین اینان چرا بالا پرند	یا مگر زان ذات بے چون منکر اند
او چو برکس **مہربانی** می کند	از **زمینی آسمانی** می کند
عزتش بخشد می ز فضل و لطف و جود	مہرومہ را پیشش آرد در سجود
من نہ از خود **ادعائے** کردہ ام	**امر حق** شد اقتدائے کردہ ام
کارِحق است ایں نہ از مکرِ بشر	دشمنِ این دشمن آں داد گر
آں **خدا** کایں **عاجزے** راچیدہ ست	رحمتش در کوئے ما باریدہ است
مردم و جانان پس از مردن رسید	گم شدم آخر رُخے آمد پدید
میل عشق دلبرے پُرزور بود	غالب آمد رختِ مارا در ربود
من نہ دارم مایۂ کردارہا	عشق جوشید و ازو شد کارہا
بہرمن شد نیستی **طور خدا**	چون خودی رفت آمد آن نُورِ خدا
روبدو کردم کہ روآن روئے اوست	ہر دل فرخندہ مائل سوئے اوست
در دو عالم مثل او روئے کجاست	جز سر کوئش دگر کوئے کجاست
آن کسان کز کوچۂ او غافل اند	ازسگان کوچہ ہا ہم کمتراند
خلق و عالم جملہ در شور و شراند	عاشقانش در جہان دیگر اند
آن جہان چون ماند برکس ناپدید	از جہان آن کور و بدبختی چہ دید
راہِ حق بر صادقان آسان‌تر است	ہرکہ جوید دامنش آید بدست
ہرکہ جوید وصلش از صدق و صفا	رہ دہندش سوئے آن ربّ السّما
صادقان رامی شناسد چشم یار	کیدومکر اینجا نمی آید بکار
صدق می باید برائے وصل دوست	ہرکہ بے صدقش بجوید حمق اوست
صدق ورزی در جناب کبریا	آخرش می یابد از یمن وفا
صد درے مسدود بکشاید بصدق	یار رفتہ باز مے آید بصدق
صدق درزان را ہمین باشد نشان	کزپئے جاناں بکف دارند جان
دوختہ در صورت دلبر نظر	و از ثناء و سَبِّ مردم بے خبر
کآر عقبیٰ باعمل ہا بستہ اند	رستہ آن دلہا کہ بہرش خستہ اند

﴿۱۱﴾

از سخن‌ہا کے شود این کار و بار	صدق مے باید کہ تا آید نگار
علم را عالم بتے دارد براه	بت پرستی‌ہا کند شام و پگاه
گر بعلم خشک کار دین بُدے	ہر لئیمے راز دار دین بُدے
یار ما دارد بباطن‌ہا نظر	ہان مشو نازان تو با فخرِ دِگر
ہست آن عالی جنابے بس بلند	بہر وصلش شورہا باید فگند
زندگی در مردن عجز و بکاست	ہرکہ اُفتادست او آخر بخاست
تانہ کار درد کس تاجان رسد	کے فغانش تا در جانان رسد
ہرکہ ترک خود کند یابد خدا	چیست وصل از نفس‌خود گشتن جدا
لیک ترک نفس کے آسان بود	مردن و از خود شدن یکسان بود
تانہ آن بادے وزد بر جان ما	کور باید ذرّۂ امکانِ ما
کے درین گرد و غبارے ساختہ	مے توان دید آن رخ آراستہ
تانہ قربان خدائے خود شویم	تانہ محو آشنائے خود شویم
تانہ باشیم از وجود خود برون	تانہ گردد پُر زِ مہرش اندرون
تا نہ برما مرگ آید صد ہزار	کے حیاتے تازہ بینیم از نگار
تا نہ ریزد ہر پر و بالے کہ ہست	مرغ ایں رہ را پریدن مشکل است
بدنصیبے آنکہ وقتش شد بباد	یار آزردہ دل اغیار شاد
از خرد مندان مرا انکار نیست	لیکن این رہ راہ وصلِ یار نیست
تانہ باشد عشق و سوداء و جنون	جلوہ ننماید نگار بےچگون
چون نہان است آن عزیزے محترم	ہر کسے را ہے گزیند لاجرم
آن رہے کو عاقلان بگزیدہ اند	ازتکلف روئے حق پوشیدہ اند
پردہ ہا بر پردہ‌ہا افراختہ	مطلبے نزدیک دور انداختہ
ماکہ با دیدار او رو تافتیم	ازرہ عشق و فنایش یافتیم
ترکِ خود کردیم بہرِ آن خدا	ازفنائے ما پدید آمد بقا
اندرین رہ دردِسر بسیار نیست	جان بخواہد دادنش دشوار نیست
گرنہ او خواندے مرا از فضل و جود	صد فضولی کردمے بیسود بود

از نگاہے این گدا را شاہ کرد | قصہ ہائے راہِ ما کوتاہ کرد
راہِ خود برمن کشود آن دلستان | دانمش ز انسان کہ گل را باغبان
ہرکہ در عہدم زِ من ماند جدا | می کُند بر نفسِ خود جور و جفا
پُر زِ نُور دلستان شد سینہ ام | شد ز دستے صیقلِ آئینہ ام
پیکرم شد پیکرِ یارِ ازل | کارِ مَن شُد کارِ دِلدارِ ازل
بسکہ جانم شد نہان در یارِ من | بوئے یار آمد ازین گلزارِ من
نور حق داریم زیرِ چادرے | از گریبانم برآمد دلبرے
احمدِ آخر زمان نامِ مَن است | آخرین جامے ہمین جامِ مَن است
طالب راہِ خدا را مژدہ باد | کش خدا بنمود این وقتِ مُراد
ہر کہ را یارے نہان شد از نظر | از خبر دارے ہمین پُرسد خبر
ہر کہ جویانِ نگارے می بود | کے بیک جائش قرارے می بود
مے دود ہر سوہے دیوانہ وار | تا مگر آید نظر آن روئے یار
ہرکہ عشق دلبرے درجان اوست | دل زِ دستش اوفتد از ہجرِ دوست
عاشقان را صبر و آرامے کجا | توبہ از روئے دلآرامے کجا
ہر کہ را عشقِ رخِ یارے بود | روز و شب با آن رخش کارے بود
فرقتش گر اتفاقے اوفتد | در تن و جانش فراقے اوفتد
یک زمانے زندگی بے روئے یار | مے کند بر وے پریشان روزگار
بازچون بیند جمال و روئے او | مے دود چوں بے حواسے سوئے او
مے زند در دامنش دست از جنون | کز فراقت شد دلم اے یار خون
ایں چنیں صدق ازبود اندر دلے | گل بجوید جائے چون بُلبُلے ﴿بی﴾
گر تُو اُفتی باد و صد درد و نفیر | کس ہمے خیزد کہ گردد دستگیر
تافتن رو از خورِ تابان کہ من | خود بر آرم روشنی از خویشتن
این ہمین آثار ناکامی بود | بیخ شقوت نخوت و خامی بود
عالمے را کور کردست این خیال | سرنگون افگند در چاہِ ضلال
سوئے آبے تشنہ را باید شتافت | ہرکہ جست از صدق دل آخر بیافت

آں خرد مندے کہ جوید کوئے یار ۔۔۔ آبرو ریزد زِ بہر روئے یار
خاک گردد تا ہوا بر یابدش ۔۔۔ گم شود تاکس رہے بنمایدش
بے عنایات خدا کار است خام ۔۔۔ پختہ داند این سخن را والسلام

ایں ہمہ کہ از خامہ این عاجز بیرون آمد از حال است نہ از قال و از جوشیدن است نہ از تکلفات کوشیدن اکنون آن بہ کہ تخفیف تصدیع کنم آنچہ در دلِ ماست خدا در دلِ شما الہام کند و دل را بدل راہ دہد از مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین وصاحبزادہ محمد سراج الحق جمالی السلام علیکم مولوی صاحب بذکر خیر آن مکرم اکثر رطبُ اللّسان می مانند عجب کہ اوشان در اندک صحبتے دلی محبت واخلاص بآن مکرم چند بار این خارق امر از ان مخدوم ذکر کردہ اند کہ مرا یک درود شریف برائے خواندن ارشاد فرمودند کہ ازین زیارت حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم خواہد شد چنانچہ ہمان شب مشرف بہ زیارت شدم۔ والسلام۔ الراقم خاکسار **غلام احمد** از قادیان۔

خواجہ صاحب کا تیسرا خط

بخدمت جناب معانی آگاہ معارف پناہ حقائق نگاہ شریعت انتباہ **المستظهر باللّٰه المعرض ممّا سواه المؤيّد من اللّٰه الصمد جناب مرزا غلام احمد** صاحب مکارم **لا تعدّ سَلَّمَهُ اللّٰه الاَحد**۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جوش اشتیاق ہمچون مکارم اخلاق آن سلالہ انفس و آفاق از حد بیرون ست ومحبت بآں **مجاہد فی سبیل اللہ** روز افزوں۔ منت جواد بی ضنت کہ اوقات ایں فقیر را بعنایت بیغایت۔ بر مجاری عافیت ظاہر و باطن جاری فرمود۔ وتائید آن مرضیۃ الشمائل محمودۃ الخصائل از جناب عزت خطابش مسئول ومقصود۔ سلک لآلی آبدار محبت و وداد وعقد جواہر تابدار صداقت واتحاد اعنی نامہ اخلاص ختامہ مملو بمواد خلوص وصفا ومحشو بذ خائر خلت واصطفا ورود کرم آمود نمودہ مسرور نامحصور فرمود فقیر از الفاظ اُلفت آمیز ومعانی انبساط خیز ومعارف حیرت انگیز آن غواص بحار معالم ذخیرۂ احتظاظ قلب فراہم نمود۔ وورود **مضمون جلسة المذاهب** مرسلہ آنصاحب کہ باوجود آذوقہ حقائق گرانبہا جدت ادا را مشتمل بود۔ دل از مستمعان در ربود۔ ہموارہ باین مجاہدات رفیع الغایات بعنایات غیبیہ وتفضلات لاریبہ مؤید ومکرم باشند وفقیر را مستخبر حالات مسرت سمات دانستہ بارسال فضائل رسائل وارقام کرائم رقائم مبتہج میفرمودہ باشند۔ ۴۔ شوال المکرّم ۱۳۱۴ ہجریہ قدسیہ۔

الراقم فقیر غلام فرید الچشتی النظامی۔ سجادہ نشین از چاچڑاں شریف

مہر
غلام فرید
فقیر
خادم الفقراء

از زمرۂ عیسائی صاحبوں کا دلی خیر خواہ
میرزا غلام احمد قادیانی

اشتہار انعامی ایک ہزار روپیہ ۱۰۰۰

میں اس وقت ایک مستحکم وعدہ کے ساتھ یہ اشتہار شائع کرتا ہوں کہ اگر کوئی صاحب عیسائیوں میں سے یسوع کے نشانوں کو جو اس کی خدائی کی دلیل سمجھے جاتے ہیں میرے نشانوں اور فوق العادت خوارق سے قوتِ ثبوت اور کثرت تعداد میں بڑھے ہوئے ثابت کرسکیں تو میں ان کو ایک ہزار☆ روپیہ بطور انعام دوں گا۔ مَیں سچ سچ اور حلفاً کہتا ہوں کہ اس میں تخلف نہیں ہوگا۔ مَیں ایسے ثالث کے پاس روپیہ جمع کرا سکتا ہوں جس پر فریقین کا اِطمینان ہو اس فیصلہ کے لئے غیر منصف ٹھہرائے جائیں گے۔

درخواستیں جلد آنی چاہئیں۔

۲۸/ جنوری ۱۸۹۷ء

☆ نوٹ: اگر درخواست کرنے والے ایک سے زیادہ ہوں تو روپیہ آپس میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ منہ

استفتاء

لا تکتموا الشہادۃ

ومن یکتمہا فانہ اٰثم قلبہ واللّٰہ بما

تعملون علیم ۝

گواہی کو مت چھپاؤ۔ اور جو شخص گواہی کو چھپائے اُس کا دل گنہ گار ہے اور
خدا جو کام تم کرتے ہو جانتا ہے

مطبع ضیاء الاسلام قادیان دار الامان میں چھپا

۱۶ ر مئی سنہ ۱۸۹۷ء

You should not conceal your testimony, and he who does conseal is surely wicked minded; and God is perfectly aware of what you do. - (Sura Baqar R. 38)

Sir,

I beg to enclose herewith a copy of the pamphlet named "Istifta". The motive which has led me write it is, that the Aryas entertain quite a false notion that Lekh Ram was murdered at my instigation. I am inclined to excuse them for this, as they are entirely ingorant of the supernatural origin of prophecies, and according to their belief inspiration and revelation from God belonged only to the hoary antiquity, now they have become extinct, in other words the divine influence is not eternal, but a thing of the past. Therefore they cannot reconcile the prophetic phenomena with the present age. However a study of the pamphlet, it is hoped, will not only clear me of any participation direct or indirect in Lekh Ram's murder, but will also be useful to those who deny the existance of prophetic revelation in this age, and who consider the power of telling future events inconsistent with the laws of Nature. At any rate this pamphlet will probably be interesting and instructive to those who sicncerely seek a reply to the questions:-(1) "Is there a God at all"? (2) "If so, does He reveal future events to His Elite."? I have answere these questions by fully explaining such reasons as conclusively prove that tha prophecy about the Lekh Ram was actually revealed by God, and that it was altogether out of the Province of man's capabilities and device.

I have repeatedly said that Lekh Ram had challenged me to make the prophecy concerning himself which if it were fulfilled was to be the sole criterion of the truth or falsehood of Islam and the Arya faith. And when the prophecy was made, both the parties agreed to give it a very wide publication and awaited the result most anxiously. At last is has been most clearly and definitely fulfilled. The most curious phase of the prophecy, which has been very thoroughly discussed in these pages, is, that it was published in clear and unequivocal words in the"BURAHIN-I-AHMADIYYAH" about seventeen years ago when Lekh Ram was a mere boy of twelve or

☆Istifta is an Arabic word and means to cosult a learned man for an opinion

thirteen years. The readers of this pamphlet, must carefully consider this fact which, I believe, will improve their faculty of discernment, and by cleary shewing them the difference between Divine and human powers, will settle their thoughts and satisfy their minds.

It would not be out of place to invite your attention to another of my books-"SIRAJ-I-MUNIR" or "THE BRIGHT SUN,"- which deals with this important question from another point of view. All the prophecies which were made and literally fulfilled before Lekh Ram's death, have been collected therein, and a few of them concerned some other Aryas who are still alive to bear testimony to what they experienced in their own cases. If any of my readers before attemting a reply to this pamphlet should like to see the "SIRAJ-I-MUNIR" it shall be sent to him with great pleasure.

I should also mention that those Maulvies, who like the Aryas, bewildered by the too accurate and unexpected fulfilment of the prophecy, and who being utterly devoid of spirtuality are befogged by doubt, will find it worth their while to persue this book.

I send this pamphlet to you so that after a careful consideration of the arguments I have given, you may give your impartial opinion as to the following points:-

1. Has the prophecy about Lekh Ram been acutally fulfilled?

2. If so can it be said that the prophecy is suprernatural, that is, neither a design of man nor a mere accident, but a special manifestaion of the Divine powers, which may be termed a revealed prophecy?

And communicate the same with your arguments in support of your views to

Your ever faithful,

Kadian: MIRZA GHULAM AHMED

Dated 1st May 1897 Chief of Kadian,

Gurdaspur District

Punjab.

مطبوعہ مطبع ضیاء الاسلام قادیان دارالامان

وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ

ترجمہ: تم گواہی کو مت چھپاؤ اور جو اسے چھپاتا ہے اس کا دل بدکار ہے اللہ تمہارے اعمال کو خوب جانتا ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

صاحب من! میں اس چٹھی کے ہمراہ آپ کی خدمت میں ایک رسالہ بھیجتا ہوں جس کا نام **استفتاء** ہے اس رسالہ کے لکھنے کی ضرورت یہ ہوئی ہے کہ آریہ قوم نے حد سے زیادہ اس بات پر زور دیا ہے کہ **لیکھرام** اس شخص یعنی اس راقم کی سازش سے قتل ہوا ہے اور میری دانست میں وہ کسی قدر معذور بھی ہیں کیونکہ **الہامی** پیشگوئیوں کے فوق العادت طریق سے بالکل بے خبر ہیں۔ وجہ یہ کہ ان کے عقیدہ کی رو سے ہزار ہا برس سے الہام الٰہی پر مہر لگ چکی ہے اور خدا کا کلام آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گیا ہے۔ اس لئے وہ کسی طرح سمجھ نہیں سکتے کہ خدا کی طرف سے ایسی پیشگوئیاں بھی ہو سکتی ہیں۔ بہرحال ہمارے ہاتھ میں جو اپنی بریت کے وجوہ ہیں ان کا بیان کر دینا نہ صرف لیکھرام کے حامیوں کے شبہات کو مٹانا ہے بلکہ ایسے لوگوں کے معلومات کو بھی وسیع کرتا ہے جو اس زمانہ میں کسی الہامی پیشگوئی کے نفس مفہوم پر بھی اعتراض رکھتے ہیں اور غیب کی باتوں کو قبل از وقت بیان کرنا قانون قدرت کے خلاف خیال کرتے ہیں۔ غالباً یہ رسالہ ان لوگوں کے لئے بھی دلچسپ اور موجب زیادت علم ہوگا جو دلی شوق کے ساتھ اس بات کی تفتیش میں ہیں کہ کیا خدا حقیقت میں موجود ہے اور کیا وہ قبل از وقت کسی پر غیب کی باتیں ظاہر کر سکتا ہے۔ اسی غرض سے اس رسالہ میں تمام ایسے وجوہ بیان کئے گئے ہیں کہ جو بخوبی ثابت کرتے ہیں کہ وہ پیشگوئی جو لیکھرام کے بارے میں کی گئی تھی وہ واقعی طور پر خدا تعالیٰ کی طرف سے تھی۔ اور کسی طرح ممکن ہی نہیں کہ وہ **انسان کا منصوبہ** ہو یا انسان اس پر قادر ہو سکے۔ اور اس بات کو ہم کئی دفعہ بیان کر چکے ہیں کہ اس پیشگوئی کی درخواست **لیکھرام** نے خود کی تھی اور اس کو **اسلام** اور **آریہ مذہب** کے امتحان صدق و کذب کا معیار قرار دیا تھا۔ اور پھر بعد اس کے فریقین کی باہمی رضامندی سے دونوں فریق نے بڑے زور سے اس پیشگوئی کو شائع کیا تھا۔ اور جس طرح پہلوانوں کی کشتی ہوتی ہے اسی طرح دونوں گروہ کا اس پیشگوئی پر خیال لگا ہوا تھا۔ آخر بڑی صفائی سے یہ پوری ہوئی۔ اس پیشگوئی میں ایک بات نہایت عجیب ہے جس کو میں نے زبردست دلائل کے ساتھ اس رسالہ میں بیان کر دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ

یہ پیشگوئی مارچ ۱۸۹۷ء کے مہینہ سے جس میں لیکھرام قتل ہوا ہے ۱۷ برس پہلے ہماری کتاب براہین احمدیہ کے ایک الہام میں بڑی صفائی سے ذکر کی گئی ہے اور براہین کی تالیف کا وہ زمانہ تھا کہ شاید اس وقت لیکھرام ۱۲ یا ۱۳ برس کا ہوگا۔ یہی وہ بات ہے جس کو خوب غور سے سوچنا چاہئے اور یہی وہ امر ہے جس سے معرفت کی ترقی ہوگی اور خدا کے فعل اور انسان کے فعل میں کھلا کھلا فرق دکھائی دے گا اور دل میں سکینت اور اطمینان پیدا ہو جائیں گے اور غالباً اس جگہ اس بات کا بیان کرنا بھی مفید ہوگا۔ کہ میں نے ابھی تک ایک دوسرے رسالہ میں جس کا نام سراج منیر ہے اپنی بریّت اور سچائی ثابت کرنے کے لئے ایک اور سلسلہ گواہ کی طرح پیش کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ میں نے وہ تمام پیشگوئیاں جو لیکھرام کے مرنے سے پہلے پوری ہو چکی تھیں رسالہ مذکورہ میں جمع کر کے لکھ دی ہیں اور نہایت لطیف طور پر ان کا نظام دکھلایا ہے۔ ان پیشگوئیوں کے بعض ایسے **آریہ بھی گواہ** ہیں جن کے بارے میں یہ پیشگوئیاں کی گئی تھیں سو میرے نزدیک بہتر ہوگا کہ جو صاحب اپنی رائے لکھنے کے وقت سراج منیر کا دیکھنا مناسب سمجھیں وہ مجھ سے طلب کریں میں وہ رسالہ ان کی خدمت میں روانہ کر دوں گا اور یہ بات بھی بیان کر دینے کے قابل ہے کہ جیسا کہ آریوں کو اس پیشگوئی کے بارے میں ناحق کے شبہات ہیں جن کی وجہ بجز اسکے کچھ نہیں کہ پیشگوئی کی عظمت نے ان کو حیرت میں ڈال دیا ہے ایسا ہی ہمارے مخالف مولوی بھی جو روحانیت سے بے بہرہ ہیں اسی گرداب میں پڑے ہوئے ہیں سو ان کیلئے بھی یہ رسالہ مفید ہوگا بشرطیکہ وہ غور سے پڑھیں۔ اور یہ رسالہ اس چٹھی کے ذریعہ سے آپ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے کہ آپ رسالہ کے وجوہات پیش کردہ پر غور کر کے اپنے دلی انصاف کے تقاضا سے وہ فتویٰ لکھیں جس کا لکھنا وجوہات معروضہ کی رو سے واجب ہو۔ یعنی یہ کہ لیکھرام کے مرنے کی نسبت جو پیشگوئی کی گئی تھی کیا وہ فی الواقعہ پوری ہوگئی یا نہیں اور کیا وہ اس اعلیٰ درجہ فوق العادت پر ہے یا نہیں جس کی نسبت وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ نہ وہ انسانی منصوبہ ہے اور نہ اتفاقی امر ہے بلکہ خدا تعالیٰ کا وہ خاص فعل ہے جس کو الہامی پیشگوئی کہنا چاہئے۔ والسلام علٰی من اتبع الھدیٰ۔

راقم غلام احمد قادیانی ۸/ ذی الحجہ ۱۳۱۴ھ

مکرر آنکہ جو صاحب بغرض تصدیق نشان لیکھرام والی پیشگوئی کے اپنی گواہی نقشہ منسلکہ پر کرنا نہ چاہیں انہیں لازم ہوگا کہ یہ رسالہ استفتاء معہ اس چٹھی کے واپس کریں۔

﴿۱﴾

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ و نصلی علٰی رسولہ الکریم

اِستِفتاء

کیا فرماتے ہیں بزرگان اہل النظر واہل الرائے کہ یہ الہامی شہادتیں جو ذیل میں لکھی جاتی ہیں ان پر نظر ڈالنے سے اطمینان کے لائق یہ نتیجہ نکلتا ہے یا نہیں کہ جو پیشگوئی لیکھرام کی موت کی نسبت کی گئی تھی وہ واقعی طور پر پوری ہوگئی؟ اگر ان کی رائے میں پورے یقین اور اطمینان کے ساتھ نیچے لکھی ہوئی پیشگوئیوں سے جو بطور وثیقہ شہادت ہیں کمال صفائی سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ وہ تحریریں انسانی اٹکلوں اور منصوبوں سے برتر اور فوق العادۃ ہیں تو محض للہ سچائی کی مدد کے لئے جو جوان مردوں اور بہادروں اور خدا ترس بندوں کا کام ہے بغرضِ تصدیق اس مضمون کے ذیل میں اپنی گواہی ثبت کریں۔ مجھے یقین ہے کہ خدا تعالٰی ان کو اس سچی گواہی کا اجر دے گا اور دنیا اور دین کی عافیت اور کامیابی سے کامل حصہ عطا فرمائے گا۔ ورنہ شہادت حقہ کے چھپانے کے جو برے نتائج ہیں ان کا ظہور بھی قانون الٰہی کے رو سے لازمی ہے۔ لیکن اگر کسی کے نزدیک مندرجہ ذیل الہامی شہادتیں اطمینان کے لائق نہیں بلکہ ان کے خیال میں دراصل انسانی منصوبہ تھا جو الہامی پیشگوئی کے نام سے مشتہر کیا گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آخراسی پختہ سازش کی وجہ سے لیکھرام ۶؍ مارچ ۱۸۹۷ء کو بمقام لاہور مارا گیا تو اسے اختیار ہے کہ اس کاغذ پر اپنی گواہی ثبت نہ کرے اور مجھے قاتلوں میں سے شمار کرتا رہے۔ لیکن اگر اس کے نزدیک یہ الہامی شہادتیں وزن کے قابل ہیں جن سے ہم فائدہ اٹھانے کے مستحق ہیں تو دینی ہمدردی کا اس وقت ہم کوئی مطالبہ نہیں کرتے مگر انسانی ہمدردی اور وہ بھی ٹھیک ٹھیک انصاف کی رو سے جس قدر قانون ہمیں حق بخشتا ہے اس کو ہم ادب کے ساتھ اہل الرائے سے بطور استفتاء مانگتے ہیں۔ ہم اس استفتاء کے ذریعہ سے اہل نظر سے کیا چاہتے ہیں؟

﴿۲﴾ بس یہی کہ جو کچھ ہم ایک مرتب اور مکمل سلسلہ پیشگوئیوں کا لیکھرام کی موت کے بارے میں ان کے سامنے رکھتے ہیں وہ اس پر پوری توجہ کے ساتھ فتویٰ کے طور پر رائے لکھیں اور اپنے پاک کانشنس کے جوش سے شہادت دیں کہ کیا عقل اور دیانت واجب نہیں ٹھہراتی کہ اس الہامی سلسلہ کے فوق العادۃ بیان کو خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کیا جائے؟ اور کیا ایک عقلمند کے ذہن میں آ سکتا ہے کہ پیشگوئی کی یہ تمام شاخیں جو بشری طاقتوں سے بڑھ کر ہیں جھوٹ کی تائید میں یکدفعہ پھوٹ پڑیں؟ اس وقت یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ آریہ صاحبوں کے ہاتھ میں اس پیشگوئی کی تکذیب کیلئے جو کچھ ہے وہ اس سے زیادہ نہیں کہ انہوں نے بجائے اس کے کہ خدا کے عجیب کاموں پر غور کرتے یہ طریق اختیار کیا ہے کہ بدظنی کی وجہ سے انسانی منصوبوں کے احتمال کو وہ درجہ دیا ہے جو خدائے قادر کے کاموں سے مخصوص ہے۔ چونکہ یہ پیشگوئی چار برس سے کچھ زیادہ کی تھی اور کئی مجلسوں کی تقریروں اور نیز تحریروں سے ہندوؤں تک یہ بات پہنچ گئی تھی کہ پیشگوئی میں یہ لکھا گیا ہے کہ ہیبت ناک طور پر لیکھرام کی زندگی کا خاتمہ ہوگا۔ اور نیز یہ کہ عید کے دنوں میں اس کی وفات ہوگی اور چھ سال کے اندر ہوگی۔ اور پیشگوئی اپنے صریح لفظوں میں واقعہ قتل کی طرف اشارہ کرتی تھی اس لئے انہوں نے اس بات کو بہت بعید سمجھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی پیشگوئی ایسے صریح پتوں اور نشانوں کے ساتھ ہو۔ مگر اس بات کو قرین قیاس خیال نہ کیا کہ قبل از وقت یہ تمام غیب کی باتیں کوئی انسان اپنے منہ سے نکالے اور پھر ویسی ہی پوری کر کے دکھلا دیوے لہٰذا انہوں نے اس الہامی پیشگوئی کو انسانی منصوبہ پر حمل کر لیا اور بڑے اصرار سے بار بار اخباروں میں چھاپا کہ ایسی صفائی سے پیشگوئی کرنا اور ایسے کھلے کھلے اور بے حجاب طریق سے تاریخ اور دن اور صورت موت کو قبل از وقت بیان کرنا خدا کا قانون نہیں ہے بلکہ سچ یہ ہے کہ یہی شخص یعنی یہ راقم لیکھرام کا قاتل ہے اور یہ پیشگوئی عمیق سازشوں اور مدت کی سوچی ہوئی تدبیروں کا نتیجہ ہے۔ اسی بناء پر انہوں نے باہمی اتفاق کے ساتھ اس راقم کو ملزم بنانے کیلئے زور دیا اور اس خیال کے اظہار میں اخباروں کے کالم کے کالم سیاہ کر ڈالے اور گورنمنٹ میں مخبریاں کیں یہاں تک کہ ۸۔ اپریل ۱۸۹۷ء کو بروز پنجشنبہ انگریزی افسروں نے قادیان میں آ کر میرے گھر کی تلاشی لی۔ تلاشی کے وقت میں خطوط دستخطی پنڈت لیکھرام برآمد ہوئے اور نیز وہ معاہدہ کا کاغذ بھی نکل آیا جس میں آسمانی نشانوں کے دکھلانے کے بارے میں شرطیں قائم ہو کر دونوں فریق کی رضامندی سے سچی پیشگوئی کو معیار صدق و کذب ٹھہرایا گیا تھا۔ چنانچہ صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کے حضور میں وہ کاغذ پڑھا گیا جس کا یہ مضمون تھا کہ جو پیشگوئی لیکھرام کے حق میں کی جائے گی وہ دین اسلام اور آریہ مذہب میں ایک فیصلہ ناطق ہوگی۔ اگر پیشگوئی سچی نکلی تو وہ دین اسلام کی سچائی کی گواہ ہوگی اور ہندو مذہب کے بطلان پر دلیل ٹھہرے گی اور اگر جھوٹی نکلی تو وہ ہندو مذہب کی سچائی پر گواہ ہوگی اور نعوذ باللہ دین اسلام کے بطلان پر دلالت کرے گی۔ اور یہ شرط پنڈت لیکھرام نے اپنے

﴿۳﴾ اصرار سے لکھوائی تھی اور چونکہ مجھے خدا تعالیٰ کے وعدوں پر وثوق تھا اس لئے میں نے بھی اس کو قبول کر لیا تھا۔ اب وہ مشکل جس کیلئے اس استفتاء کی ضرورت پڑی صرف اسی قدر نہیں کہ آریہ صاحبوں نے اس راقم پر خفیہ سازش کا الزام لگایا۔ بلکہ ہماری قوم کے بعض بزرگ لوگوں نے بھی ان سے اتفاق کر لیا اور یہ چاہا کہ ایسی عظیم الشان پیشگوئی جس کی تکذیب کا نتیجہ معاہدہ کے کاغذات کے رو سے اسلام کی تکذیب ہے کسی طرح باطل ٹھہرائی جائے۔ چنانچہ مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی اڈیٹر **اشاعة السنة** اور ایسا ہی بعض چند اور مولویوں نے عام طور پر یہ رائے شائع کر دی ہے کہ یہ پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ چنانچہ انہوں نے ایک خط میری طرف بھی بھیج دیا جس میں انہوں نے لکھا تھا کہ ’’میں نے اپنی نیک نیتی سے یہ فیصلہ کیا ہے کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی یعنی لیکھرام کی موت صرف ایک اتفاقی امر تھا جس میں خدا کا کچھ دخل نہیں‘‘ اور اس بات پر زور دیا کہ کیوں یہ امر ثابت شدہ مان لیا جائے کہ پیشگوئی سچی ہوئی۔ اور کیوں یہ قبول نہ کیا جائے کہ یہ ایک اتفاقی موت ہے جو پیشگوئی کے زمانہ میں وقوع میں آ گئی۔

اس تکذیب کی ہمیں اپنے ذاتی اغراض کیلئے تو کچھ پرواہ نہ تھی لیکن چونکہ معاہدہ کے کاغذات تلاشی کے وقت میں پکڑے گئے اور صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کے حضور میں پڑھے گئے اور ہر ایک دشمن دوست کو ان سے اطلاع ہو گئی۔ تو اب ایسی سچائی جس میں فروگذاشت کرنے سے اسلام پر بے جا حملہ ہوتا ہے قابل درگذر نہیں۔ اسی اشد ضرورت کی وجہ سے **یہ تمام روئداد** اہل الرائے کی خدمت میں پیش کرنی پڑی۔ تا کہ وہ دیکھیں کہ کس قدر ظلم کا ارادہ کیا گیا ہے۔ افسوس کہ ان لوگوں نے ان خیالات کے ظاہر کرنے کے وقت یہ نہیں سوچا کہ ان تاویلوں سے دنیا میں کسی نبی کی پیشگوئی قائم نہیں رہے گی کیونکہ **ہر ایک** جگہ اس وہم کا دروازہ کھلا ہے کہ یہ اتفاقی واقعہ ہے۔ پس اگر یہی رائے سچی ہے تو انہیں اقرار کرنا چاہئے کہ تمام نبیوں کی نبوت پر کوئی بھی ثبوت نہیں اور سب اتفاقی واقعات ہیں۔

توریت اور قرآن نے بڑا ثبوت نبوت کا صرف پیشگوئی کو قرار دیا ہے اور ایک مفسد آدمی کسی سچی پیشگوئی کو بڑی آسانی سے اتفاقی امر کہہ سکتا ہے لیکن میں زور سے کہتا ہوں کہ یہ تمام شبہات اس قسم کے ہیں کہ جیسے ایک دہریہ مصنوعات کو ایک نکما سلسلہ ٹھہرا کر خدا تعالیٰ کے وجود کی نسبت شبہات پیدا کر لیتا ہے اور دنیا کے تمام نظام کو اتفاقی امر ٹھہراتا ہے اور پھر جب سمجھ آتی ہے اور خدا کا فضل اس کے شامل حال ہوتا ہے اور اس عالم کی ترتیب ابلغ اور محکم کو مشاہدہ کرتا ہے اور دقائق صنعت باری اور اس کی لطیف حکمتوں پر اطلاع پاتا ہے تو ناچار پہلی رائے اس کو چھوڑنی پڑتی ہے۔ سو یقیناً سمجھنا چاہئے کہ یہ اعتراضات بھی ایسے ہی ہیں اور یہ اعتراضات اسی وقت تک دل میں اٹھتے ہیں کہ جب تک ایک پیشگوئی کے باریک پہلوؤں پر نظر نہیں پڑتی اور خدا تعالیٰ کی خدائی کے انتظام کو ناقص سمجھا جاتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ایسے شبہے ہمیشہ ان لوگوں کے دلوں ﴿۴﴾

میں پیدا ہوتے ہیں جن کے دل خدا کی سچی معرفت سے بے نصیب ہیں وہ خدا کے کاموں سے حیرت زدہ ہوکر انکار کرنے کی طرف جھک جاتے ہیں اور واقعات کو اس پہلو کی طرف کھینچ لیتے ہیں جس پہلو تک ان کے موٹے اور سطحی خیال ٹھہر گئے ہیں اور اسی پر وہ زور دیتے رہتے ہیں۔ ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ اگر لیکھرام اتفاقی طور پر بذریعہ قتل مرگیا تو اس طور پر بھی تو اتفاقی امر کا واقعہ ہونا ممکن تھا کہ کوئی شخص اس کی نسبت ارادہ قتل کا نہ کرتا۔ یا اگر کرتا تو اپنے ارادہ میں ناکام رہتا یا اگر کسی قدر حملہ کرتا تو ممکن تھا کہ اس سے موت تک نوبت نہ پہنچتی۔ پھر کیا سبب کہ دوسرے پہلوؤں کے تمام اتفاقات ممکنہ ظہور میں نہ آئے اور یہ اتفاق جوان پہلوؤں کی نسبت اپنے ساتھ مشکلات بھی رکھتا تھا ظہور میں آ گیا۔ کیا یہ خدا نے کیا یا کسی اور نے؟ پس وہ علیم وسمیع خدا جس کے انصاف پر فریقین نے اس مقدمہ کو چھوڑا تھا اور جس کی نسبت ایک فریق نے خبر بھی دی تھی کہ اس نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ میں ایسا ہی کروں گا کیوں اس کی نسبت یہ گمان کیا جائے کہ اس نے منصفانہ فیصلہ نہیں دیا۔ اور کیوں ایسا سمجھا جائے کہ اس نے مفتری کی حمایت کی۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ خدا کی یہ بھی عادت ہے کہ وہ ایسے جھوٹے کی پیشگوئیاں بھی سچی کر دیتا ہے جن پیشگوئیوں کو وہ اپنے صدق کی وجہ ثبوت ٹھہراتا ہے۔ تو گویا خدا کا عمداً یہ ارادہ ہے کہ جھوٹوں کو سچوں کے ساتھ برابر کر کے سچ کے تمام سلسلہ کو تباہ اور زیروزبر کر دے۔ اگر یہ صحیح ہے کہ خدا صادق کا حامی ہوتا ہے اور اپنے وعدوں کو پورا کرتا ہے نہ افتراؤں کو تو اس اصول کو ماننا ایک منصف کیلئے ضروری ہوگا کہ جو پیشگوئی خدا کے نام پر کی جائے اور وہ پوری ہو جائے تو وہ خدا کی طرف سے ہے۔ اور اگر اس اصول کو نہ مانا جائے تو خدا کی ساری کتابیں بے دلیل رہ جائیں گی اور ان کی سچائی پر یقین کرنے کی راہیں بند ہو جائیں گی۔ اسی کی طرف خدا تعالیٰ اشارہ فرماتا ہے اور کہتا ہے وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ[1] یعنی صادق کی یہ نشانی ہے کہ اس کی بعض پیشگوئیاں پوری ہو جاتی ہیں۔ بعض کی شرط اس لئے لگا دی کہ وعید کی پیشگوئیوں میں رجوع اور توبہ کی حالت میں عذاب کا تخلف جائز ہے گو کوئی بھی شرط نہ ہو۔ پس ممکن ہے کہ بعض عذاب کی پیشگوئیاں ملتوی رکھی جائیں اور اپنی میعاد کے اندر پوری نہ ہوں۔ جیسا کہ یونس کی قوم کیلئے ہوا۔ غرض خدا کے نام پر جو پیشگوئی پوری ہو جائے اس کی نسبت شک کرنا اور اس کو اتفاق پر محمول کر دینا گویا خدا تعالیٰ کے دینی انتظام پر ایک حملہ ہے اور نبوت کی تمام عمارت کو گرانے کا ارادہ ہے۔

ان تمہیدی امور کو یہاں تک درج کر کے اب ہم ان سلسلہ وار الہامی شہادتوں کو پیش کرتے ہیں جن کا دریافت کرنا فتویٰ دینے سے پہلے اہم اور ضروری ہے۔ اور ان شہادتوں پر جو سوالات جرح

[1] المؤمن : ۲۹

ہو سکتے تھے ہم نے پہلے سے بیانات مذکورہ بالا میں ان کو رد کر دیا ہے اور شاید آئندہ بھی کچھ کچھ لکھا جائے ﴿۵﴾
اب ہم ان تمہیدی امور کو یہاں تک لکھ کر اول پنڈت لیکھرام کے ان خطوط اور خلاصہ عہد نامہ کو معہ جواب خود درج کرتے ہیں جو اس پیشگوئی سے پہلے بطور باہمی خط و کتابت ظہور میں آئے اور وہ یہ ہیں:

خط از طرف پنڈت لیکھرام۔ ''بخدمت فیض درجت مرزا صاحب۔ نمستے۔ جب سے میں یہاں (قادیان میں) آیا ہوں بہت سی خط و کتابت باہمی ہو چکی ہے کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلا۔ اب چونکہ مجھے بخیال احقاق حق کوئی عمدہ فیصلہ کرنا ضروری ہے اس واسطے متصدعہ خدمت ہوں کہ آج دن کو کوئی وقت مقرر فرما کر مدرسہ میں آپ تشریف لاویں یا کوئی اور جگہ علاوہ دولت خانہ خود تجویز کر کے مطلع فرماویں تا کہ بندہ حاضر ہو کر معہ بھائی کشن سنگھ و حکیم دیا رام و پنڈت نہال چند جی کے آسمانی نشانات و الہامات و بحث کی بابت آپ سے کچھ فیصلہ کر لیوے۔ ورنہ آپ بخوبی یاد رکھیں کہ اب میری طرف سے اتمام حجت ہو گئی۔ صداقت کے مقابلہ سے منہ چرانا عقل مندوں سے بعید ہے۔ زیادہ نیاز۔ طالب حق لیکھرام۔ ۵؍دسمبر ۱۸۸۵ء''۔

دوسرا خط پنڈت لیکھرام۔ عنایت فرمائے بندہ جناب مرزا صاحب نمستے۔ زبانی بھائی کشن سنگھ کے مجمل و زبانی مولوی دین محمد و محمد عمر کے مفصل طور پر آپ کا پیغام بجواب میرے خط کے بدین مضمون پہنچا کہ آریہ دھرم و مذہب اسلام کے دو تین مسائل پر بحث کی جاوے اور قواعد مباحثہ حسب پسند فریقین مقرر کئے جاویں۔ پس بجواب اس کے متصدعہ خدمت ہوں کہ میرا مدعا پشاور سے چل کر قادیان میں آنے سے صرف یہی تھا اور اب تک بھی اسی امید پر یہاں مقیم ہوں کہ آپ کے معجزات و خرق عادات و کرامات و الہامات و آسمانی نشانات کی تصدیق کر کے مشاہدہ کروں اور پیشتر اس سے کہ کسی اور اصول پر بحث کی جاوے یہی معاملہ ایک خاص معزز لوگوں کی مجلس میں بخوبی طے ہو جانا چاہئے۔ اور اگر اس کے اثبات کرنے میں آپ عاری ہو کر پہلو تہی فرماویں تو اور بحث سے بھی مجھے کسی طرح کا انکار نہیں۔ یہاں پر یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اپنے گھر میں بیٹھ کر اپنے معتقدوں کے سامنے ثبوت کر دینا اور بات ہے اور مجلس علماء و فضلاء میں تصدیق ہونا اور چیز ہے۔ امید کہ آپ جواب باصواب سے سرفراز فرمائیں اور عذر معذرت درمیان نہ لاویں۔ نیاز مند لیکھرام از آریہ سماج قادیان۔ مکرر سہ کرر آپ سے گذارش کرتا ہوں کہ اگر ذرہ بھی آثار صداقت رکھتے ہو تو دکھلایئے ورنہ خدا کے واسطے باز آیئے۔ بر رسولاں بلاغ باشد و بس۔ لیکھرام''

تیسرا خط پنڈت لیکھرام۔ ''مرزا صاحب بندگی۔ مجھے طول طویل الف لیلہ کے فسانوں سے نفرت ہے۔ اس واسطے تکرار الفاظ سے بھی خط کو لمبا کرنا نہیں چاہتا ہوں۔ خلاصہ عرض خدمت ہے

﴿۶﴾ کہ وہی شرائط (نشان الٰہی کے دیکھنے کے بارے میں) جو میں نے طیار کر کے ارسال کئے تھے جن کی نقل آپ کے پاس موجود ہے معہ شرائط خود کے چار منصفوں کے پاس روانہ ہونی چاہئے جو منصفوں سے طے ہوکر آوے۔ ان پر ہم ہر دو کو عمل کرنا چاہئے۔ کسی حکیم کا قول ہے کہ یکے درگیر و محکم گیر۔ میرا اس پر عمل ہے مگر افسوس کہ آپ کسی بات پر ٹھہرتے نظر نہیں آتے۔ اے بھائی یہ تو ضرور ہوگا (کہ نشان آسمانی کے صدق یا کذب ظاہر ہونے کے وقت) اگر میرے واسطے دین محمدی کی شرط ہے تو آپ کے واسطے آریہ دھرم بھی ضروری ہے۔ بصورت ثانی عوض تین سو روپیہ ہوگا۔ اگر خداوند کریم نے صداقت کی فتح کی تو روپیہ لے لوں گا۔ ورنہ آپ کا روپیہ آپ کے حوالہ اور میری محنت برباد اور آپ کی آمدنیات کی ترقی ہم خرما و ہم ثواب۔ آپ کے تو بہر طرح پانچوں گھی میں ہیں گھبراتے کیوں ہو...... آپ کا مجیب☆ الدعوات ہونے کا دعویٰ ہے...... اور اگر اسی طرح زبانی جمع خرچ کرنا منظور خاطر ہے تو خوب مزہ ہے۔ خیالی پلاؤ پکائیے اور تمام دنیا میں کسی کو خاطر شریف میں نہ لائیے۔ آپ کا اختیار ہے دست خود زبان خود۔ مجھے آج یہاں آئے پچیس ۲۵ یوم کا عرصہ گذر گیا۔ میں کل پرسوں تک جانے والا ہوں۔ اگر کچھ بحث کرنی ہے تو بھی اور اگر شرائط (یعنی نشان دکھلانے کا عہد نامہ) منصفوں کے پاس روانہ کرنا ہے تو بھی طے فرمائیے۔ ورنہ بعد ازاں یاروں میں لاف و گزاف کا کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ لیکن بہت بہتر ہوگا کہ آج ہی مدرسہ کے میدان میں تشریف لاویں۔ شیطان و شفاعت و شق القمر کا ثبوت دیں۔ انتظامی منصف بھی مقرر کیجئے۔ میری طرف سے مرزا امام الدین صاحب منصف تصور فرماویں۔ اگر اس پر بھی آپ کو قناعت نہیں ہے تو خدا کے واسطے باز آئیے۔ نیاز مند لیکھرام۔ ۱۳؍دسمبر ۱۸۸۵ء‘‘۔

چوتھا خط۔ ’’جناب مرزا صاحب نمستے۔ آپ کا دو ورقی مراسلہ ورود ہوا۔ جس سے صاف طور پر واضح ہوا کہ قرآن شریف محض ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ و محمدؐ و یوسف و لوط و سکندر و لقمان کے قصہ جات و فضولیات

☆ اس مجیب الدعوات کے لفظ سے لیکھرام کی عربی دانی نہایت واضح طور پر ثابت ہوتی ہے جس بچہ نے پہلا قاعدہ صرف عربی کا ابھی پڑھا ہوگا وہ جانتا ہے کہ مجیب کا لفظ خدا تعالیٰ کے لئے آتا ہے یعنی دعاوں کا قبول کرنے والا۔ یہ باب افعال سے فاعل کا صیغہ ہے پس لیکھرام کو یہ کہنا چاہیے تھا کہ آپ کو مستجاب الدعوات ہونے کا دعویٰ ہوئے ہیں۔ اب غور کرو کہ آریہ صاحبوں کا کس قدر جھوٹ ہے کہ لیکھرام کو عربی بھی آتی تھی۔ یہ اس کے ہاتھ کے خط لکھے ہوئے ہیں جو اس جگہ درج کئے جاتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ یہ شخص دونوں زبانوں سے بے نصیب تھا نہ سنسکرت جانتا تھا نہ عربی۔ اور جھوٹ بولنے والے کی ہم زبان بند نہیں کر سکتے۔ منہ

سے سراپا لبریز ہے۔ مجھے دریوزہ خط کی شرائط پر بحث کرنی منظور ہے اور آپ صریحاً حیلہ وحوالہ ٹال مٹال و حجت انگیزی کر رہے ہیں۔ مرزا جی افسوس افسوس آپ کو تصفیہ منظور نہیں ہے کسی نے کیا سچ کہا ہے عذر نامعقول ثابت می کند تقصیر را۔ علاوہ برآں آپ مسیح ثانی ہیں۔ دعویٰ خود کو اثبات کر دکھایئے ورنہ بیہودہ شور و شر نہ مچایئے۔ لیکھرام از آریہ سماج قادیان ۹ بجے دن کے"۔ ﴿۷﴾

پانچواں خط۔ "مرزا صاحب۔ کندن کوہ (اس کے آگے ایک شکستہ لفظ ہے جو پڑھا نہیں جاتا) افسوس کہ آپ اسپ خود کو اسپ اور اوروں کے اسپ کو خچر قرار دیتے ہیں۔ میں نے ویدک اعتراض کا عقل سے جواب دیا اور آپ نے قرآنی اعتراض کا نقل سے مگر وہ عقل سے بسا بعید ہے۔ اگر آپ فارغ نہیں تو مجھے بھی کام بہت ہے اچھا آسمانی نشان تو دکھاویں اگر بحث نہیں کرنا چاہتے تو رب العرش خیر الماکرین سے میری نسبت کوئی آسمانی نشان تو مانگیں تا فیصلہ ہو☆ لیکھرام"۔

ان تمام خطوط کے جواب میں مفصل خط لکھے گئے تھے جن کا نقل کرنا اس جگہ ضروری نہیں۔ لیکھرام کی طبیعت میں افتراء اور جھوٹ کا مادہ بہت تھا۔ اس لئے وہ بار بار اپنے خطوط میں لکھتا ہے کہ بحث نہیں کرتے

☆ اس جگہ لیکھرام نے نشان مانگنے کے وقت خدا تعالیٰ کا نام **خیر الماکرین** رکھا۔ اور خدا تعالیٰ کے بارے میں **ماکر** کا لفظ اس صورت میں بولا جاتا ہے کہ جب وہ **باریک اسباب** سے مجرم کو ہلاک یا ذلیل کرتا ہے۔ پس لیکھرام کے مُنہ سے خود وہ الفاظ نکل گئے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اپنی موت کا نشان مانگتا تھا یعنی ایسا نشان جس کے اسباب بہت باریک ہوں۔ سو خدا کی **قدرت** ہے کہ اسی طرح اس کی موت ہوئی اور ایسے قاتل کے ہاتھ سے مارا گیا جس کی کارروائی ہر ایک کو نہایت تعجب میں ڈالتی ہے کہ کیونکر اس نے عین روز روشن میں حملہ کیا۔ اور کیونکر آباد گھر میں ہاتھ اٹھانے کی اس کو جرأت ہوئی اور کیونکر وہ چھری مار کر صاف نکل گیا اور پھر کیونکر ہندوؤں کی ایک آباد گلی میں باوجود مقتول کے وارثوں کے شور دہائی کے پکڑا نہ گیا۔ سو جب ہم ان واقعات کو غور سے سوچتے ہیں تو فی الفور طبیعت اس طرف چلی جاتی ہے کہ **یہی وہ کام** ہے جس کو **خیر الماکرین** کی طرف منسوب کرنا چاہیے۔ ہم لکھ چکے ہیں کہ خدا کا نام قرآن شریف کی رو سے **خیر الماکرین** اس وقت کہا جاتا ہے کہ جب وہ کسی مجرم مستوجب سزا کو باریک اسباب کے استعمال سے سزا میں گرفتار کرتا ہے۔ یعنی ایسے اسباب اس کی سزا کے اس کے لئے مہیا کرتا ہے کہ جن اسباب کو مجرم کسی اور ارادہ سے اپنے لئے آپ مہیا کرتا ہے۔ پس وہی اسباب جو اپنی بہتری یا ناموری کے لئے مجرم جمع کرتا ہے وہی اس کی ذلت اور ہلاکت

مجھے کوئی نشان نہیں دکھلاتے اور معقول جواب نہیں دیتے۔ حالانکہ بحث کیلئے یہ صاف طریق اس کے ﴿۸﴾
سامنے پیش کیا گیا کہ وہ وید کی پابندی سے اور اس کی شرتیوں کے حوالہ سے بحث کرے اور ہم قرآن شریف کی پابندی سے اور اس کی آیتوں کے حوالہ سے بحث کریں۔ پس چونکہ وہ محض جاہل تھا اور یہ بھی اس میں طاقت نہیں تھی کہ ہر ایک مقام میں وید کی شرتی پیش کر سکے۔ اس لئے وہ چالاکی سے ہمارے اصل مطالبہ کو تحریر میں ہی نہیں لاتا تھا۔ ہاں ٹھٹھے اور ہنسی سے بار بار آسمانی نشان مانگتا تھا۔ غرض ہم اس جگہ اپنا آخری خط نقل کر دیتے ہیں جو اس کے آخری رقعہ کے جواب میں لکھا گیا تھا اور وہ یہ ہے:

جناب پنڈت صاحب۔ آپ کا خط میں نے پڑھا۔ آپ یقیناً سمجھیں کہ ہمیں نہ بحث سے انکار ہے اور نہ نشان دکھلانے سے۔ مگر آپ سیدھی نیت سے طلب حق نہیں کرتے۔ بے جا شرائط زیادہ کر دیتے ہیں۔ آپ کی زبان بدزبانی سے رکتی نہیں۔ آپ لکھتے ہیں کہ اگر بحث نہیں کرنا چاہتے تو ربّ **العرش خیر الماکرین** سے میری نسبت کوئی آسمانی نشان مانگیں۔ یہ کس قدر ہنسی ٹھٹھے کے کلمے ہیں گویا آپ اس خدا پر ایمان نہیں لاتے جو بیباکوں کو تنبیہ کر سکتا ہے۔ باقی رہا یہ اشارہ کہ خدا عرش پر ہے اور مکر کرتا ہے یہ خود آپ کی ناسمجھی ہے۔ **مکر** لطیف اور مخفی تدبیر کو کہتے ہیں۔ جس کا اطلاق خدا پر ناجائز نہیں اور عرش کا کلمہ خدا تعالیٰ کی عظمت کیلئے آتا ہے۔ کیونکہ وہ سب اونچوں سے زیادہ اونچا اور جلال رکھتا ہے یہ نہیں کہ وہ کسی انسان کی طرح کسی تخت کا محتاج ہے خود قرآن میں ہے کہ ہر ایک چیز کو اس نے تھاما ہوا ہے اور وہ قیوم ہے جس کو کسی

بقیہ حاشیہ

کا موجب ہو جاتے ہیں۔ قانون قدرت صاف گواہی دیتا ہے کہ خدا کا یہ فعل بھی دنیا میں پایا جاتا ہے کہ وہ بعض اوقات بے حیا اور سخت دل مجرموں کی سزا ان کے ہاتھ سے دلواتا ہے سو وہ لوگ اپنی ذلت اور تباہی کے سامان اپنے ہاتھ سے جمع کر لیتے ہیں۔ اور ان کی نظر سے وہ امور اس وقت تک مخفی رکھے جاتے ہیں جب تک خدا تعالیٰ کی قضا و قدر نازل ہو جائے۔ پس اس مخفی کارروائی کے لحاظ سے خدا کا نام **ماکر** ہے۔ دنیا میں ہزاروں نمونے اس کے پائے جاتے ہیں۔ سو لیکھرام کے معاملہ میں خدا کا مکر یہ ہے کہ اول اسی کے مونہہ سے کہلوایا کہ میں خیر الماکرین سے اپنی نسبت نشان مانگتا ہوں۔ سو اس درخواست میں اس نے ایسا عذاب مانگا جس کے اسباب مخفی ہوں اور ایسا ہی وقوع میں آیا۔ کیونکہ جس شخص کو شدھ کرنے کے لئے اس نے اتوار کا دن مقرر کیا تھا اور اتوار کے دن آریوں کا ایک خوشی کا جلسہ قرار پایا تھا جیسا کہ عید کا دن ہوتا ہے۔ تا اس شخص کو شدھ کیا جائے۔ سو وہی خوشی کے اسباب اس کیلئے اور اس کی قوم کیلئے ماتم کے اسباب ہو گئے اور **خیر الماکرین** کے نام کو خدا تعالیٰ نے تمام آریوں کو خوب سمجھا دیا۔ منہ

﴿۹﴾ چیز کا سہارا نہیں۔ پھر جب قرآن شریف یہ فرماتا ہے تو عرش کا اعتراض کرنا کس قدر ظلم ہے آپ عربی سے بے بہرہ ہیں آپ کو مکر کے معنے بھی معلوم نہیں۔ مکر کے مفہوم میں کوئی ایسا ناجائز امر نہیں ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف منسوب نہیں ہوسکتا۔ شریروں کو سزا دینے کیلئے خدا کے جو باریک اور مخفی کام ہیں ان کا نام مکر ہے۔ لغت دیکھو پھر اعتراض کرو۔ میں اگر بقول آپ کے وید سے امّی ہوں تو کیا حرج ہے کیونکہ میں آپ کے مسلّم اصول کو ہاتھ میں لے کر بحث کرتا ہوں۔ مگر آپ تو اسلام کے اصول سے باہر ہو جاتے ہیں۔ صاف افترا کرتے ہیں۔ چاہیئے تھا کہ عرش پر خدا کا ہونا جس طور سے مانا گیا ہے اول مجھ سے دریافت کرتے پھر اگر گنجائش ہوتی تو اعتراض کرتے اور ایسا ہی مکر کے معنے اول پوچھتے پھر اعتراض کرتے اور نشان خدا کے پاس ہیں وہ قادر ہے جو آپ کو دکھلاوے۔ والسلام علٰی من اتبع الھدٰی۔ خاکسار میرزا غلام احمد۔

اور وہ معاہدہ جو نشانوں کے دیکھنے کے لئے اس راقم اور لیکھرام کے مابین تحریر پایا تھا اس کا عنوان جو لیکھرام نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا یہ ہے:

”اوم پرماتمنے نم۔ ہی سچدانند سروپ پرماتما ست کا پرکاش کر اور است کا ناش کرتا کہ تیری ست ویدودیا سب سنسار میں پرمرت ہووے“۔☆☆ پھر بعد اس کے اس طول طویل معاہدہ کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر کوئی پیشگوئی لیکھرام کو بتلائی جائے اور وہ سچی نہ ہو تو وہ ہندو مذہب کی سچائی کی دلیل ہوگی اور فریق پیشگوئی کرنے والے پر لازم ہوگا کہ آریہ مذہب کو اختیار کرے یا تین سو ساٹھ روپیہ لیکھرام کو دیدے جو پہلے سے شرمپت ساکن قادیان کی دوکان پر جمع کرا دینا ہوگا۔ اور اگر پیشگوئی کرنے والا سچا نکلے تو اسلام کی سچائی کی یہ دلیل ہوگی اور پنڈت لیکھرام پر واجب ہوگا کہ مذہب اسلام قبول کرے۔☆ پھر بعد اس کے وہ پیشگوئی بتلائی گئی جس کی رو سے ۶/ مارچ ۱۸۹۷ء کو لیکھرام کی زندگی کا خاتمہ ہوا۔ لیکن پہلے اس سے جو وہ پیشگوئی لیکھرام پر ظاہر کی جاتی مکرر اً بذریعہ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء ان کو اطلاع دی گئی تھی کہ اگر ان کو پیشگوئی کے ظاہر کرنے سے رنج پہنچے تو اس کو ظاہر نہ کیا جائے۔ مگر لیکھرام نے بڑی شوخی اور دلیری سے جیسا کہ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء میں اس بات کا ذکر ہے ایک کارڈ اپنا دستخطی میری طرف روانہ کیا کہ ”میں آپ کی پیشگوئیوں کو واہیات سمجھتا ہوں

☆ یہ شرط جو لیکھرام اسلام کو قبول کرے یہ اس وقت کی شرط ہے جبکہ کچھ معلوم نہ تھا کہ جو پیشگوئی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوگی اس کا مضمون کیا ہوگا۔ منہ

☆☆ یہ لیکھرام نے پیشگوئی کے انجام کے لئے دعا کی تھی کہ اگر اسلام سچا ہے تو ان کی پیشگوئی سچی نکلے اور اگر ہندو مذہب سچا ہے تو ان کی پیشگوئی جو کریں گے جھوٹی نکلے۔ اب ہم ناظرین سے پوچھتے ہیں کہ اگر اس لیکھرام والی پیشگوئی کو جھوٹی سمجھا جائے تو کس فریق پر اس دعا کا بد اثر پڑے گا۔ منہ

﴿۱۰﴾ میرے حق میں جو چاہو شائع کرو۔ میری طرف سے اجازت ہے اور میں کچھ خوف نہیں کرتا''۔ اس پر بھی ہماری طرف سے بڑی توقف ہوئی۔ اور نیز یہ باعث ہوا کہ ابھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھ پر پیشگوئی کی میعاد نہیں کھلی تھی اور لیکھرام کا اصرار تھا کہ میعاد کی قید سے پیشگوئی بتلائی جائے۔ آخر ۲۰؍ فروری ۱۸۹۳ء کو بہت توجہ اور دعا اور تضرع کے بعد معلوم ہوا کہ آج کی تاریخ سے یعنی ۲۰؍ فروری ۱۸۹۳ء سے چھ برس کے درمیان لیکھرام پر عذاب شدید جس کا نتیجہ موت ہے نازل کیا جائے گا اور اس کے ساتھ یہ عربی الہام بھی ہوا عجل جسدٌ له خوار ۔ لہ نصبٌ وَ عذاب ۔ یعنی یہ گوسالہ بے جان ہے جس میں سے مہمل آواز آرہی ہے پس اس کے لئے دکھ کی مار اور عذاب ہے اور اس اشتہار کے صفحہ ۲ اور تین ۳ میں یہ عبارت ہے۔ اب میں اس پیشگوئی کو شائع کر کے تمام مسلمانوں اور آریوں اور عیسائیوں اور دیگر فرقوں پر ظاہر کرتا ہوں کہ اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ تک آج کی تاریخ سے یعنی ۲۰؍ فروری ۱۸۹۳ء سے کوئی ایسا عذاب جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت ہو (یعنی جو عوارض اور بیماریاں انسان کیلئے طبعی اور معمولی ہیں جن سے انسان کبھی صحت پاتا اور کبھی مرتا ہے ان میں سے نہ ہو) اور اپنے اندر الٰہی ہیبت رکھتا ہو۔ (یعنی الٰہی قہر کے نشان اس میں موجود ہوں) نازل نہ ہو تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور نہ اس کی روح سے میرا یہ نطق ہے (یعنی میرے صدق اور کذب کا مدار یہی پیشگوئی ہے) اور اگر میں اس پیشگوئی میں کاذب نکلا تو ہر ایک سزا کے بھگتنے کیلئے میں تیار ہوں اور اس بات پر راضی ہوں کہ مجھے گلے میں رسہ ڈال کر سولی پر کھینچا جائے۔ ۲۰؍ فروری ۱۸۹۳ء

اس جگہ منصف سوچیں کہ درصورت دروغ نکلنے اس پیشگوئی کے کس ذلت کے اٹھانے کیلئے میں طیار تھا اور اپنے صدق اور کذب کا کس درجہ پر اس پیشگوئی پر حصر کیا گیا تھا۔ پھر وہ لوگ جو خدا کی ہستی کو مانتے اور اس بات کو جانتے ہیں کہ اس کے ارادہ کے نیچے سب کچھ ہو رہا ہے اور ہر ایک جھگڑے کا آخری فیصلہ اس کے ہاتھ سے ہوتا ہے وہ کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ ایسا عظیم الشان مقدمہ جس کے نتیجہ کی دو بڑی بھاری قومیں منتظر تھیں وہ خدا کے علم اور ارادہ کے بغیر یونہی اتفاقی طور پر ظہور میں آ گیا گویا جو مقدمہ خدا کو سونپا گیا تھا۔ وہ بغیر اس کے جو اس کے فیصلہ کرنے والے فرمان سے مزیّن ہو یونہی اس کی لاعلمی میں داخل دفتر ہو گیا۔ اگر ایسے خیالات بھروسہ کرنے کے لائق ہیں تو پھر تمام نبوتوں کا سلسلہ اور شریعتوں کا تمام نظام یکدفعہ درہم برہم ہو جائے گا۔ کیونکہ جو امر تحدی کے بعد اور اس قدر اصرار کے دعویٰ سے پیچھے دشمن کے مقابل آسمانی گواہی کے طور پر ظہور میں آ گیا اور نہایت روشن طور پر مقرر کردہ علامتوں کے موافق اس کا ظہور ہوا۔ اگر وہی بیہودہ اور باطل سمجھا جائے تو پھر کہاں کا مذہب اور کہاں کی خدا کی ہستی بلکہ تمام آسمانی سچائیوں کا

یکدفعہ خون ہو جائے گا۔ ﴿۱۱﴾
پھر دوسری الہامی پیشگوئی جو لیکھرام کی نسبت ہوئی وہ کرامات الصادقین کے صفحہ ۵۴ اور صفحہ اخیر ٹائٹل پیج میں مذکور ہے اور وہ یہ ہے:

الا انني في كُلّ حرب غالب فكدني بما زَوّرتَ فالحق يغلبُ

وبشّرني ربّي و قال مبشّرا ستعرف يوم العيد و العيد اقربُ

و منها ما وعد نی ربّی و استجاب دعائی فی رجل مفسد عدوّ اللّٰہ و رسوله المسمّی لیکھرام الفشاوری. واخبرنی ربّی **انّه من الهالکین** . انه کان یسب نبیّ اللّٰہ و یتکلم فی شانه بکلمات خبیثة فدعوت علیه فبشرنی ربّی **بموته فی ستّ سنة** ان فی ذالک لاٰیة للطالبین.

ترجمہ۔ میں ہر ایک جنگ میں غالب ہوں یعنی ہر ایک مقابلہ میں مجھے غلبہ ہے پس (اے محمد حسین بٹالوی) جو کچھ تو مکر کرتا ہے بیشک کر کہ آخر حق ضرور غالب ہوگا۔ اور مجھے خدا نے ایک نشان کی خوشخبری دے کر کہا کہ تو عید کا دن عنقریب پہچان لے گا۔ یعنی وہ خوشی کا دن جس میں وہ نشان ظاہر ہوگا اور اس نشان کی یہ علامت ہے کہ اس دن سے معمولی عید قریب ہوگی۔ اور خدا نے مجھے وعدہ دیا اور ایک مفسد خدا اور رسول کے دشمن کے بارے میں میری دعا سنی جو لیکھرام پشاوری ہے اور مجھے خبر دی کہ وہ مرے گا۔ اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیا کرتا تھا اور پلید باتیں منہ پر لاتا تھا۔ پس میں نے اس پر بددعا کی سو خدا نے میری دعا قبول کر کے مجھے خبر دی کہ وہ چھ برس کے عرصہ میں مر جائے گا۔ اور اس میں ڈھونڈنے والوں کیلئے نشان ہیں۔

اور یہ الہام کہ **عجل جسدله خوار. له نصب و عذاب** جس کا ابھی ہم ذکر کر چکے ہیں یعنی لیکھرام گوسالہ سامری ہے اور اسی گوسالہ کی طرح اس کو عذاب ہوگا۔ یہ نہایت پر معنی الہام ہے جو گوسالہ سامری کی مشابہت کے پیرایہ میں نہایت اعلیٰ اسرار غیب کے بیان کر رہا ہے۔ منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ گوسالہ سامری یہودیوں کی عید کے دن میں ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا تھا۔ جیسا کہ توریت خروج باب ۳۲ آیت ۵ سے ثابت ہوتا ہے اور وہ یہ ہے۔ ''ہارون نے یہ کہہ کر منادی کی کہ کل خداوند کی عید ہے'' سو ایسا ہی اسلامی عید کے دن کے قریب یعنی ۶/ مارچ ۱۸۹۷ء کو لیکھرام قتل ہوا اور چونکہ گوسالہ سامری کے تباہ کرنے کیلئے خدا کی کتابوں میں عید کے دن کی خصوصیت

﴾۱۲﴿ تھی اور وہ عید کے دن کا ہی واقعہ تھا جبکہ گوسالہ سامری خدا کے حکم سے پیسا گیا لہٰذا خدا تعالیٰ نے لیکھرام کا نام گوسالہ سامری رکھ کر ایک ایسا لفظ استعمال کیا جو اس بات پر دلالت التزامی کر رہا تھا کہ لیکھرام بھی عید کے دنوں میں ہی قتل کیا جائے گا۔ اور اگرچہ خدا تعالیٰ کے کلام کے باریک بھید جاننے والے گوسالہ سامری کا نام رکھنے سے اور پھر اس عذاب کا ذکر کرنے سے سمجھ سکتے تھے کہ ضرور ہے کہ لیکھرام کی موت بھی اپنے دن کے لحاظ سے گوسالہ سامری کی تباہی کے دن سے مشابہ ہوگی مگر پھر بھی خدا تعالیٰ نے اپنے الہام میں اس اجمال پر اکتفا نہیں کیا بلکہ صریح لفظوں میں فرما دیا کہ **ستعرف یوم العید و العید اقرب** یعنی لیکھرام کا واقعہ قتل ایسے دن میں ہوگا جس سے عید کا دن ملا ہوا ہوگا اور یہ پیشگوئی کہ عید کے دن کے قریب لیکھرام کی موت ہوگی ہماری طرف سے ایک ایسی مشہور خبر تھی کہ ہندوؤں نے لیکھرام کے مرنے کے ساتھ ہی شور مچا دیا کہ یہ شخص پہلے سے کہتا تھا کہ لیکھرام عید کے دنوں میں مرے گا۔ جیسا کہ پرچہ سماچار پنجاب وغیرہ ہندو اخباروں نے اس پر بہت ہی زور دیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ بعض شریر ہندوؤں نے پیشگوئی کی یہ تفصیلیں ہمارے مُنہ☆ سے سن کر اس وقت ایک غیر ممکن امر کی طرح کسی وقت ہمیں ملزم کرنے کیلئے انہیں یاد رکھا تھا یعنی یہ خیال تھا کہ ایسی کھلی کھلی نشانیاں ہرگز پوری نہیں ہوں گی اور ہم پیچھے سے شرمندہ کریں گے مگر جب لیکھرام حقیقت میں عید کے دوسرے دن مارا گیا تو ان پیشگوئیوں کو دوسرے پہلو پر نا قابل اعتبار کرنا چاہا یعنی یہ کہ عید کا دن پہلے سے سوچ سمجھ کر باہمی مشورہ سے قرار دیا گیا تھا لیکن اگر یہی سچ تھا تو کیوں لیکھرام کی عید کے دنوں میں پوری حفاظت نہ کی گئی تا وہ منصوبہ پیش نہ جاتا جس کا آریوں کو کئی برسوں سے علم تھا۔ عجیب اتفاق یہ ہوا کہ جس دن لیکھرام کی جان نکلی یعنی اتوار کا روز وہ آریوں نے خاص ایک عید کا دن ٹھہرایا تھا۔ اول تو وہ خود اتوار کا دن تھا جو ہندوؤں کی عیدوں میں سے ایک عید ہے۔ دوسرے قاتل کے شدھ کرنے کیلئے جو اپنے تئیں نو مسلم ظاہر کرتا تھا وہ ایک خوشی کا دن ٹھہرایا گیا تھا جس میں عام جلسہ میں قاتل کو پھر ہندو بنانے کا ارادہ تھا۔

غرض عجل کا نام جو لیکھرام کو الہام الٰہی نے دیا یہ ایک نہایت دقیق راز اپنے اندر رکھتا تھا اور کئی رموز غیبیہ کے اشارے اس میں بھرے ہوئے تھے۔ ایک تو یہی جو عید کے دنوں میں گوسالہ سامری کی طرح غضب الٰہی کے نیچے آنا۔ دوسرے یہ کہ گوسالہ سامری انسان کے ہاتھوں سے ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا تھا اور پھر جلایا گیا اور پھر دریا میں ڈالا گیا چنانچہ یہ تینوں باتیں لیکھرام کے ساتھ بھی ظہور میں آئیں تیسرے یہ کہ گوسالہ سامری کی پرستش کی گئی تھی اور خدا نے اس قوم پر ایک وبا کی بیماری بھیجی جو غالباً طاعون تھی۔ ﴾۱۳﴿

☆ ضمیمہ پنجاب سماچار ۱۰؍ مارچ ۱۸۹۷ء میں میری نسبت لکھا ہے کہ ’’کہا کرتے تھے کہ پنڈت کو مار ڈالیں گے اور اس عرصہ میں اور فلاں دن (یعنی عید کے دوسرے دن میں) ایک دردناک حالت میں مرے گا‘‘۔ سو یہ بات تو ایڈیٹر نے اپنی طرف سے بنالی کہ مار ڈالیں گے لیکن دن اور صورتِ موت کا ذکر یہ خود ہماری پیشگوئی کا ایک مشہور منشاء تھا۔ جو بلاشبہ بہت مرتبہ بیان کیا گیا تھا۔ منه

جیسا کہ توریت☆ باب ۳۲ آیت ۳۵ میں ہے کہ ’’خداوند نے ان کے بچھڑے بنانے کے سبب......لوگوں پر مری بھیجی۔ ایسا ہی لیکھرام کی بھی تعریف پرستش تک پہنچائی گئی اور مسلمانوں کو ناحق دکھ دیا گیا۔ یہ لوگ خوب اپنے دلوں میں سمجھتے تھے کہ یہ خدا کا فعل ہے پیشگوئی کرنے والے کا منصوبہ نہیں۔ تاہم بار بار فریاد کر کے گورنمنٹ سے اس راقم کے گھر کی تلاشی کرائی اور بہت سا بے جا شور ڈال کر گوسالہ پرستوں سے مشابہت پوری کی۔ کوئی کیا جانتا ہے کہ آئندہ کیا ہونے والا ہے پر ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں کہ جو خدا نے مشابہت بیان فرمائی وہ پوری مشابہت ہے۔

پھر لیکھرام کی نسبت ایک اور الہامی پیشگوئی ہے جو رسالہ برکات الدعا کے ٹائٹل پیج کے اول اور آخر کے ورق پر درج ہے اور یہ پیشگوئی اپریل ۱۸۹۳ء میں یعنی پہلی پیشگوئی سے تین ماہ بعد کی گئی تھی۔ اس پیشگوئی کا مختصر بیان یہ ہے کہ سیّد احمد خان صاحب کے۔سی۔ایس۔آئی نے ایک رسالہ استجابت دعا کے انکار میں لکھا تھا اور اس کا نام رسالہ الدعا والاستجابت رکھا تھا۔ یہ رسالہ سچائی کے بالکل برخلاف تھا اس لئے میں نے اس کے جواب میں رسالہ برکات الدعا لکھا اور اس رسالہ کے لکھنے کے وقت مجھے یہ ضرورت پیش آئی کہ دعا کے قبول ہونے کا سیّد صاحب کے آگے کوئی نمونہ پیش کروں۔ سو خدا کے فضل سے انہیں دنوں میں لیکھرام کے بارے میں میری دعا قبول ہو چکی تھی۔ سو میں نے برکات الدعا کے ٹائٹل پیج میں یہ نمونہ پیش کر دیا۔ برکات الدعا کے پڑھنے والے جب اس رسالہ کو کھولیں گے تو ٹائٹل پیج کے پہلے صفحہ پر ہی جو اندر کا صفحہ ہے رنگین کاغذ پر یہ لکھا ہوا پائیں گے۔

نمونہ دعائے مستجاب

اسی وجہ سے اس رسالہ کا نام برکات الدعا رکھا گیا تھا کہ اس میں دعا کی برکتوں کا نمونہ پیش کیا گیا۔ اس صفحہ میں لیکھرام کے حق میں یہ عبارت ہے کہ:- میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر جیسا کہ معترضوں نے خیال فرمایا ہے (لیکھرام کے متعلق) پیشگوئی کا ماحصل آخرکار یہی نکلا کہ کوئی معمولی تپ آیا یا معمولی طور پر کوئی درد ہوا یا ہیضہ ہوا اور پھر اصلی حالت صحت کی قائم ہوگئی تو وہ پیشگوئی متصور نہیں ہوگی......پس اس صورت میں مَیں بلا شبہ اس سزا کے لائق ٹھہروں گا جس کا ذکر میں نے کیا ہے لیکن اگر پیشگوئی کا ظہور اس طور سے ہوا جس میں قہر الٰہی کے نشان صاف صاف اور کھلے کھلے طور پر دکھائی دیں تو پھر سمجھو کہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے

☆ خروج باب ۳۲ آیت ۳۵۔

﴿۱۴﴾ ہے......اگر پیشگوئی فی الواقعہ ایک عظیم الشان ہیبت کے ساتھ ظہور پذیر ہو تو وہ خود دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے اور یہ سارے خیالات اور یہ تمام نکتہ چینیاں جو پیش از وقت دلوں میں پیدا ہوتی ہیں ایسی معدوم ہو جاتی ہیں کہ منصف مزاج اہل الرائے ایک انفعال کے ساتھ اپنی رایوں سے رجوع کرتے ہیں ماسوا اس کے یہ عاجز بھی تو قانون قدرت کی تحت میں ہے۔ اگر میری طرف سے بنیاد اس پیشگوئی کی صرف اسی قدر ہے کہ میں نے صرف یاوہ گوئی کے طور پر چند احتمالی بیماریوں کو ذہن میں رکھ کر اور اٹکل سے کام لیکر یہ پیشگوئی شائع کی ہے تو جس شخص کی نسبت یہ پیشگوئی ہے وہ بھی تو ایسا کر سکتا ہے کہ انہیں اٹکلوں کی بنیاد پر میری نسبت پیشگوئی کر دے......اگر یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور میں خوب جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے تو ضرور ہیبت ناک نشان کے ساتھ اس کا وقوعہ ہو گا **اور دلوں کو ہلا دے گا** اور اگر اس کی طرف سے نہیں تو میری ذلت ظاہر ہو گی اور اگر میں اس وقت رکیک تاویلیں کروں گا تو یہ اور بھی ذلت کا موجب ہو گا۔ وہ ہستی قدیم اور وہ پاک و قدوس جو تمام اختیار اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے وہ کاذب کو کبھی عزت☆ نہیں دیتا۔ یہ بالکل غلط ہے کہ لیکھرام سے مجھ کو کوئی ذاتی عداوت ہے۔ مجھ کو ذاتی طور سے کسی سے بھی عداوت نہیں بلکہ اس شخص نے سچائی سے دشمنی کی اور ایک ایسے کامل اور مقدس کو جو تمام سچائیوں کا چشمہ تھا توہین سے یاد کیا اس لئے خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اپنے ایک **پیارے کی عزت** دنیا میں ظاہر کرے۔ فقط۔

یہ وہ الہامی پیشگوئی کی تائید میں مضمون ہے جو برکات الدعا کے ٹائٹل پیج کے صفحہ میں لکھا ہوا ہے پھر اسی صفحہ کے حاشیہ پر ایک اور الہامی پیشگوئی لیکھرام کی نسبت ہے جس کا عنوان یہ ہے۔ **لیکھرام پشاوری کی نسبت ایک اور خبر۔** پھر آگے یہ عبارت ہے:- آج جو ۲؍اپریل ۱۸۹۳ء مطابق ۱۴؍ ماہ رمضان ۱۳۱۰ھ ہے صبح کے وقت تھوڑی سی غنودگی کی حالت میں مَیں نے دیکھا کہ میں ایک وسیع مکان میں بیٹھا ہوا ہوں اور چند دوست بھی میرے پاس موجود ہیں اتنے میں ایک شخص قوی ہیکل مہیب شکل گویا اس کے چہرہ پر سے خون ٹپکتا ہے میرے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ ایک نئی خلقت اور شمائل کا شخص ہے گویا انسان نہیں ملائک شداد غلاظ میں سے ہے اور اس کی ہیبت دلوں پر طاری تھی اور میں اس کو دیکھتا ہی تھا کہ اس نے مجھ سے پوچھا کہ **لیکھرام کہاں ہے؟** اور ایک اور شخص کا نام لیا کہ وہ کہاں ہے۔ تب میں نے اس وقت سمجھا کہ یہ شخص لیکھرام اور اس دوسرے شخص کی سزا دہی کیلئے مامور کیا گیا ہے مجھے معلوم نہیں رہا کہ وہ دوسرا شخص کون ہے ہاں یہ یقینی طور پر یاد رہا ہے (یعنی عالم کشف میں دل میں گزرا ہے) کہ وہ دوسرا شخص انہیں چند آدمیوں میں سے تھا جس کی نسبت میں اشتہار دے چکا ہوں (یعنی ایسا شخص جو

☆ میں نے پہلے صاف کہہ دیا تھا کہ چونکہ خدا تعالیٰ کاذب کو عزت نہیں دیتا اس لئے اگر میں کاذب ہوں تو یہ پیشگوئی ہرگز پوری نہیں ہوگی اور نیز میں نے صاف کہہ دیا تھا کہ یہ پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت ظاہر کرنے کے لئے ہے پس جو شخص کہتا ہے کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اس کو اقرار کرنا چاہیے کہ اس جگہ خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کی کچھ بھی پرواہ نہیں کی۔ منہ

موت کی پیشگوئی کے اشتہار کا نشانہ ہو گیا ہے جس کی نسبت کسی وقت کہہ سکتے ہیں کہ اس کی نسبت اشتہار رہو ﴿۱۵﴾
چکا ہے) اور یہ یکشنبہ کا دن اور چار بجے صبح کا وقت تھا۔ **فالحمد للّٰہ علٰی ذالک فقط۔**

یہ تمام پیشگوئیاں بآواز بلند کہہ رہی ہیں کہ لیکھرام کی زندگی کا بذریعہ قتل کے خاتمہ ہونا مقدر تھا اسی وجہ سے جو نظم لیکھرام کے متعلق الہام کی پیشانی پر لکھی گئی تھی اس میں ایسے الفاظ درج ہیں جو لیکھرام کے قتل پر دلالت کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ الہامی اشتہار جو دربارہ موت لیکھرام کتاب آئینہ کمالات اسلام کے ساتھ شامل ہے اس کی پیشانی کے چند شعر جو قتل پر دلالت کرتے ہیں ذیل میں لکھے جاتے ہیں اور وہ یہ ہیں:

عجب نوریست درجان محمدؐ عجب لعلیست در کانِ محمدؐ
عجب دارم دل آن ناکساں را کہ رو تابند از خوانِ محمدؐ
خدا زان سینہ بیزار است صد بار کہ ہست از کینہ دارانِ محمدؐ
اگر خواہی نجات از مستیٔ نفس بیا در ذیلِ مستانِ محمدؐ
اگر خواہی دلیلے عاشقش باش محمدؐ ہست برہانِ محمدؐ
بگیسوئے رسول اللہ کہ ہستم نثار روئے تابانِ محمدؐ
بکار دین نترسم از جہانے کہ دارم رنگ ایمانِ محمدؐ
فدا شد در رہش ہر ذرّۂ من کہ دیدم حُسنِ پنہانِ محمدؐ
بدیگر دلبرے کارے ندارم کہ ہستم کشتۂ آنِ محمدؐ
دلِ زارم بہ پہلویم مجوئید کہ بستیمش بدامان محمدؐ
تو جان ما منور کردی از عشق فدایت جانم اے جانِ محمدؐ
چہ ہیبت ہا بدادند این جوان را کہ ناید کس بمیدان محمدؐ
رہ مولیٰ کہ گم کردند مردم بجو در آل و اعوان محمدؐ

زظلمت ہا دلے آنگہ شود صاف کہ گردد از محبّان محمدؐ
ندانم ہیچ نفسے در دو عالم کہ دارد شوکت و شان محمدؐ
خدا خود سوزد آن کرم دنی را کہ باشد از عدوّان محمدؐ
اگر خواہی کہ حق گوید ثنایت بشو از دل ثنا خوانِ محمدؐ
سرے دارم فدائے خاکِ احمدؐ دلم ہر وقت قربان محمدؐ
دریں رہ گر کشندم ور بسوزند نتابم رُو زِ ایوان محمدؐ
بسے سہل است از دنیا بریدن بیاد حسن و احسان محمدؐ
دگر استاد را نامے نہ دانم کہ خواندم در دبستان محمدؐ
مرا آن گوشۂ چشمے بباید نخواہم جز گلستانِ محمدؐ
من آن خوش مرغ از مرغان قدسم کہ دارد جا بہ بستان محمدؐ
دریغا گر دہم صد جان درین راہ نباشد نیز شایان محمدؐ
الا اے دشمن نادان و بے راہ **بترس از تیغِ بُرّان محمدؐ**
الا اے منکر از شان محمدؐ ہم از نور نمایان محمدؐ

کرامت گرچہ بے نام و نشان است بیا بنگر ز غلمان محمدؐ

لیکھرام پشاوری کی نسبت ایک پیشگوئی الخ

{مفصل دیکھو آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۔۲۔۳ حاشیہ آخر کتاب}

﴿۱۶﴾ غرض اس پیشگوئی کے سر پر یہ چند شعر ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ **بترس از تیغ بُرّان محمد** جو صاف بتلا رہا ہے کہ لیکھرام کا انجام یہی تھا کہ وہ قتل کیا جائے اور آخیر کے شعر پر لیکھرام کی طرف اشارہ کر کے ہاتھ بنایا ہوا ہے جیسا کہ اس جگہ بنا دیا گیا ہے تا یہ اشارہ ہو کہ **تیغ بُرّان** اسی پر پڑے گی اور اسی کی موت سے **کرامت** ظاہر ہوگی۔

پھر برکات الدعا کے صفحہ ۲۸ میں چند شعروں میں سید احمد خاں صاحب پر ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ پیشگوئی لیکھرام میں دعائے مستجاب کے نمونہ کی انتظار کریں اور آخری شعر کے نیچے مد کھینچ کر ان صفحات برکات الدعا کی طرف سید صاحب کو توجہ دلائی گئی ہے جن میں لیکھرام کی ہیبت ناک موت کا ذکر کر کے نمونہ دعائے مستجاب کا ذکر ہے اور وہ شعر یہ ہیں۔

روئے دلبر از طلب گاران نمی دارد حجاب
می درخشد در خورد می تابد اندر ماہتاب

لیکن این روئے حسین از غافلان ماند نہان
عاشقے باید کہ بردارند از بہرش نقاب

دامن پاکش زِ نخوت ہا نمی آید بدست
ہیچ راہے نیست غیر از عجز و درد و اضطراب

بس خطرناک است راہ کوچۂ یار قدیم
جان سلامت بایدت از خود روی ہا سر بتاب

تا کلامش عقل و فہم ناسزایان کم رسد
ہر کہ از خود گم شود او یابد آن راہ صواب

مشکل قرآن نہ از ابناء دنیا حل شود
ذوق آن مَے داند آں مستے کہ نوشد آن شراب

ایکہ آگاہی ندادندت زِ انوار درون
درحق ما ہرچہ گوئی نیستی جائے عتاب

از سر وعظ و نصیحت این سخن ہا گفتہ ایم
تامگرزیں مرہمے بہ گردد آن زخمِ خراب

از دعا کن چارۂ آزار انکار دعا
چون علاج مَے زِ مَے وقت خمار و التہاب

ایکہ گوئی گر دعاہا را اثر بودے کُجاست
سوئے من بشتاب بنمایم ترا چون آفتاب

ہاں مکن انکار زین اسرار قدرتہائے حق
قصّہ کوتہ کن بہ بین از ما دعائے مستجاب

دیکھو صفحہ ۲۔۳۔۴ سرورق

یہ آخری شعر کا دوسرا مصرعہ جس کے نیچے مَد ڈال کر نمبر ۲۔۳۔۴ لکھے گئے ہیں یہ برکات الدعا میں اسی طرح مد ڈال کر لکھے گئے ہیں تا سید احمد خان صاحب ان صفحات کو نکال کر پڑھیں اور تا انہیں نمونہ دعائے مستجاب پر غور

کر کے آئندہ آزمائش کے بعد اپنی غلط رائے کے چھوڑنے کیلئے توفیق ملے اور رسالہ برکات الدعا جب تالیف کیا گیا تو اسی زمانہ میں سید صاحب کی خدمت میں بلاتوقف بھیجا گیا اور سید صاحب کا جواب بھی آ گیا تھا کہ میں برکات الدعا کو دیکھ رہا ہوں پس ضرور سید صاحب نے ان مقامات کو بھی دیکھا ہو گا جن میں نمونہ دعائے مستجاب پیش کیا گیا تھا۔ غرض لیکھرام کی موت کیلئے دعا کرنا اگرچہ بوجہ اس کی بدزبانی اور بیبا کی کے تھا لیکن یہ بھی مطلوب تھا کہ سید صاحب کی خدمت میں ایک نمونہ دعائے مستجاب پیش کیا جائے۔ اب سید صاحب کا فرض ہے کہ اپنی اس ناقص رائے کو بدل دیں۔ ایسا نہ ہو کہ ایک شخص☆ کی تو جان گئی اور سید صاحب وہیں کے وہیں رہے۔ ﴿۱۷﴾

یہ وہ پیشگوئیاں ہیں جو لیکھرام کی موت کے بارے میں ۱۸۹۳ء میں عام طور پر شائع کی گئی تھیں اور جو شخص ان پر غور کرے گا اس کو ماننا پڑے گا کہ ان پیشگوئیوں میں قطعی طور پر ابتدائے ۲۰ رفروری ۱۸۹۳ء سے نامبردہ کی موت کیلئے چھ برس کی میعاد بتلائی گئی تھی اور کشفی واقعہ یہ بھی ظاہر کر رہا تھا کہ لیکھرام کی موت اتوار کے دن کو ہو گی۔ کیونکہ وہ فرشتہ جو لیکھرام کی سزا کیلئے آیا اتوار کی رات کو مجھ پر ظاہر ہوا تھا جس سے پایا جاتا تھا کہ لیکھرام کی موت کا دن اتوار کا دن ہو گا اور الہام میں یہ بھی ظاہر کیا گیا تھا کہ عید کے ساتھ کے دن میں یعنی دوسری شوال میں یہ واقعہ پیش آئے گا اور خدا کی قدرت ہے کہ عید کا پتہ پہلے سے ہندوؤں نے خوب یاد کر رکھا تھا مگر اس وقت یہ امر غیر ممکن سمجھ کر صرف تکذیب کی غرض سے یاد کر لیا تھا کیونکہ وہ اپنی جہالت سے خیال کرتے تھے کہ ایسا ہونا کسی طرح ممکن نہیں کہ پیشگوئی میں ایسا خاص نشان

☆ لیکھرام کے متعلق ایک یہ پیشگوئی تھی کہ **یقضیٰ امرہ فی ستّ** یعنی چھ میں اس کا کام تمام کیا جائے گا۔ اب تک مجھے معلوم نہیں کہ یہ پیشگوئی ہمارے کسی اشتہار یا کتاب میں یا ہمارے کسی دوست کی تالیف میں چھپ گئی یا نہیں۔ لیکن ہماری جماعت میں اس کی عام شہرت ہے اور یقین ہے کہ دوسروں تک بھی یہ پیشگوئی پہنچی ہو گی جیسا کہ آریوں میں عید کی پیشگوئی پہنچ گئی کیونکہ ہماری کوئی بات راز کے طور پر نہیں رہتی۔ اس پیشگوئی کا جیسا کہ مفہوم ہے ایسا ہی ظہور میں آیا۔ یعنی لیکھرام چھ ۶ مارچ کو زخمی ہوا اور دن کے چھٹے گھنٹے میں زخمی ہوا۔ بٹالوی صاحب اگر اس زبانی روایت سے انکار کرتے ہیں تو حدیثوں کے قبول کرنے میں انہیں بڑی مشکل پڑے گی۔ کیونکہ وہ نہ صرف زبانی روایتیں ہیں بلکہ کم سے کم سوڈیڑھ سو برس بعد میں لکھی گئیں۔ جو بات تازہ ہو اور جس کے دیکھنے اور سننے والے زندہ موجود ہیں اس سے انکار کرنا عقلمندوں کے نزدیک رسوا ہونا ہے۔ منہ

﴿۱۸﴾ ہو اور وہ سچا ہو جائے پس یاد رکھنے سے مدعا یہ تھا کہ جب پیشگوئی خطا جائے گی یا عید پر پوری نہیں ہوگی تو ہنسی ٹھٹھے میں اڑائیں گے۔ لیکن جب خدا نے اسی طرح پیشگوئی کو پورا کر دیا جیسا کہ لکھا گیا تھا تب ہندوؤں نے فی الفور اپنا پہلو بدل لیا اور کہا کہ ’’عید پر قتل کرنے کے لئے پہلے سے سازش ہو چکی تھی ورنہ خدا کی عادت ایسی نہیں ہے جو باریک اور خاص نشانوں کے ساتھ غیب کی خبریں کسی کو بتلاوے‘‘۔ مگر وہ قادر خدا جو سچائی کو مشتبہ کرنا نہیں چاہتا اس نے اس خیال کو بھی پہلے سے رد کر رکھا تھا جس کی ہندوؤں کو خبر نہیں تھی یعنی اس نے لیکھرام کے واقعہ قتل سے سترہ برس پہلے اس نشان کی براہین احمدیہ میں خبر دی ہے اور یہ خبر اس وقت لکھی گئی اور شائع کی گئی تھی جبکہ لیکھرام بارہ ۱۲ یا تیرہ ۱۳ برس کا ہوگا۔ اور یہ ایسے مرتب اور سلسلہ وار طرز پر براہین احمدیہ میں موجود ہے کہ انسانوں کو بجز ماننے کے بن نہیں پڑتا۔ ہم بفضلہ تعالیٰ رسالہ سراج منیر میں اس کو لکھ چکے ہیں اور مختصر طور پر اس کا یہ بیان ہے کہ براہین احمدیہ کے الہامات میں میری نسبت تین فتنوں کی خبر دی گئی ہے یعنی یہ بیان کیا گیا ہے کہ تین موقعہ پر تین فتنے تم پر برپا ہوں گے۔

اب قبل اس کے جو ان تینوں فتنوں کا ذکر کیا جائے صفائی بیان کیلئے اس بات کا ذکر کرنا ضروری ہے کہ ہر ایک تکذیب فتنہ کے نام سے موسوم نہیں ہوسکتی۔ بلکہ صرف اس حالت میں کسی تکذیب کو فتنہ کے نام سے موسوم کیا جائے گا جبکہ وہ تکذیب ایک بلوہ کے رنگ میں ہو اور ایک جماعت باہمی اتفاق کر کے کسی کے مال یا جان یا عزت کی نقصان رسانی کی غرض سے اپنی طاقتوں کو اس حد تک خرچ کریں جہاں تک ایک شخص پورے اشتعال کی حالت میں کرسکتا ہے پس فتنہ میں ضروری ہے کہ ایک جماعت ہو اور وہ جماعت کسی کی ضرر رسانی کے ارادہ کیلئے پورے جوش کے ساتھ باہم اتفاق کر لیوے اور ایک بلوہ کی صورت میں ایک خطرناک مجمع بنا کر کسی کی عزت یا جان یا مال پر حملہ کرنے کیلئے مستعد ہو جائیں اور باہمی مشورہ سے ان تمام فریبوں کو اپنی طبیعتوں کے افروختہ ہونے کی حالت میں ایک غیر معمولی جوش کی طرز پر استعمال میں لاویں جس کے استعمال سے فریق مخالف پر کوئی ناگہانی آفت آنے کا اندیشہ ہو۔ اب جبکہ فتنہ کے لفظ کی تعریف معلوم ہو چکی تو ان تین فتنوں کو بیان کرتا ہوں مگر شاید سمجھانے کیلئے یہ انسب ہوگا کہ قبل اس کے جو میں ان تینوں فتنوں کی تفصیل براہین احمدیہ کے صفحات سے پیش کروں۔ اول وہ تینوں فتنے بیان کر دوں جو براہین احمدیہ کی تالیف اور شائع ہونے کے بعد میرے پر گذر چکے ہیں جن کے واقعات سے لکھوکھہا انسان گواہ ہیں بلکہ اگر میں کروڑہا کہوں تو یقیناً مبالغہ نہ ہوگا اس وقت میں اس دعویٰ پر زور دینے کے بغیر رہ نہیں سکتا کہ میری زندگی کا وہ بڑا حصہ جو براہین کی تالیف کے بعد اس

وقت تک پورا ہوا ہے وہ ٹھیک ٹھیک تین فتنوں کے نیچے ہو کر گذرا ہے۔ کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ ان تین فتنوں کے ساتھ کوئی اور فتنہ بھی تھا جس کو فتنہ چہارم کہنا چاہئے اور نہ کوئی یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ وہ تین۳ فتنے نہیں ہیں بلکہ دو۲ ہیں۔ غرض تین کے عدد میں ایک ایسی حصر واقع ہوگئی ہے کہ جو نہ کم ہو سکتی ہے اور نہ قابل زیادت ہے ایک اجنبی شخص بھی جب میری سوانح کے لکھنے کیلئے بیٹھے گا اور میری لائف کے سلسلہ میں تلاش کرے گا کہ براہین احمدیہ کے زمانہ سے ان دنوں تک ایسے غیر معمولی بلوے پورے جوش سے بھرے ہوئے مختلف جماعتوں کی طرف سے کس قدر میرے پر ہو چکے ہیں جن کو فتنہ کے نام سے موسوم کرنا چاہئے تو وہ اس بات کے سمجھنے کیلئے کسی فکر کا محتاج نہ ہوگا کہ ایسے بلوے جو فتنہ کی حد تک پہنچ گئے اور پورے جوش کے ساتھ ظہور میں آئے صرف تین تھے۔ اوّل آتھم کے معاملہ میں پادریوں کا حملہ جنہوں نے واقعات کو چھپا کر پنجاب اور ہندوستان میں تکذیب کا ایک طوفان مچا دیا چونکہ ان کے دلوں میں بڑا مدعا یہ تھا کہ کسی طرح اسلام کی تکذیب اور توہین کا موقعہ ☆ ملے۔ سو انہوں نے آتھم کے زندہ رہنے کے وقت سمجھ لیا کہ اس سے بہتر شور و غوغا ڈالنے کیلئے اور کوئی موقعہ نہ ہوگا چنانچہ سب سے پہلے امرتسر میں انہوں نے محض سفلہ پن کی راہ سے خلاف واقعہ شور مچایا ☆☆ اور گلی کوچہ میں آتھم کو ساتھ لے کر وہ زبان درازیاں کیں کہ جب سے انگریزی ﴿۱۹﴾

☆ آتھم کے عذاب کی نسبت جو پیشگوئی کی گئی تھی وہ نہایت صاف اور کھلے کھلے لفظوں میں تھی۔ اس میں یہ شرط موجود تھی کہ عذاب موت اس وقت نازل ہوگا کہ جب آتھم حق کی طرف رجوع نہ کرے اور آتھم پندرہ مہینے تک جو پیشگوئی کی میعاد تھی ایسے خلاف عادت طریق سے مذہبی مناظرات وتقریرات سے دستکش اور چپ رہا تھا جو اس کا چپ رہنا ہی اس کے دلی رجوع پر دلالت کرتا تھا پھر اس نے میعاد کے بعد جب یہ جھوٹے بہانے پیش کئے کہ میں ڈرتا تو ضرور رہا مگر وہ خوف تعلیم یافتہ سانپ سے اور دوسرے حملوں سے تھا جو میرے پر کئے گئے تھے۔ تب اس پر جب اس کو کہا گیا کہ یہ تمام تہمتیں بے ثبوت اور غیر معقول ہیں اور نیز میعاد کے بعد بیان کی گئی ہیں ان کو یا تو قسم سے ثابت کرنا چاہئے یا نالش سے یا کسی اور خانگی طریق سے۔ تو اس نے کوئی طریق اختیار نہ کیا بلکہ قسم پر چار ہزار روپیہ دینے کا وعدہ کیا گیا تب بھی قسم کھا کر اپنی بریت ظاہر نہ کر سکا اور یہ تمام الزام اپنے ساتھ قبر میں لے گیا۔ الہام الٰہی میں یہ بھی تھا کہ اگر وہ اخفائے شہادت کرے گا تو جلد مر جائے گا۔ چنانچہ وہ ہمارے آخری اشتہار سے سات مہینے کے اندر مر گیا۔ اب کیا اس پیشگوئی پر کوئی تاریکی تھی جس سے عیسائیوں نے شور مچایا؟ نہیں بلکہ ان کو آتھم کے ڈرتے رہنے کی خوب خبر تھی یہاں تک کہ ایک مرتبہ ایک بیماری میں آتھم نے چیخ مار کر کہا کہ ”ہائے میں پکڑا گیا مگر عیسائیوں کو یہی منظور تھا کہ سچائی پر پردہ ڈالیں۔ انہوں نے اس شور میں بڑی ناانصافی کی۔ منہ

☆☆ پادریوں نے یہ تدبیریں بھی بہت کیں کہ کسی طرح آتھم نالش کر کے عدالت کے ذریعہ سے مجھ کو سزا دلائے لیکن چونکہ آتھم درحقیقت حق کے رعب سے مر چکا تھا اس لئے اس نے اس طرف رخ نہ کیا بلکہ نور افشاں میں صاف چھپوا دیا کہ پادریوں کا یہ بلوہ میری مرضی کے مخالف ہوا۔ منہ

﴿۲۰﴾ عملداری اس ملک میں آئی ہے اس کی نظیر کسی وقت میں نہیں پائی جاتی اور صرف اسی پر اکتفا نہیں تھی بلکہ پشاور سے لیکر بمبئی کلکتہ الہ آباد وغیرہ میں بڑے بڑے جلسے کئے اور اخباروں میں محض افترا کے طور پر واقعات شائع کئے اور جاہل مولویوں اور عوام کالانعام کو برانگیختہ کیا اور ہزاروں اشتہار جو لعنتوں سے بھرے ہوئے تھے ملک میں تقسیم کئے اور لوگوں پر یہ اثر ڈالنا چاہا کہ دین اسلام ہیچ ہے۔ اور بعض مولوی دنیا کے کتّے ان کی ہاں کے ساتھ ہاں ملانے لگے اور یہ فتنہ تمام فتنوں سے بڑھا ہوا تھا کیونکہ اس میں صرف میری ذات پر ہی حملہ نہیں تھا بلکہ بڑا مقصد یہ تھا کہ اسلام کو ذلیل اور حقیر کر کے دکھلائیں۔ مولوی یہودی صفت ان کے ساتھ تکذیب میں شامل ہو گئے اور کہا کہ اگر عیسائی تکذیب کریں تو کیا حرج ہے یہ شخص تو خود کافر ہے۔ اور حالانکہ وہ خوب جانتے تھے کہ عیسائی اس راقم کو بھی مسلمان جانتے ہیں۔ غایت کار مسلمانوں میں سے ایک فرقہ کا سرگروہ خیال کرتے ہیں سو ان ظالموں نے ناحق میری دشمنی سے عیسائیوں کی زبان سے دین اسلام سے ٹھٹھے کرائے بلکہ بار بار ان کو نالش کرنے کیلئے ترغیب دی۔

دوسرا فتنہ۔ جو دوسرے درجہ پر ہے شیخ محمد حسین بٹالوی کا فتنہ ہے اس ظالم نے بھی وہ فتنہ برپا کیا کہ جس کی اسلامی تاریخ میں گذشتہ علماء کی زندگی میں کوئی نظیر ملنی مشکل ہے مخبط الحواس نذیر حسین کی کفرنامہ پر مہر لگوائی۔ صدہا مسلمانوں کو کافر اور جہنمی قرار دیا اور بڑے زور سے گواہیاں ثبت کرائیں کہ یہ لوگ نصاریٰ سے بھی کفر میں بدتر ہیں تمام رشتے ناطے ٹوٹ گئے۔ بھائیوں نے بھائیوں کو اور باپوں نے بیٹوں کو اور بیٹوں نے باپوں کو چھوڑ دیا اور ایسا طوفان فتنہ کا اٹھا کہ گویا ایک زلزلہ آیا جس سے آج تک ہزاروں خدا کے نیک بندے اور دین اسلام کے عالم اور فاضل اور متقی کافر اور جہنم ابدی کے سزاوار سمجھے جاتے ہیں۔!!!

تیسرا فتنہ۔ جو تیسرے درجہ پر ہے آریوں کا فتنہ ہے جو ایک چمکدار نشان کے ساتھ ہوا اور یہ فتنہ اس لئے تیسرے درجہ پر ہے کہ باوجود سخت بلوہ کے اس کے ساتھ فتح کا نمایاں نشان تھا۔ یہ سچ ہے کہ اس میں ہندوؤں کا بڑا شور و غوغا ہوا اور بار بار قتل کرنے کی دھمکیاں دیں اور گالیوں سے بھرے ہوئے خط بھیجے۔ کئی اخباروں میں حد سے زیادہ سخت گوئی کی گئی اور پھر آخر گورنمنٹ کی معرفت خانہ تلاشی کرائی گئی مگر باوجود ان سب باتوں کے فتح کا جھنڈا ہمارے ہاتھ میں رہا۔ وہ معاہدہ جو لیکھرام کے ساتھ مذہبی آزمائش کیلئے بذریعہ آسمانی نشان کے کیا گیا تھا اس کی رو سے ہمارے مولیٰ کریم نے ہندوؤں پر ہماری ڈگری کر کے بڑی صفائی سے ہمیں فتح دی اور جیسا کہ پہلے سے براہین احمدیہ میں یہ الہام تھا کہ **اگر خدا ایسا نہ کرتا یعنی ایسا**

چمکدار نشان نہ دکھاتا تو دنیا میں **اندھیر پڑ جاتا**۔ ایسا ہی خدا نے اپنے ان تمام ارادوں کو پورا کیا۔ لیکھرام کیا مرا ﴿۲۱﴾
تمام آریوں کو مار گیا۔ اسلام کا بول بالا ہوا۔ اور ہندو خاک میں مل گئے۔ بڑی عزت کے ساتھ میدان ہمارے ہاتھ رہا۔ اور ثابت ہو گیا کہ خدا وہی خدا ہے **جو اسلام کا خدا اور قرآن کا نازل کرنے والا ہے**۔ اب اس کے ساتھ اگر ہمیں گالیاں دی گئیں۔ اگر ہمیں قتل کرنے کیلئے ڈرایا گیا۔ اگر ہمارے گھر کی تلاشی کرائی گئی تو اس خوشی کے مقابل یہ تمام غم کچھ چیز نہیں ہیں بلکہ اس فتنہ سے ایک اور پیشگوئی پوری ہوئی جو ابھی ہم بیان کریں گے اور لیکھرام کے مرنے سے دشمن کا منہ کالا تو ہو چکا تھا مگر ہمارے گھر کی تلاشی نے اور بھی انکے مکروں پر خاک ڈال دی۔ **اور جھوٹ کا ناک بڑی صفائی سے کاٹا گیا!**

یہ تین فتنے ہیں جو براہین کے زمانہ سے آج تک ہمیں پیش آئے۔ اور یہ ایسے کھلے کھلے وقوع میں آئے ہیں کہ میں یقین رکھتا ہوں کہ ہمارے ملک کا ہر ایک شخص جو انسان کہلانے کا حق رکھتا ہے ان تینوں فتنوں سے بخوبی واقف ہے۔ اب تنقیح طلب یہ امر ہے کہ آیا یہ تین فتنے براہین احمدیہ میں ذکر کئے گئے ہیں یا نہیں۔ سو میں روز روشن کی طرح دیکھتا ہوں کہ یہ تینوں فتنے پادریوں کے فتنہ سے لے کر چمکدار نشان کے فتنہ تک براہین احمدیہ میں ذکر کئے گئے ہیں۔ بلکہ ہر ایک ذکر کے وقت فتنہ کا لفظ بھی موجود ہے۔ سو اب ایک پاک دل اور پاک نظر لے کر مندرجہ ذیل عبارتوں کو پڑھو جو براہین احمدیہ سے نقل کر کے میں اس جگہ لکھتا ہوں اور وہ یہ ہیں:

پہلا فتنہ۔ صفحہ ۲۴۱ براہین احمدیہ ولن ترضی عنک الیھود ولا النصارٰی۔ و خرقوا لہ بنین و بنات بغیر علم۔ قل ھو اللّٰہ احد اللّٰہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد۔ و یمکرون و یمکر اللّٰہ واللّٰہ خیر الماکرین **الفتنۃ ھٰھنا فاصبر کما صبر اولوالعزم** و قل ربّ ادخلنی مدخل صدق۔ ترجمہ یعنی یہود تجھ سے راضی نہیں ہوں گے۔ یہود سے مراد اس جگہ یہود صفت مولوی ہیں جن کا ذکر براہین میں اس سے پہلے صفحہ میں ہے۔ اور پھر فرمایا کہ نصاریٰ بھی تجھ سے راضی نہیں ہوں گے یعنی پادری۔ اور فرمایا کہ انہوں نے نادانی سے خدا کے بیٹے اور بیٹیاں بنا رکھی ہیں۔ ان پادریوں کو کہہ دے کہ خدا ایک ہے۔ وہ ذات بے نیاز ہے۔ نہ کوئی اس کا بیٹا اور نہ وہ کسی کا بیٹا اور نہ کوئی اس کا ہم جنس (یہ اس مباحثہ کی طرف اشارہ ہے جو تثلیث اور توحید کے بارے میں ڈاکٹر مارٹن کلارک کی کوٹھی پر بمقام امرتسر پیشگوئی سے چند روز پہلے کیا گیا تھا) اور پھر فرمایا کہ یہ عیسائی تجھ سے ایک مکر کریں گے اور خدا بھی ان سے مکر کرے گا۔ یعنی

﴿۲۲﴾ اوّل ان کو دلیر کر دے گا اور پھر ذلت پر ذلت پہنچائے گا۔ اور پھر فرمایا کہ خدا بہتر مکر کرنے والا ہے۔ اور پھر فرمایا کہ اس وقت پادریوں کی طرف سے ایک فتنہ ہوگا اور وہ ایک پُر جوش بلوہ کی صورت میں تکذیب کریں گے۔ سو اس فتنہ کے وقت صبر کر جیسا کہ اولوالعزم نبی صبر کرتے رہے اور دعا کر کہ خدایا میرا صدق ظاہر کر۔ ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ مکر سے مراد وہ لطیف اور مخفی تدبیر ہے جو دشمن کو ذلیل یا معذب کرنے کیلئے خدا تعالیٰ کی طرف سے ظہور میں آتی ہے۔ بعض وقت نادان دشمن ایک جھوٹی خوشی سے مطمئن ہو جاتا ہے مگر خدا کی مخفی تدبیر جو دوسرے لفظوں میں مکر کہلاتی ہے اسے کہتی ہے کہ اے نادان کیوں خوش ہوتا ہے دیکھ تیری ذلت کے دن نزدیک آرہے ہیں تب تیری خوشی غم سے مبدّل ہو جائے گی۔ غرض یہ پہلا فتنہ ہے جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں لکھا گیا اور میرے پر گذر چکا۔

دوسرا فتنہ وہ ہے جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۰ میں مذکور ہے اور وہ یہ ہے۔ **و اذ یمکر بک الذی کفر اوقد لی یا ھامان لعلی اطلع علٰی الٰہ موسٰی و انی لاظنّہ من الکاذبین. تبّت یدا ابی لھب و تب ما کان لہ ان یدخل فیھا الا خائفا. وما اصابک فمن اللّٰہ الفتنۃ ھٰھنا فاصبر کما صبر اولوالعزم. الا انھا فتنۃ من اللّٰہ لیحب حبّا جمّا. حبّا من اللّٰہ العزیز الاکرم عطاء ا غیر مجذوذ** ۔ یعنی یاد کر وہ زمانہ جب ایک مکفر تجھ سے مکر کرے گا جو تیرے ایمان سے انکاری ہے اور کہے گا اے ہامان! میرے لئے آگ بھڑکا (یعنی تکفیر کی آگ بھڑکا۔ ہامان سے مراد نذیر حسین دہلوی ہے) میں چاہتا ہوں کہ موسیٰ کے خدا پر اطلاع پاؤں کیونکہ میں خیال کرتا ہوں کہ وہ جھوٹا ہے۔ ہلاک ہو گیا ابولہب اور اس کے دونوں ہاتھ ہلاک ہو گئے (جن سے کفر کا فتویٰ لکھا) اس کو نہیں چاہئے تھا کہ اس تکفیر کے کام میں دخل دیتا☆ اور جو کچھ تجھے پہنچے گا وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اس جگہ ایک فتنہ ہوگا۔ پس صبر کر جیسا کہ اولوالعزم نبیوں نے صبر کیا۔ یاد رکھ کہ یہ فتنہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوگا۔ تا وہ تجھے حد سے زیادہ دوست رکھے۔ دیکھ یہ کیسا مرتبہ ہے کہ خدا کسی کو دوست رکھے۔ وہ خدا جس کا نام عزیز اکرم ہے۔ یہ وہ بخشش ہے جو کبھی منقطع نہیں کی جائے گی۔ ﴿۲۳﴾

☆ فرعون سے مراد محمد حسین ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک کشف ظاہر کر رہا ہے کہ وہ بالآخر ایمان لائے گا۔ مگر مجھے معلوم نہیں کہ وہ ایمان فرعون کی طرح صرف اس قدر ہوگا کہ **آمنت بالذی آمنت بہ بنو اسرائیل** یا پرہیز گار لوگوں کی طرح۔ واللّٰہ اعلم۔ منہ

اس فتنہ میں صاف لفظ **کفر** کا موجود ہے جس سے سمجھا جاتا ہے کہ یہ کسی مکفر کی طرف سے فتنہ ہوگا۔ **کفر** پڑھنا بھی جائز ہے جس کے یہ معنے ہوں گے کہ ہمارے ایمان سے منکر۔ دونوں لفظوں کا مآل ایک ہی ہے۔ غرض یہ لفظ **کفر** باب تفعیل سے ہے اور برعایت معنی مذکور ثلاثی مجرد بھی ہوسکتا ہے۔ الہام دونوں طور پر ہے اور بعد کا یہ فقرہ کہ اس کو نہیں چاہئے تھا جو اس فتنہ تکفیر میں دخل دیتا۔ یہ فقرہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ شخص علم و فضیلت کا دعویٰ رکھتا ہوگا یعنی مولوی کہلائے گا۔ پس جس شان کا اس کو دعویٰ تھا اس سے بہت بعید تھا کہ ایسا فاسقانہ کام کرتا۔ غرض یہ دوسرا فتنہ ہے جو دوسرے درجہ پر ہے جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۰ میں نہایت صاف شرح سے مندرج ہے۔

تیسرا فتنہ۔ چمکدار نشان کا فتنہ ہے جو براہین کے صفحہ (۵۵۶) و (۵۵۷) میں کمال صفائی سے لکھا ہوا ہے وہ یہ ہے۔ **یا عیسٰی انّی متوفیک و رافعک الیّ و جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الٰی یوم القیامة۔ ثلّة من الاوّلین و ثلّة من الآخرین** ۔ ترجمہ یعنی اے عیسیٰ میں تجھ کو طبعی موت سے وفات دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا اور تیرے تابعین کو ان لوگوں پر قیامت تک غلبہ بخشوں گا۔ جو تیرے منکر ہیں اور تابعین کا ایک گروہ پہلا ہوگا اور ایک گروہ بعد میں ہو جائے گا۔ یہ خدا کا تسلی آمیز کلام اس وقت حضرت عیسیٰ پر اترا تھا جبکہ وہ نہایت گھبراہٹ میں تھے اور ان کو ایسی موت کی دھمکی دی گئی تھی جو جرائم پیشہ لوگوں کیلئے خاص ہے یعنی صلیب کی دھمکی جو لعنتی موت ہے اور یہی الہام اور یہی وعدہ اس عاجز کو ہوا جس سے یہ سمجھا جاتا تھا کہ یہی ابتلا اس عاجز کو پیش آئے گا اور یہی انجام ہوگا۔ **اسی بنا پر اس عاجز کا نام عیسیٰ رکھا گیا اور وعدہ دیا گیا کہ میں تجھے طبعی وفات دوں گا۔** اور عزت کے ساتھ اٹھاؤں گا۔

غرض اس الہام کے اندر یہ مخفی پیشگوئی ہے کہ حضرت عیسیٰ کی طرح اس عاجز کے دشمن بھی قتل کرنے کیلئے منصوبے کریں گے اور جرائم پیشہ کی موت یعنی پھانسی کیلئے تدبیریں عمل میں لائیں گے مگر ان ارادوں کی تکمیل میں ناکام رہیں گے۔ غرض عیسیٰ کا نام اس عاجز پر اطلاق کرنے سے اس وجہ تسمیہ کی طرف اشارہ ہوا کہ اسی طور پر جیسا کہ حضرت عیسیٰ کی اس موت کیلئے جو جرائم پیشہ کی موتیں ہوتی ہیں تجویزیں اور تدبیریں کی گئیں اس جگہ بھی ایسا ہی وقوع میں آئے گا۔

پھر آگے دوسرے الہامات میں جو اس کے بعد ہیں جن میں صریح اشارہ فرمایا گیا ہے کہ یہ کب اور کس وقت ہوگا اور اس قسم کے ارادے اور قتل کے منصوبے کس زمانہ میں ہوں گے اور اس سے پہلے کیا علامتیں ظاہر

﴿۲۴﴾ ہوں گی۔ اور وہ الہام یہ ہے جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۵۷ میں ہے **میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔** **الفتنة ھٰھنا فاصبر کما صبر اولو العزم. فلمّا تجلّٰی ربّہ لِلجَبَل جعلہ دکّا۔**

ان الہامات میں صاف فرما دیا کہ وہ قتل کے منصوبے اس وقت ہوں گے جبکہ ایک چمکدار نشان ظاہر ہوگا۔ اسی وجہ سے ان منصوبوں کا نام آخیر کے الہام میں فتنہ رکھا۔ اور فرمایا کہ اس جگہ ایک فتنہ ہوگا پس اولوالعزم نبیوں کی طرح صبر چاہئے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ آخر وہ فتنہ نابود ہو جائے گا۔

یہ تین ۳ فتنے ہیں جن کا براہین میں ذکر ہوا اور یہ تینوں ظہور میں بھی آ گئے۔ چمکدار نشان کا فتنہ صرف زبانی شور و غوغا تک محدود نہیں رہا بلکہ ۸ر اپریل ۱۸۹۷ء کو ہمارے گھر کی تلاشی بھی ہوگئی۔ تا وہ پیشگوئی پوری ہو جو عیسٰی کا نام رکھنے میں مخفی تھی۔ اب جیسا کہ براہین احمدیہ کے پڑھنے سے ان تین فتنوں کی خبر ملتی ہے۔ ایسا ہی اگر کوئی ہماری سوانح کا وہ نسخہ پڑھے جو براہین کے وقت سے اس وقت تک مکمل ہوا۔ تب بھی اس کو ماننا پڑتا ہے کہ خارج میں بھی تین ہی فتنے ظہور میں آئے۔ اس تحقیقات سے نہ صرف وہ پیشگوئی جو لیکھرام کی نسبت کی گئی تھی ان تائیدی ثبوتوں سے مضبوط ہوتی ہے بلکہ آتھم کی نسبت جو پیشگوئی کی گئی تھی وہ بھی ایسی کھل جاتی ہے جیسا کہ دن چڑھ جاتا ہے۔ غرض ان تینوں فتنوں پر نظر غور ڈال کر خدا کی قدرت کاملہ کا پتہ لگتا ہے یہ ایک ایسا مقام ہے کہ اس کو یونہی بیہودہ باتوں سے ٹالنا نہیں چاہئے بلکہ پوری توجہ کے ساتھ اس میں غور کرنی چاہئے۔ بلاشبہ ایک طالب حق کی پاک روح اور پاک کانشنس اس مقام سے اطلاع پا کر بہت سے حجابوں سے نجات پا سکتی ہے اور بیشک اس جگہ طبعًا یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر آتھم اور لیکھرام کی نسبت پیشگوئی خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں تھی بلکہ کوئی اتفاقی امر تھا تو کیونکر یہ دونوں پیشگوئیاں آج سے سترہ برس پہلے براہین احمدیہ میں لکھی گئیں؟ اس بات سے کوئی منصف کہاں اور کدھر بھاگ سکتا ہے کہ جیسا کہ خارجی واقعات سے تین فتنوں کا نشان ملتا ہے ایسا ہی براہین احمدیہ

بھی ان تینوں فتنوں کی خبر دیتی ہے۔ ﴿۲۵﴾
اب کیا یہ شہادتیں بہت سے قرائن کے ساتھ مضبوط ہو کر اس درجہ تک نہیں پہنچ گئیں جس کو قطعی اور یقینی کہتے ہیں؟ اور کیا یہ ستّرہ برس کا ممتد سلسلہ الہامات کا جو ہمارے زمانہ سے اس غیر متعلق زمانہ تک جا پہنچتا ہے جہاں منصوبہ بازی کی قلم بکلی ٹوٹ جاتی ہے پوری تسلی پانے کے لئے کافی نہیں ہے؟ کیا اب بھی کوئی شبہ باقی ہے جس پر کوئی وہمی طبیعت کا آدمی زور دے سکتا ہے؟ اور یہ کہنا کہ لیکھرام میعاد کے پانچویں برس میں مرا چھٹے برس میں نہیں مرا۔ کیا اس اعتراض سے زیادہ کوئی اور حماقت بھی ہوگی؟ ایسے معترض نے کہاں سے اور کس سے سن لیا کہ الہام میں چھٹے سال میں مرنا شرط ضروری تھا۔ یہ الہام تو صاف لفظوں میں بتلا رہا ہے کہ خدا تعالیٰ نے موت کے خاص وقت کو مخفی رکھ کر چھ برس کے عرصہ کا نشان دے دیا تھا کہ اس مدت میں جس وقت ارادۂ الٰہی ہوگا لیکھرام کو ہلاک کیا جائے گا۔ کیا خدا پر یہ ممتنع ہے کہ کوئی امر اپنی مصلحت سے مخفی رکھے اور کوئی امر ظاہر کرے۔ ایسے بیہودہ اعتراض صرف اس بیوقوف کے مونہہ سے نکل سکتے ہیں جس کو الٰہی پیشگوئیوں کی فلاسفی کی خبر نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ دنیا میں جس قدر نبیوں کی معرفت پیشگوئیاں ظہور میں آئیں ان میں یہ منظور رہا ہے کہ کسی قدر پیشگوئی کے ظہور کے وقتوں کو پوشیدہ بھی رکھا جائے۔ سو اکثر سنت الٰہی اس طرح پر واقع ہے کہ ایک بات کے ہونے کے لئے ایک حد مقرر کر دی جاتی ہے۔ آئندہ خدا کا اختیار ہے چاہے تو اس حد کے پہلے حصہ میں ہی اس بات کو پوری کر دے اور چاہے تو آخری حصہ میں پوری کرے اور چاہے کوئی حد نہ لگائے۔ اور کوئی میعاد بیان نہ فرمائے۔ خدا کی کتابوں میں صدہا ایسی پیشگوئیاں پاؤ گے جن کے ظہور کا
﴿۲۶﴾ کوئی وقت نہیں بتلایا گیا۔ یہ نہایت صاف بات ہے کہ اگر خدا تعالیٰ ایک وعدہ فرمائے کہ اس عرصہ تک ایک کام جس وقت چاہوں کر دوں گا۔ تو کیا انسان اس پر اعتراض کر سکتا ہے کہ ایک خاص وقت کیوں نہیں بتلایا؟ ہاں اگر خدا تعالیٰ ایک میعاد مقرر کر کے صاف لفظوں میں یہ فرمائے کہ جب تک یہ کل میعاد گذر نہ جائے اور اس کا آخری منٹ یا آخری سیکنڈ نہ پہنچے تب تک

یہ پیشگوئی ظہور میں نہیں آئے گی۔ تو اس صورت میں ضروری ہوگا کہ اس میعاد کے آخری سیکنڈ میں پیشگوئی کا ظہور ہو۔ لیکن جبکہ خدا اپنی مصلحت سے ایک میعاد مقرر کر کے یہ ظاہر فرمائے کہ اس میعاد کے اندر اندر جس حصہ میں مَیں چاہوں گا۔ فلاں کام کروں گا تو ایسی پیشگوئی پر اعتراض کرنا خدا تعالیٰ کے تمام کارخانہ پر اعتراض ہے اور لیکھرام کے متعلق کی پیشگوئی میں ایک یہ بڑی عظمت ہے کہ اس میں صرف میعاد چھ[۶] سال کی نہیں بتلائی گئی بلکہ یہ بھی تو بتلایا گیا تھا کہ وہ ایسے دن میں اپنی سزا کو پہنچے گا جو عید کے دن سے ملا ہوا ہوگا۔

چنانچہ لیکھرام کا نام **گوسالہ سامری** اسی لئے رکھا گیا کہ گوسالہ عید کے دن جلایا گیا تھا۔ اور صریح الہام میں بھی عید کا دن آ گیا۔ اور ایسا شہرت پا گیا جو صدہا ہندوؤں میں وہ الہام مشہور ہو گیا۔ اور الہام اور کشف نے صاف لفظوں میں یہ بھی بتلا دیا کہ وہ ہیبت ناک موت ہوگی اور قتل کے ذریعہ سے وقوع میں آئے گی۔ اور کشف نے اس بات کی طرف بھی اشارہ کیا کہ موت کا دن اتوار اور رات کا وقت ہوگا۔

اب دیکھو اس پیشگوئی میں کس قدر اعلیٰ درجہ کی غیب کی باتیں بھری ہوئی ہیں۔ اب کیا یہ صحیح نہیں کہ اگر ان تمام امور کو بہ ہیئت مجموعی اور بنظر یکجائی دیکھا جائے اور براہین کی پیشگوئی کو بھی ساتھ ملایا جائے تو بیشک یہ ضروری نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ پیشگوئیاں فوق العادت اور بالکل انسانی طاقتوں سے برتر ہیں۔ ہاں اگر کسی انسان کو یہ قوت حاصل ہے کہ ایسا دقیق در دقیق غیب بیان کر سکے اور ان امور کی سترہ ۱۷

برس پہلے خبر دے جو بیان کرنے کے زمانہ میں معدوم کی طرح ہوں تو ایسے انسان کو بطور نظیر ﴿۲۷﴾
پیش کرنا چاہئے۔ اور اس کے واقعات معائنہ کے طور پر دکھلانے چاہئیں اور صرف پرانے
کرم خوردہ قصے اس جگہ کام نہیں آئیں گے۔

نداریم اے یار با نسیہ کار اگر قدرتت ہست نقدے بیار

آپ سن چکے ہیں کہ براہین احمدیہ میں صاف طور پر یہ پیشگوئیاں دکھلائی گئی ہیں۔
پس یہ سلسلہ وار شہادتیں کیونکر ٹوٹ جائیں گی؟

چونکہ بعض ظالم مولوی جیسا کہ محمد حسین بٹالوی☆ میری دشمنی کے لئے اسلام پر
حملہ کرنا چاہتے ہیں اور وہ نشان جو اس دین کی سچائی پر گواہی دینے کے لئے آسمان سے نازل
ہوئے ہیں ان کو مٹا دینا ان لوگوں کا مقصود ہے اس لئے یہ **استفتاء** قوم کے معزز اہل نظر کی

☆ اس شیخ دشمن حق کا یہ بھی میرے پر افترا ہے کہ اور بھی بعض پیشگوئیاں جھوٹی نکلیں۔ ہم بجز
اس کے کیا کہیں کہ لعنة اللّٰہ علی الکاذبین۔ ہم شیخ مذکور کو فی پیشگوئی ۱۰۰ سو روپیہ نقد دینے
کو تیار ہیں اگر وہ ثابت کر سکے کہ فلاں پیشگوئی خلاف واقعہ ظہور میں آئی۔ مگر کیا وہ یہ بات
سن کر تحقیقات کے لئے درخواست کرے گا؟ نہیں اس کو نخوت نے اندھا کر دیا۔ مجھے معلوم
ہوا ہے کہ یہ شخص نہایت درجہ کا مفسد اور دشمن حق ہے اس کو اسلام سے کچھ خاص دشمنی ہے
اس کا دل نہیں چاہتا کہ اس پُر آشوب چشم زمانہ میں اسلام کی عزت اور شوکت اور بزرگی ظاہر ہو۔
مگر یہ اس ارادہ میں **ناکام رہے گا۔ میری بات سن رکھو! اب سے خوب یاد
رکھو کہ خدا بہت سے نشان دکھائے گا۔ نہیں چھوڑے گا جب تک ایسے
لوگوں کو ذلیل کر کے نہ دکھلائے۔** منہ

﴿۲۸﴾ خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔تمام واقعات اور شہادتیں ہم نے صحیح صحیح لکھ دیئے ہیں اور کتابیں جن سے لکھے گئے ہیں مدت سے شائع شدہ ہیں۔ ہر ایک اہل الرائے معزز اگر اصل کتابوں کو دیکھنا چاہے تو ہم سے طلب کرسکتا ہے اس لئے ہم معزز اہل الرائے صاحبوں کی خدمت میں ملتمس ہیں کہ وہ اللہ جَلَّ شانہٗ اور اس کے رسول کی عظمت اور عزت کیلئے اس فتویٰ کو جو روئداد موجودہ سے پیدا ہوتا ہے کہ کاغذات منسلکہ رسالہ ھٰذا پر لکھ کر اور اپنی اور دوسروں کی گواہی ان پر ثبت فرما کر گم گشتہ لوگوں پر احسان فرماویں اور ایسی تحریریں بذریعہ خط ہمارے پاس بھیج دیں کہ وہ سب مجموعہ کے طور پر چھاپ دی جائیں گی اور میں جانتا ہوں کہ اس بارے میں معزز اہل الرائے کی شہادتیں بڑے جوش سے ہر ایک طرف سے آئیں گی اور سچے ایماندار اس گواہی کو جس میں اسلام کی شان ظاہر ہوتی ہے کبھی پوشیدہ نہیں کریں گے۔ مگر کمینہ طبع ذلیل خیال دنیا پرست۔ سو ایسے لوگ یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو سچی گواہی کو چھپائے گا اس کا دل خدا کا گناہ گار ہے۔ جہاں تک میں دیکھتا ہوں سرکاری عہدہ داروں کو بھی کوئی قانون ایسی سچی گواہی سے نہیں روکتا جس میں جائز طور پر سچائی کی مدد ہو۔ انسان میں سچائی کی حمایت بڑی عمدہ صفت ہے۔ ہم کیسی ہی دنیا کی عزت اور وجاہت پاویں خدا کے پنجہ سے باہر نہیں جاسکتے۔ میرا تجربہ ہے کہ اس زبردست حاکم کا لحاظ نہ رکھنا اور سچی گواہی کو چھپانا اپنے لئے ذلت کی مار خریدنا ہے۔ جو شخص ایسی صاف صاف روئداد کو دیکھ کر پھر سچی گواہی سے پہلو تہی کرے گا اس کی نسبت ہمیں کم سے کم یہ اعتقاد رکھنا پڑے گا کہ یہ شخص خدا اور دین اور رسول مقبول کی حمایت عزت سے لاپرواہ ہے۔ لیکن اگر وہ سچی گواہی دے گا تو ہم احکم الحاکمین کے آگے اس کے دین و دنیا کی مرادوں کیلئے دعا کریں گے اور ہم کیا مانگتے ہیں؟ صرف **سچی گواہی**

مبادا دل آں فرو مایہ شاد   کہ از بہر دنیا دہد دین بباد

میرا ارادہ ہے کہ ان باتوں کو انگریزی میں ترجمہ کرا کر یورپ کے اہل النظر لوگوں کے سامنے بھی پیش کروں کیونکہ ان میں فطرتاً سچائی کی حمایت کے لئے بڑی جرأت پائی جاتی ہے۔ بشرطیکہ ایک سچائی کا فی الواقع سچا ہونا سمجھ لیں۔ مگر اول میں اپنے قومی بھائیوں کے سامنے یہ اپیل پیش کرتا ہوں اور ان کو اس مردانہ شہادت کے ادا کرنے کا موقعہ دیتا ہوں جس سے دنیا کے اخیر تک عزت کے ساتھ نیک مردوں کی فہرست میں ان کا نام درج رہے گا۔

الراقم میرزا غلام احمد قادیانی۔ ۱۲؍ مئی ۱۸۹۷ء

نمبر شمار	نام مصدق نشان متعلق لیکھرام	سکونت معہ دیگر پتہ بقید ضلع	عبارت تصدیق

نمبر شمار	نام مصدق نشان متعلق لیکھرام	سکونت معہ دیگر پتہ بقید ضلع	عبارت تصدیق

اس طرح کا ایک اور ورق بھی لکھا ہوا ہے۔ شمس

تعداد ۷۰۰

حجۃ اللہ

مطبوعہ مطبع ضیاء الاسلام

قادیان دارالامن والامان

۲۴ ذی الحجہ

سنہ ۱۳۱۴ ھ

قیمت ۸/

اَلإعلانُ فاسمعوا يا أَهل العُدُوَان

أيّهـا النّاظرون اعلَمُوا، رحِمكم اللّٰه ورزَقكم رزقًا حسنًا من التفضّلات الجليّة والألـطاف الخفيّة، أنّ هذه رسالتى قد تمّت بالعناية الإلٰهيّة محفوفةً بالأسرار الأنيقة الـرّبّـانية، ومشتـمـلةً عـلٰى محاسن الأدب، والمُلَح البيانيّة؛ فكأنّها حديقة مُخضرّة، تُـغـرّد فيها بلابل على دوحة الصفاء ، وتُصبى ثمراتها قلوب الأدباء .ومَن أمعنَ فيها بإخلاص النيّة، وصدق الطويّة، فلا شكّ أنه يُقرّ بفصاحة كلماتها، وبراعة عباراتها، ويُـقـرّ بـأنهـا أعـلى وأملح من التدوينات الرسميّة، وعليها طلاوة أكثر من المقالات الإنسَانيّة .وأمّـا الـذى جُبِلَ على سيرة الـنـقـمة والـعـناد، فيجحد بفضلها ويترک متـعـمّـدًا طريق القسط والسّداد، ولو كانت نفسه من المستيقنين .فنحن نُقبِل الآن عـلـى زُمـر تـلـک الـمـنـكرين، ولقد وعيتَ أسماء هم فيما سَبَقَ مِن ذكر المكفّرين والمكذّبين ..أعنى شيخ "البَطالة "وأمثـاله من المفسّقين الفاسقين .فليُناضلونى فى هـذا ولـو متـظـاهـريـن بـأمثـالهـم، وليبـرهـنوا على كمالهم، وإلا كشفتُ عن سبّهم وأخـزيتهم فى أَعين جُهّالهم .ومـن يـكتب منهم كتابا كمثل هٰذه الرسالة، إلى ثلا ثة أشهـر أو إلـى الأربعة، فـقـد كـذّبـنـى صـدقًا وعدلًا، وأثبتَ أنى لستُ من الحضرة الأحدية .فهل فى الحيّ حيٌّ يقضى هذه الخطّة، ويُنجّى مِن التفرقة الأمّةَ؟ وليستظهرُ بـالأدباء إن كان جاهلا لا يعرف طرق الإنشآء ، وليعلم أنه من المغلوبين .وسيذهب الـلّٰـه ببـصـره ببـرق مـن السّـمـاء ، فيُعْشِيه كما يُعشِى الهجيرُ عينَ الحِربآء ، ويُطفأُ وطيـسَ الـمفترين .أيهـا الـمـكذّبون الكذّابون! مـا لـكـم لا تـجيئون ولا تناضلون، وتدعون ثم لا تُبارِزون؟ ويلٌ لكم ولما تفعلون يٰمعشر الجٰهلين.

المُعْلِنُ غلام احمد القاديَانى

۲۶ / مئی ۱۸۹۷ء

ضمیمہ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ حجّةُ اللّٰه ﴿۱﴾

نحمده و نصلی علٰی رسوله الکریم

قُتِلَ الانسانُ ما اَکۡفره

أيها الناظرون، والأدباء المنقّدون ـ أنتم تعلمون أنی کتبتُ من قبل هذا کتبًا

اے بینندگان وادیبان در مغشوش وغیر مغشوش فرق کنندگان شما می دانید کہ من پیش ازیں چند کتابہا در عربی نوشتہ ام

اے دیکھنے والو اور کلام کے کھوٹے اور کھرے میں فرق کرنے والو تم جانتے ہو کہ میں نے پہلے اس سے چند کتابیں عربی

فی العربیة، وزیّنتُها کالبیوت المشیّدة المزدانة، ورأیتم أنها تحکی الدُرر

وآں کتاب ہا را چناں زینت دادم کہ خانہ ہا زینت دادہ و بلند کردہ میشوند وشما دیدہ اید کہ آن کتابہا

میں لکھی تھیں اور ان کتابوں کو میں نے ایسی زینت دی تھی جیسا کہ گھروں کو زینت دیا جاتا اور بلند کیا جاتا ہے۔اورتم نے

العمّانیة، وتحسی الدرر العرفانیّة .وکنتُ أتوقع أنّ العلماء یعُدّونها من

دُرہائے عمانی را میمانند وشیر ہائے معرفت مینوشانند ومن توقع میداشتم کہ علماء آں تالیف ہا را از

دیکھا ہے کہ وہ کتابیں موتیوں سے مشابہت رکھتی ہیں اور معرفت کا دودھ پلاتی ہیں اور میں امید رکھتا تھا کہ مولوی لوگ

الآیات، ویعقدون لِزَوری حبک النِّطاق بصحّة النیّات، وما زِلتُ أسلّی بالی

جملہ نشانہا خواہند شمرد۔ وبرائے دیدن من ازار بند پارچہ کمر خود بصحت نیت خواہند بست ومن ہمیشہ

ان کتابوں کو منجملہ نشانوں کے شمار کریں گے اور میرے دیکھنے کیلئے اپنی کمر کو صحت نیت کے ساتھ باندھیں گے اور میں ہمیشہ

بهذا الأمل، حتی وجدتُهم فاسدَ النیّة والعمل، وبدا أنّ فراستی قد أخطأتْ،

دل خود را بدین امید بے غم میکردم۔ تا آنکہ اوشان را نیت وعمل تباہ یافتم و ظاہر شد کہ فراست من

اس امید کے ساتھ دل کو تسلی دیتا تھا۔ یہاں تک کہ میں نے ان کو نیت اور کام میں خراب پایا اور ظاہر ہو گیا کہ میری

وأعین العلماء ما انفتحت، وتراءی الیأس وآثار الرجاء انقطعتْ، وبلغ الأمر

خطا کرد و چشمہائے علماء کشادہ نشدند ونومیدی ظاہر شد ونشان امید منقطع شدند۔ وکار بجائے رسید

فراست خطا گئی اور مولویوں کی آنکھیں نہیں کھلیں اور نومیدی ظاہر ہو گئی اور امید کی نشانیاں منقطع ہو گئیں اور اس حد تک

إلٰی حدٍّ أنّ الشیخ الذی هو للطالبین کسَدٍّ زریٰ علٰی مقالی، وتکلّم ﴿۲﴾
که شیخ بٹاله که برائے طالبان مثل دیوار مانع است ۔ بر کلام من عیب جوئی کرد ۔ و در
نوبت پہنچ گئی کہ شیخ بٹالہ جو طالبوں کے لئے ایک روک ہے میری کلام پر اس نے نکتہ چینی کی
فی أقوالی، وقال إنْ هو إلا قول رقیق وما هو بکلام جزلٍ، بل کسقطٍ
سخن من کلام کرد ۔ وگفت شک نیست که آں قول زشت است وکلامے خوب نیست ۔ بلکه
اورکہا کہ وہ قول رکیک ہے اچھا نہیں بلکہ
وهزلٍ، ولیس من غرر البیان، ولا من محاسن الکنایات والتبیان
سخن بے فائده وبیہوده است وبیانے واضح ومحاسن کنایات نیست
غلط اور بیہودہ ہے اور بیان واضح اور عمدہ کلام نہیں ہے
وکل ما رصّعتُ فی کتبی من الجواهر العربیّة، والنوادر الأدبیة،
وآں تمام جواہر عربیه ونوادر ادبیه
اور وہ تمام جواہر عربیہ اور نوادر ادبیہ اور لطائف
واللطائف البیانیة، والنکات المبتکرة المصبیة، أراد المفسدُ
ولطائف بیانیه ونکات دلکش که در کتاب خود نشانده بودم ۔ این مفسد
بیانیہ اور دلکش نکتے کہ میں نے اپنی کتابوں میں لکھے اس مفسد نے
المذکور أن یُطفی نورها، ویمنع ظهورها، ویجعل الناس
خواست که آں همه نور را منطفی کند وازظاہر شدن باز دارد ومردم را از
چاہا کہ ان کے نور کو بجھا دے اور ظاہر ہونے سے روکے اور لوگوں کو
من المنکرین أو المرتابین ومع ذٰلک ادّعی أنه فی الأدب رحیب
منکران یا شک کنندگان کند وبا یں همه دعوٰی کرد که او درعلم ادب فراخ دست
منکروں یا شک کرنیوالوں میں سے کردے ۔ اور پھر اس کے ساتھ یہ دعویٰ بھی کیا کہ وہ علم ادب میں
الباع، خصیب الرباع، ومن المتفرّدین وکذلک خدَع الناس
وبسیار مالدار است وازآناں ہست که متفرد ہستند وہمچنیں به تلبیس ہائے خود
فراخ دست اور بہت مالدار ہے اور ان لوگوں میں سے جو یگانہ ہوتے ہیں اور اسی طرح اپنی حق پوشی سے

بتلبيساته، وأضحك الأطفال بخزعبيلاته، وجاء بزور مبين ﴿۳﴾
مردم را فریب داد و بکار ہائے باطل خود اطفال را بخندانید و دروغ صریح آورد
لوگوں کو دھوکہ دیا اور اپنے باطل کاموں سے لڑکوں کو ہنسایا اور صریح جھوٹ
وجئنا بلؤلؤٍ رَطب فما استجاد، ونفَضنا عليه عجماتٍ
و ما مروارید تازہ آوردیم پس جید و خوب ندانست و برو درختہائے خرما فشاندیم
لایا۔ اور ہم تازہ موتی لائے پس اس نے ان کو اچھا نہ سمجھا اور ہم نے درخت کھجور
فما استحلى ثمارَنا وما أرَى الوداد، بل زاد بُخلًا وعنادًا كالمستكبرين.
پس بر ما را شیریں ندانست و دوستی نمود بلکہ در بخل و عناد ہمچو متکبراں زیادہ شد
اس پر جھاڑی پس اس نے ان کو شیریں خیال نہ کیا بلکہ متکبروں کی طرح بخل اور عناد میں
وقال إنّ كُتُبَ هذا الرجل مملوّة من الأغلاط والأغلوطات، ومُبعَّدة
وگفت کہ کتابہائے این شخص از غلطی ہا پر ہستند و از لطائف
بڑھ گیا۔ اور کہا کہ اس شخص کی کتابیں غلطیوں سے پر ہیں اور لطائف
من لطائف الأدب ومُلح المحاورات، وليست كماء مَعين. فما حَكَمَ
ادب و نمکینی محاورات دور داشتہ شدہ اند و ہمچو آب رواں نیستند پس بچیزے
ادب اور نمکینی محاورات سے خالی ہیں اور صاف پانی کی طرح نہیں ہیں۔ پس
بما وجب، بل أخفى الحق ومنع وحجب، وتصدّى لخدع العوام
حکم نکرد کہ واجب بود بلکہ حق را پوشیدہ کرد و از مردم باز داشت و برائے فریب دادن عوام پیش آمد
وہ بات نہ کی جو واجب تھی بلکہ سچ کو چھپایا اور لوگوں کو روکا اور عوام کو دھوکہ دیا
بعد ما شُغف بالكلام. وكان يعلم أنّ كتم الشهادة مأثمة، وتكذيب
بعد ز انکہ بکلام من فریفتہ شد و او میدانست کہ گواہی پوشیدہ کردن گناہ است ۔ و تکذیب
بعد اس کے کہ میری کلام پر فریفتہ ہوا۔ اور وہ خوب جانتا تھا کہ گواہی کا پوشیدہ کرنا گناہ ہے اور
الصادق معصية، ولكنه آثر الدنيا على الآخرة، والنفسَ الأمّارة
صادق معصیت است مگر او دنیا را بر آخرت اختیار کرد و نفس امّارہ را
صادق کی تکذیب معصیت ہے۔ لیکن اس نے آخرت کو چھوڑا اور دنیا کو اختیار کیا۔ اور نفس امارہ کو

﴿۴﴾ علّی الحضرة الأحدیّة. وأراد اللّٰہ أن یرفعہ فأخلدَ إلی الأرض

برحضرت احدیّت مقدم داشت۔ وخدا تعالیٰ خواست کہ او را بردارد پس او ہمچو فاسقاں سوئے

حضرت احدیت پر مقدم رکھا۔ اور خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اس کو اٹھاوے۔ پس وہ فاسقوں کی طرح

کالفاسقین. ولیس فی نفسہ جوھر من غیر تصلّفٍ کالنسوان، و

زمین میل کرد ودر ہر نفس او بجز لاف زنی ہمچو زنان و

زمین کی طرف جھک گیا۔ اور اس میں بجز لاف زنی کے اور بغرض دھوکہ زبان آرائی

خدع الناس بتزویق اللسان، وإنّہ من المزوّرین. یرید أن یُطفأ نورًا،

آراستن زبان برائے فریب دادن مردم ہیچ جوہرے نیست و او از دروغ آرایان است ارادہ

کرنے کے اور کوئی جوہر نہیں اور وہ جھوٹ کو آرائش دینے والوں میں سے ہے۔ ارادہ

ظلما وزورًا، ویزید الناس رھقًا وکفورًا، ویصرف عن

میکند کہ از ظلم و زور نور را بمیراند ومردم را در ظلم و کفران زیادہ کند وجاہلان را از حق

کرتا ہے کہ نور کو بجھادے۔ اور لوگوں کو ظلم اور کفران میں زیادہ کرے۔ اور حق سے

الحق قومًا جاھلین. وواللّٰہ إنّہ لا یعلم ما البلاغة وأفنانھا، وکیف

باز گرداند و بخدا کہ او نمی داند کہ بلاغت چیست و شاخہائے آن چیست و چگونہ

جاہلوں کو پھیر دے۔ اور بخدا وہ نہیں جانتا کہ بلاغت کسے کہتے ہیں اور اس کی شاخیں

یحق أداءھا وبیانھا، وما وصل مقامًا من مقامات فھم الکلام، و

حق بیان او ادا می تواند شد و از مقامات فہم کلام بہ ہیچ مقامے نرسیدہ۔ و

کیا ہیں۔ اور کیونکر اس کے بیان کا حق ادا ہوتا ہے اور فہم کلام کے مقامات میں سے کسی مقام تک

إن ھو کالأنعام، ومن المحرومین.

صرف مانند چارپایان و محرومان است۔

وہ نہیں پہنچا۔ اور صرف چارپایوں اور محروموں کی طرح ہے۔

فالأمر الذی یُنجّی الناس من غوائل تزویراتہ، وھباء

پس امرے کہ مردم را از دروغ گوئی او رہائی بخشد۔

پس وہ بات جو لوگوں کو اس کے جھوٹ سے نجات دے گی یہ ہے کہ

مقَاْ لا تہ، أن نعرض عليه كلامًا مِنّا وكلامًا آخر من بعض العرب ﴿۵﴾
این است کہ ما برو کلام خود و کلام دیگران از عرب عربا پیش کنیم
ہم اس پر اپنا کلام اور بعض دوسرے ادیب عربوں کا کلام پیش کریں۔ اور
العرباء ، ونلبس عليه اسمنا واسم تلك الأدباء ، ثم نقول أُنبئُنا
وبرد نام خود و نام آن ادیباں پوشیدہ داریم۔ بازبگوئیم کہ مارا خبردہ
اپنا اور ان کا نام اس پر پوشیدہ رکھیں۔ اور پھر اس کو کہیں کہ ہمیں بتلا
بقولنا وقول هؤلاء ، إن كنت في زرايتك من الصادقين.
کہ قول ما کدام است و قول ایناں کدام اگر در عیب گیری راست گو ہستی۔
کہ ان میں سے ہمارا کلام کونسا ہے اور ان کا کلام کونسا ہے اگر تو سچا ہے۔
فإن عرف قولي وقولهم وأصاب فيما نوَى، وفرّق كفلق الحبّ
پس اگر قول مرا و قول اوشاں راشناخت و درشناختن خطا نکرد۔ وچوں دانہ و خستہ آن
پس اگر اس نے میرا قول اور ان کا قول شناخت کرلیا اور گٹھلی اور دانہ کی طرح فرق کرکے
من النوىٰ، فنعطيه خمسين رُوفية صِلةً منّا
جدا کردہ نمود پس ما او را پنجاہ روپیہ بطور انعام یا
دکھلا دیا پس ہم اس کو پچاس روپیہ بطور انعام یا
أو غرامةً، ونحسب منه ذٰلك كرامةً، ونعُدّه من
تاوان خواہیم داد و درین کرامت او خواہیم شمرد و از ادباء
تاوان دیں گے۔ اور یہ اس کی کرامت سمجھی جائے گی۔ اور ہم اس کو ادباء
الأدباء الفاضلين، ونقبل أنه كان فيما زرَى من الصّادقين .
فاضل او را خواہیم شمرد و قبول خواہیم کرد کہ او در عیب گیری راست گو بود
فاضلین میں سے شمار کریں گے اور قبول کریں گے کہ وہ عیب گیری میں راست گو تھا
فإن كان راضيا بهذا الاختبار، ومتصدّيًا لهذا المضمار، فليُخبرُنا
پس اگر بدیں آزمایش راضی باشد و برائے این میدان طیار باشد پس باید کہ
پس اگر اس آزمایش کے ساتھ راضی ہو اور اس میدان کے لئے طیار ہو تو

﴿۶﴾ بنيّة صالحة كالأبرار، وليُشِعْ هذا العزم في الجرائد والأخبار،
ما را ہمچو نیکوکاران خبر دہد و ایں عزم را در اخبار ہمچو یقین کنندگان
بھلے مانسوں کی طرح ہمیں خبر دے۔ اور چاہئے کہ اس قصد کو اخباروں میں یقین کرنیوالوں کی طرح

كأهل الحق واليقين.
شائع کنانند۔
شائع کردے۔

وأمّا أنا فبعد اطّلاعي على ذٰلك الاشتهار، سأرسل إليه
مگر من پس بعد از اطلاع برین اشتہار چند ورق برائے امتحان سوئے
مگر میں پس میں اشتہار پر اطلاع پانے کے بعد چند ورق امتحان کے لئے

أوراقا للاختبار، ليحكم اللّٰه بيني وبين هذا الكفّار، وَهُوَ أحكم
او خواہم فرستاد تا کہ خداتعالیٰ درمن و او فیصلہ فرماید و خدا احکم
اس کی طرف بھیج دوں گا۔ تا کہ خداتعالیٰ مجھ میں اور اس میں فیصلہ کردیوے اور وہ احکم

الحاكمين. وإنّي أرىٰ مُذ أعوام، أنّ هذا الرجل لا يمتنع من الهذيان،
الحاکمین است و من از چند سال مے بینم کہ ایں شخص از بیہودہ گوئی بازنمے آید۔
الحاکمین ہے اور میں کئی برس سے دیکھ رہا ہوں کہ یہ شخص بیہودہ گوئی سے باز نہیں آتا

ولا يتّقي أَخْذَ اللّٰه الديّان، فألجأني بخله إلى هذا الامتحان.
و از مواخذہ خداتعالیٰ نمی ترسد پس بخل او مرا برائے ایں امتحان بے قرار کرد
اور خداتعالیٰ کے مواخذہ سے نہیں ڈرتا۔ سو اس کے بخل نے اس امتحان کے لئے مجھے مجبور کیا۔

فإن جاء المضمارَ وأثبت ما ادّعٰى، و مازَ كَلِمي من كلمات أخرى، فله ما
پس اگر در میدان آمد و آنچہ دعویٰ کرد ثابت نمود و کلمات مرا از کلمات دیگراں جدا کرد پس او را آں انعام
پس اگر میدان میں آیا اور جو دعویٰ کیا تھا اس کو ثابت کر دکھلایا۔ اور میرے کلموں کو دوسروں کے کلموں سے علیحدہ کر

سمع منّا ووعى، وإن شمّر ذيله وانثنى، وما طالبَنا ما وَعدنا
خواہم داد کہ از ما شنیدہ است و یاد داشتہ است و اگر دامن خود پیچید و برگشت و مطالبہ وعدہ ما نکرد
کے دکھلا دیا سو ہم اس کو وہ انعام دیں گے جو ہم سے سن چکا ہے اور اگر اپنا دامن سمیٹ لیا اور پھر گیا اور ہمارے وعدہ

وَمَا انبری، بل انساب ودخل جُحْرہ وانزوی، وما ترک التکذیب وما ﴿۷﴾
وپیش نیامد بلکہ برفت وداخل سوراخ خود شد وپوشیدہ گشت وتکذیب را ترک نہ کرد و باز نیامد۔ پس برائے
کا مطالبہ نہ کیا اور اپنے سوراخ میں داخل ہوگیا اور چھپ گیا اور تکذیب سے باز نہ آیا۔
انتھٰی، فإنّ لہ جھنّم لا یموت فیھا ولا یحییٰ، والسلام علی من اتّبع الھدیٰ .
او جہنم است کہ درو نہ زندہ خواہد ماند و نہ خواہد مرد۔ و سلام برآنکہ پیروی ہدایت کرد
پس اس کے لئے وہ دوزخ ہے کہ جس میں وہ نہ مرے گا نہ زندہ رہ سکے گا۔

المعلن

میرزا غلام احمد القادیانی

۲۶؍ مئی ۱۸۹۷ء

ایک گواہی

مفصلہ ذیل اشتہار ایک فقیر مجذوب نے جو سیالکوٹ میں قریب بارہ سال سے مقیم ہے ہمارے پاس شائع کرنے کے لئے بھجوایا ہے لہٰذا ہم اس جگہ اس کی نقل مطابق اصل بلفظہ کر دیتے ہیں اور وہ یہ ہے۔☆

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اشتہار واجب الاظہار

خدا کے فضل اور الہام سے۔ روح جناب رسول مقبول صلعم سے۔ روح کل شہدا سے۔ روح کل ابدالوں سے۔ روح کل اولیاء سے جو زمین پر ہیں۔ اور ان روحوں سے جو چودہ طبقوں کی خبر رکھتی ہیں۔ میں نے ان سب سے الہام اور گواہی پائی ہے کہ حضرت مرزا صاحب کو اللہ جلّ شانہٗ نے بھیجا ہے۔

☆ اس مجذوب کی اس نواح میں بہت عظمت اور شہرت ہے۔

﴿۸﴾ رسول مقبول کے دین میں سخت فتنے برپا ہوگئے۔ وہ حد درجہ کا ضعیف ہوگیا۔ ہزاروں ملعون فرقے جیسے نصاریٰ اور رافضی پیدا ہوکر لوگوں کی گمراہی کا باعث ہوئے۔ اس لئے مسیح موعود کو بھیجنے کی ضرورت ہوئی۔ اس وقت یہ جو خوفناک فتنے پیدا ہوئے ان کی اصلاح ایک بھاری نبی کا کام تھا۔ مگر چونکہ رسول مقبول کے بعد کوئی نبی نہیں آنا تھا خدا تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحب کو جو رسول مقبول کی دستار مبارک ہیں بھیجا۔ جو لوگ خیال کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ اس جسم سے زندہ آسمان پر اٹھائے گئے وہ جھوٹے ہیں کوئی آسمان پر موت کا مزہ چکھے بغیر اور جسم کے ساتھ نہیں گیا۔ اے علماء گدی نشینو! اے فقرا گدی نشینو! اے اہل بیت گدی نشینو! سن رکھو! عنقریب آسمان سے بڑی بھاری جلالی گواہی اس سلسلہ کی سچائی کی ظاہر ہونے والی ہے! خود خدا بڑے زور سے گواہی دے گا۔ پھر تم اس مخالفت میں بڑے ذلیل اور شرمندے ہوگے۔ یہ میرا اشتہار سچا ہے۔ یہ لوح محفوظ کی نقل ہے۔ میں دیکھتا ہوں اس مخالفت سے خدا تعالیٰ تم پر سخت ناراض ہے۔ رسول مقبول تم سے حد درجہ بیزار ہے۔

المشتہر

فقیر محمد۔ سیالکوٹ۔ برلب ایک۔ باغ بستی والا

۲۸ مئی ۱۸۹۷ء

ایک عمدہ تجویز

ارادہ ہے کہ حضرت اقدس جناب مسیح موعود کے وہ مضامین جو متفرق ہیں مثلاً اشتہارات مطبوعہ۔ قلمی خطوط اور وہ مضامین جو کسی غیر کے رسالہ یا کسی اخبار میں طبع ہوئے ایک جگہ جمع کر کے کتاب کی صورت میں طبع کئے جائیں۔ پس جس صاحب کے پاس ۱۸۹۶ء سے پہلے کا جو کوئی اشتہار (مطبوعہ) ہو اس کے عنوان۔ تاریخ۔ خلاصہ مضمون اور تعداد صفحہ سے اطلاع دیں تا کہ اگر دفتر میں وہ نہ ہو تو ان سے عاریتاً طلب کیا جائے۔ اور جس صاحب کے پاس حضرت اقدس کا کوئی خط جو نج کے معاملہ کی نسبت نہ ہو اور مفید عام ہو اس کی ایک نقل بلکہ وہ اصل خط ہی عاریتاً چند روز کیلئے بھیج دیں بعد نقل انشاء اللہ وانشاء صاحبہ واپس کیا جائے گا۔ یہ بھی واضح رہے کہ خریداران کی کافی درخواستیں بہم پہنچنے پر اس کتاب کی طبع کا انتظام ہوگا۔ پس شائقین ساتھ ہی درخواست خریداری ارسال فرماویں۔ خط و کتابت صاحبزادہ **سراج الحق صاحب** جمالی نعمانی کے نام ہونی چاہئے۔ فقط

المشتہر منظور محمد مہتمم کتب خانہ حضرت اقدس۔ منمقام قادیان دارالامان۔ یکم جون۔

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿۱﴾

الحمد للّٰہ و سلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی

سخن نزدم مَران از شہر یارے / کہ ہستم بردرے امّیدوارے
خداوندے کہ جان بخش جہان ست / بدیع و خالق و پروردگارے
کریم و قادر و مشکل کشائے / رحیم و مُحسن و حاجت برارے
فتادم بردرش زیر آنکہ گویند / برآید درجہان کارے زِ کارے
چوآن یارِ وفادار آیدم یاد / فراموشم شود ہر خویش و یارے
بغیر او چسان بندم دلِ خویش / کہ بے رویش نمے آید قرارے
دلم در سینۂ ریشم مجوئید / کہ بستیمش بدامانِ نگارے
دل من دلبرے را تخت گاہے / سرمن در رہِ یارے نثارے
چگویم فضل او برمن چگون ست / کہ فضل اوست ناپیدا کنارے
عنایت ہائے او را چون شمارم / کہ لُطفِ اوست بیرون از شمارے
مراکاریست با آن دلستانے / ندارد کس خبر زان کاروبارے
بنالم بردرش زِ انسان کہ نالد / بوقت وضع حملے باردارے
مرا باعشق او وقتے ست معمور / چہ خوش وقتے چہ خُرّم روزگارے
ثناہا گویمت اے گُلشن یار / کہ فارغ کردی از باغ و بہارے

﴿۲﴾

ذَبُّ الْمُفْتَرِین

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَنِی لَایُحَارِبُوْنَ اِلَّااللّٰہ فَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْن

بُردباری می کند زور آورے جاہلے فہمد کہ ہستم برترے

اس وقت میرے سامنے وہ کاغذ پڑے ہیں جن میں نام کے مسلمانوں نے مجھ کو گالیاں دی ہیں چنانچہ ان میں سے ایک عبدالحق غزنوی ہے جو اپنے اشتہار میں مجھے دجال ٹھہرا کر اپنے اشتہار کے عنوان میں لکھتا ہے کہ ضَرْبُ النّعال عَلٰی وَجْہ الدّجال یعنی اس دجال کے منہ پر جوتی مارتا ہوں۔ سو یہ تو اس نے سچ کہا کیونکہ درحقیقت وہ خود دجال ہے اور آسمان سے اسی کے منہ پر جوتی پڑی نہ کسی اور کے منہ پر۔ ابھی معلوم نہیں کہ کہاں تک اس کا سرزنش کیا جائے گا۔ ابھی تو جلسہ مذاہب سے اس وقت تک صرف دو آسمانی جوتے اس کے سر پر پڑے ہاں ضرب شدید سے پڑے جس سے کچھ ہڈیاں ٹوٹی ہوں گی۔ معلوم نہیں کہ کس وقت اس بدبخت نے یہ کلمہ منہ سے نکالا تھا کہ دعا کی طرح اس کے حق میں قبول ہوگیا۔ پھر اسی اشتہار میں یہ نادان میری نسبت لکھتا ہے کہ لعنت کا طوق اس کے گلے میں ہے۔ مگر اب اسے پوچھنا چاہئے کہ ذرا آنکھیں کھول کر دیکھے کہ کس کے گلے میں ہے؟ ذرہ سمجھ کر بولے کہ مذہبی جلسہ کے الہامی اشتہار نے کس کے منہ کو سیاہ کیا۔ لیکھرام کی موت نے کس کے گلے میں لعنت کا طوق ڈال دیا۔ بار بار یہ شخص آتھم کی پیشگوئی کی نسبت اعتراض کرتا ہے۔ جاہل کو اب تک سمجھ نہیں آتا کہ آتھم کی پیشگوئی☆ جیسا کہ الہام کے الفاظ اور الہام کی شرط تھی کامل صفائی سے پوری

☆ حاشیہ

آتھم کے حالات کے بارے میں جو کچھ انوارالاسلام میں چھپا تھا وہ پھر بطور مختصر فائدہ عام کیلئے لکھا جاتا ہے اور وہ یہ ہے۔

یہ بات بالکل سچ اور یقینی اور الہام کے مطابق ہے کہ اگر مسٹر عبداللہ کا دل جیسا کہ پہلے تھا ویسا ہی توہین اور تحقیر اسلام پر قائم رہتا اور اسلامی عظمت کو قبول کر کے حق کی طرف

ہوگئی۔شرط کے موافق خدائے کریم نے اس کی موت میں تاخیر ڈال دی اور پھر الہام کے موافق ﴿۳﴾
اس کو ساتویں مہینہ کے اندر مار دیا۔ چونکہ آتھم ڈرا اس لئے خدا نے اس کے معاملہ میں اپنی صفت رحم
کو دکھلایا اور لیکھرام نہیں ڈرا اس لئے خدا نے اس کے معاملہ میں اپنی صفت قہر کو دکھلایا۔ سو خدا نے
ان دونوں پیشگوئیوں سے اپنی **جمالی** اور **جلالی** صفات کا نمونہ دکھلا دیا اور ہر یک کی حالت کے
موافق معاملہ کیا۔ آتھم پیشگوئی کو سن کر تمام شوخیوں سے کنارہ کش ہوگیا۔ مگر لیکھرام نہ ہوا۔ آتھم
نے تمام مباحثات مسلمانوں سے چھوڑ دیئے۔ مگر اس نے ہرگز نہ چھوڑے۔ آتھم اس دن تک جو
میعاد کے دن پورے ہوئے مردہ کی طرح پڑا رہا اور روتا رہا۔ مگر یہ ہنستا اور ٹھٹھے کرتا رہا۔ اس نے شرم
دکھلائی مگر لیکھرام نے بے شرمی اور شوخی ظاہر کی۔ اور اس نے اپنا منہ بند کرلیا۔ اور لیکھرام نے
گالیوں سے اپنا منہ کھولا۔ اور خدا نے آتھم کی نسبت مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ اِطَّلَعَ اللّٰہُ عَلٰی
ھَمِّہٖ وَ غَمِّہٖ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّۃِ اللّٰہِ تَبْدِیْلًا ۔ یعنی خدا نے دیکھا کہ آتھم کا دل ہم وغم سے بھر گیا۔
اس لئے اس رحیم خدا نے تاخیر ڈال دی۔ اور پھر فرمایا کہ یہ کبھی نہیں ہوگا کہ خدا اپنی عادتوں کو بدل
لے۔ یعنی وہ ڈرنے والے کے ساتھ سختی نہیں کرتا۔ مگر لیکھرام نہ ڈرا اور اس کی بدقسمتی سے آتھم کا ڈرنا
اس کو دلیر کر گیا یہی وجہ ہے کہ آتھم کی نسبت خدا نے نرمی سے معاملہ کیا کیونکہ وہ نرم رہا۔ اور لیکھرام
سے سختی سے کیونکہ اس نے سختی دکھلائی۔ اور یہی وجہ ہے کہ آتھم کی نسبت صرف ایک دفعہ الہام ہوا اور
وہ بھی شرط کے ساتھ۔ اور لیکھرام کے عذاب کے بارے میں بار بار قہری الہام ہوئے۔ غرض آتھم

حاشیہ

رجوع کرنے کا کوئی حصہ نہ لیتا تو اسی میعاد کے اندر اس کی زندگی کا خاتمہ ہو جاتا۔ لیکن خدا تعالیٰ کے
الہام نے مجھے جتلا دیا کہ ڈپٹی عبد اللہ آتھم نے اسلام کی عظمت اور اس کے رعب کو تسلیم کرکے حق کی
طرف رجوع کرنے کا کسی قدر حصہ لے لیا۔ جس حصہ نے اس کے وعدہ موت اور کامل طور کے ہاویہ
میں تاخیر ڈال دی اور ہاویہ میں تو گرا لیکن اس بڑے ہاویہ سے تھوڑے دنوں کے لئے بچ گیا۔ جس کا نام
موت ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ الہامی لفظوں اور شرطوں میں سے کوئی ایسا لفظ یا شرط نہیں ہے جو بے تاثیر
ہو۔ یا جس کا کسی قدر موجود ہو جانا اپنی تاثیر پیدا نہ کرے۔ لہٰذا ضرور تھا کہ جس قدر مسٹر عبد اللہ آتھم
کے دل نے حق کی عظمت کو قبول کیا اس کا فائدہ اس کو پہنچ جائے۔ سو خدا تعالیٰ نے ایسا ہی کیا۔ اور

﴿۴﴾

کی نسبت جو پیشگوئی کی گئی وہ ایسی عظیم الشان پیشگوئی ہے جو ستّرہ برس پہلے اس وقت سے براہین میں بھی اس کا ذکر موجود ہے۔ اور نیز آثار نبویہ میں بھی اس کا ذکر پایا جاتا ہے۔ اس پیشگوئی کی دونوں پہلوؤں کے رو سے تکمیل ہو چکی اور آتھم ایک مدت سے مر چکا۔ پھر کیا اب تک وہ پیشگوئی پوری نہ ہوئی۔ لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین۔ کیا آتھم باکرہ لڑکی تھا جو بغیر کسی سبب قوی کے مقابل پر آنے سے شرم کی۔ آخر کوئی تو سبب تھا۔ وہ یہی سبب تھا کہ پیشگوئی کو سنتے ہی اسلامی ہیبت اس کو کھا گئی۔ وہ اندر ہی اندر گداز ہو گیا اور کسی جرأت کے لائق نہ رہا نہ قسم کے لائق اور نہ نالش کے لائق۔ جب قسم کیلئے بلایا جاتا تھا تو اس کا کلیجہ کانپ جاتا تھا۔ جب نالش کیلئے ابھارا جاتا تھا تو اس کا کانشنس اس کے منہ پر طمانچے مارتا تھا۔ مسیح نے خود قسم کھائی۔ پولوس نے کھائی۔ اس نے کیوں اشد ضرورت کے وقت نہ کھائی۔ اگر حملے ہوئے تھے تو نالش کرتا اور سزا دلاتا۔ اس کا حق تھا۔ اس نے کیوں نالش نہ کی۔ اے غزنوی لوگو! کس قدر تمہیں سچائی سے دشمنی ہے۔ کیا کوئی حد بھی ہے؟ کیا تمہارا یہی تقویٰ ہے جس کو لے کر تم پنجاب میں آئے؟!! ایک مسلمان کو کافر بناتے ہو اور خدا کے صریح اور کھلے کھلے نشانوں کا انکار کرتے ہو۔ اور پادریوں کو اپنی دجالی باتوں سے مدد دیتے ہو۔ کیا تمہیں ایسا کرنا روا تھا؟ کیا خدا ایک دجال اور کذاب کی عظمت اور قبولیت کو زمین پر پھیلا رہا ہے؟ اور تم جیسے نیک بختوں کو ذلیل کر رہا ہے۔ یا اس کو دھوکہ لگ گیا ہے۔ کیا وہ دلوں کے بھیدوں کو جاننے والا نہیں؟ کیا تم سچائی کو نابود کر دو گے؟ کیا وہ نور جو آسمان

بقیہ حاشیہ: مجھے فرمایا اطّلع اللّٰہ علٰی ھمّہ و غمّہ. و لَن تَجِد لسُنّة اللّٰہ تبدیلا و لا تعجبوا و لا تحزنوا و انتم الاعلون ان کنتم مومنین وبعزتی و جلالی انک انت الاعلی. ونمزق الاعداء کل ممزق.. ومکر اولئک ھو یبُور. انا نکشف السرّعن ساقه یومئذ یفرح المومنون. ثلّة من الاولین و ثلة من الأخرین و ھذہ تذکرة فمن شاء اتَّخَذَ الیٰ ربّه سبیلا. ترجمہ یہ ہے کہ خداتعالیٰ نے اس کے ہم و غم پر اطلاع پائی اور اس کو مہلت دی جب تک کہ وہ بیباکی اور سخت گوئی اور تکذیب کی طرف میل کرے اور خداتعالیٰ کے احسان کو بھلا دے (یہ معنے فقرہ مذکورہ کے تفہیم الٰہی سے ہیں) اور پھر فرمایا کہ خداتعالیٰ کی یہی سنت ہے اور تو ربّانی سنتوں میں تغیر اور تبدّل

ستے اترا ہے تم اس کو منہ کی پھونکوں سے بجھا دو گے؟ اگر تم نیک انسان کی ذریت ہو تو بدی میں اپنے تئیں مت ڈالو! سمجھ جاؤ اور سنبھل جاؤ! کہ ابھی وقت ہے۔ اور آیت وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ[1] کو غور سے پڑھو۔ آگے تمہارا اختیار ہے۔! «۵»

پھر اسی اشتہار میں اسی بزرگ عبدالحق نے اور بھی گالیاں دی ہیں۔ چنانچہ صفحہ ۲ ۳ و ۴ میں میری نسبت لکھتا ہے۔ ”بدکار شیطان لعنتی لعن وطعن کا جوت اس کے سر پر ذلیل خوار خستہ خراب اللہ عزّ و جلّ کا دشمن۔ خدا کے ولی عبدالحق کا دشمن“۔ پھر اخیر اشتہار میں پیشگوئی کرتا ہے کہ ”عنقریب اللہ کا غضب تیرے پر اترے گا“۔ میں کہتا ہوں کہ اے نااہل نادان تو نے یہ اچھا نہیں کیا کہ خدا پر افترا کیا۔ اب دیکھ! کہ وہ غضب تیرے پر اترا یا کسی اور پر؟ کیا تیرے گلے میں لعنت کا رسہ پڑا یا کسی اور کے گلے میں؟ تو نے اسی اپنے اشتہار میں دعویٰ کیا تھا کہ میں آگ میں جا سکتا ہوں اور نہیں جلوں گا۔ اور دریا پر چلنے کیلئے حاضر ہوں اور نہیں ڈوبوں گا۔ اور ایک مہینہ تک کوٹھڑی میں بندر ہنے کیلئے موجود ہوں اور نہیں مروں گا۔ لیکن اے نابکار! انہیں شوخیوں کی وجہ سے اس وقت خدا نے تیرا منہ کالا کیا۔ خدا کے کھلے کھلے نشان نے تجھے عذاب کی آگ میں ڈالا اور تو جل گیا اور بچ نہیں سکا۔ تیرے لئے یہ عذاب تھوڑا نہیں ہوا کہ تمام قوموں میں اس نشان کی عظمت ظاہر ہوئی۔ اس آگ نے بیشک تجھے جلا کر راکھ کر دیا۔ تو ندامت کے دریا میں بھی ڈوب گیا اور اس پر چل نہ سکا اور تو خذلان کی

بقیہ حاشیہ

نہیں پائے گا اس فقرہ کے متعلق یہ تفہیم ہوئی کہ عادت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ وہ کسی پر عذاب نازل نہیں کرتا جب تک ایسے کامل اسباب پیدا نہ ہو جائیں جو غضب الٰہی کو مشتعل کریں اور اگر دل کے کسی گوشہ میں بھی کچھ خوف الٰہی مخفی ہو اور کچھ دھڑکہ شروع ہو جائے تو عذاب نازل نہیں ہوتا اور دوسرے وقت پر جا پڑتا ہے۔ اور پھر فرمایا کہ کچھ تعجب مت کرو اور غمناک مت ہو اور غلبہ تمہیں کو ہے اگر تم ایمان پر قائم رہو۔ یہ اس عاجز کی جماعت کو خطاب ہے۔ اور پھر فرمایا کہ مجھے میری عزت اور جلال کی قسم ہے کہ تو ہی غالب ہے (یہ اس عاجز کو خطاب ہے) اور پھر فرمایا کہ کہ ہم دشمنوں کو پارہ پارہ کر دیں گے۔ یعنی اس کو ذلت پہنچے گی اور ان کا مکر ہلاک ہو جائے گا۔ اس میں یہ تفہیم ہوئی کہ تم ہی فتحیاب ہو نہ دشمن اور خدا تعالیٰ بس نہیں کرے گا اور نہ باز آئے گا۔

[1] بنی اسرائیل:۳۷

﴿۶﴾ اندھیری کوٹھڑی میں بھی بند کیا گیا اور وہیں مر گیا۔ دیکھ! خدا کی غیرت نے تجھے کیا کیا دکھلایا۔ ذرا آنکھ کھول اور دیکھ کہ تیرا تکبر کیسا تجھے پیش آ گیا۔ تو مجھے کہتا تھا کہ تو آگ میں جلے گا۔ اور دریا میں غرق ہوگا اور کوٹھڑی میں مرے گا۔ اے بدقسمت اب دیکھ! کہ یہ تینوں باتیں کس پر وارد ہوئیں؟ تجھ پر یا مجھ پر۔ سچ کہہ! کیا اس عذاب کی آگ نے تجھے نہیں جلایا؟ کیا تو قسم کھا سکتا ہے کہ اس آگ سے تیرا دل کباب نہیں ہوا؟ اور کیوں نہ ہوا جبکہ ایسی کھلی کھلی پیشگوئی پوری ہوئی جس میں تمام ہندوؤں کو خود اقرار ہے کہ یہ وہ اعلیٰ درجہ کی پیشگوئی ہے جس میں پیش از وقت سارے پتے بتلائے گئے تھے۔ میعاد بتلائی گئی۔ موت کا دن بتلایا گیا۔ صورت موت بتلائی گئی۔ اور آیت فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا [1] نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ ایسی کھلی کھلی پیشگوئی صرف خدا کے مرسلوں کو دی جاتی ہے۔ نہ منجموں سے ہو سکتی ہے نہ دجالوں سے۔ پس کیا یہ وہ آگ نہیں جس نے تیرے دل کو جلا دیا؟ کیا تو اب خدا کے کلام سے انکار کرے گا؟ یا خودکشی کر کے مر جائے گا؟ کیا تو قسم کھا سکتا ہے کہ اب تک تو ندامت کے دریا میں غرق نہیں ہوا۔ کیا تجھ پر اور تمام لوگوں پر اب تک نہیں کھلا کہ تو خذلان کی اندھیری کوٹھڑی میں بند کیا گیا؟ اور تیری دعاؤں اور تیرے اس شیطانی الہام کے برخلاف جو تو نے اشتہار کے آخر میں لکھا تھا ظہور میں آیا؟ اے تیرہ بخت! کیا تو اب تک جیتا ہے؟ نہیں نہیں! تیری فضولیوں نے تجھے ہلاک کر دیا۔ تو ان تین عذابوں میں آپ ہی پڑ گیا جن کے ذریعہ سے میری موت تجویز کرتا تھا!!! **فاعتبروا یا اولی الابصار۔!!**

بقیہ حاشیہ

جب تک دشمنوں کے تمام مکروں کی پردہ دری نہ کرے اور ان کے مکر کو ہلاک نہ کر دے یعنی جو مکر بنایا گیا اور مجسم کیا گیا اس کو توڑ ڈالے گا اور اس کو مردہ کر کے پھینک دے گا۔ اور اسکی لاش لوگوں کو دکھا دے گا۔ اور پھر فرمایا کہ ہم اصل بھید کو اس کی پنڈلیوں میں سے ننگا کر کے دکھا دیں گے یعنی حقیقت کو کھول دیں گے اور فتح کے دلائل بیّنہ ظاہر کریں گے۔ ☆ اور اس دن مومن خوش ہوں گے پہلے مومن بھی اور پچھلے مومن بھی۔ اور پھر فرمایا کہ وجہ مذکورہ سے عذاب موت کی تاخیر ہماری سنت ہے جس کو ہم نے ذکر کر دیا۔ اب جو چاہے وہ راہ اختیار کرلے جو اس کے رب کی طرف جاتی ہے۔ اس میں بدظنی کرنے والوں پر زجر اور ملامت ہے اور نیز اس میں یہ بھی تفہیم ہوئی ہے کہ جو سعادت مند لوگ ہیں اور جو خدا ہی کو چاہتے ہیں اور کسی بخل اور تعصب یا جلد بازی یا سوء فہم

☆ یہ لیکھرام کی موت کی طرف اشارہ تھا۔ منہ [1] الجن: ۲۷

﴿۷﴾ پھر عبدالحق نے لکھا ہے کہ ’’آتھم کی پیشگوئی کے نہ پوری ہونے کے وقت میں کس قدر عیسائیوں اور مسلمانوں نے تم پر لعنتیں کیں۔ یہی سزا دجال کذاب کی تھی‘‘۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حکم خواتیم پر ہے نافہموں اور نادانوں نے نبیوں اور رسولوں سے بھی اوائل حال میں ایسا ہی کیا ہے۔ پھر آخر اپنی ناسمجھیوں پر روئے۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس جگہ بھی ایسا ہی ہوگا۔

یہ بھی یاد رہے کہ اس عبدالحق اور اس کی جماعت کا ایک قلمی خط بھی رمضان کے مہینہ کے سر پر میرے پاس پہنچا۔ چونکہ وہ گالیوں سے بھرا ہوا تھا۔ اس لئے میں نے نہ چاہا کہ رمضان میں اس کا جواب لکھوں مگر وہ خط حضرات غزنوی صاحبوں کا اب تک موجود ہے۔ اور گالیاں جو مجھے دی ہیں وہ یہ ہیں ’’دس ہزار تیرے پر لعنت! لعنت! لعنت! لعنت لعنت عشرۃ الف مائۃ۔ کافر اکفر دجّال شیطان فرعون۔ قارون۔ ہامان۔ اڑ پوپو۔ وادی کا وحشی۔ کلب یلھث یعنی جنگلی کتا‘‘۔ ان افغانوں کی شیریں زبانی اور تقویٰ کا یہ نمونہ ہے۔

اور ایک اور صاحب جو دشنام دہی میں عبدالحق کے چھوٹے بھائی یا بڑے بھائی ہیں اپنے پرچہ درّۃ الاسلام میں بہت سی گندہ زبانی کے ساتھ آتھم کی پیشگوئی کا ذکر کرتے ہیں۔ اب میں کہاں تک ان کو بار بار بتلاؤں کہ آتھم تو پیشگوئی کے موافق زندہ بھی رہا اور مرا بھی۔ اس نے خوف دکھلایا اور بے شرمی ظاہر نہ کی۔ اس لئے خدا نے وعدہ کے موافق اس سے نرمی کی اور کچھ تاخیر کر دی اور لیکھرام نے متواتر شوخیاں ظاہر کیں اس لئے قادر قہار نے

بقیہ حاشیہ

کے اندھیرے میں مبتلا نہیں وہ اس بیان کو قبول کریں گے اور تعلیم الٰہی کے موافق اس کو پائیں گے لیکن جو اپنے نفس اور اپنی نفسانی ضد کے پیرو یا حقیقت شناس نہیں وہ بے باکی اور نفسانی ظلمت کی وجہ سے اس کو قبول نہیں کریں گے۔

الہام الٰہی کا ترجمہ معہ تفہیمات الٰہیہ کے کیا گیا۔ جس کا ماحصل یہی ہے کہ قدیم سے الٰہی سنت اسی طرح پر ہے کہ جب تک کوئی کافر اور منکر نہایت درجہ کا بیباک اور شوخ ہو کر اپنے ہاتھ سے اپنے لئے اسباب ہلاکت پیدا نہ کرے تب تک خدا تعالیٰ تعذیب کے طور پر اس کو ہلاک نہیں کرتا اور جب کسی منکر پر عذاب نازل ہونے کا وقت آتا ہے تو اس میں وہ اسباب پیدا ہو جاتے ہیں جن کی وجہ سے اس پر حکم ہلاکت کا لکھا جاتا ہے۔ عذاب الٰہی کے لئے یہی قانون قدیم ہے اور یہی سنت

﴿۸﴾ اس کو پکڑ لیا۔ یہ دونوں نمونے آتھم اور لیکھرام کے معرفت کے بھوکوں پیاسوں کیلئے نہایت مفید ہیں۔ ان سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ خدا کیسا رحیم و کریم ہے جو نرمی کرنے والوں سے نرمی کرتا ہے۔ اور کیسا غیور ہے جو چالاکی کرنے والوں کو جلد پکڑتا ہے۔ آتھم کا پیشگوئی کے سننے سے ٹھنڈا اور سرد ہو جانا اور لیکھرام کا شوخ ہو جانا ضرور چاہتا تھا کہ دو مختلف نتیجے پیدا ہوں۔ اے نادانو! کیا یہ روا تھا کہ خدا کی الہامی شرط پوری نہ ہوتی؟ یا وہ نرمی کے محل پر نرمی استعمال نہ کرتا اور ڈرنے والے کو فی الفور اٹھا کر پتھر مارتا؟!۔

یہ بھی سن چکے ہو کہ الہام میں رجوع کی شرط لگا کر آتھم کی فطرتی خاصیت کی طرف اشارہ کر دیا تھا۔ اگر اس کی فطرت میں خوف قبول کرنے کی قوت نہ ہوتی تو خدا رجوع کی شرط الہام میں ظاہر نہ کرتا۔ اور رجوع ایک فعل قلب ہے جس میں ظاہری اسلام شرط نہیں۔ سو آتھم نے اپنے اقوال افعال سے ظاہر کر دیا کہ وہ ضرور اس شرط کا پابند ہو گیا۔ پس وہ رحیم خدا جس نے فرمایا ہے کہ جب کشتی میں بیٹھنے والے غرق ہونے کے وقت میری طرف رجوع کریں تو میں ان کو اس وقت نجات دے دیتا ہوں۔ گو جانتا ہوں کہ بعد میں پھر اپنی شقاوت کی طرف عود کر آئیں گے۔ اسی بردبار خدا نے آتھم کو الہامی شرط کا اس کے رجوع پر فائدہ دے دیا۔ اور پھر آتھم بعد اس کے دین اسلام کے رد کی تالیفات میں مشغول نہیں ہوا اور نہ نالش کی اور نہ قسم کھائی۔ یہاں تک کہ اس دنیا سے گذر گیا۔ اور خوف کا اقرار کیا۔ پس اگرچہ بے ایمانوں کا تو کچھ علاج نہیں مگر ایماندار آتھم کی اس

بقیہ حاشیہ

مستمرہ اور یہی غیر متبدل قاعدہ کتاب الٰہی نے بیان کیا ہے اور غور کرنے سے ظاہر ہو گا کہ جو مسٹر عبداللہ آتھم کے بارے میں یعنی سزائے ہاویہ کے بارے میں الہامی شرط تھی وہ درحقیقت اسی سنت اللہ کے مطابق ہے کیونکہ اس کے الفاظ یہ ہیں کہ **بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے** لیکن مسٹر عبداللہ آتھم نے اپنی مضطربانہ حرکات سے ثابت کر دیا کہ اس نے اس پیشگوئی کو تعظیم کی نظر سے دیکھا جو الہامی طور پر اسلامی صداقت کی بنیاد پر کی گئی تھی۔ اور خدا تعالیٰ کے الہام نے بھی مجھ کو یہی خبر دی کہ ہم نے اس کے ہم اور غم پر اطلاع پائی یعنی وہ اسلامی پیشگوئی سے خوفناک حالت میں پڑا اور اس پر رعب غالب ہوا۔ اس نے اپنے افعال سے دکھا دیا کہ اسلامی پیشگوئی کا کیسا ہولناک اثر اس کے دل پر ہوا اور کیسی اس پر گھبراہٹ اور دیوانہ پن اور دل کی حیرت

﴿۹﴾ کنارہ کشی اور خاموشی سے ضرور رجوع کا نتیجہ نکالیں گے۔ یہ بار ثبوت آتھم کی گردن پر تھا کہ وہ اقرار خوف کے بعد ہم کو اور ہر ایک منصف کو یہ موقعہ نہ دیتا کہ اس کے اقوال اور افعال سے ہم رجوع کا نتیجہ نکال سکتے۔ بلکہ چاہئے تھا کہ وہ قسم سے یا نالش سے یا کسی اور طرح پر اثبات دعویٰ سے اپنی اس بزدلی کو جو پندرہ مہینہ تک اس سے برابر ظہور میں آتی رہی اسلامی ہیبت کے وجوہ سے الگ کر کے دکھلاتا۔ پس یہ بڑی بدذاتی ہے کہ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ آتھم کے دل نے پیشگوئی کی عظمت کو ایک ذرہ قبول نہیں کیا تھا اور وہ اپنی سابقہ شوخیوں پر میعاد کے اندر برابر قائم تھا۔ ایڈیٹر درّۃ الاسلام لکھتا ہے کہ ایمان کیلئے اقرار باللسان شرط ہے۔ تو اس کا یہی جواب ہے کہ اے نادان الہام میں لفظ رجوع ہے جو درحقیقت فعل قلب ہے اور اس کے لئے اقرار لسان شرط نہیں۔ اقرار لسان معاد کی نجات کیلئے شرط ہے مگر ایسی نجات کیلئے جو صرف دنیا کیلئے ہو صرف دل کا خوف کافی ہے۔ یہ ضرور نہیں کہ کسی مجمع کو گواہ بنایا جائے بلکہ یَکْتُمُ اِیْمَانَہٗ[1] بھی تو قرآن میں موجود ہے۔! پھر یہی شخص لکھتا ہے کہ مارچ ۱۸۸۶ء میں اشتہار دیا تھا کہ لڑکا پیدا ہوگا۔ یعنی بعد اس کے لڑکی پیدا ہوئی۔ لیکن اے نادانو! دل کے اندھو! میں کب تک تمہیں سمجھاؤں گا۔ مجھے وہ اشتہار ۱۸۸۶ء دکھلاؤ میں نے کہاں لکھا ہے کہ اسی سال میں لڑکا پیدا ہونا ضروری ہے۔ پھر یہی شخص لکھتا ہے کہ ’’تمہیں اپنے جھوٹے الہام پر ذرہ شرم نہ آئی‘‘۔ پر میں کہتا ہوں کہ اے سیاہ دل! الہام جھوٹا نہیں تھا۔ تجھ میں خود الٰہی کلام کے سمجھنے کا مادہ نہیں۔ الہام میں کوئی ایسا لفظ

بقیہ حاشیہ

غالب آ گئی اور کیسے الہامی پیشگوئی کے رعب نے اس کے دل کو ایک کچلا ہوا دل بنا دیا یہاں تک کہ وہ سخت بیتاب ہوا اور شہر بشہر اور ہر ایک جگہ ہراساں اور ترساں پھرتا رہا اور اس مصنوعی خدا پر اس کا توکل نہ رہا جس کو خیالات کی کجی اور ضلالت کی تاریکی نے الوہیت کی جگہ دے رکھی ہے وہ کتوں سے ڈرا اور سانپوں کا اس کو اندیشہ ہوا اور اندر کے مکانوں سے بھی اس کو خوف آیا۔ اس پر خوف اور وہم اور دلی سوزش کا غلبہ ہوا اور پیشگوئی کی پوری ہیبت اس پر طاری ہوئی اور وقوع سے پہلے ہی اس کا اثر اس کو محسوس ہوا اور بغیر اسکے کہ کوئی امرتسر سے اس کو نکالے آپ ہی ہراساں اور ترساں اور پریشان اور بیتاب ہو کر شہر بشہر بھاگتا پھرا اور خدا نے اس کے دل کا آرام چھین لیا اور پیشگوئی سے سخت متاثر ہو کر سراسیموں اور خوف زدوں کی طرح جا بجا بھٹکتا پھرا اور الہام الٰہی کا رعب اور اثر اس کے دل پر ایسا مستولی ہوا کہ اسکی راتیں ہولناک اور دن بیقراری سے بھر گئے۔ اور حق کی مخالفت کی حالت میں جو جو دہشتیں اور

[1] المؤمن:۲۹

نہؔ تھا کہ اس حمل میں ہی لڑکا پیدا ہو جائے گا۔ اب بجز اس کے میں کیا کہوں کہ لعنة اللّٰہ علی الکاذبین بیشک مجھے الہام ہوا تھا کہ موعود لڑکے سے قومیں برکت پائیں گی۔ مگر ان اشتہارات میں کوئی ایسا الٰہی الہام نہیں جس نے کسی لڑکے کی تخصیص کی ہو کہ یہی موعود ہے۔ اگر ہے تو لعنت ہے تجھ پر اگر تو وہ الہام پیش نہ کرے۔ ہاں دوسرے حمل میں جیسا کہ پہلے سے مجھے ایک اور لڑکے کی بشارت ملی تھی لڑکا پیدا ہوا۔ سو یہ بجائے خود ایک مستقل پیشگوئی تھی جو پوری ہوگئی۔ جس کا ہمارے مخالفوں کو صاف اقرار ہے۔ ہاں اگر اس پیشگوئی میں کوئی ایسا الہام میں نے لکھا ہے جس سے ثابت ہوتا ہو کہ الہام نے اسی کو موعود لڑکا قرار دیا تھا تو کیوں وہ الہام پیش نہیں کیا جاتا۔ پس جبکہ تم الہام کے پیش کرنے سے عاجز ہو تو کیا یہ لعنت تم پر ہے یا کسی اور پر۔ اور یہ کہنا کہ اس لڑکے کو بھی مسعود کہا ہے۔ تو اے نابکار مسعودوں کی اولاد مسعود ہی ہوتی ہے الا شاذ نادر۔ کون باپ ہے جو اپنے لڑکے کو سعادت اطوار نہیں بلکہ شقاوت اطوار کہتا ہے۔ کیا تمہارا یہی طریق ہے؟ اور بالفرض اگر میری یہی مراد ہوتی تو میرا کہنا اور خدا کا کہنا ایک نہیں ہے۔ میں انسان ہوں ممکن ہے کہ اجتہاد سے ایک بات کہوں اور وہ صحیح نہ ہو۔ پر میں پوچھتا ہوں کہ وہ خدا کا الہام کون سا ہے کہ میں نے ظاہر کیا تھا کہ پہلے حمل میں ہی لڑکا پیدا ہو جائے گا یا جو دوسرے میں پیدا ہوگا۔ وہ درحقیقت وہی موعود لڑکا ہوگا۔ اور وہ الہام پورا نہ ہوا۔ اگر ایسا الہام میرا تمہارے پاس موجود ہے تو تم پر لعنت ہے اگر وہ الہام شائع نہ کرو! «۱۰»

بقیہ حاشیہ

قلق اس شخص پر وارد ہوتا ہے جو یقین رکھتا ہے یا ظن رکھتا ہے کہ شاید عذاب الٰہی نازل ہو جائے۔ یہ سب علامتیں اس میں پائی گئیں اور وہ عجیب طور پر اپنی بے چینی اور بے آرامی جابجا ظاہر کرتا رہا اور خدا تعالیٰ نے ایک حیرت ناک خوف اور اندیشہ اس کے دل میں ڈال دیا کہ ایک پات کا کھڑکا بھی اس کے دل کو صدمہ پہنچاتا رہا اور ایک کتے کے سامنے آنے سے بھی اس کو ملک الموت یاد آیا اور کسی جگہ اس کو چین نہ پڑا اور ایک سخت ویرانے میں اس کے دن گذرے اور سراسیمگی اور پریشانی اور بیتابی اور بیقراری نے اس کے دل کو گھیر لیا اور ڈرانے والے خیال رات دن اس پر غالب رہے اور اس کے دل کے تصوروں نے عظمت اسلامی کو رد نہ کیا بلکہ قبول کیا۔ اس لئے وہ خدا جو رحیم و کریم اور سزا دینے میں دھیما ہے اور انسان کے دل کے خیالات کو جانچتا اور اس کے تصورات کے موافق اس سے عمل کرتا ہے۔ اس نے اس کو اس صورت پر نہ پایا جس صورت میں فی الفور کامل ہاویہ کی سزا

اور پھر تمہارا دوسرا اعتراض یہ ہے کہ ’’احمد بیگ کا داماد اب تک زندہ ہے‘‘۔ سو میں کہتا ہوں کہ اے نابکار قوم! کب تک تو اندھی اور گونگی اور بہری رہے گی؟ اور کب تک تیری آنکھیں اس نور کو نہیں دیکھیں گی جو اتارا گیا؟ سن اور سمجھ! کہ اس الہام کے دو ٹکڑے تھے ایک احمد بیگ کے متعلق اور ایک اس کے داماد کے متعلق۔ سو تم سن چکے ہو کہ احمد بیگ میعاد کے اندر فوت ہو گیا۔ اور وہ دن آتا ہے کہ تم سن لو گے کہ اس کے داماد کی نسبت بھی پیشگوئی پوری ہو گئی۔ خدا کی باتیں ٹل نہیں سکتیں۔! اور یہ اعتراض جو تم کرتے ہو نئے نہیں۔ نوشتوں کو پڑھو کہ پہلے بدفہم لوگوں نے بھی ایسے ہی اعتراض نبیوں پر کئے ہیں۔ تمہارے دل ان سے مشابہ ہو گئے۔ اور تمہارا یہ کہنا کہ ’’میعاد کے اندر وہ کیوں فوت نہیں ہوا؟‘‘۔ یہ تمہاری بے ایمانی یا ناسمجھی ہے۔ الہام **توبی توبی فانّ البلاء علٰی عقبک** میں صاف توبہ کی شرط تھی اور یہ الہام احمد بیگ اور اس کے داماد دونوں کیلئے تھا کیونکہ عقب لڑکی اور لڑکی کی اولاد کو کہتے ہیں۔ اور یہ احمد بیگ کی بیوی کی والدہ کو خطاب تھا کہ تیری لڑکی اور لڑکی کی لڑکی پر خاوند مرنے کی بلا ہے۔ اگر توبہ کرو گی تو تاخیر موت کی جائے گی۔ پس احمد بیگ کی زندگی کے وقت کسی نے اس الہام کی پرواہ نہ کی۔ اور جب احمد بیگ فوت ہو گیا تو اس کی بیوہ عورت اور دیگر پس ماندوں کی کمر ٹوٹ گئی۔ وہ دعا اور تضرع کی طرف بدل متوجہ ہو گئے۔ جیسا کہ سنا گیا ہے کہ اب تک احمد بیگ کے داماد کی والدہ کا کلیجا اپنے حال پر نہیں آیا۔ سو خدا دیکھتا ہے کہ وہ شوخیوں میں کب آگے قدم رکھتے ہیں۔ پس اس وقت وعدہ اس کا پورا ہو گا جب یہ سب کچھ پورا ہو گا۔ تب نہ میں بلکہ ہر ایک دانا تم پر لعنت بھیجے گا۔ **کیونکہ تم نے خدا کا مقابلہ کیا۔!** ﴿۱۱﴾

حاشیہ: یعنی موت بلا توقف اس پر نازل ہوتی اور ضرور تھا کہ وہ کامل عذاب اس وقت تک تھما رہے جب تک کہ وہ بیبا کی اور شوخی سے اپنے ہاتھ سے اپنے لئے ہلاکت کے اسباب پیدا نہ کرے اور الہام الٰہی نے بھی اسی طرف اشارہ کیا تھا کیونکہ الہامی عبارت میں شرطی طور پر عذاب موت کے آنے کا وعدہ تھا نہ مطلق بلا شرط وعدہ لیکن خدا تعالیٰ نے دیکھا کہ مسٹر عبداللہ آتھم نے اپنے دل کے تصورات سے اور اپنے افعال سے اور اپنی حرکات سے اور اپنے خوف شدید سے اور اپنے ہولناک اور ہراساں دل سے عظمت اسلامی کو قبول کیا اور یہ حالت ایک رجوع کرنے کی قسم ہے جو الہام کے استثنائی فقرہ سے کسی قدر تعلق رکھتی ہے۔

اور پھر ایک اور صاحب اپنا نام شیخ نجفی ظاہر کر کے میرے مقابل پر آئے ہیں۔ اور مجھے کذاب اور دجّال اور جاہل ٹھہراتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ’’خسوف وکسوف کا نشان قیامت کو ظاہر ہوگا نہ اب‘‘۔ اس نادان کو یہ بھی خبر نہیں کہ اگر خسوف کسوف بطور نشان مہدی ظاہر ہوگا جیسا کہ دار قطنی وغیرہ کتب حدیث میں درج ہے تو قیامت کو اس نشان سے فائدہ کون اٹھائے گا بلکہ اس وقت تو مہدی کا آنا ہی لاحاصل ہوگا۔ جب خدا نے ہی نظام شمسی کو توڑ کر خلقت کا خاتمہ کرنا چاہا تو کون مہدی اور کہاں کے اس کے نشان۔ وہ تو قیامت کا زمانہ آ گیا۔ اس میں کس کو کلام ہوسکتا ہے کہ مہدی کا زمانہ تجدید کا زمانہ ہے اور خسوف کسوف اس کی تائید کیلئے ایک نشان ہے۔ سو وہ نشان اب ظاہر ہوگیا۔ جس کو قبول کرنا ہو قبول کرے۔ اور جیسا کہ حدیث میں لکھا تھا چاند گرہن اس پہلی رات میں ہوا جو چاند کی تین راتوں میں سے پہلی رات ہے اور سورج گرہن ان دنوں کے نصف میں ہوا جو سورج گرہن کیلئے مقرر ہیں۔ اور اس طرح یہ پیشگوئی نہایت صفائی سے پوری ہوگئی۔ چونکہ زمانہ کے علماء سورج اور چاند کی طرح ہوتے ہیں۔ سو اس پیشگوئی میں یہ اشارہ تھا کہ سورج اور چاند کا کسوف خسوف علماء کے دلوں کی تاریکی پر شاہد ہے کہ **جو کچھ زمین میں ہوتا ہے آسمان اس کو دکھلا دیتا ہے۔**

اور پھر یہی صاحب اپنے خط عربی میں جو ژولیدہ زبانی سے بھرا ہوا ہے مجھ کو لکھتے ہیں کہ ’’اگر تو میرے مقابل پر آوے تو میں اپنا علم عربی تجھ کو دکھلاؤں‘‘۔ حالانکہ ان کے اسی عربی خط سے ان کے علم کا بخوبی اندازہ ہوگیا۔ اور معلوم ہوگیا کہ بجز چند چرائے ہوئے فقروں اور مسروقہ الفاظ کے ان کی

۱۲ ﴿بقیہ حاشیہ﴾

کیونکہ جو شخص عظمت اسلامی کو رد نہیں کرتا بلکہ اس کا خوف اس پر غالب ہوتا ہے وہ ایک طور سے اسلام کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور اگرچہ ایسا رجوع عذاب آخرت سے بچا نہیں سکتا مگر عذاب دنیوی میں بیبا کی کے دنوں تک ضرور تاخیر ڈال دیتا ہے۔ یہی وعدہ قرآن کریم اور بائبل میں موجود ہے۔ اور جو کچھ ہم نے مسٹر عبداللہ آتھم کی نسبت اور اس کے دل کی حالت کے بارے میں بیان کیا یہ باتیں بے ثبوت نہیں۔ بلکہ مسٹر عبداللہ آتھم نے اپنے تئیں سخت مصیبت زدہ بنا کر اور اپنے تئیں شدائد غربت میں ڈال کر اور اپنی زندگی کو ایک ماتمی پیرایہ پہنا کر اور ہر روز خوف اور ہراس کی حرکات صادر کر کے اور ایک دنیا کو اپنی پریشانی اور دیوانہ پن دکھلا کر نہایت صفائی سے اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ اس کے دل نے اسلامی عظمت اور صداقت کو قبول کر لیا۔ کیا یہ بات جھوٹ ہے کہ اس نے پیشگوئی کے رعبناک **مضمون کو**

گٹھڑی میں اور کچھ نہیں۔ اور ایسا ہی عبدالحق نے بھی اپنے اشتہار مذکورہ بالا میں یہی لاف زنی کی ہے ﴿۱۳﴾
اور میری نسبت لکھا ہے کہ ’’یہ کتابیں جو وہ شائع کرتا ہے عربی دان لوگوں سے عربی کرا کے چھپواتا ہے
اور مجھے یقیناً معلوم ہے کہ اس کو عربی کی ہرگز لیاقت نہیں اگر اس کو ضرور لیاقت دی گی ہے تو مجھ سے
عام علماء کی مجلس میں عربی زبان میں بحث کرے دونوں کی عربی قلمبند ہو جائے گی بعدہ علماؤں پر پیش
کی جائے گی۔ اگر فوقیت لے گیا تو مانا جائے گا کہ یہ رسائل عربی اس نے بنائے ہیں اور بحث تقریری
بالمشافہ ہوگی اگر بحث میں تجھ سے کچھ نہ بنا تو **لعنة اللّٰہ علی الکاذبین**‘‘۔ اس کے جواب میں
ضمیمہ انجام آتھم میں اس کو لکھا گیا کہ ہم اس مقابلہ کیلئے طیار ہیں۔ لیکن تمہیں یاد رہے کہ ہم بار بار لکھ
چکے ہیں کہ یہ عربی کتابیں اس لئے تالیف نہیں ہوئیں کہ لوگ ہمیں عربی دان سمجھیں اور مولوی خیال
کریں بلکہ ان کتابوں میں بار بار یہ جتلایا گیا ہے کہ یہ خدا کا نشان ہے اور بطور معجزہ کے مجھ کو دیا گیا ہے
تا میرے دعویٰ پر یہ بھی ایک دلیل ہو۔ میں نے کب اور کہاں لکھا ہے کہ عربی کتابوں سے یہ مطلب ہے
کہ اگر کوئی مغلوب ہو تو مجھے عربی دان مان لے۔ سو یہ اقرار کرنا چاہئے کہ اگر تم باوجود اتنے دعویٰ فضیلت
اور عربی دانی کے میرے جیسے انسان سے صاف شکست کھاؤ جس کی نسبت تمہیں اسی اشتہار میں اقرار
ہے کہ اس شخص کو عربی دانی کی ہرگز لیاقت نہیں تو یہ نشان تم تسلیم کرلو گے اور یقین دل سے سمجھ لوگے کہ
یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک معجزہ ہے اور اسی وقت توبہ کر کے میری بیعت میں داخل ہو جاؤ گے لیکن
دو مہینے کے قریب عرصہ گذر گیا کہ اب تک عبدالحق کی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا۔ گویا وہ مر گیا۔

بقیہ حاشیہ

پورے طور پر اپنے پر ڈال لیا اور جس قدر ایک انسان ایک سچی اور واقعی بلا سے ڈر سکتا ہے اسی قدر وہ اس
پیشگوئی سے ڈرا۔ اس کا دل ظاہری حفاظتوں سے مطمئن نہ ہو سکا اور حق کے رعب نے اس کو دیوانہ سا بنا
دیا۔ سو خدا تعالیٰ نے نہ چاہا کہ اس کو ایسی حالت میں ہلاک کرے کیونکہ یہ اس کے قانون قدیم اور سنت
قدیمہ کے مخالف ہے اور نیز یہ الہامی شرط سے مغائر اور برعکس ہے۔ اور اگر الہام اپنی شرائط کو چھوڑ کر
اور طور پر ظہور کرے تو گو جاہل لوگ اس سے خوش ہوں مگر ایسا الہام الہام الٰہی نہیں ہو سکتا اور یہ غیر ممکن
ہے کہ خدا اپنی قرار دادہ شرطوں کو بھول جائے۔ کیونکہ شرائط کا لحاظ رکھنا صادق کے لئے
ضروری ہے۔ اور خدا **اصدق الصادقین** ہے۔ ہاں جس وقت مسٹر عبداللہ آتھم اس شرط کے نیچے
سے اپنے تئیں باہر کرے اور اپنے لئے اپنی شوخی اور بے باکی سے ہلاکت کے سامان پیدا کرے تو

﴿۱۴﴾

اب منصفین کو سوچنا چاہئے کہ یہ لوگ حق پوشی کے لئے کیسے دجالی کام کر رہے ہیں۔ اور کس قدر شیطانی جھوٹوں کو استعمال کر کے لوگوں کو تباہ کرتے ہیں۔ اگر یہ شخص اپنی عربی دانی میں سچا تھا اور فی الواقعہ مجھ کو محض اُمّی اور ناخواندہ اور جاہل سمجھتا تھا تو اس کو تو خدا نے موقعہ دیا تھا کہ میں مقابلہ کرنے پر آمادہ ہو گیا تھا اور میں نے حتمی وعدہ سے کہہ دیا تھا کہ اگر میں مغلوب ہو گیا تو میں اپنے تئیں جھوٹا سمجھوں گا۔ لیکن اگر میں غالب ہوا تو مجھے سچا سمجھنا چاہئے تو پھر کیا سبب تھا کہ وہ گریز کر گیا۔ کیا یہ انصاف کی بات تھی کہ اگر میں مغلوب ہو جاؤں تو مجھے اپنے دعویٰ میں جھوٹا سمجھا جائے۔ لیکن اگر میں غالب ہو جاؤں تو مجھے صرف ایک عربی دان سمجھا جائے۔ کیا میں نے یہ تمام عربی کتابیں مولوی کہلانے کے شوق سے شائع کی تھیں۔ مجھے تو مولویت کے لفظ سے قدیم سے نفرت ہے اور بدل بیزار ہوں کہ کوئی مجھ کو مولوی کہے۔ میں نے تو ان کتابوں کی تالیف سے صرف خدا کا نشان پیش کیا تھا۔ کیونکہ یہ ولایت کامل طور پر ظلِ نبوت ہے۔ خدا نے نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اثبات کے لئے پیشگوئیاں دکھلائیں سو اس جگہ بھی بہت سی پیشگوئیاں ظہور میں آئیں۔ خدا[1] نے دعاؤں کی قبولیت سے اپنے نبی علیہ السلام کی نبوت کا ثبوت دیا۔ سو اس جگہ بھی بہت سی دعائیں قبول ہوئیں۔ یہی نمونہ استجابت دعا کا جو لیکھرام میں ثابت ہوا غور سے سوچو!!! ایسا[2] ہی خدا نے اپنے نبی کو شق القمر کا معجزہ دیا۔ سو اس جگہ بھی قمر اور شمس کے خسوف کسوف کا معجزہ عنایت ہوا۔ ایسا[3] ہی خدا نے اپنے نبی کو فصاحت بلاغت کا معجزہ دیا سو اس جگہ بھی فصاحت بلاغت کو اعجاز کے طور پر دکھلایا۔ غرض فصاحت بلاغت کا ایک

بقیہ حاشیہ

وہ دن نزدیک آجائیں گے اور سزائے ہاویہ کامل طور پر نمودار ہوگی اور یہ پیشگوئی عجیب طور پر اپنا اثر دکھائے گی۔

اور توجہ سے یاد رکھنا چاہئے کہ ہاویہ میں گرائے جانا جو اصل الفاظ الہام ہیں وہ عبداللہ آتھم نے اپنے ہاتھ سے پورے کئے اور جن مصائب میں اس نے اپنے تئیں ڈال لیا اور جس طرز سے مسلسل گھبراہٹوں کا سلسلہ اس کے دامنگیر ہو گیا اور ہول اور خوف نے اس کے دل کو پکڑ لیا یہی **اصل ہاویہ** تھا۔ اور سزائے موت اس کے کمال کیلئے ہے جس کا ذکر الہامی عبارت میں موجود بھی نہیں۔ بیشک یہ مصیبت ایک ہاویہ تھا جس کو عبداللہ آتھم نے اپنی حالت کے موافق بھگت لیا لیکن وہ بڑا ہاویہ جو موت سے تعبیر کیا گیا ہے اس میں کسی قدر مہلت دی گئی کیونکہ حق کا رعب اس نے

الٰہی نشان ہے اگر اس کو توڑ کر نہ دکھلاؤ تو جس دعویٰ کیلئے یہ نشان ہے وہ اس نشان اور دوسرے ﴿۱۵﴾
نشانوں سے ثابت ہے اور تم پر خدا کی حجت قائم ہے۔

یہ جواب تھا جو عبدالحق کو لکھا گیا تھا۔ لیکن اب چونکہ وقت حد اور اندازہ سے گذر گیا۔ اور اس طرف
سے کوئی جواب نہ آیا اور شیخ نجفی نے بھی چندروز کی مصلحت کیلئے صدیق اکبر اور فاروق اعظم کا پیچھا
چھوڑ کر میری طرف اپنے تبرّوں کے تمام فیروں کو جھکا دیا اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس
لاف زن نجدی اور غزنوی کی سرکوبی کیلئے چند مختصر ورق عربی کے بطور نشان لکھے جائیں اور ان پر اپنے
صدق اور کذب کا حصر رکھا جائے۔ کیونکہ اگر خدا میرے ساتھ ہے اور میں خوب جانتا ہوں کہ وہ
میرے ساتھ ہے تو وہ ان لوگوں کو مقابلہ کی طاقت نہیں دے گا۔ اس لئے میں نے لیکھرام کی موت
کے بعد ۸/ مارچ ۱۸۹۷ء کو اس مضمون کے لکھنے کا ارادہ کیا۔ لیکن بباعث ضروری اشتہارات کے
شائع کرنے میں کچھ توقف ہو گیا۔ اب ۱۷/ مارچ ۱۸۹۷ء سے لکھنا شروع کیا ہے سو یقین رکھتا ہوں
کہ میں اس اردو تمہید کے بعد ایک ہفتہ تک اس قدر عربی مضمون انشاء اللہ القدیر اسی کے فضل اور
قوت اور توفیق سے لکھ لوں گا جو مخالفوں کیلئے بصورت نشان تجلّی کرے گا۔ اور میں اس وقت وعدہ
محکم کرتا ہوں کہ اگر کوئی شخص ان دونوں میں سے یعنی نجفی اور غزنوی میں سے اس میعاد کے اندر جو
ستّرہ مارچ ۱۸۹۷ء سے اشاعت کے دن تک ہو سکتی ہے یعنی اس دن کہ یہ رسالہ ان کے پاس پہنچ
جائے اس مضمون کی نظیر اسی کے حجم اور ضخامت کے مطابق اور اسی کی نظم اور نثر کے موافق بالمقابل
شائع کر دے اور پروفیسر عربی مولوی عبداللہ صاحب یا کوئی اور پروفیسر جو مخالف تجویز کریں ایسی
قسم کھا کر جو مؤکّد بعذاب الٰہی ہو جلسہ عام میں کہہ دیں کہ یہ مضمون تمام مراتب بلاغت اور
فصاحت کے رو سے مضمون پیش کردہ سے بڑھ کر یا برابر ہے اور پھر قسم کھانے والا میری دعا کے
بعد اکتالیس دن تک عذاب الٰہی میں ماخوذ نہ ہو تو میں اپنی کتابیں جلا کر جو میرے قبضہ میں ہوں گی۔ ﴿۱۶﴾

بقیہ حاشیہ

اپنے سر پر لے لیا۔ اس لئے وہ خدا تعالیٰ کی نظر میں اس شرط سے کسی قدر فائدہ اٹھانے کا مستحق ہو گیا جو الہامی
عبارت میں درج ہے۔ اور ضرور ہے کہ ہر ایک امر کا ظہور اسی طور سے ہو جس طور سے خدا تعالیٰ کے الہام میں
وعدہ ہوا اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اس ہمارے بیان میں وہی شخص مخالفت کرے گا جس کو مسٹر عبداللہ آتھم
کے ان تمام واقعات پر پوری اطلاع نہ ہوگی اور یا جو تعصب اور بخل اور سیہ دلی سے حق پوشی کرنا چاہتا ہے۔

ان کے ہاتھ پر توبہ کروں گا۔ اور اس طریق سے روز کا جھگڑا طے ہو جائے گا اور اس کے بعد جو شخص مقابل پر نہ آیا تو پبلک کو سمجھنا چاہیئے کہ وہ جھوٹا ہے۔

اور یہ کہنا کہ ممکن ہے کہ تم کسی دوسرے سے لکھوا کر اپنے نام پر پیش کرو گے۔ اس کا جواب اسی قدر کافی ہے کہ ایسا دوسرا عربی دان تمہیں بھی مل سکتا ہے۔ بلکہ تم جو ہر وقت لاف مارتے ہو کہ تمہارے ساتھ ہزاروں علماء ہیں اور حسب زعم تمہارے میرے ساتھ صرف جاہلوں یا منشیوں کا گروہ ہے تو اب تمہیں شرم نہیں آتی کہ ایسی باتیں منہ پر لاؤ۔ تمہارے پاس تو مدد دینے کے لئے زیادہ سامان ہیں۔ کسی ادیب کے آگے ہاتھ جوڑو۔ یا ضرورت کے وقت اس کے قدموں پر ہی گر جاؤ۔ آخر وہ رحم کرے گا اور تمہیں کچھ بنا دے گا۔ اور پھر یہ بھی ہے کہ یہ تحریر گو میری ہو یا تمہارے پا گلا نہ خیال سے کسی اور کی۔ اس سے تمہیں کیا غرض اور کیا واسطہ جبکہ میں اس پر حصر رکھتا ہوں کہ اس تحریر کی نظیر پیش ہونے سے میں سمجھ لوں گا کہ میں کاذب ہوں تو تمہاری طرف سے کوشش ہونی چاہیئے کہ اس کی نظیر پیش کرو۔ اگر تم سچے ہو تو ضرور اپنی کوشش میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ کیونکہ خدا سچوں کو ضائع نہیں کرتا اور اس کے عزیز ذلیل نہیں ہوتے۔ اور میں مکرر کہتا ہوں کہ اسی میعاد میں تمہیں بالمقابل رسالہ شائع کر دینا چاہیئے جس میعاد میں ابتدائے سترہ مارچ ۱۸۹۷ء سے میرا رسالہ شائع ہو۔ اگر اس میں تخلف ہوگا تو پھر تمہارے بیہودہ عذرات کی طرف التفات نہیں کیا جائے گا۔ اب میں عربی رسالہ لکھتا ہوں۔

وَمَا تَوْفِیْقِی اِلَّا بِاللّٰہ رَبّ انْصُرنِی مِن لدُنک رَبّ ایّدنی مِن لدُنک رَبّ انّ قومی طردونی فآونی مِنْ لدُنک رَبّ انّ قومی لعنونی فارْحمنی من لدنک ارحمنی یا ربّ الارض والسّماء. ارحمنی یا ارحم الرحماء. ولا راحم الّا انت. انک انت حِبّی فی الدنیا وَالاٰخرۃ و انت ارحم الراحمین توکّلتُ علیک وانت لا تضیع المتوکّلیْن.

عذر۔اس عربی مضمون میں اگر کوئی سخت لفظ ہو تو میاں عبدالحق صاحب غزنوی معذور رکھیں۔کیونکہ بقول ﴿۱۷﴾
ان کے اس عاجز کو عربی لکھنے کی لیاقت نہیں اور لکھنے والے کوئی اور فاضل ہیں جو عربی کو لکھتے ہیں۔پس الزام
ان نامعلوم آدمیوں پر ہے نہ ایسے شخص پر جو عربی نہیں جانتا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمدُ للّٰه الّذی جعلنی مَظهرَ الآیات، وصیّرنی ظلَّ سیّدِ الکائنات، وجعل
اس خدا کو تمام تعریف ہے جس نے مجھے نشانوں کا جائے ظہور بنایا۔اور سرور کائنات کا ظل مجھے ٹھہرا دیا اور میرے نام کو
اسمی کاسمه بأنواع التفضّلات، فأتمّ النعم علیّ لأحمَدَه وأکون له أحمَدَ تحت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے مشابہ بنادیا۔اس طرح پر کہ اپنی نعمتوں کو میرے پر پورا کیا تا میں اس کی بہت تعریف کر
السماوات، ونضّر بی إیمان الناس لیُحمّدونی وأکون مُحمَّدًا بین المخلوقات.
کے احمد کے نام کا مصداق بنوں۔اور میرے سبب سے لوگوں کے ایمان کو تازہ کیا تا وہ میری بہت تعریف کریں اور میں محمد کے
فأنا أحمَدُ وأنا محمَّد کما جاء فی الروایات، وأُعطیتُ حقیقةَ اسمَیْ نبیّنا فخرِ
نام کا مصداق بنوں۔پس میں احمد ہوں اور میں محمد ہوں جیسا کہ روایات میں آیا ہے اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
الموجودات، کانعکاس الصُوَر فی المرآة، فنصلّی ونسلّم علی هذا النبی الأمّیّ
دونوں ناموں کی حقیقت عطا فرمائی گئی ہے جیسا کہ آئینہ میں صورتوں کا انعکاس ہو جاتا ہے۔پس ہم اس نبی اُمّی پر درود اور
الذی تنعکس أنواره فی الصالحین والصالحات، وتُفتَح باسمه أبواب البرکات،
سلام بھیجتے ہیں جس کے انوار نیک مردوں اور نیک عورتوں میں چمکتے ہیں۔اور اس کے نام کے ساتھ برکتوں کے دروازے
وتتم بنوره حجّة اللّٰه علی الکافرِیْنَ وَالکافرات؛ وَعلٰی آله الطّاهرین
کھولے جاتے ہیں اور اس کے نور کے ساتھ کافروں پر خدا کی حجت پوری ہوتی ہے اور درود اور سلام اس کی آل پر جو پاک مرد اور
والطاهرات، وأصحابه المَحْبُوبین والمَحْبُوْبات، وجمیع عباد اللّٰه الصّالحین.
پاک عورتیں ہیں۔اور اس کے اصحاب پر جو خدا کے پیارے بندے اور پیاری کنیزکیں ہیں۔اور ایسا ہی تمام نیک بندوں پر

﴿۱۸﴾ أمّا بعد ..فاعلموا أيها الطالبون، والأخيار المسترشدون، أن الله أتم حجّتى على الأعداء،

بعد اس کے اے طالبو اور اچھے لوگو جو رشد کو ڈھونڈنے والے ہو تمہیں معلوم ہو کہ خدا نے مری حجت کو دشمنوں پر پورا کر دیا۔ اور میرے لئے اس

وأرَى لى الخوارق وأسبغَ من العطاء، ورأيتم كيف نزلت الآيات من السماء، وكيف فُتِحت

نے نشان دکھلائے اور میرے پر اپنی بخشش کو کامل کیا۔ اور تم نے دیکھا کہ کیونکر آسمان سے نشان اترے۔ اور کیونکر طالبوں کیلئے دروازے کھولے

الأبواب للطلباء، ثم الذين بخلوا يُنكروننى لاعنين، ويتركون الديانةَ والدين .جرّدوا مِن غير

گئے۔ پھر وہ جو بخل کرتے ہیں وہ لعنت کرتے ہوئے انکار ظاہر کرتے ہیں۔ اور دین کو بھی چھوڑتے ہیں اور دیانت کو بھی۔ انہوں نے ظلم کی تلوار ناحق

حقّ سيفَ العدوان، وشهّروا حُسام السبّ والطغيان، وما كانوا منتهين .إنهم يؤذوننى ويسبّوننى

کھینچ رکھی ہے اور گالی اور زیادہ گوئی کی خنجر ان کے ہاتھ میں برہنہ ہے اور باز نہیں آتے۔ وہ مجھے دکھ دیتے ہیں اور دشنام دہی کرتے ہیں اور مجھے کافر

ويكفّروننى، ولا أعلم لِمَ يُكفّروننى .أيكفّرون رجلًا يقول إنى من المسلمين؟ يُصرّون على سبل

ٹھہراتے ہیں اور میں نہیں جانتا کہ کیوں ٹھہراتے ہیں۔ کیا وہ اس آدمی کو کافر کہتے ہیں جو مسلمان ہونے کا اقرار کرتا ہے۔ گمراہی اور بے راہی

الضلال والنكوب، فأين خوف الله وتقوى القلوب، وأين سِيَر الصالحين؟ أما جاء تهم الآيات؟

کے طریقوں پر اصرار کرتے ہیں۔ پس کہاں ہے خوف خدا اور دلوں کی پرہیزگاری؟ اور کہاں ہیں صلحاء کی خصلتیں؟ کیا ان کے پاس نشان نہیں

أما ظهرت البيّنات؟ أما حصحص الحق ورُفع الشبهات؟ أفتَعاهدوا على أنهم لا يرجعون إلى حقّ

آئے؟ کیا کھلے کھلے خوارق ظاہر نہیں ہوئے؟ کیا حق نہیں کھل گیا؟ اور شبہات نہیں مٹ گئے؟ کیا انہوں نے باہم عہد کر لیا ہے کہ حق کی طرف

مبين؟ أو تقاسموا على أنهم يُصرّون على تكذيبٍ وتوهينٍ؟ أيُخوّفوننى بالسبّ والشتم

رجوع نہیں کریں گے؟ یا باہم قسمیں کھالی ہیں کہ تکذیب اور توہین پر اصرار کرتے رہیں گے؟ کیا مجھے گالی اور کافر کہنے کے ساتھ ڈراتے

والتكفير، ويتربصون بى الدوائر بالحيل والتدابير؟ والله يعلم كيد الخائنين .إنه يعلم ما فى

ہیں؟ اور تدبیروں اور حیلوں سے میرے پر گردشوں کی امید رکھتے ہیں؟ خدا تعالیٰ خیانت کرنے والوں کے مکر کو خوب جانتا ہے۔ وہ میرے دل

نفسى ونفسهم، وإنه لا يُحب المفسدين .وإنى عنده مكين أمين، وإن بينى

کی باتوں اور ان کے دل کی باتوں کو جانتا ہے اور وہ مفسدوں کو دوست نہیں رکھتا۔ اور میں اس کے نزدیک بامرتبہ اور امین ہوں۔ اور مجھ میں

وبینه سرّ لا یعلمه إلا هو، فویلٌ للمعتدین .أتحسب الأعداء أن العداوة خیرٌ لهم، بل هی ﴿۱۹﴾

اوراس میں ایک بھید ہے جواس کو بغیر میرے خدا کے کوئی نہیں جانتا پس حد سے بڑھنے والوں پر واویلا ہو۔کیا دشمن یہ جانتے ہیں کہ دشمنی

شرّ لهم، لو کانوا متفکّرین .أیظنّون أنهم یهدّون ما بنتْه أنامل الرحمٰن؟ أو یجوحون ما

کرنا ان کے لئے بہتر ہے؟ نہیں! بلکہ بد ہے اگر وہ سوچیں۔کیا وہ گمان کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی عمارت کو وہ مسمار کردیں گے؟ یا اس

غرسته أیدی اللّٰه ذی المجد والسُلطان؟ کلا بل إنهم من المفتونین.

درخت کو جڑ سے اکھاڑ دیں گے جو خدا تعالیٰ کے ہاتھ کا لگایا ہوا ہے؟ ہرگز نہیں! بلکہ وہ تو آزمائش میں پڑے ہوئے ہیں۔

یا معشر الجهلاء والسفهاء وزُمر الأعداء والأشقیاء أ أنتم تطفئون نور حضرة الکبریاء،

اے جاہلوں اور کم عقلوں کے گروہ! اور دشمنوں اور بدبختوں کی جماعتو! کیا تم جناب الٰہی کے نور کو بجھادو گے؟ یا سچوں کو

أو تدوسون الصّادقین؟ اتّقوا اللّٰه، ثم اتّقوا إن کنتم عاقلین .أیها الناس فارِقوا فُرُشَ الکَرَی،

پیروں کے نیچے کچل دو گے؟ ڈرو خدا سے ڈرو اگر عقلمند ہو۔اے لوگو خواب کے فرشوں سے الگ ہوجاؤ! کیونکہ وقت نزدیک

فإن الوقت قد دنَا، وإنّ أمر اللّٰه أتَی، وإنّه یرید لیُحیی الموتی .فهل تریدون حیاة لا نزع بعده

آ گیا اور خدا کا حکم پہنچ گیا اور وہ ارادہ کرتا ہے کہ مردوں کو زندہ کرے۔پس کیا تم ایک ایسی زندگی چاہتے ہو جس کے بعد نہ

ولا رَدَی؟ وهل تحبّون أن یرضَی عنکم ربکم الأعلیٰ، أو تُصعّرون خدَّکم مُعرضین؟

جان کندن ہے نہ موت۔اور کیا تم پسند کرتے ہو کہ خدا تم سے راضی ہوجائے یا منہ پھیرنا اور کنارہ کرنا تمہیں پسند ہے۔

واعلموا أنّی أُعطِیتُ **قمیصَ الخِلافة**، وتَسربلتُ لباسها من حضرة العزّة،

اور جان لو کہ مجھے قمیص خلافت دیا گیا ہے۔اور جناب الٰہی سے وہ لباس میں نے پہنا ہے۔پس تم

فارحموا أنفسکم ولا تعتدوا کل الاعتداء ، ألا ترون إلی ما تنزل من

اپنے نفسوں پر رحم کرو اور حد سے زیادہ مت بڑھو۔کیا تم وہ نشان نہیں دیکھتے جو آسمان سے اتر

السماء ، أمَا بقی فیکم رَجُل من المتّقین؟ ولو کانّ هذا الأمر من

رہے ہیں؟ کیا تم میں ایک بھی پرہیزگار باقی نہیں رہا؟ اور اگر یہ کام بجز خدا کے اور کسی کا

﴿۲۰﴾ غیرَ الرحمٰن، لمزّقه الله قبل تمزیقکم یا أهل العُدوان. اُنظروا کیف عَنِتُّم بل مُتُّم فی جُهد

ہوتا تو تمہارے کاٹنے سے پہلے خدا اس کو کاٹ دیتا۔ دیکھو تم نے کیسی تکلیف اٹھائی بلکہ صبح شام کی کوشش میں مر گئے۔ اور خدا کی

الصباح والمساء، ومددتم إلی الله ید المسألة والدعاء، فرُدِدْتم مخذولین فی الحافرة، وما

طرف سوال اور دعا کا ہاتھ پھیلایا۔ پس تم ناکام و نامراد رد کئے گئے۔ اور تمہیں بجز وقت ضائع کرنے اور حسرت کی آہوں کے اور کچھ

حصل إلا إضاعة الوقت وزفرات الحسرة. فما لکم لا تتفکّرون فی أقدار تنزل، ولا ترغبون

حاصل نہ ہوا۔ پس کیا سبب کہ تم اس قضا و قدر میں فکر نہیں کرتے جو اتر رہی ہے؟ اور ان نوروں کیلئے خواہش نہیں کرتے جو کامل ہو

فی أنوار تُستکمل، أهذا فعل الإنسان؟ أهذا من الکاذب الدجّال الشیطان؟ فلا تُهلکوا

رہے ہیں؟ کیا یہ انسان کا فعل ہے؟ اور کیا یہ کاذب اور دجال اور شیطان کی طرف سے ہے؟ پس تم زبان کی جہالت کے ساتھ اپنے

أنفسکم بجهلات اللسان، واستعینوا متضرّعین. یا حسرة علیکم! إنّکم لا تنظرون متوسّمین،

نفسوں کو ہلاک مت کرو۔ اور تضرع کرتے ہوئے خدا سے مدد چاہو۔ تم پر افسوس! کہ تم فراست کی نگاہ سے نہیں دیکھتے اور جب دیکھتے ہو تو

وإذا نظرتم نظرتم لاعبین، ولا تُمعِنون خاشعین. أتُترَکون فی هذا اللهو واللعب، ولا تُقادون

کھیل کے طور پر دیکھتے ہو اور دل کی غربت سے نہیں سوچتے۔ کیا تم اسی لہو و لعب میں چھوڑے جاؤ گے! اور ایک بھڑکنے والی آگ کی طرف

إلی نارٍ ذات اللهب، ولا تُسألون عمّا عملتم مستکبرین؟ لا تُلهِکم أموالکم وأولادکم، فإن

کھینچے نہیں جاؤ گے۔ اور ان کاموں سے پوچھے نہیں جاؤ گے جو تکبر کی حالت میں تم نے کئے۔ تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں دھوکہ نہ

الحِمام میعادکم، ثم قهرُ الله یصطادکم، وأین المفرّ من ربّ السّماوات والأرضین؟

دے کیونکہ موت تمہارا وعدہ ہے۔ پھر تم قہر الٰہی کے شکار ہو جاؤ گے۔ آسمان اور زمین کے پیدا کرنے والے سے تم کہاں بھاگ سکتے ہو۔

وقد رأیتم آیة الکسوف فنسیتموها، ثم رأیتم آیة اللّٰه فی "آتم" فکذّبتموها،

تم نے کسوف کا نشان دیکھا اور اس کو بھلا دیا۔ پھر تم نے خدا کا نشان آتھم میں دیکھا اور اس کی تکذیب کی۔

وتجلّت لکم آیة موت "أحمد بیک" فما قبلتموها، وقرأتم کتبَ بلاغةٍ

اور تمہارے لئے موت احمد بیگ کا نشان ظاہر ہوا اور تم نے اس کو قبول نہ کیا۔ اور تم نے ان کتابوں کو

رائعةٍ فيها آية فصاحةٍ مُعجبة، فكأنكم ما قرأتموها، وظَهرت فى ندوة المذاهب آياتٌ ﴿۲۱﴾

پڑھا جن کی بلاغت تعجب میں ڈالنے والی تھی۔ پس گویا تم نے انکو نہیں پڑھا۔ اور جلسہ مذاہب میں کئی نشان ظاہر ہوئے سو تم نے ان کو

فنبذتموها، وقد كانت معها أنباء الغيب فما باليتموها، وكأيّنْ من آياتٍ شاهدتموها، فكأنّكم ما

ہاتھ سے پھینک دیا اور ان نشانوں کے ساتھ غیب کی خبریں تھیں سو تم نے کچھ پروا نہ کی اور کئی اور نشان تم نے دیکھے۔ پس گویا نہ دیکھے اور

شاهدتموها، وكم من عجائب آنستموها، فما ظلّت لها أعناقكم خاضعين .والآن أشرقتْ آية

کئی عجائب کاموں کا تم نے مشاہدہ کیا۔ پس تمہاری گردنیں ان کیلئے نہ جھکیں۔ اور اب لیکھرام میں جو گوسالہ بیجان تھا نشان ظاہر

فی "عِجل جسد له خُوار "، فهل فيكم من يقبلها كالأحرار، أو تولّون مُدبرين؟وتقولون إنّ "آتم"

ہوا۔ پس کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جو آزادوں کی طرح اس کو قبول کرے یا تم پیٹھ پھیرو گے۔ اور تم کہتے ہو کہ آتھم میعاد کے اندر

ما مات فى الميعاد، وتعلمون أنه خاف فيه قهر رب العباد .ففكّروا ألم يجبُ أن تُرعَى شريطة

نہیں مرا۔ اور تم جانتے ہو کہ وہ خدا کے قہر سے ڈرا۔ پس سوچ لو کہ کیا واجب نہ تھا کہ الہامی شرط کی رعایت کی جاتی اور اس وقت تک اس کو

الإلهام، ويؤخَّر أجله إلى يوم يُنكِر كاللئام؟ وقد سمعتم أنه ما تألّى إذا دُعِيَ للأ قسام، وما ذهب

مہلت دی جاتی جو انکار کرے۔ اور تم سن چکے ہو کہ جب وہ قسم کیلئے بلایا گیا تو اس نے قسم نہ کھائی اور نہ نالش کی۔ اب غور کرو کہ کیا اس کا

مستغيثا إلى الحكّام، فانظروا أما تحقّقَ كذبه؟ أما بلغ الأمر إلى الإفحام؟ إنّه زجّى الزمانَ فى

جھوٹ ثابت نہ ہوا۔ کیا یہ امر اتمام حجت تک نہیں پہنچا۔ اس نے پیشگوئی کا زمانہ خاموشی میں گزارا اور بیقراری اور سرگردانی میں

صمتٍ وسكوت، وأتمّ الميعاد كمضطرب مبهوت، وألقى نفسه فى متاعب وشوائب، وتراءى

میعاد کے زمانہ کو بسر کیا اور اپنے نفس کو طرح طرح کی تکالیف میں ڈالا اور ایسا شکستہ حال اپنے تئیں ظاہر کیا کہ گویا وہ مصیبتوں کا مارا

مُنكسرًا كأنّه رأى نوائب، وما تفوّه بكلمة يخالف الإسلام، حتى أكمل الأيام. فهذه القرائن تحكم

ہوا ہے اور وہ ایک بھی ایسا کلمہ زبان پر نہ لایا جو اسلام کے مخالف ہو۔ یہاں تک کہ اس نے پیشگوئی کی میعاد کو پورا کیا۔ پس یہ تمام

ببداهةٍ أنه خشى عظمة الإسلام بكمال خشية، وكان مِنْ قَبْل يُجادل المُسلمين، ويُخاصم

قرائن ببداہت حکم کرتے ہیں کہ وہ عظمت اسلام سے ضرور ڈرا۔ اور پہلے اس سے وہ مسلمانوں سے بحث ومباحثہ کیا کرتا تھا اور

﴿۲۲﴾ كالمؤذيين، وأمّا بعد نبأ الإلهام، فامتنع من النزاع والخصام، وصار كقلمٍ ردئ، وسيف صدئ،

موذیوں کی طرح لڑاتا تھا۔ مگر اس پیشگوئی کے بعد وہ چپ ہوگیا اور تمام بحث ومباحثہ اس نے چھوڑ دیا اور ایک ناکارہ قلم کی طرح یا ایک زنگ خوردہ

وجَهِلَ أوصافَ المَصافّ وأخلافَ الخِلاف، وكنتُ أعطيه أربعة آلاف، إذا قمت لإحلاف، فما

تلوار کی طرح بن گیا اور لڑائی کی تعریف کو بھول گیا اور مخالفت کے پستانوں کو فراموش کر دیا اور میں نے اس کو قسم کھانے پر چار ہزار روپیہ دینا کیا۔ مگر

تألّى، بل ولّى؛ فانظروا أهذه علامة الصادقين؟ ثم إذا انقضت أشهر الميعاد، فقسّى قلبه ورجع

اس نے قسم نہ کھائی بلکہ منہ پھیر لیا۔ پس دیکھو کیا یہ سچوں کی علامتیں ہیں۔ پھر جب میعاد کے مہینے گزر گئے تو اس کا دل سخت ہو گیا اور انکار اور

إلى الإنكار والعناد، فلذٰلك مَاتَ بَعْدَ ما أنكر وأبى، ولو أنكر في الميعاد لمات فيها وفنَى. فلا

عناد کے طرف اس نے رجوع کر لیا۔ پس وہ اسی لئے مر گیا کہ اس نے انکار کرنا شروع کیا اور اگر میعاد کے اندر انکار کرتا تو میعاد کے اندر ہی مر جاتا۔

شك أن هذا النبأ سوّد وجوه المنكرين، وأرغَمَ مَعاطِسَ المكذّبين، وإنّ فيه آيات للطالبين، وإنّه

پس کچھ شک نہیں کہ اس پیشگوئی نے منکروں کے منہ کو کالا کر دیا اور ان کی ناک کو خاک کے ساتھ رگڑ دیا اور اس میں ڈھونڈنے والوں کیلئے نشان ہیں اور یہ

مكتوب في كتابي "البراهين"، وإنه يوجد في أخبار خاتم النبيين، فآمنوا به إن كنتم مؤمنين.

پیشگوئی میری کتاب براہین احمدیہ میں لکھی ہوئی ہے اور نیز احادیث خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی ہے۔ پس ایمان لاؤ اگر ایمان لا سکتے ہو۔

ومن آياتي أنّ الأحرار نافسوا في مُصافاتي، وآثروا لعن الخَلق لموالاتي، وتركوا

اور میرے نشانوں میں سے ایک یہ ہے کہ شریف لوگوں نے میری دوستی میں رغبت کی اور میری دوستی کیلئے لعنت خلق کو قبول کیا۔

أنفسهم لنفائس نكاتي، وصَبَوا إلى رؤيتي وجاء وا تحت راياتي، إنّ في ذلك

اور اپنے عزیزوں کو میرے معارف کیلئے چھوڑا۔ اور میرے دیکھنے کی طرف مائل ہوئے اور میرے جھنڈے کے نیچے آ گئے۔ اس میں تدبر

لآيات للمتدبّرين. ومن آياتي أن العدا رغبوا عن معارضتي، بعد ما رأوا

کرنے والوں کے لئے نشان ہیں۔ اور منجملہ میرے نشانوں کے یہ ہے کہ دشمنوں نے میرے مقابلہ سے کنارہ کیا بعد اس کے کہ میری

عارضتي، ووَجَدوا كالبخيل القالي، بعد ما وجدوا عذوبة مقالي،

قوت کلام کو پایا۔ اور بخیل دشمنی رکھنے والے کی طرح غصہ کیا بعد اس کے جو میری شیریں کلامی کو پایا۔

وَ أَلِفوا بالحسد كاللئام، بعد ما أَلْفَوا دُرَرَ الكلام، إنّ فی ذلک لآیات للمتعمّقین .ومن آیاتی ﴿۲۳﴾

اور ناکسوں کیطرح حسد سے الفت کی۔ بعد اسکے جو میری کلام کے موتی انہیں معلوم ہوئے۔اس میں غور کرنیوالوں کیلئے نشانیاں ہیں۔اور میرے نشانوں میں

أنی لبثتُ علی ذلک عُمُرًا من الزمان، ولا یُمهَل مَن افتری علی الله الدیّان، إنّ فی ذلک

سے ایک یہ ہے کہ میں اس دعویٰ الہام پر ایک عمر سے قائم ہوں اور مفتری کو خدا تعالیٰ کی طرف سے مہلت نہیں دی جاتی۔اس میں اہل فراست

لآیات للمتوسّمین .ومن آیاتی أنّی أُعطیتُ عقیدةً یدرأ عن الطالب کلَّ شبهة، ویکشف عن

لوگوں کیلئے نشان ہیں۔اور میرے نشانوں میں سے ایک یہ ہے کہ میں ایسا عقیدہ دیا گیا ہوں کہ جو طالب کا ہر یک شبہ دور کرتا ہے۔اور بھید کے

بیضة السرّ مُحَّ حقیقة، إنّ فی ذلک لآیات للمستبصرین .ومن آیاتی أن الزمان نُظِمَ لی فی

انڈے میں سے حقیقت کا زردہ ظاہر کرتا ہے۔اس میں دیکھنے والوں کے لئے نشان ہیں۔اور میرے نشانوں میں سے ایک یہ ہے کہ زمانہ میرے

سِلک الرفاق، وأُنشِئ المناسبات فی الأنفس والآفاق، وکذلک أُرسِلتُ عند خفوق رایة

رفیقوں میں منسلک کیا گیا۔اور انفسی اور آفاقی مناسبات پیدا ہو گئیں۔اور اسی طرح میں اس وقت بھیجا گیا کہ جب نامرادی کا جھنڈا جنبش کر رہا تھا۔اس

الإخفاق، إنّ فی ذلک لآیات للمتفرّسین .ومن آیاتی أن الله شحّذ سیف بیانی، وأری

میں فراست والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔اور میرے نشانوں میں سے ایک یہ ہے کہ خدا نے میرے بیان کی تلوار کو تیز کیا۔اور میرے برہان کی تیزی

جواهره بغِرارِ بُرهانی، إنّ فی ذلک لآیات للناظرین .ومن آیاتی أن الحقّ ما استسرّ عنی

کے ساتھ اسکے جوہر دکھلائے۔ بہ تحقیق اس میں دیکھنے والوں کیلئے نشان ہیں اور میری نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ ایک دم بھی سچائی مجھ سے پوشیدہ نہیں

حینًا، وجُعِل قلبی له عَرِینًا، وجُعِلتُ له مُجدِّدًا مُبینًا، إنّ فی ذٰلک لآیات للمتأمّلین.

ہوئی اور میرا دل اس کا نزول گاہ بنایا گیا اور میں اس کے لئے تازہ کرنیوالا اور کھول کر بیان کرنیوالا مقرر کیا گیا۔اس میں فکر کرنیوالوں کیلئے نشان ہیں۔

أیها الناس ..قد جاء کم لطفُ ربّ العباد، وتعهّدَکم فضله تعهُّد العِهاد،

اے لوگو! تمہارے پاس خدا کی مہربانی آئی۔ اور اس کے فضل نے تمہاری خبر گیری کی جیسا کہ وقت کی بارش

عند إمحال البلاد، فلا تردّوا نعم اللّٰه إن کنتم شاکرین . أأنتم

خشک سالی کے وقت خبرگیری کرتی ہے۔ پس اگر تم شکر گذار ہو تو خدا کی نعمتوں کو رد نہ کرو۔ کیا تم اس کی

﴿۲۴﴾ تهدّون ما شاد، أَوْ تمنعون ما أراد؟ وقد رأيتم أنكم لم تستطيعوا أَنْ تأتوا بكلامٍ مِنْ مثل

بنا کردہ کو مسمار کردو گے۔ یا جو کچھ اس نے ارادہ کیا اس کو روک دو گے۔ اور تم نے دیکھ لیا کہ تمہیں طاقت نہیں ہوئی کہ میری کلام جیسی

كلامی، حتى سكتّم وصمتّم متندّمين من إفحامی .وأشيع الكتب المملوّة بالنكات

کلام بنالاؤ۔ یہاں تک کہ تم خود شرمندہ ہو کر چپ ہو گئے اور لاجواب ہو گئے اور وہ کتابیں شائع کی گئیں جو برگزیدہ نکتوں کے ساتھ

النُخَب، ولطائف النظم وبدائع النثر ومحاسن الأدب، فما كان جوابكم إلا أن قلتم إنها

پُر تھیں۔ اور لطائف نظم اور نثر سے لبالب تھیں اور محاسن ادب سے مملوّ تھیں۔ پس تمہارا بجز اس کے کچھ جواب نہ تھا کہ یہ کتابیں اور

من قوم آخرين .فانظروا كيف عجزتم ثم صُرفتْ قلوبكم عن الحق فصرتم قومًا عمين .

لوگوں کی بنائی ہوئی ہیں۔ پس دیکھو تم کس طرح عاجز ہو گئے پھر تمہارے دل حق سے پھیر دیئے گئے۔ پس تم ایک اندھی قوم

حتى إذا احتدّ منكم الحِجاج، وامتدّ اللَجاج، ونبَح النجفيّ والغزنويّ، وقالا إنه جاهل

ہو گئے۔ یہاں تک کہ جب تم تیزی سے حجت بازی کرنے لگے اور تمہاری لڑائی لمبی ہو گئی اور نجفی اور غزنوی نے یاوہ گوئی کی اور کہا کہ

غويّ، كتبتُ رسالتي هذه لتكون حُجّة على المفترين، وليفتح الله بينی وبينكم وهو

یہ ایک جاہل گمراہ ہے۔ تب میں نے یہ رسالہ لکھا تا افتراء کرنے والوں پر حجت ہو۔ اور تا مجھ میں اور تم میں خدا تعالیٰ فیصلہ کردے اور

خير الفاتحين.

وہ بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

وقال الذی آذانی من جماعةِ عبد الجبّار، إن هذا دجّال وأكفر الكفّار، وجاهل لا يعلم

اور عبدالجبار کی جماعت میں سے ایک موذی نے کہا کہ یہ شخص دجال اور اکفر الکفار ہے اور ایک جاہل ہے جو عربی کو نہیں جانتا اور

العربيّة ولا شيئا من النكات والأسرار، وأعانه عليه قوم من العلماء المتبحّرين .وكذٰلك ظنَّ

نہ نکات اور اسرار سے خبر رکھتا ہے۔ اور اس تالیف پر بڑے بڑے علماء نے مدد کی ہے۔ اور اسی طرح نجفی نے ظن کیا پس دیکھ کر کیونکر

النجفيّ، فانظرْ كيف تشابهت قلوب المعتدين .وما أثبتَ أحدٌ منهم أنّهم أُرضعوا ثَدْىَ الأدب،

تجاوز کرنے والوں کے دل باہم مشابہ ہو گئے۔ اور ان میں سے کسی نے ثابت نہ کیا کہ وہ پستان ادب سے دودھ پلائے گئے ہیں۔

أو أُعطوا مّن العلوم النخب، وما جاء ونی بالدبیب ولا بالخبیب، بل تكلّموا كالنساء متسترّين. ﴿۲۵﴾

اورعلوم برگزیدہ دیئے گئے ہیں۔اور میرے پاس نہ نرم رفتار میں آئے اور نہ تیز رفتار میں۔ بلکہ عورتوں کی طرح چھپی چھپی باتیں کیں اور صحت نیت

وما أنكروا بصحّة النيّة، بل كبخيل خاطِبِ الدنيا الدنيّة. ونبّههم الله فما تنبّهوا، وأيقظتهم

سے انکار نہیں کیا بلکہ اس بخیل کی طرح جو دنیا کا چاہنے والا ہو۔ اوران کو خدا تعالیٰ نے خبردار کیا پس خبردار نہیں ہوئے اور نشانوں نے ان کو جگایا

الآيات فما استيقظوا. ألم يروا آية كبرىٰ، إذ أهراق قاتلٌ دمًا وأولغ فيه المُدَى؟ وكان المقتول

پس وہ نہیں جاگے کیا انہوں نے ایک بڑا نشان نہ دیکھا جب قاتل نے ایک خونریزی کی اور اس کے اندر اپنی چھری کو داخل کیا۔ اور مقتول ایک آریہ

"آرية "خبيثا ومن العدا. فأبكى الله مَن سخِر من الدّين وسبّ وهجا، وألقاه فی عذاب لا

خبیث اور دشمنوں میں سے تھا۔ پس خدا نے ایک ایسے شخص کو رلایا جو دین اسلام سے ٹھٹھا کرتا اور گالیاں نکالتا تھا۔ اور اس کو ایسے عذاب میں ڈال دیا۔ جس

يتقضّى، ونارٍ لا يموت فيها ولا يحيٰى، وضيَّع كل ما صنع وهدّم كل ما علا، إنّ فی ذلک لآيات

کا کبھی خاتمہ نہیں اور ایسی آگ میں جھونک دیا جس میں نہ مریگا اور نہ زندہ رہے گا اور اسکے تمام کاروبار کو ضائع کیا اور اسکی ہر ایک بلند کردہ کو مسمار کیا۔ اس

لأولی النهٰى. وكان نبأ "آتم "يحكی السُها، بما خفِی من أعين العُمی وما تجلّی، فألقت هذه

میں عقلمندوں کیلئے نشان ہیں اور آتھم کی نسبت جو پیشگوئی کی گئی تھی وہ خفا میں ستارہ سہا کے مشابہ تھی اور اندھوں کی نظر سے بہت پوشیدہ تھی اور ظاہر نہ تھی۔

الأياةُ عليه رداء ها، فأشرقا كشمس الضحی، وأضاء ا عقول العاقلين وجذبا إلی الحق من أتی.

پس اس روشنی نے اس پر چادر ڈال دی۔ پس دونوں دوپہر کے آفتاب کی طرح چمک اٹھیں اور عقلمندوں کی عقلوں کو روشن کیا اور آنے والے کو حق کی طرف کھینچ

وهذه آية عذراء ، وشمس بيضاء ، فليهتدِ من شاء ، إنّ الله يُحِبّ التّوابين ويحبّ المتطهّرين.

لیا۔ اور یہ ایک نیا نشان ہے۔ اور آفتاب روشن ہے۔ پس چاہئے کہ ہدایت قبول کرے جو چاہے خدا توبہ کرنیوالوں اور پاکی طلب کرنیوالوں سے پیار کرتا ہے۔

وإنها تشفی النفس، وتنفی اللَّبس، وتوضح المُعمَّی، وتكشف السر عن ساقه

اور یہ لیکھرام کے قتل کا نشان جان کو تسلی دیتا ہے اور شبہ کو دور کرتا ہے اور معمّی کو کھولتا ہے۔ اور بھید کی پنڈلی

والغُمَّی، وتُتمّ الحجّة علی المُجرمِين. فيا حَسرة علی المخالفين! إنّهم

اور امر پوشیدہ کی ساق دکھلاتا ہے۔ اور مجرموں پر حجت پوری کرتا ہے۔ پس افسوس مخالفوں پر کہ وہ

﴿۲۶﴾ يترّكون أحكم الحاكمين .فكأنّ اللّٰه شرّق وهم غرّبوا، ودعا لجمع الثمار وهم

احکم الحاکمین کو چھوڑے جاتے ہیں۔پس گویا خدا مشرق کی طرف گیا اور یہ لوگ مغرب کی طرف۔اور اس نے پھلوں کے جمع کرنے کے لئے کہا اور

احتطبوا، وأمر أن يؤتونى عَذْبًا فعذّبوا، وما اجتنبوا الأذى بل كادوا أن يُجنّبوا، فردّ اللّٰه

انہوں نے خشک لکڑیاں جمع کیں۔اور حکم کیا کہ مجھے میٹھا پانی دیں اور انہوں نے عذاب کیا۔اور دکھ دینے سے پرہیز نہ کی بلکہ نزدیک ہوئے کہ

نيّاتهم عليهم فانقلبوا مخذولين.

پسلی توڑ ڈالیں۔پس خدا نے ان کی نیتیں ان پر ڈال دیں۔سو انجام ان کا نامرادی تھی۔

ومنهم رجل من الغزنى يسمّونه عَبْد الحق، وإنه سبّ وشتَم ووثَب سفاهةً كالبق .وإنه

اوران میں سے ایک غزنوی شخص ہے جس کو عبدالحق کہتے ہیں۔اور اس نے گالیاں دیں اور پشہ کی طرح اچھلا اور وہ ایک چوہا ہے

فُوَيسقةٌ يُذعِر الأسودَ فى جُحره بالغق .وإنّ الخنّاس زقّه فبالغَ فى الزقّ .وإنه كذّب آية

شیروں کو اپنے سوراخ میں آواز سے ڈراتا ہے۔اور شیطان نے اس کو غذا دی پس پوری غذا دی۔اور اس نے کسوف خسوف کے نشان کی

الكسوف كما كُذِّبَ مِن قبل آيةُ القمر المنشق .وَإنّ الشيطان لقَّ عينَه فذهب ببصره باللقّ.

تکذیب کی جیسا کہ کفار نے شق القمر کی تکفیر کی۔اور شیطان نے اس کی آنکھ پر مارا پس آنکھ نکال دی۔اور وہ مرغی کی طرح آواز کر رہا ہے

وَمَا نَقَّ إلّا كدجاجة فنذبحه بمُدَى الحق، ونُريه جزاء النقّ، فما ينجو منّا بالهرب والهقّ، ولا

پس ہم سچائی کی چھری سے اس کو ذبح کر دیں گے اور اس کی آواز کی اس کو جزا چکھائیں گے۔پس ہم سے بھاگنے کے ساتھ نجات نہیں پائے

ينفعه كيد الكائدين .وإنّه أرسل إلىّ كتابه المملوّ من السبّ والتكفير، وخدع الناس بأنواع

گا اور کوئی مکر اس کو فائدہ نہیں دے گا اور اس نے اپنی وہ کتاب جو گالیوں اور تکفیر سے پُر تھی میری طرف بھیجی۔اور طرح طرح کے جھوٹوں سے

الدقارير، وذكر فيه كتابى وهذَى، وقال أهذا من هذا؟ كلّا بل إنه من النُوكَى، ولا يكاد يُبين.

لوگوں کو دھوکا دیا۔اور میری کتاب کا ذکر کیا اور بکواس کی اور کہا کیا ایسی کتاب اس شخص کی تالیف ہے۔ہرگز نہیں بلکہ یہ تو جاہل ہے اور بلیغ

وخاطبنى وادّعى كعارف الحقيقة، وقال إنك لست مؤلّف هذه الكتب الأنيقة، ولا أبا عُذر

بات کہنے پر قادر نہیں اور مجھے مخاطب کر کے ایک حقیقت شناس کی طرح دعویٰ کیا اور کہا کہ تو ان عمدہ کتابوں کا مؤلف نہیں ہے۔اور نہ ان لطیف

تلکَ الرسائل الرشیقة، والنکات الدقیقة العمیقة، بل استملیتَها مِن رجال هذه الصناعة، ﴿۲۷﴾

رسالوں کا موجد اوران نکات عمیقہ کا نکالنے والا۔ بلکہ تو نے ان کتابوں کو اس صناعت کے مردوں سے لکھوایا ہے۔ پھر تو نے ان کو

ثم عزوتَها إلٰی نفسک لتُحمَد بالفضل والبراعة، وإنّا نعرف مبلغ علمک

اپنے نفس کی طرف نسبت دیدی ہے تا بزرگی اور کمال عقلمندی کے ساتھ تعریف کیا جائے اور ہم تیرا اندازہ علم جانتے ہیں

وما کنّا غافلین.

اور ہم غافل نہیں۔

وشابَهَه فی قوله شیخ طویل اللسان، کثیر الهذیان، وزعم أنه من فضلاء الزمان، وأنه

اور ایک شیخ لمبی زبان والا بہت ہذیان والا عبدالحق سے مشابہ ہے۔ اس نے گمان کیا ہے کہ وہ زمانہ کے فاضلوں میں سے ہے اور یہ شیخ نجفی ہے

نَجَفیٌّ ومن المتشیّعین. وإنه أرسل إلیّ مکتوبه فی العربیة، لیخدع الناس بالکلم الملفقة،

اور شیعہ ہے۔ اور اس نے عربی میں میری طرف ایک خط لکھا تا اپنے پر تکلف جوڑے ہوئے فقروں کے ساتھ لوگوں کو دھوکا دے اور تا کہ عوام الناس کے دل اس کی

ولتعظّمه قلوب العامة ولیستمیل إلیه زُمرَ الجاهلین. وما کان قوله إلا فُضلة قول الفضلاء،

بزرگی کریں اور تا کہ جاہلوں کو اپنی طرف میل دے۔ اور اس کا قول صرف فاضلوں کے قول کا ایک فُضلہ تھا۔ اور ان کے کلمہ

وعَذِرةُ کلمتهم العذراء. فالعجب من جهله، إنه ما خاف إزراء القادحین، ووقف موقف

باکرہ کی ایک نجاست تھی۔ پس اس کی جہالت سے تعجب ہے کہ وہ عیب گیروں کی عیب گیری سے نہیں ڈرا۔ اور ندامت کی

مندمة، وما أری الوجه کالمتندّمین. بل إنه مع ذالک بلّغ السبّ والشتم إلی الکمال، وما

جگہ پر کھڑا ہوا اور شرمندوں کی طرح منہ نہ دکھلایا۔ بلکہ اس نے باوجود اس کے سبّ اور شتم کو کمال تک پہنچا دیا۔ اور کسی گالی

غادر سبًّا إلا کتبه کالسفیه الرزال، ولا یعلم ما الإیمان وما شِیَم المؤمنین. ومثل قلبه

کو نہ چھوڑا جس کو کمینہ رذیلوں کی طرح نہ لکھا اور نہیں جانتا کہ ایمان کیا ہے اور مومنوں کی خصلتیں کیا ہیں۔ اور اسکے منقبض دل

المنقبض کمثل یومٍ جَوُّه مُزْمَهِرٌّ ودَجُنه مُکفهرٌّ، عاری الجِلدة، بادی الجُردة، شقیٌّ

کی مثال ایسی ہے جیسا کہ وہ دن جو سخت سرد ہو اور اس کا بادل تہ بہ تہ جما ہوا ہو۔ برہنہ پوست اور آشکارا برہنگی ایک بدبخت ہے

﴿۲۸﴾ خسِرَ فی الدُنیا والدّین یسُبّنی ویشتمنی بطغواه، ولا ینظر إلی مآل سابٍّ من "الآریة"

جودین اوردنیا میں نقصان اٹھانیوالا ہے اپنے حد سے گذر جانیکے سبب سے مجھے گالیاں دیتا ہے اور نہیں دیکھتا کہ آریہ گالیاں دینے والے کا

ومأواه، وإنّ السعید من اتّعظ بسواه. وأنّٰی له الرشد والهدیٰ، وإنه لا یعلم ما التُّقیٰ، ولا

کیا انجام ہوا۔ اور نیک بخت وہ ہوتا ہے جو دوسرے کے حال سے نصیحت پکڑتا ہے اور اس کو رشد اور ہدایت کہاں نصیب ہو وہ تو نہیں جانتا

الأدب المُنتقَی، وإنه سلک سُبل الهالکین. لا یُبالی الحشر وأهواله، ولا قَهرَ اللّٰه ونکاله،

کہ پرہیزگاری کس کو کہتے ہیں اور نہ ادب برگزیدہ کی اس کو خبر ہے۔ اور وہ مرنیوالوں کی راہ چلا ہے قیامت اور اس کے خوفوں کی کچھ پروا نہیں رکھتا۔

وکل ما کتب فلیس إلّا ککیدٍ، أو أحبولة صیدٍ، أراد أن یفتن قلوب الجماعة، بافتنانه فی

اور نہ خدا کے قہر اور وبال سے ڈرتا ہے۔ اور جو کچھ اس نے لکھا وہ ایک مکر ہے۔ یا دام صید ہے۔ اس نے

البراعة، وأرعفَ کفُّه الیَراعَ، لیُرِیَ السفهاء البَعاعَ، ولکنّه هتک أستاره، وأری فی کل قدمٍ

ارادہ کیا کہ اپنی جماعت کے دلوں کو تفنن کلام کے ساتھ فریفتہ کرے۔ اور اس کے ہاتھ نے قلم کو رواں کیا تا نادانوں کو اپنی متاع دکھلائے مگر اس نے اپنے

عثاره، وأفضی فی حدیث یُفضِحه، ودخل نارًا تلفَحه، فمثله کمثل رجل شهّر خزیَه بدفّه، أو

پردے پھاڑ دیئے اور ہر ایک قدم میں اپنی لغزش دکھلائی اور اس بات کو شروع کیا جو اس کو رسوا کرے گی اور اس آگ میں داخل ہوا جو اس کو جلا دے گی پس اس

جدَعَ مارنَ أنفه بکفّه، فلحق بالملومین المخذولین. ومع ذلک سبّنی لیجیر فُقدانَ فضلٍ

کی اس شخص کی مثال ہے جس نے اپنی رسوائی کو اپنی دف کے ساتھ مشہور کیا یا اپنی ناک کو اپنے ہاتھ کیساتھ کاٹا۔ پس ملامت اٹھانیوالے اور گمنام لوگوں میں

بیانه بفضول لسانه، وأمّا نحن فلا نتأسّف علی ما قلَی وقال، ولا نُطیل فیه المقال، فإنه من

جاملا۔ اور باوجود اس کے مجھ کو گالیاں دیں تا اپنی بیہودہ گوئی سے اپنی ژولیدہ بیانی کو پناہ دیوے۔ مگر ہم اس کی دشمنی اور قول پر کچھ تاسف نہیں کرتے اور نہ اس میں

قوم تعوّدوا السبّ والانتصاب للإزراء ات، وحسبوه لأنفسهم من أعظم الکمالات،

کچھ زیادہ کہنا چاہتے ہیں کیونکہ وہ ایک ایسی قوم میں سے ہے جن کو گالیاں دینے اور عیب گیری کی عادت ہے۔ اور اس عادت کو انہوں نے اپنا کمال سمجھا ہوا ہے۔

فنستکفی باللّٰه الافتنانَ بمفتریاته، ونعوذ به من نیّاته وجهلا ته، وما نعطف إلی السبّ

پس ہم ان کے فتنہ میں مبتلا ہونے سے خدا کو اپنے لئے کافی جانتے ہیں اور اس کی نیتوں سے خدا کی پناہ ڈھونڈتے ہیں اور ہم گالی کی طرف رجوع نہیں کرتے

كمّا عطف هو من العناد، ونُفوّض أمرنا إلٰى ربّ العباد، وهو أحكم الحاكمين. ﴿۲۹﴾

جیسا کہ اس نے عناد سے کیا اور ہم اپنا امر خدا تعالیٰ کو سونپتے ہیں اور وہ احکم الحاکمین ہے۔ اور کیونکر یہ شخص تکذیب کرتا ہے

وكيف يكذّبني مع أنّه ما نقض براهيني، وما دوّن كتدويني، وما تصدّيتُ لدعوى ما كان

حالانکہ اس نے میرے دلائل کو نہیں توڑا اور میرے مقابلہ پر کچھ لکھ نہیں سکا اور میں نے ایسے دعویٰ کو پیش نہیں کیا جس کے ساتھ

معه الدلائل، بل عرضتُ دلائل أزيدَ مما يسأل السائل، وما كان كلامي بالغيب بضنين.

دلائل نہ ہوں بلکہ میں نے زیادہ سے زیادہ جو لوگ پوچھتے ہیں دلائل پیش کر دیئے ہیں اور میرا کلام غیب گوئی سے بخیل نہیں ہے۔

وقد ثبت عند جميع الحُكّام، وولاة الأحكام، أن الدعاوى تجب قبولها بعد الأدلّة، كما

اور تمام حکام اور والیان حکم کے نزدیک یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ بعد دلائل کے دعووں کا قبول کرنا واجب ہو

تجب الأعياد بعد الأهلّة، وكنتُ ادّعيت أنّي أنا المسيح الموعود، والإمام المهدى المعهود،

جاتا ہے جیسا کہ بعد ہلال عید کے عید کرنا واجب ہو جاتا ہے اور میں نے دعویٰ کیا تھا کہ میں مسیح موعود اور مہدی موعود ہوں

فأرى الله آياته على ذالك الادّعاء، وسكّتَ وبكّتَ زُمرَ الأعداء، وأرى آيةً تارةً في زيّ

پس اللہ تعالیٰ نے اس دعویٰ پر اپنے نشان دکھلائے اور تمام دشمنوں کو ساکت اور لاجواب کیا اور کبھی نشان کو

الإيجاد، وأخرى في صورة الإعدام والإفناد، وأعجزَ الأعداءَ مرّة بخوارق الأقوال، وأخرى

ایجاد کی صورت پر دکھلایا اور کبھی معدوم کرنے کی صورت پر ظاہر کیا اور کبھی قولی نشان کے ساتھ مخالفوں کو عاجز کیا اور

أخزاهم بعجائب الأفعال وأيّدني ربّي في كل موطن ومقام، وما بقِي دقيقة

کبھی فعلی نشان کے ساتھ ان کو رسوا کیا۔ اور میرے رب نے ہر ایک مقام اور میدان میں میری مدد کی اور کوئی دقیقہ اتمام

من تبكيت وإفحام، ومُزّقوا كل ممزّق من الله مُخزى المفسدين. ثم قيّض

حجت کا باقی نہیں رہا اور خدا تعالیٰ کی طرف سے خوب پارہ پارہ کئے گئے پھر ان کی بد تقدیر کیوجہ سے خدا کی مشیت نے

قدر اللّٰه لنصبهم ووصبهم، أنهم طعنوا في علمي وفخروا ببراعتهم

ان کو اس طرف کھینچا کہ انہوں نے میرے علم اور لیاقت میں طعن کیا اور اپنی بلاغت اور ادب پر ناز کیا

﴿۳۰﴾ وأدبهم، وكانوا عليها مُصرّين، ومكروا ومكر الله والله خير الماكرين.

اوراس پر اصرار کیا۔ اورانہوں نے مکر کیا اور خدا نے بھی مکر کیا اور خدا سب سے بہتر مکر کرنے والا ہے۔

فواللّٰه ما فكّرتُ في الإملاء والإنشاء ، وما كنتُ من الأدباء والفصحاء ، وما احتاج يَراعي

پس بخدا میں نے املا اور انشاء میں کچھ فکر نہیں کیا اور میں ادیبوں مین سے نہیں تھا اور میری قلم کسی مددگار کی محتاج نہیں ہوئی۔

إلى من يُراعي كالرفقاء ، بل كنتُ لا أعلم ما البلاغة والبراعة، ولا أدرى كيف تحصل هذه

بلکہ میں نہیں جانتا تا کہ بلاغت کسے کہتے ہیں اور نہیں جانتا تھا کہ یہ صناعت کیونکر حاصل ہوتی ہے۔ پس اس حالت میں کہ میں اس

الصناعة .فبينما أنا في حيرة من هذه الإزراء ، وقد تواترَ طعنهم كالسفهاء ، إذ صُبّ على قلبي

نکتہ چینی سے حیرت میں تھا اور ان کا طعن سفیہوں کی طرح تواتر تک پہنچ چکا تھا پس یکدفعہ ایک نور میرے دل پر ڈالا گیا اور ایک چیز

نورٌ من السّماء ، ونزل عليّ شيء كنزول الضياء ، فصرتُ ذا مَقُوَل جريٍّ، وقولٍ سحبانيٍّ،

روشنی کی طرح اتری۔ پس میں صاحب زبان رواں اور صاحب قول سحبان وائل ہوگیا۔ پس مبارک ہے وہ خدا جو احسن الخالقین ہے

فتبارك اللّٰه أحسن الخالقين .ولكن ما تسلّتْ به عمايات هذه العلماء ، وظنّوا أن رجلا

لیکن اس کے ساتھ ان علماء کی نابینائی دور نہ ہوئی اور گمان کیا کہ ایک شخص نے میری مدد کی ہے یا ایک گروہ نے فضلاء میں سے مدد کی

أعانني أو جمعًا من الفضلاء ، وأنها ثمرة شجرة الآخرين .ثم بدا لهم أن يُعارضوني مُشافهين،

ہے اور وہ فصاحت اوروں کے درخت کا پھل ہے۔ پھر ان کو یہ سوجھی کہ دوبدو مجھ سے مقابلہ کریں۔ پس جب میں کھڑا ہوا تو گویا وہ

فإذا قمتُ فكأنّهم كانوا من الميّتين .والآن ما بقي في كفّهم إلا الرفث والإيذاء ، وكذالك

میت تھے اور اب ان کے ہاتھ میں بجز گالیوں اور ایذا کے اور کچھ باقی نہیں رہا۔ اور اسی طرح نجفی نے مجھے گالیاں دیں اور نہیں جانتا کہ حیا

سبَّني النجفيّ وما يدرى ما الحياء .ولكنّا لا ندفع السبّ بالسبّ، وما كان لِحَمامٍ أن يُحجِر

کیا چیز ہے۔ مگر ہم گالی کا گالی کے ساتھ جواب نہیں دیتے اور کبوتر کی شان میں یہ داخل نہیں کہ اس سوراخ میں داخل ہو جس میں سوسمار

نفسه كالضبّ، أو كالتنّين .وما نشكوه على ما فعل، ولا نتأسّف على ما افتعل، فإنهم قوم

داخل ہوتی ہے یا سانپ۔ اور ہم اس شخص کا اسکے کام پر کچھ شکوہ نہیں کرتے اور نہ اسکے بہتان پر کچھ افسوس کرتے ہیں کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں

مَا عُصم من ألسنهم خاتم النبيّين، بل اللّٰه الذی هو أحكم الحاكمين، ولا خلفاء ﴿۳۱﴾

جو ان کی زبان سے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم بھی بچ نہیں سکے۔ بلکہ وہ خدا بھی جو احکم الحاکمین ہے۔ اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفے

نبی اللّٰه ولا أمّهات المؤمنين.

انکی زبان سے بچے اور نہ ازواج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو امہات المومنین تھیں۔

ألا ترى كيف ظنّوا ظنّ السوء فی حضرة أصدق الصادقين، وكذّبوا نبأ "الاستخلاف"

کیا تو نہیں دیکھتا کہ ان لوگوں نے حضرت اصدق الصادقین میں کس طرح ظن بد کیا۔ اور استخلاف کی پیشگوئی کی تکذیب کی۔ اور کہا کہ علی

وقالوا إنّ عليًّا من المظلومين، فأرادوا هدم ما شاد الرحمٰن، وكفروا بما جاء به القرآن، وما

مظلوم ہے۔ پس ان لوگوں نے اس عمارت کو مسمار کرنا چاہا جس کو خدا نے بنایا اور قرآنی اخبار کی تکذیب کی اور یہ صریح ظلم ہے اور ان

هذا إلا ظلم مبين. وقالوا إنّ عليًّا أنفد عمره مُبتلًى بلَقْوَةِ النفاق، وما خُلِقَ فی طينته جرأةُ

لوگوں نے کہا کہ علی تمام عمر نفاق کے لقوہ میں مبتلا رہا اور اس کی طینت میں راست گوئی کی جرأت پیدا نہیں کی گئی تھی اور اس نے ظاہر و باطن

الصدق وما تفوَّق دَرَّ إخلاصِ الأخلاق، وإذا استُخلفَ الكفّارُ فما أبٰى، بل أطاعهم وعقد

ایک بنانے کا دودھ نہیں پیا تھا اور جب کفار کو خلافت ملی تو اس نے انکار نہ کیا بلکہ اطاعت کی اور پیٹھ اور پنڈلی کو معہ اپنے رفیقوں کے

لهم مع رفقته الحُبا. أَمَرَ أمرُ الإسلام فآثرَ الإنصات، وأُمِّرَ الفُسّاق فمعهم أكل و بات، وما

ان کے لئے باندھا۔ اسلام کا امر مشکل ہو گیا پس اس نے خاموشی کو اختیار کیا اور وہ فاسق امیر کئے گئے پس اس نے ان کے ساتھ کھایا اور

ذمّهم بل أنشد فی حمدهم الأبيات، وكان هذا خُلقه حتى مات، أهذا هو أسدُ المتشيّعين؟

شب باشی اختیار کی اور ان کی بدگوئی نہ کی بلکہ ان کی تعریف میں شعر بنائے اور یہی اس کا خلق تھا یہاں تک کہ مر گیا کیا یہی شیعوں کا شیر ہے؟

وقالوا إنه عارضَ أُمَّه الصدّيقةَ، وما بالى الشريعة ولا الطريقة، ولم يكن

اور کہتے ہیں کہ اس نے اپنی ماں صدیقہ کا مقابلہ کیا اور نہ شریعت کی کچھ پروا رکھی اور نہ طریقت کی

بَرًّا بوالدته ولا تقيًّا، بل أعقَّ وصار جبّارًا شقيًّا. آثرَ النفاق ولم يصبر

اور اپنی ماں سے نیکوکار نہیں تھا بلکہ عاق اور جبّار اور شقی تھا۔ نفاق کو اختیار کیا اور سختی

﴿۳۲﴾ علّٰی ضـرّ ومسغبة، واتّبعَ النفس وترَک التُّقی کأرض مُعطّلة .أسـرَّ الغِلَّ ولکن ما نظر بعینٍ

اور بھوک پر صبر نہ کر سکا اور نفس کی پیروی کی اور پرہیزگاری کو زمین خالی کی طرح چھوڑ دیا اور کینہ کو پوشیدہ رکھا مگر خشمگین آنکھ سے نہ

غَـضَبَی، واختار النفاق فی کل قدم وحابَی، سجد لکل مَن تبرّ عَ باللُّهَی، ولو کان عدوَّ الدین

دیکھا اور نفاق کو ہر ایک قدم میں اختیار کیا اور خاص کیا جس نے بخشش کے ساتھ احسان کیا اسی کو سجدہ کر دیا اگر چہ وہ دین اور تقویٰ کا دشمن ہو۔

والتُّقی، وإذا عُرِض علیه حُطامٌ فقال لنفسه :ها .وأثنی علی الکافرین طمعًا فی المَوات، لا

اور جب کوئی مال دنیا اس پر پیش کیا گیا تو اپنے نفس کو کہا کہ لے لے اور زمین کے حاصل کرنے کیلئے کافروں کی تعریف کی نہ اس خیال سے

خـوفـا مـن عـقـوبـات الـمُـوات، وصلّی خلفهم للصِّلات، لا لبرکات الصَّلاة .اتّـخذَ النفاق

کہ ان کی مخالفت سے عقوبت مرگ کا اندیشہ ہے۔ اور ان کے انعام کیلئے ان کے پیچھے نماز پڑھتا رہا نہ نماز کی برکتوں کیلئے نفاق کو طریقہ پکڑا

شِـرْعة، والاقتبـاس منه نُجْعة، وصرف الله عنه المعارف، ولو کان زُمَرٌ مِن مَعارف .فما بقی

اور اس کسب کو اپنی غذا پکڑی اور خدا نے اس سے لوگوں کے منہ پھیر دیئے اور اگر چہ وہ آشنا تھے۔ پس اس کے ساتھ صحابہ کے جوانمردوں میں

مـعـه مـن سَرَوات الصحابة ولا سرایا الملّة، حتی رجع مضطرًّا ومخذولًا إلٰی باب الصدّیق،

سے کوئی نہ رہا اور نہ اسلام کے لشکر میں سے کوئی اس کا ساتھی ہوا یہاں تک کہ بیقرار اور ناکام ہو کر ابوبکر صدیق کے دروازے پر آیا اور جانتا تھا

وکـان یـعـلـم أنه کالزندیق لکن البطن ألجأه إلیه، وما وجد حطبَ تَنُّورِ المَعِدة إلا لدیه .وإنّ

کہ یہ زندیقوں کی طرح ہے۔ مگر پیٹ نے اس کو اس کی طرف جانے کیلئے بیقرار کر دیا اور اپنے معدہ کے تنور کا ایندھن اس نے اسی کے

صاحِبَه اغتـال بـعضَ ولده، فما امتنع من التردد إلیه، وفجعه بالفَدَک فما غارَ علیه، بل کان

پاس پایا اور عمرؓ نے اسکی بعض اولاد کو قتل کر دیا۔ مگر وہ پھر بھی اس کی طرف جانے سے باز نہ آیا۔ اور ابوبکر نے فدک کے معاملہ میں اس کو درد

عـلٰی بابه کالمعتکفین .وتـواترَ علیه جور الشیخَین، حتی جرت عبرة العینَین کالعینَین، فما

پہنچایا مگر پھر بھی اس کو غیرت نہ آئی اور ابوبکر کے دروازے پر اعتکاف کرنیوالوں کیطرح پڑا رہا اور اس پر شیخین کا ظلم متواتر ہوا یہاں تک کہ

انتهـی مـن الـرجـوع إلـی هـذیـن الـکـافـرَیـن، بـل أبـدی الإطـاعة بـالـنـفـاق والـمَـیـن.

آنکھوں سے آنسوؤں کے چشمے جاری ہوئے۔ مگر وہ انکے پاس جانے سے باز نہ آیا بلکہ نفاق اور جھوٹ سے اطاعت کو ظاہر کیا۔

واشتدّ عَلَيْه غضبهم ونهبهم حتى صفَرت الراحة، وفُقدت الراحة، فما ترک لُقيّاهم، وما ﴿۳۳﴾

اور انہوں نے غارتگری سے اس کو تباہ کیا یہاں تک کہ ہتھیلی خالی ہوگئی اور آرام جا تا رہا مگر اس نے ان کا ملنا

کره رَيّاهم، بل كان يستمرّ على بابهم، ويستمرى فُضْلَةَ أنيابهم، وَما باعدَهم

نہ چھوڑا اور انکی خوشبو سے بیزار نہ ہوا بلکہ لازمی طور پر حاضر ہوتا رہا اور انکے دانتوں کے فُضلہ کو ہضم کرتا رہا

كالمُستنكفين، بل كان يُخلِقُ لهم ديباجته، ويُعرِض عليهم حاجته، ويدور على أبوابهم

اور عار رکھنے والوں کی طرح ان سے علیحدہ نہ ہوا بلکہ ان کی خدمت میں اپنی آبرو کو بٹہ لگاتا تھا اور اپنی حاجت

كالسّائلين الملحفين وكان عليه أن يترک المدينة وأهلها الكافرين المرتدّين، ولو

انکے پاس پیش کرتا تھا اور انکے دروازوں پر سوالیوں کی طرح پھرتا تھا اور اسکو چاہیئے تھا کہ مدینہ کو اور اس کے

كانوا من المترَفين والمخصِبين، بل كان من الواجب أن يقتعد مَهْرِيًّا، ويعتقل سَمْهَرِيًّا،

باشندوں کو جو کافر اور مرتد تھے چھوڑ دیتا اور اگرچہ وہ لوگ خوشحال ہوتے بلکہ واجب تو یہ تھا کہ ایک مضبوط

ويُهاجر من أرضٍ إلى أرض، ويطلب رفعًا مِن خفض، ويُنادى بين الناس أن الصحابة

اونٹ پر سوار ہو جاتا اور نیزہ لٹکا لیتا اور ایک زمین سے دوسری زمین میں چلا جاتا اور پستی کے بعد بلندی

ارتدوا كلهم أجمعون، ثم إذا أحسّ الإيمان من قوم فكان عليه أن يُلقى بأرضهم جِرانه،

طلب کرتا اور لوگوں میں بلند آواز سے کہتا کہ صحابہ سب مرتد ہو گئے۔ پھر جب کسی قوم میں ایمان کو پاتا پس

ويتخذهم جيرانه، ويجعلهم لنفسه معاونين، ويقتل أهلَ المدينة كلهم إن لم يكونوا

مناسب تھا کہ اس زمین میں بود و باش کرتا اور انکو اپنا ہمسایہ اور معاون بناتا اور تمام مدینہ کے لوگوں کو قتل کر

مسلمين. فكيف تمضمضت مُقلته بنومها، وكان يرى الملّة قد اكفهرّ

ڈالتا اگر وہ مسلمان نہیں تھے۔ پس کیونکر اس کو نیند پڑی اور وہ دیکھتا تھا کہ جو اسلام کا دن تھا اس کا چہرہ تاریک

وجه يومها، وأمحلتْ بلاد الإيمان والمؤمنين. لِمَ لم يُهاجر ولم يلق نفسه

ہوگیا اور ایمان اور مومنوں کے بلاد پر خشک سالی غالب آ گئی۔ کیوں ہجرت نہ کی اور کیوں اپنے نفس کو دوسروں کے

فـِّي أرجـاء آخرين، وكان أُعطِيَ منطق البلاغة، وكان يُزيِّن الكلمَ ويلوّنها كالدباغة، فما ﴿۳۴﴾

کناروں میں نہ ڈال دیا اور اس کو بلاغت زبان دی گئی تھی اور کلمات کو خوب زینت دیتا تھا اور رنگین کرتا تھا جیسا کہ چمڑہ کی

نـزل عليه لَمْ يستعمل في استمالة الناس صناعته، وما أرى في الإصباء براعته، بل تمائل

دباغت کی جاتی ہے۔ پس اس پر یہ بلا کیا نازل ہوئی کہ اس نے لوگوں کو اپنی طرف کھینچنے میں بلاغت اور فصاحت سے کام نہ لیا اور

كـل التـمـائـل عـلـى الـنـفاق والتقيّة، وحسبه للعدا كالرقية؟ أهذا فعلُ أسـدِ الله؟ كلّا

دلوں کو اپنی طرف پھیرنے میں اپنے حسن بیان کو نہ دکھلایا۔ بلکہ نفاق اور تقیہ کی طرف جھک گیا۔ اور نفاق کو دشمنوں کیلئے مثل

بل هو افتراؤكم يا معشر الكذّابين ـ إنـه كان حاز من الفضائل مغنمًا، وكان بقوى الإيمان

افسوں کے سمجھا کیا یہ فعل شیر خدا کا ہے۔ ہرگز نہیں بلکہ یہ تو اے کاذبوں کے گروہ تمہارا افترا ہے۔ علی تو جامع فضائل تھا اور ایمانی قوتوں کے

تَوْأمًا، فما اختار نفاقًا أينما انبعث، وما نافق في كل ما فعل ونفث، وما كان من المرائين.

ساتھ توام تھا۔ پس اس نے کسی جگہ نفاق کو اختیار نہیں کیا اور اپنے قول اور فعل میں کبھی منافقانہ طریق نہیں برتا اور ریاکاروں میں

فـلـما نضنضتم في شأنه نضنضة الصلّ، وحملقتم إليه حملقة البازي المطلّ، مع دعاوى

سے نہ تھا۔ پس جبکہ تم اس کی شان میں ایسی زبان ہلاتے ہو جیسا کہ سانپ اور ایسا اس کی طرف دیکھتے ہو جیسا کہ باز جو شکار پر

الـحـبّ والـمـصـافـاة، فـكـيف تـقـصّـرون في غيره مع جـذبـات الـمـعـاداة؟

گرتا ہے۔ اور یہ سب کچھ باوجود اس محبت کے ہے جس کا تمہیں دعویٰ ہے تو پھر کیونکر تم اس کے غیر میں کچھ کوتاہی کر سکتے ہو

وكـذٰلـك استـحـقـرتـم خـاتـم الأنبـيـاء، وقـلـتـم دُفن معه الكافران من الأشقياء، يمينا

کیونکہ وہاں تو دشمنی کے جذبات بھی ہیں۔ اور اسی طرح تم نے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیر کی اور کہا کہ اس کے ساتھ دو کافر دائیں

وشـمـالا كالإخوان والأبناء. فانظروا إلى توهينكم يا معشر المجترئين. ونحن نستفسر

بائیں بھائیوں اور بیٹوں کی طرح دفن کئے گئے۔ سو تم اے گروہ بے باکان اس توہین کی طرف جو تم کر رہے ہو نظر کرو۔ اور ہم تجھ

مـنـك أيهـا الـنـجـفـيّ الـضـال، فـأجب متحملا ولا يكبر عليك السؤال. أتـرضٰـى

سے اے نجفی گمراہ ایک بات پوچھتے ہیں۔ سو ٹھہر کر جواب دے اور تیرے پر سوال بھاری نہ ہو۔ کیا تو اس بات پر

بأنّ تُدفَن أُمُّک المتوفّاة بين البغيّتين الزانيتين الميّتين؟ أو يُقبَر أبوک في قبر المجذومين ﴿۳۵﴾

راضی ہوسکتا ہے کہ تیری ماں دوزنا کار عورتوں کے درمیان دفن کردی جائے۔ یا تیرا باپ دو مجذوم بدکاروں کے درمیان گاڑا

الفاسقين؟ فإن كرهتَ فكيف رضيتَ بأن يُدفَن سيّد الكونَين بين جنبى الكافرَين الملعونَين؟

جائے۔ پس اگر تو اس سے کراہت کرتا ہے تو تُو کس طرح اس بات پر راضی ہوگیا کہ سید الکونین دو کافروں ملعونوں کے

ولا يعصمه فضل اللّٰه من جوار الجارَين الجائرَين الخبيثَين والكفر أكبر من الزنا وأشنع

درمیان دفن کردیا جائے اور خدا تعالیٰ کا فضل اس کو دو ظالم اور ناپاک کی ہمسائیگی سے نہ بچائے۔ اور کفر زنا سے بہت بڑا

عند ذوى العينين. ففكِّرْ كيف تحقّرون خاتم النبيين، وتسوّغون له مكروهات لا تسوّغون

اور آنکھوں کے نزدیک زیادہ زبون ہے۔ پس سوچ کہ تم لوگ کیونکر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کررہے ہو۔ اور وہ مکروہات

لأنفسكم ولا بنات وأمّهات ولا بنين.

اس کیلئے جائز رکھتے ہو جو اپنے بیٹوں اور ماؤں اور بیٹیوں کیلئے جائز نہیں رکھتے۔

تبًّا لكم ولما تعتقدون يا حُماةَ الفسق والمَيْن. بل دُفن بجوار رسول اللّٰه رجلان

خدا تمہیں ہلاک کرے اے جھوٹ اور دروغ کی حمایت کرنے والو! بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمسایہ میں دو ایسے آدمی دفن کئے

كانا صالحَين مطهّرَين مقرّبَين طيّبَين، وجعلهما اللّٰه رفقاء رسوله في الحياة وبعد

گئے ہیں جو نیک تھے۔ پاک تھے۔ مقرب تھے۔ طیب تھے۔ اور خدا نے ان کو زندگی میں اور بعد مرگ اپنے رسول کے رفقاء ٹھہرایا۔

الحَيْن، فالرفاقة هذه الرفاقة وقلَّ نظيره في الثقلَين. فطوبى لهما أنهما معه عاشا، وفى

پس رفاقت یہی رفاقت ہے جو اخیر تک نبھی اور اس کی نظیر کم پاؤ گے۔ پس ان کو مبارک ہو جو انہوں نے اس کے ساتھ زندگی بسر کی اور

مدينته وفى مأواه استُخلِفا، وفى حُجر روضته دُفِنا، ومِن جنّة مزاره أُدْنِيا، ومعه يُبعثان

اس کے شہر میں اور اس کی جگہ میں خلیفے مقرر کئے گئے اور اسکے کنار روضہ میں دفن کئے گئے اور اسکے مزار کے بہشت سے نزدیک کئے

في يوم الدين. وانظرْ إلى عليّ أنه إذا أُعطِيَ منصب الخلافة، فما بعَّد تربةَ

گئے اور قیامت کو اسکے ساتھ اٹھیں گے اور علی کی طرف نظر کر کہ جب اس کو منصب خلافت دیا گیا۔ پس اس نے ان دونوں

﴿۳۶﴾ هٰذين الإمامَيْن مِن روضة خير البريّة .فإن كان يزعم أنهما ليسا مؤمنَيْن طيّبَيْن، فكيف

اماموں کی قبر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ سے علیحدہ نہ کیا۔ پس اگر وہ یہ گمان کرتا تھا کہ وہ دونوں مومن پاک دل نہیں ہیں

ترَكهما ولم يُنزِّه قبر رسول اللّٰه عن هٰذين القبرين؟ فالذنب كلّ الذنب على عنق ابن أبی

تو کیونکر ان کی قبروں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے ساتھ شامل رہنے دیا۔ پس تمام گناہ علی کی گردن پر ہے۔

طالب، كأنه لَمْ يبال عِرض رسول اللّٰه مِن نفاق غالب، وما أرى الصدق كالمخلصين. أهذا

گویا اس نے بوجہ نفاق کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آبرو کی کچھ پروا نہ کی اور صدق نہ دکھلایا۔ آیا یہی

أسد اللّٰه وضرغام الدين؟ أهذا هو الذی يُحسَب من أكابر المتّقين؟

شیر خدا اور اسد اللہ ہے؟ کیا یہ وہی شخص ہے جو اکابر پرہیزگاروں میں سے سمجھا گیا ہے؟

فاعلموا أن تُقاةَ علیّ لا تثبت إلّا بعد تقاة الصدّيق، ففكِّرُ ولا تعتدِ كالزنديق، ولا تُلق

پس جان لو کہ علی کی پرہیزگاری تب ثابت ہوتی ہے کہ ابوبکر صدیق کی پرہیزگاری ثابت ہو۔ پس سوچو اور ایک زندیق

بأيديك إلى حُفرة الهالكين .وإنكم تحبّون أن تُدفَنوا فی أرض الكربلاء ، وتظنّون أنكم

کی طرح حد سے تجاوز مت کرو اور اپنے ہاتھوں سے ہلاکت کے گڑھے میں مت پڑو۔ اور تم دوست رکھتے ہو کہ خاک کربلا میں

تُغفَرون بمجاورة الأتقياء ، فما ظنّكم بالسعيدَيْن الذين دُفِنا إلى جنبَیْ نَبِيّهِ القدر

دفن کئے جاؤ اور گمان کرتے ہو کہ پرہیزگاروں کی ہمسائیگی سے تم بخشے جاؤ گے۔ پس ان دو سعیدوں کی نسبت تمہارا کیا گمان

خاتم النبيين وإمام المتقين. وسيّد الشافعين؟ ويل لكم لا تتفكّرون كالخاشعين، ولا يسفر عنكم

ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن کئے گئے جو امام المتقین اور امام الشافعین اور خاتم النبیین ہے۔ تم پر افسوس کہ تم عاجزی

زحام التعصّبات، ولا تُعطَون حسن التوفيقات، ولا تُمعِنون كالمستبصرين .وكيف

اور غربت کے ساتھ فکر نہیں کرتے اور تعصّبات کا اژدحام تم سے دور نہیں ہوتا۔ اور نیک کاموں کی تمہیں توفیق نہیں ملتی اور

نشكوكم على سبّكم وإنكم تلعنون الصحابة كلّهم إلّا قليلا كالمعدومين،

دانشمندوں کی طرح تم نہیں سوچتے اور ہم تمہاری گالیوں کا شکوہ کیا کریں کیونکہ تم تمام صحابہ کو گالیاں دیتے ہو مگر قدر قلیل۔

وَتلعنون أزواج رسول اللّٰه أمّهات المؤمنين، وتحسبون كتاب اللّٰه ﴿۳۷﴾
اور نیز تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں امہات المومنین کو لعنت سے یاد کرتے ہو۔ اور گمان کرتے ہو کہ خدا کی کتاب
كلاما زِيْدَ عليه ونقص، وتقولون إنه بياض عثمان وأنه ليس من ربّ العالمين.
کتاب میں کچھ زیادہ اور کم کیا گیا ہے اور کہتے ہو کہ وہ بیاض عثمان ہے۔ اور خدا کی طرف سے نہیں ہے
فلعَنكم اللّٰه بفسقكم وصرتم قومًا عمين. وحسبتم الإسلام كواد غير ذى زرع
پس خدا نے بباعث فسق تمہارے کے تم پر لعنت کی اور تم اندھے ہو گئے اور تم نے اسلام کو ایسا سمجھ لیا جیسا کہ ایک بیابان جس کی زمین
خاليا من رجال الله المقرّبين. فأيُّ عِرض بقى مِن أيديكم يا معشر المُسرفين؟
خشک اور زراعت سے خالی ہے یعنے خدا کے مقربوں سے خالی ہے۔ پس کونسی عزت تمہارے ہاتھوں سے باقی رہی اے حد سے نکلنے والو!؟
وأَرَيتُم تصوير علىّ كأنه أجبن الناس، وأطوع للخنّاس. اعتلق بأهداب الكافرين
اور تم نے علی کی تصویر ایسی ظاہر کی کہ گویا وہ سب سے زیادہ نامرد ہے اور نعوذ باللہ شیطان کا تابع ہے۔ کافروں کے دامن کو اس نے
اعتلاق الحرباء بالأعواد، وآثر نار النفاق ليفيض عليه عُباب المراد. أخزى نفسه بتنافى
ایسا پکڑا اور ایسا ان سے آویزاں ہوا جیسا کہ آفتاب پرست شاخوں کے ساتھ۔ اور نفاق کی آگ اس نے اختیار کی تا اس پر مراد کا بہت سا پانی
قوله وفعله، ورضى بشيء لم يكن من أهله. وحمد الكافرين فى المحافل، وأثنى عليهم
ڈالا جائے۔ اپنے قول اور فعل کے تناقض سے اپنے تئیں رسوا کیا اور اس چیز سے راضی ہو گیا جس کا وہ اہل نہیں تھا۔ اور کافروں کی اس نے محفل
فى المجامع والقوافل، وحضر جنابهم وما ترك الطمع، حتى انزوى التأميل وانقمع،
میں تعریف کی اور مجمعوں اور قافلوں میں ان کی ثناخوانی کی اور انکی جناب میں حاضر ہوا اور طمع کو نہ چھوڑا یہاں تک کہ امید گم ہو گئی اور اس
فما آووا لِمَفاقره، وما فرحوا بمحامد أُترعتْ فى فقره، بل اغتصبوا حديقة فَدَكِه،
کا قلع قمع ہو گیا پس انہوں نے اسکی قسما قسم کی تہی دستی پر رحم نہ کیا اور ان تعریفوں کے ساتھ خوش نہ ہوئے جو اسکی کلام کے فقروں میں بھری ہوئی
وقاموا لفتكه، وما أبرزوا له دينارًا، ليُطعِم بطنًا أمّارًا، وما كانوا
تھیں بلکہ انہوں نے اس کا باغ فدک چھین لیا اور اسکے قتل کرنے کیلئے کھڑے ہو گئے اور اس کو ایک مہر نہ دی تا اپنے شکم حکمران کو طعام دیتا

﴿۳۸﴾ راحمين .وما نزلت عليه من السماء مائدة، وما ظهرت من الخَلق فائدة، ودِيسَ تحت أقدام

اوررحم کرنے والے نہیں تھے۔ اور آسمان سے اس پر کوئی مائدہ نہ اترا اور نہ خلقت سے کچھ فائدہ ہوا اور ظالموں کے

الجائرين .وكان لم يزل يدعو ويفتكر، ويصوغ ويكسر، ولم يكن من الفائزين .إلى أن

قدموں کے نیچے کچلا گیا۔ اور ہمیشہ دعا کرتا تھا اور سوچتا تھا اور زرگری کرتا تھا اور توڑتا تھا اور کامیاب نہیں ہوتا تھا۔ یہاں

انقطعت الحِيَل وركد النسيم، وحصحص التسليم، فخرَّ تقيةً على بابهم، وطلب القوة من

تک کہ تمام حیلے منقطع ہوگئے اور ہوا ٹھہر گئے۔ اور سر جھکانا پڑا۔ پس ان کے دروازے پر تقیہ کے طور پر گر پڑا اور انکی جناب

جنابهم، وهم كانوا مستكبرين .وغُلّقتْ عليه أبواب إجابة الدعاء، وسُدّتْ طرق الحيل

سے قوت طلب کیا اور وہ متکبر تھے۔ اور اسپر دعا کے قبول کرنے کے دروازے بند کئے گئے اور حیلہ اور ہدایت پانے کی راہ

والاهتداء. فانظر أهذه علامات عباد اللّٰه المؤيَّدين، وأمارات الصادقين المقبولين،

مسدود کی گئی پس دیکھ کہ کیا یہ ان لوگوں کی علامتیں ہیں جو خدا سے تائید یافتہ ہوتے ہیں اور کیا یہ صادقوں اور مقبولوں کی

وآثار المخلصين المتوكّلين؟ ثم انظرْ كيف حقّرتم شأن المرتضى الذى كان من

نشانیاں ہیں؟ اور مخلصوں اور متوکلوں کے آثار ہیں پھر دیکھ کہ تم لوگوں نے کس طرح مرتضٰی علی کی تحقیر کی ہے وہ علی جو

المحبوبين الموفّقين؟

محبوبوں اور توفیق یافتوں میں سے تھا۔

وأمّا ما طلبتَ منّى آية من الآيات، فانظُرْ كيف أراك الله أجلَّ الكرامات، وهو أنى كنتُ

مگر تو نے جو مجھ سے کوئی نشان مانگا ہے۔ پس دیکھ کہ خدا نے کیسا تجھے بزرگ نشان دکھلایا اور وہ یہ کہ میں نے ایک مفسد کیلئے جو

دعوت علٰى رجل مفسد مُغْوى كالشيطان، وتضرّعتُ فى الحضرة ليذيقه جزاء العدوان،

شیطان کی طرح بہکانے والا تھا بددعا کی تھی اور جناب الٰہی میں مَیں نے تضرع کیا تا اس کو ظلم کا مزہ چکھاوے۔ پس میرے رب نے

فأخبرنى ربّى أنه سيُقتَل ويُبعَّد من الإخوان، وكان اسمه "ليكهرام" وكان من البراهمة، وكان معتديا

مجھے خبر دی کہ وہ قتل کیا جائے گا اور اپنے بھائیوں سے دور ڈال دیا جائے گا اور اس کا نام لیکھرام تھا اور برہمنوں میں سے تھا اور گالی دینے میں

فِی السبّ والشتم وجاوز الحد فی الخباثة .فلما دعوتُ علیه وتضرّعتُ فی حضرة ﴿۳۹﴾

حد سے بڑھ گیا تھا۔ پس جبکہ میں نے اس پر بددعا کی اور جناب باری میں تضرع کیا اور پوری توجہ کے ساتھ

الباری، وأقبلت کل الإقبال علی جبّاری، سُمِع دعائی فی الحضرة، ومَنّ علیّ ربّی

حضرت احدیت میں متوجہ ہوا۔ پس جناب الٰہی میں میری دعا سنی گئی اور خدا نے رحمت اور مدد کے ساتھ میرے پر

بالرحمة والنصرة، وبشّرنی ربی بأنه یموت فی ستّ سنة، فی یوم دنا من یوم العید بلا

احسان کیا اور میرے خدا نے مجھے خوشخبری دی کہ وہ چھ برس کے عرصہ میں مر جائے گا اور اس دن مرے گا جو عید کے

تفاوة، وأومأً إلی لیلةِ یومِ الأحد، وإلی أنه یُقتَل بحکم الربّ الصمد، ولا یموت

بعد کا دن ہوگا اور اتوار کی رات کا اشارہ کیا۔ اور یہ کہ بحکم خدا تعالیٰ وہ قتل کیا جائے گا اور ہیبت ناک قتل کے ساتھ

بمرضة، ویموت بقتلٍ مهیب مع حسرة، لیکون آیة للطالبین .فلما انقضٰی من المیعاد

مرے گا اور حسرت کے ساتھ اور کوئی بیماری نہیں ہوگی تا کہ طالبوں کیلئے نشان ہو۔ پس جب کہ میعاد قریب پانچ برس

قریبًا من خمسة أعوام، واطمأن الهالک وزعم أن النبأ کان کأوهام، نزل أمر اللّٰه علیه

کے گزر گئی اور مرنے والا مطمئن ہوگیا کہ پیشگوئی ایک وہم تھا خدا کا امر اس پر نازل ہوا اور فتح عظیم ظاہر کی۔ پس میں

وأتی بفتح مبین. **ففرحتُ** فرحةَ المطلَق من الاسار، وهزّةَ الناجی من حفرة التبار. وقبل

ایسا خوش ہوا جیسا کہ ایک قیدی چھوٹ کر خوش ہوتا ہے اور جیسا کہ ایک شخص ہلاکت کے گڑھے سے نجات پاتا ہے

أن یأتینی أحد بفصّ خبر وفاته، بشّرنی ربی بمماته، وکنتُ أفکّر فی هذه البشارات،

اور قبل اس کے جو کوئی شخص اس کی وفات کی خبر میرے پاس لائے میرے خدا نے اس کی موت کے بارے میں مجھے

فإذا عبد اللّٰه جاء بالتبشیرات، وحصحص الحق وزهق الباطل وقُضِیَ الأمر من ربّ

خوشخبری دی اور میں ان بشارتوں کو سوچ رہا تھا اتنے میں عبداللہ بشارت لے کر آیا۔ اور ظاہر ہوگیا حق اور نابود ہوگیا

الکائنات، وفرح المؤمنون کما وُعد من قبل واسودّ وجوه أهل المعادات، وظهر

باطل اور خدا نے فیصلہ کر دیا اور مومن خوش ہو گئے جیسا کہ وعدہ دیا گیا تھا اور دشمنوں کے منہ کالے ہو گئے اور خدا کا امر

﴿۴۰﴾ أمرَ اللّٰه وهم كانوا كارهين .وكان هذا الرجل وقاحا طويل اللسان، كثير السب والهذيان،

ظاہر ہوا اور وہ کراہت کرتے رہ گئے۔ اور یہ شخص نہایت بے شرم دراز زبان تھا بہت گالیاں دیتا اور بکواس کیا کرتا تھا اس نے مجھ سے ایک نشان

طلب منى آية ملحّحًا فى طلبه، وشرط لى أن أصرّح الميعاد فى عُلَبِه، وأُصرّح يوم موته،

طلب کیا اور طلب کرنے میں بہت اصرار کیا اور یہ شرط لگائی کہ میں اس کے نشان میں میعاد کو کھول کر بتلادوں اور اس کے موت کے دن کی

مع إظهار شهر فوته، وأبيّن كيفية وفاته، ووقت مماته، وكتب كلها ثم طالب

تصریح کروں اور مرنے کا مہینہ بتلاؤں اور جس طرز سے مرے گا وہ کیفیت بیان کروں اور مرنے کا وقت بتاؤں اور ان سب باتوں کو لکھا اور

كالمُصرّين .فلبّيتُه ممتطيا شملة عناية الرحمٰن، ومنتضيا سيف قهر الديّان .وكنت

پھر اصرار کرنیوالوں کی طرح مجھ سے مطالبہ کیا۔ پس میں نے اسکے سوال کا قبول کے ساتھ جواب دیا اس حالت میں کہ میں عنایت الٰہی کی تیز رو

لفرط اللهج بظهور الآية، والطمعِ فى إعلاء كلمة الملّة، أجاهد فى الحضرة الأحدية،

اونٹنی پر سوار تھا اور نیز اس حالت میں جبکہ میں سزا دہندہ کی قہری تلوار کو کھینچ رہا تھا۔ اور میں از بسکہ نشان کے ظاہر ہونے کیلئے حریص تھا اور اعلاء

وأصرف فى الدعاء ما جلّ وعظُم من القوّة، ثم تركت الدعاء بعد نزول السكينة،

کلمہ اسلام کیلئے طمع رکھتا تھا حضرت جناب باری میں مجاہدہ کرتا تھا اور جس قدر مجھ میں عظمت قوت تھی دعا میں خرچ کرتا تھا۔ پھر میں نے سکینہ

وتواتُر الوحى الدالّ على الإجابة .فلما انقضى أربع سنة من الميعاد، ودنا منّا عيد من

کے نازل ہونے کے بعد دعا کو ترک کر دیا۔ اور نیز اس لئے کہ ایسا متواتر الہام جو قبولیت دعا پر دلالت کرتا تھا پس جب میعاد میں سے

الأعياد، أُلقىَ فى نفسى أن أتوجّه مرّة ثانية إلى الدعاء، وكذالك أشار بعض الأصدقاء

چار برس گذر گئے اور ایک عید ہم سے قریب آ گئی۔ پس میرے دل میں ڈالا گیا کہ میں پھر دعا کروں۔ اور ایسا ہی بعض دوستوں نے اشارہ

فصبرت أنتظر الوقت والمحلَّ، وأتعلل بعسٰى ولعلَّ، إلى أن أدركتُ ليلة القدر فى

کیا۔ پس میں نے صبر کیا اور میں وقت اور محل کا منتظر تھا۔ اور اب کرتا ہوں اب کرتا ہوں کا گھونٹ پی رہا تھا یہاں تک کہ آخر رمضان میں میں

أواخر رمضان، فعرفتُ أن الوقت قد حان، ورأيت ليلةً نشرت أردية الاستجابة،

نے لیلۃ القدر کو پایا۔ پس میں نے جان لیا کہ وقت آ گیا اور میں نے ایک ایسی رات کو دیکھا جس نے قبولیت کی چادریں بچھا دی تھیں۔

وَدعت الداعين إلىٰ المأدبة، ونادت كل من خاف نابَ النُوَب، وبشّرت كل من أسلمه ﴿۴۱﴾

اور دعا کرنیوالوں کو دعوت کی طرف بلایا تھا اور ہر ایک کو جو مصیبتوں کے دانتوں سے ڈرتا تھا بلایا۔ اور ہر ایک کو جس کو نومیدی

اليأس للكرب. فنهضتُ للدعاء نهوض البطل للبِراز، وأَصْلَتُّ لسان التضرّع كالعَضْب

نے غموں کے حوالہ کر رکھا تھا بشارت دی۔ پس میں دعا کے واسطے ایسا اٹھا جیسا کہ ایک دلیر لڑنے کے واسطے اٹھتا ہے اور میں

الجُراز، حتى أحلّنى التذلل مقعد العلاء، وبُشّرتُ بالإجابة من حضرة الكبرياء. فجلستُ

نے تضرع کی زبان ایسی کھینچی جیسا کہ شمشیر بران۔ یہاں تک کہ فروتنی نے بلندی کی جگہ پر مجھ کو بٹھایا۔ اور قبولیت دعا کی مجھ کو

كرجل يرجع برُدْنٍ ملآن، وقلبٍ جَذْلان، وسجدتُ لربّ يُجيب دعاء المضطرين. وكان

خوشخبری دی گئی۔ پس میں اس شخص کی طرح بیٹھا جو پر آستین کے ساتھ رجوع کرتا ہے اور دل خوش ہوتا ہے۔ اور میں نے اس

فى هذه الآية إعلاءَ كلمة الملّة، وإتمامَ الحجّة على الكَفَرة الفَجَرة، ولكن الذين ملكوا

پروردگار کو سجدہ کیا جو بیقراروں کی دعا سنتا ہے۔ اور اس نشان میں کلمہ اسلام کی بلندی تھی۔ اور کافروں پر حجت پوری ہوتی ہے۔

أثاث عقل صغير، واتّسموا بحمق شهير، ما آمنوا بهذه البيّنات، وتركوا النور واتّبعوا سبل

مگر وہ لوگ جو تھوڑی سی عقل کے مالک ہیں اور وصف حماقت میں مشہور ہیں وہ ان کھلے کھلے نشانوں پر ایمان نہیں لائے۔ اور

الظلمات، وجحدوا بآيات الله ظلمًا وزورًا، وكانوا قومًا بُورًا، ومن المستكبرين.

نور کو چھوڑ دیا اور ظلمات کی پیروی کی۔ اور ظلم اور جھوٹ سے خدا کے نشانوں سے انکار کیا۔ اور وہ ہلاک شدہ قوم تھی اور تکبر

ويقولون إنّا نحن المسلمون. وليس فيهم سِيَر المسلمين. فى قلوبهم مرض فيزيد الله

کرنیوالے تھے اور انہوں نے کہا کہ ہم مسلمان ہیں اور ان میں مسلمانوں کی خصلتیں نہیں ہیں۔ ان کے دلوں میں مرض

مرضهم ويموتون محجوبين، إلّا قليل منهم فإنهم من الراجعين.

ہے پس خدا ان کے مرض کو زیادہ کرے گا اور حجاب کی حالت میں مریں گے۔ مگر ان میں سے تھوڑے کہ وہ رجوع کریں گے۔

ويبغون عَرَض الدنيا وعِرضها ولا يتّقون الله ربّ العالمين. فسيُضرَب

اور یہ لوگ دنیا کا مال اور دنیا کی عزت چاہتے ہیں اور خدا سے جو ربّ العالمین ہے نہیں ڈرتے۔ پس عنقریب ان پر

﴿۴۲﴾ عليهم الذلّة ويُمسُون أخا عَيلة، يسألون الناس ولا يملكون بيتَ ليلةٍ، كذٰلك

ذلت ماردی جائے گی اور بھوکے ننگے ہو جائیں گے۔ لوگوں سے مانگیں گے اور رات کا قوت ان کے پاس نہیں ہوگا اسی طرح

يجزى اللّٰه الفاسقين.

خدا تعالیٰ فاسقوں کو سزا دیتا ہے۔

وإذا قيل لهم آمِنوا بما أنزل اللّٰه من الآيات، قالوا لن نؤمن ولو كان إحياء الأموات، وطبَع

اور جب ان کو کہا جائے کہ جو خدا نے نشان اتارے ان پر ایمان لاؤ کہتے ہیں کہ ہم کبھی ایمان نہیں لائیں گے اگرچہ مردے زندہ کئے جائیں

اللّٰه على قلوبهم بما كانوا مفترين. وكانوا يستفتحون مِن قبل، فلمّا جاء هم الفتح وصاب النَبل،

اور ان کے دلوں پر خدا نے مہر لگا دی کیونکہ وہ مفتری تھے اور اس سے پہلے وہ کفار پر فتح چاہتے تھے۔ پس جبکہ فتح آئی اور تیر نشانہ پر لگا۔ اس سے انہوں

أعرضوا عنه، فويل للمعرضين. وجحدوا بها واستيقنتها أنفسهم، فما بالهم إذا ماتوا ظالمين.

نے کنارہ کیا پس ان پر واویلا ہے اور انہوں نے انکار کیا اور دل ان کے یقین کر گئے پس کیا حال ہے ان کا جب ایسی حالت میں مریں گے کیا ان کے

أبَقِيَ فى كنانتهم مرماة، أو فى قلوبهم مماراة؟ كلّا بل مزّقهم اللّٰه كل ممزّق فلا يتحرّكون إلا

تیردان میں کوئی تیر باقی رہ گیا ہے؟ یا ان کے دلوں میں کوئی خصومت باقی ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ خدا نے ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور اب تو ایک حرکت

كالمذبوحين. ألا يرون كيف يُفحَمون الفينة بعد الفينة، ويُخزَون كل عام مع رقصهم كالقينة،

مذبوحی ہے۔ کیا نہیں دیکھتے کہ کیسے وہ وقتاً فوقتاً لاجواب کئے جاتے ہیں اور ہر ایک سال باجود متکبرانہ رقص کے ذلیل کئے جاتے ہیں۔ اور انکے بادل

وتراء ت سُحُبُهم جهاما، ونُخبُهم لئاما، ولمعانُهم ظلاما، وجَنانهم عَباما، فأىّ آية بعده يؤمنون؟

بغیر پانی کے نکلے۔ اور انکے برگزیدہ لئیم ثابت ہوئے اور انکی روشنی اندھیرا اور انکے دل بے عقل اور بے ادب ثابت ہو گئے۔ پس کس نشان پر اسکے بعد

أما أحلّنى ربى محلَّ مَن يبلغ قصوى الطلب، ونقلنى مِن وَقْدِ الكُرب إلى رَوح الطَرب، وأيّدنى

ایمان لائیں گے۔ کیا میرے خدا نے مجھے اس محل پر نہیں اتارا جو مرادیابی کا محل ہے اور مجھے بیقراریوں کی آگ سے خوشی کی آسائش تک پہنچایا اور میری

وأعاننى، وأهان كل من أهاننى، وأرانى العيد، ووفّى المواعيد، وأرى الفتح كل مَن فتح

تائید کی اور میری مدد کی اور ہر ایک جو میری ذلت چاہتا تھا اس کو ذلیل کیا اور مجھے عید دکھلائی اور وعدوں کو پورا کیا اور ہر ایک آنکھ کھولنے والے کیلئے

العينّ، وطوَی قصة کیف وأین، وأتمّ الحجّة علی المنکرین .فالحمد للّٰہ الذی کفانی من ﴿۴۳﴾

فتح کو دکھلا دیا۔ اور کیونکر اور کہاں کے قصہ کو لپیٹ دیا اور منکروں پر حجت پوری کر دی۔ پس اس خدا کی تعریف ہے کہ بغیر میری تدبیر

غیر تدبیری، وجعل لی فرقانا وفرّق بین قبیلی ودبیری .وکنتم لا تُصغُون إلی العظات،

کے میرے لئے کافی ہو گیا۔ اور مجھ میں اور میرے مخالفوں اور دوستوں اور دشمنوں میں ایک امر فارق پیدا کر دیا۔ اور تم لوگ نصیحت کی

ولا تحفظونها بل تؤذون بالکلم المحفِظات، فدق اللّٰہ رأسکم بالآیات، وجاء کم

طرف کان نہیں دھرتے تھے۔ اور نصائح کو یاد نہیں رکھتے تھے بلکہ غصہ دینے والے لفظوں کے ساتھ یاد کرتے تھے۔ پس خداتعالیٰ

سُلطانه بالرایات، وأدّبکم بالزجر والغضب، لتأخذوا نفوسکم بهذا الأدب .فلا تستنّوا

نے نشانوں کے ساتھ تمہارے سر کو کوفتہ کیا۔ اور اسکی حجت جھنڈوں کے ساتھ تمہارے پاس آئی اور خدا نے زجر اور غضب کے ساتھ

استنان الجیاد، وفکّروا فی فعل ربّ العباد، لعلکم تُعصَمون کالراشدین .ما لکم

تمہیں ادب دیا ہے تا تم اس ادب پر قائم ہو جاؤ۔ پس تم تیز گھوڑوں کی طرح سرکشی مت کرو اور خداتعالیٰ کے فعل میں غور کرو تا تم

تتکایدکم کلماتُ الحق والصواب، وتمیلون من الیقین إلی الارتیاب، ولا تترکون

رشیدوں کی طرح بچ جاؤ۔ تمہیں کیا ہوا کہ حق اور صواب کے کلمے تم پر گراں گذرتے ہیں اور یقین سے شک کی طرف جاتے ہو۔

سبل المجرمین؟

اور مجرموں کی راہ نہیں چھوڑتے

وانظروا إلٰی آیات رأیتموها، وخوارق شاهدتموها، أهذه من المکائد الإنسانیة، أو من

اور ان نشانوں کی طرف نظر کرو جن کو تم دیکھ چکے ہو۔ اور ان خوارق کی طرف جن کو تم مشاہدہ کر چکے ہو۔ کیا یہ انسانی فریبوں سے

الطاقة الربّانیة؟ وإنّی عزمتُ علیکم فاشهدوا إن کنتم مقسطین .وإنه مَن کان أُعطیَ حظًّا من

ہے یا خدا کی طاقت سے اور میں تمہیں قسم دیتا ہوں پس گواہی دو اگر منصف ہو اور وہ شخص جو تقویٰ میں سے کچھ حصہ دیا گیا ہے

التقویٰ، ولو کمُصاصة النویٰ، فلا یکتم شهادة أبدا .وأمّا الذی اتّبع الهوَی، وما

اگرچہ گٹھلی کے چھلکے کے موافق دیا گیا ہو پس وہ کبھی گواہی کو پوشیدہ نہیں کرے گا۔ مگر وہ شخص جو ہوا و ہوس کا پیرو ہوا اور خدا سے

﴿۴۴﴾ خَشِیَ اللّٰہ الأعلٰی، وما تواضعَ وما استحیَا، فلیُظْهِرْ ما نحا وتمنّی، ولینکرِ اللّٰہَ وما أولَی

نہ ڈرا اور نہ تواضع کی نہ حیا کیا۔ پس چاہئے کہ جو قصد کیا وہ ظاہر کرے۔ اور چاہئے کہ خدا سے اور اسکی بخشش سے منکر ہو جائے اور اسکی

مِن جدوَی، ومِن نصرته والعدوَی، فسوف ینظر هل ینفعه کیده أو یکون من الهالکین.

نصرت اور عدوی سے یعنی مدد سے انکار کرے۔ پس عنقریب دیکھے گا کہ کیا اس کا مکر اس کو نفع دیتا ہے یا مرنے والوں میں سے ہو جاتا ہے۔

أیها الناس، لا تُحقّروا اللّٰہ والآیات، واستغفِروا اللّٰہ وَاعْنُوا له من الفُرطات .أجَهِلْتم

اے لوگو! خدا کی اور خدا کے نشانوں کی تحقیر مت کرو اور اس سے گناہوں کی معافی چاہو اور اس کے سامنے اپنے گناہوں

مآلَ قوم کذّبوا من قبل هذا الزمان، أو لکم براء ة فی زُبر اللّٰہ الدیّان؟ فعُوذوا باللّٰہ مِن

کے خوف سے فروتنی کرو۔ کیا تمہیں اس قوم کا انجام بھول گیا جنہوں نے تم سے پہلے تکذیب کی۔ یا خدائے سزا دہندہ کی کتابوں

ذات صدورکم إن کنتم خاشعین .قُوموا فُرادَی فرادَی، واجتنِبوا مَن عادا، ثم فکِّروا أما أُوتیتم

میں تمہیں بَری رکھا گیا ہے۔ پس اپنے بدخطرات سے خدا تعالیٰ کی طرف پناہ لے جاؤ اگر ڈرنے والے ہو۔ ایک ایک ہو کر

مثل ما أوتیَ قبلکم من الکفّار؟ أما جاء تکم آیات اللّٰہ القهّار؟ أما حُقّرتم بتحقیر حضرة

کھڑے ہو جاؤ۔ اور عداوت کرنیوالوں سے پرہیز کرو پھر فکر کرو کہ کیا تمہیں وہ ثبوت نہیں دیئے گئے جو تم سے پہلے کافروں کو

الکبریاء؟ أما قُضیتْ دیونکم کالغرماء؟ فوَحَقِّ المنعِم الذی أحلّنی هذا المحلّ،

دیئے گئے اور کیا تمہارے پاس نشان نہیں آئے۔ کیا تم خدا کی تحقیر کرنے سے حقیر اور ذلیل نہیں ہو چکے۔ کیا تمہارے یہ تمام

وأری لتصدیقی العقد والحلّ، ووهب لی الولد وأهلک لی العِدا اللئام، وأری

قرض قرضداروں کی طرح ادا نہیں کئے گئے۔ پس اس منعم حقیقی کی قسم ہے جس نے مجھے اس محل میں وارد کیا۔ اور میری

فی آیاته الإیجاد والإعدام، وأری فی ندوة المذاهب إعجاز الإنشاء،

تصدیق کیلئے باندھا اور کھولا اور مجھے اولاد دی۔ اور میرے لئے دشمنوں کو ہلاک کیا۔ اور اپنے نشانوں میں ایجاد اور اعدام کو

ثم أری فی العجل المقتول إعجاز الإفناء، وأظهر أیة القول

دکھلایا۔ اور مذاہب کے جلسہ میں پیدا کرنے کا نشان دکھلایا اور گوسالہ مقتول میں مارنے کا نشان دکھلایا اور قولی نشان اور فعلی

وآیة الفعل للناظرین، وأری الکسوف والخسوف فی رمضان، وأفحمکم ببلاغتی وعلّمنی ﴿۴۵﴾

نشان دیکھنے والوں کیلئے دکھلایا اور خدا تعالیٰ نے کسوف اور خسوف تم کو رمضان میں دکھلایا اور میری بلاغت کے ساتھ تم کو

القرآن، فسکتّم بل متّم مع غلوّکم فی العناد، وأُخزیتم ورُمیَت عظمتکم بالکساد، فأصبحتم

ملزم کیا اور مجھ کو قرآن سکھلایا۔ پس تم چپ ہوگئے بلکہ باوجود عناد کے مرگئے اور تم رسوا کئے گئے اور تمہاری بزرگی کی سرد بازاری

کالمغبونین .إن هذا لحق فلا تکونوا من الممترین.

ہوگئی۔ پس زیاں کاروں کی طرح تمنے صبح کی۔ یہ سچ ہے پس تم شک کرنیوالوں میں سے مت ہو۔

أیّها الناس إنی جئتکم من الربّ القدیر، فهل فیکم من یخشی قهر هذا الغیور الکبیر، أو

اے لوگو! میں ربّ قدیر کی طرف سے تمہارے پاس آیا ہوں۔ پس کیا تم میں کوئی ایسا آدمی ہے جو اس غیور کبیر سے خوف کرے یا

تمرّون بنا غافلین؟ وإنّکم تناهیتم فی المکائد، وتمادیتم فی الحِیَل کالصائد، فهل رأیتم إلا

غفلت کے ساتھ ہم سے گذر جاؤ گے۔ اور تم نے اپنے مکروں کو انتہا تک پہنچا دیا اور شکاریوں کی طرح حیلہ بازی میں بڑی دیر لگائی۔ پس

الخذلان والحرمان؟ وهل وجدتم ما أردتم غیرَ أن تُضیّعوا الإیمان؟ فاتّقوا اللّٰه یا ذراری

کیا تم نے بجز خذلان اور محرومی کے کچھ اور بھی دیکھا۔ اور کیا تم نے وہ امر پایا جس کو ڈھونڈا بغیر اس کے کہ ایمان کو ضائع کرو۔ پس اے

المسلمین !أما تنظرون کیف أتمّ اللّٰه لی قوله، وأجزلَ لی طَوله؟ فما لکم لا تلفِتون

مسلمانوں کی اولاد خدا سے ڈرو۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ خدا نے کیسے میری بات کو پورا کیا اور اپنی بخشش میرے لئے بہت دکھلائی۔ پس تمہیں کیا

وجوهکم إلی آیات الخبیر العلّام، وتنصّلون لی أسهم الملام؟ أما رأیتم بطلَ زعمِکم، وخطأ

ہوگیا کہ خدا کے نشانوں کی طرف منہ نہیں کرتے۔ اور میرے لئے ملامت کے تیر پیکان پر رکھتے ہو کیا تم نے اپنے زعم کا بطلان نہیں دیکھا

وهمکم؟ فلا تقوموا بعده للذمّ، ولا تنحتوا فِریة بعد العَجم، وکُفّوا ألسنکم إن کنتم متّقین .

اور اپنے وہم کی خطا تم پر ظاہر نہیں ہوئی۔ پس اس کے بعد مذمت کیلئے کھڑے مت ہو اور بعد آزمائش کے جھوٹ کو مت تراشو اور زبانوں کو بند

توبوا إلی اللّٰه کرجل سُقِطَ فی یده، وخشِی مآله وسوء مقعده، وإن اللّٰه یحبّ التوّابین.

کرو اگر تم متقی ہو اس آدمی کی طرح توبہ کرو جو شرمندہ ہوتا ہے اور اپنے انجام اور بدعاقبت سے ڈرتا ہے اور خدا توبہ کرنیوالوں سے پیار کرتا ہے۔

﴿۴۶﴾ وإنّي عُلّمتُ مُذ بوركتُ قدمي، وأُيِّدَ لِسُني وقلمي. إنّ الّذين اتّخذوا العناد شِرعة،

اور مجھے اس روز سے جو میرا قدم مبارک کیا گیا۔اور میری قلم اور زبان کو مدد دی گئی اس بات کا علم دیا گیا ہے کہ جن لوگوں نے عناد کو

وكَلِمَ الخبثِ نُجعة، إنهم سيُخذَلون، ويُغلَبون ويُخسَأون، ولا يلقون بُغيتهم ولا يُنصَرون

اپنا طریقہ پکڑا ہے اور ناپاک کلموں کو غذا ٹھہرایا ہے عنقریب وہ ناکام رہیں گے اور مغلوب کئے جائیں گے اور رد کئے جائیں گے اور اپنی

وتحرقهم جذوتهم، فهم مِن جذوتهم يُعدَمون. وأمّا الذين سُعِدوا منهم فسيُهدَون بعد

مراد کو نہیں پائیں گے اور مدد نہیں دیئے جائیں گے اور ان کا شعلہ انہیں کو جلائے گا اور معدوم کئے جائیں گے۔مگر وہ جو سعید ہیں وہ

ضلالهم، ويتداركهم رُحْم ربّهم قبل نكالهم، فيستيقظون مُسترجعين، ويتركون حقدًا

گمراہی کے بعد ہدایت یاب کئے جائیں گے اور وبال سے پہلے خدا کا رحم انکو سنبھال لے گا۔پس انا للہ کہہ کر جاگ اٹھیں گے اور

ولَدَدًا، ويخرّون على الأذقان سُجّدًا، ربنا اغفِرْ لنا إنّا كنّا خاطئين، فيغفر اللّٰه لهم وهو

کینے اور جھگڑے چھوڑ دیں گے اور سجدہ کرتے ہوئے ٹھوڑیوں پر گریں گے خدایا ہمیں بخش کہ ہم خطا پر تھے پس خدا انکو بخش دے گا

أرحم الراحمين. فيومئذ ينعكس الأمر كله ويتجلّى اللّٰه للناظرين. وترى الناس يأتوننا

اور وہ ارحم الراحمین ہے۔پس اس وقت تمام باتیں الٹ جائیں گی اور خدا نظر کرنیوالوں کیلئے ظاہر ہو جائے گا اور تو لوگوں کو دیکھے گا کہ

أفواجًا، وترى الرحمة أمواجًا، وتتمّ كلمة ربّنا صدقا وعدلا، وترى كيف ينير سراجا،

فوج در فوج ہمارے پاس آتے ہیں اور تو رحمت کو دیکھے گا کہ موجزن ہو رہی ہے اور صدق اور عدل سے ہمارے رب کا کلمہ پورا ہو جائے

فحينئذٍ تشرق أيّام اللّٰه وتفنٰى فتن المفسدين. ويُقضَى الأمر بإتمام الحجّة والإفحام،

گا اور تو اسے دیکھے گا کہ کس طرح چراغ کو روشن کرتا ہے۔پس اس وقت خدا کے دن چمکیں گے اور مفسدوں کے فتنے فنا کئے جائیں

وتهلك الملل كلها غير الإسلام، وترى القَتَرة رهقتْ وجوه الكافرين. فما لكم إلى ما

گے اور اتمام حجت سے امر پورا کیا جائے گا اور بجز اسلام ہر یک ملّت ہلاک ہو جائے گی۔اور تو جھوٹوں کے منہ پر غبار پائے گا۔پس تمہیں

تكذّبون؟ أتجعلون رزقكم أنكم تكفرون؟ أغرّتكم كثرة علمائكم،

کیا ہو گیا اور کب تک تم تکذیب کرو گے۔کیا اس الٰہی سلسلہ سے تمہارا یہی حصہ ہے کہ تم تکفیر کرو۔کیا تمہارے علماء کی کثرت اور تمہاری

وتظاهُر آرائکم؟ وقد رأیتم مبلغ علمکم وعلم فضلائکم، وشاهدتم نقص فهمکم ﴿۴۷﴾

راؤں کے اتفاق نے تمہیں مغرور کیا ہے اور تم نے اپنے علم اور اپنے فاضلوں کے علم کا اندازہ بھی دیکھ لیا اور تم نے اپنے نقص

ودھائکم، وآنستم کیف ولّیتم مدبرین.

عقل اور فہم کا مشاہدہ بھی کر لیا اور تم نے دیکھ لیا کہ کس طرح تم نے شکست کھائی۔

وأیھا النجفیّ لِمَ تؤذینی وقد رأیت آیاتی، وشاھدتَ حُججی وبیّناتی؟ ثم أبیتَ وھذیتَ،

اور اے نجفی تو مجھے کیوں دکھ دیتا ہے اور تو میرے نشانوں کو دیکھ چکا ہے اور میری براہین کو سن چکا ہے۔ پھر تو نے نافرمانی کی اور

فقاتلک اللّٰہ کیف ھذیتَ، وقد رأیت آثار الصادقین. أیھا الثعلب أإنک تخوّفنی وتغری

بکواس کی پس خدا تجھے ہلاک کرے یہ کیسی بکواس تو نے کی حالانکہ صادقوں کے نشان تو نے دیکھ لئے۔ اے لومڑی کیا تو مجھے ڈراتا

علیّ ھذہ الدولة، وما رأتْ منّا الدولة إلا الإخلاص والنصرة، واللّٰہ یحفظ عبادہ من مکائد

ہے اور اس گورنمنٹ کو مجھ پر برانگیختہ کرتا ہے۔ اور اس گورنمنٹ نے ہم سے بجز اخلاص اور نصرت کے کچھ نہیں دیکھا اور خدا تعالیٰ

الخبیثین. ثم إنّک اخترت فی کل أمرٍ طریق الدجل والضَیم، ورعدتَ کالجَھام لا کالغیم،

خبیثوں کے فریبوں سے اپنے بندوں کو نگہ رکھتا ہے۔ پھر تو نے ہر یک امر میں دجل اور ظلم کا طریق اختیار کیا ہے۔ اور اس بادل کی طرح

ونطقت کالمعارف العرفاء مع البُعد والرَیم، فما ھذا أصَحِبْتَ إبلیس ذاتَ العُوَیم، أو ھذا

تو نے گرج دکھلائی جس میں پانی نہ ہو۔ اور تو نے روشناسوں کی طرح کلام کی حالانکہ تو دور اور مہجور ہے۔ پس یہ کیا طریق ہے کیا تو چند

من سِیَر المتشیّعین؟ وخاطبتنی فی رسالاتک، وقلت إنّی جُبتُ البلاد لمباراتک، وما ھذا

روز ابلیس کی شاگردی میں رہا ہے۔ یا یہ شیعوں کی عادت ہی ہوتی ہے۔ اور تو نے اپنے خطوں میں مجھ کو مخاطب کر کے کہا ہے کہ ”ہم نے

إلا زور مبین. بل الحق أنک سافرت لھوًی من الأھواء، وسمعتَ الریف،

تیرے مباحثہ کیلئے دور دراز سفر طے کیا ہے“ یہ سراسر جھوٹ ہے بلکہ حق بات یہ ہے کہ بعض نفسانی خواہشوں کیلئے تو نے سفر کیا ہے اور

فطمِعتَ الرغیف کالفقراء، ووردتَ ھذہ الدیار من برھة طویلة، لا من مدّة

اس ملک کی تو نے حالت اچھی سنی پس روٹیوں کی طمع تجھے دامنگیر ہوئی اور تو ایک مدت دراز سے اس ملک میں ہے نہ کہ تھوڑے

﴿۴۸﴾ قليلةً، فانظر إلٰى كذبك يا رئيس المفترين. وأظنّ أن بلادك أمحَلَتْ، أو المتربة عليك

عرصہ سے۔ پس اے رئیس المفترین اپنے جھوٹ کی طرف دیکھ۔ اور میں گمان کرتا ہوں کہ تیرے ملک میں قحط پڑ گیا یا

اشتدّت، ففررت إلى بلاد المخصِبين، لتدور حول البيوت، وتكسب القوت كبنى غبراءَ

تجھ پر فقر و فاقہ غالب آ گیا۔ پس تو اس سبب سے ان لوگوں کے ملک کی طرف دوڑا جو رزق کی کشادگی رکھتے ہیں

مُشَقْشِقين. فما أجاءك إلّا فقرك إلٰى مغنانا الخصيب، فألقيت بها جِرانك وآثرت

تاکہ گداؤں کی طرح چلا کر بھیک مانگ کر گذارہ کرے۔ پس ہمارے سرسبز ملک کی طرف تیرا فقر و فاقہ تجھ کو کھینچ

الحبوب على الحبيب، ثم سترت الأمر يا مضطرم الأحشاء ، ومضطرًّا إلى العَشاء ،

لایا۔ پس تو نے یہاں اپنی گردن کو ڈال دیا اور وطن کے دوستوں پر اناج کو اختیار کر لیا۔ پھر تو نے اے بھوک کے

وتجافيتَ عن طرق الصادقين. هذا غرضك ومُنيتك من هذا السفر، ولكنّك سترجع

جلائے ہوئے اور طعام شب کے محتاج حقیقت کو پوشیدہ کر دیا۔ اور سچوں کی راہ سے برگشتہ ہو گیا۔ یہ تیری غرض اور

خائبا ولا ترى فائزا وجه الحَضَر؛ فاسترجِعْ على ضَلّة الْمَسْعَى، وإمحال المرعَى، وسوء

آرزو اس سفر سے ہے۔ مگر تو خائب و خاسر رجوع کرے گا اور کامیابی میں اپنا وطن نہیں دیکھے گا۔ پس اپنی سعی ضائع

الرجعَى، واخسَأْ فإنّك من المفسدين. وإنّى التقطتُ لفظَك كلَّ ما نفثتَ، ورددتُ

ہونے پر انا للّٰہ کہہ اور نیز چراگاہ کے قحط پر اور بد بازگشت پر افسوس کر اور دور ہو کیونکہ تو مفسد ہے۔ اور میں نے جو

عليك جميع ما رفثتَ، فَكُلُّ مَا سقط عليك فهو منك يا أخا الغول، وليس منّا

کچھ تو بولا تھا تیرے ہی لفظ لئے ہیں اور جو کچھ تو نے بدگوئی کی میں نے تجھے واپس دیدی۔ پس جو کچھ تیرے پر گرا

إلا جواب الغوىّ الجهول، وما كنّا سابقين. ولو كنت تخاف عِرضك

وہ تیری ہی طرف سے ہے اے برادر غول۔ اور ہماری طرف سے تو صرف جواب ہے۔ اور ہم نے سبقت نہیں کی

وعزّتك، لهذّبتَ قولك ولفظك، ولكن كنتَ من السفهاء السافلين .

اور اگر تجھے اپنی عزت اور آبرو کا اندیشہ ہوتا تو تُو مہذبانہ کلام کرتا۔ مگر تو کمینوں اور سفلوں میں سے تھا۔

وأمّا نحن فلا يُصيبنا ضرّ بكلماتكم، ويرجع إليكم سهم جهلا تكم، وما تفترون كالفاسقين. ﴿۴۹﴾

مگر ہم پس ہمیں تمہاری باتوں سے کچھ تکلیف نہیں پہنچ سکتی۔اور تمہارے تیر تمہاری طرف ہی لوٹ جاتے ہیں۔اور جو کچھ تم افتراء کرتے ہو

وكذٰلک إذا اشتهرَ أُفِيُكةُ الأفّاكين على غير سفّاكين، فأمدتم الهنود كالمحتالين، وقلتم إنّ

وہ تم پر ہی آتا ہے اوراسی طرح جب جھوٹ باندھنے والوں نے ناحق لوگوں کو خونی بنایا جو خونی نہیں تھے۔پس تم نے حیلہ گروں کی طرح ناحق

هذا الرجل كرجلكم فخُذوه إن كان من المغتالين. وما قام منكم أحد لنستوفى منه اليمينَ، وما

ہندوؤں کو مدد دی۔اور تم نے کہا کہ جیسا کہ لیکھرام ایسا ہی یہ شخص ہے پس اگر یہ قاتل ہے تو اس کو پکڑلو۔اور کوئی تم میں سے کھڑا نہ ہوا تا ہم

كان أمر أحدٍ منكم مِن غير أن يَمِينَ. لا تبطَروا ولا تفرَحوا بكثرة جمعكم، فإنّ اللّٰه قادر على

اس سے قسم لیتے۔اور تمہارا اور کوئی کام نہ تھا بغیر اس کے جو جھوٹ بولو۔مت اتراؤ اور نہ اپنی کثرت کے ساتھ خوش ہو کیونکہ خدا تمہاری بیخ کنی

قمعكم. فاجتنِبوا البطر مُرتاعين. ولا تقولوا إنّ الزحام جمعوا عليک لاعنين، وقد كُذّب

پر قادر ہے پس ڈرتے ہوئے اترانے سے پرہیز کرو اور یہ مت کہو کہ لوگ تجھ پر بالاتفاق لعنت کرتے ہیں۔اور پہلے اس سے رسولوں کی

الرُسل من قبل وأُوذوا ولُعِنوا، حتى إذا جاء أمر اللّٰه فسوّد وجوه المكذّبين.

تکذیب کی گئی اور دکھ دیئے گئے اور لعنت کئے گئے۔یہاں تک کہ جب خدا کا امر آیا تو مکذبوں کا منہ کالا کیا گیا۔

وقد جرت عادة اللّٰه فى أوليائه، و نُخبِ أصفيائه، أنهم

اور خداتعالیٰ کی عادت اسکے اولیاء اور برگزیدوں میں اس طرح پر جاری ہوئی ہے کہ وہ اپنے ابتداء امر میں دکھ

يؤذَون فى مبدء الأمر، ويُسلّط عليهم أوباشٌ من الزُمر، فيسبّونهم

دیئے جاتے ہیں اور اوباش آدمی ان پر مسلط کئے جاتے ہیں۔پس وہ اوباش انکو گالیاں دیتے ہیں اور بدزبانی کرتے

ويشتِمونهم ويكفّرونهم مستهزئين. ولا يُبالون الافتراء، ويقولون فيهم

ہیں اور ٹھٹھا کرتے ہوئے کافر ٹھہراتے ہیں اور افتراؤں کی کچھ پرواہ نہیں کرتے اور طرح طرح کی باتیں انکے حق

أشياء، ويُغرى بعضهم بعضا بأنواع المكر والتدابير، ولا يغادرون

میں کہتے ہیں۔اور انکے بعض بعض کو طرح طرح کے مکروں اور تدبیروں سے اکساتے ہیں اور جھوٹ اور فریب سے

شيئًا من المكائد والدقارير، ويفترون مجترئين. ويريدون أن يُطفئوا أنوارهم، ويخرّبوا ﴿۵۰﴾

کوئی چیز بھی اٹھا نہیں رکھتے اور جرأت کے ساتھ افترا کرتے ہیں اور ارادہ رکھتے ہیں کہ ان کے نوروں کو بجھادیں اور انکے گھر کو

دارهم، ويحرقوا أشجارهم، ويُضيّعوا ثمارهم، وكذلك يفعلون متظاهرين. ويزمعون أن

خراب کردیں اور انکے درختوں کو جلادیں اور انکے پھلوں کو ضائع کردیں۔ اور اسی طرح ایک دوسرے کی پنہ ہوکر کرتے رہتے ہیں۔

يدوسوهم تحت أقدامهم، ويُمزّقوهم بحسامهم، ويجعلوهم أحقر المحقّرين. فإذا تمّ أمر

اور ارادہ کرتے ہیں کہ انکو اپنے پیروں کے نیچے کچل دیں۔ اور تلوار کے ساتھ انکو ٹکڑے ٹکڑے کردیں۔ اور سب ذلیلوں سے زیادہ ذلیل

التوهين والتحقير والإيذاء، وظهر ما أراد اللّٰه من الابتلاء، فيتموّج حينئذ غيرةُ اللّٰه لأحبّائه

کردیں۔ پس جس وقت توہین اور ایذا کا امر کمال کو پہنچ گیا اور جو ابتلا خدا کے ارادہ میں تھا وہ ہو چکا۔ پس اس وقت خدا تعالیٰ کی غیرت

من السماء، ويطّلع اللّٰه عليهم ويجدهم من المظلومين، ويرىٰ أنهم ظُلموا وسُبّوا وشُتموا

اس کے دوستوں کیلئے جوش مارتی ہے۔ اور خدا انکی طرف دیکھتا ہے اور انکو مظلوم پاتا ہے اور دیکھتا ہے کہ وہ ظلم کئے گئے اور گالیاں

وكُفّروا من غير حق وأُوذوا من أيدی الظالمين. فيقوم ليُتِمَّ لهم سُنّته، ويُريهم رحمته، ويؤيّد

دیئے گئے اور ناحق کافر ٹھہرائے گئے اور ظالموں کے ہاتھ سے دکھ دیئے گئے۔ پس وہ کھڑا ہوتا ہے تا کہ ان کیلئے اپنی سنت پوری کرے

عباده الصالحين. فيُلقی فی قلوبهم ليُقبِلوا على اللّٰه كلّ الإقبال، ويتضرّعوا فی حضرته فی

اور اپنی رحمت کو دکھلائے اور اپنے نیک بندوں کی مدد کرے۔ پس انکے دلوں میں ڈالتا ہے تا کہ پورے طور پر خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ

الغدوّ والآصال، وكذلك جرت سُنّته فی المقرّبين المظلومين. فتكون لهم الدولة والنصرة

ہوں۔ اور صبح شام اس کی جناب میں تضرع کریں اور اسی طرح اس کی سنت اس کے مقربین کی نسبت جاری ہے۔ پس آخرکار

فی آخر الأمر، ويجعل اللّٰه أعداءهم طُعْمَةَ الأسد والنمر، وكذٰلك جرت سُنّته

دولت اور مدد انکے لئے ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ انکے دشمنوں کو شیروں اور پلنگوں کی غذا کر دیتا ہے اور اسی طرح مخلصوں میں سنت اللّٰہ

للمُخلصين. إنهم لا يُضاعون ويُبارَكون، ولا يُحقَّرون ويُكرَمون،

جاری ہے وہ ضائع نہیں کئے جاتے اور برکت دیئے جاتے ہیں اور حقیر نہیں کئے جاتے اور بزرگ کئے جاتے ہیں۔

وَيُحمَدون ولا يُسَبُّون، ويسعى الرجال إليهم ولا يُترَكون يُدخَلون فى النار، ولكن لا للتبار، ﴿۵۱﴾

اور تعریف کئے جاتے ہیں اور بدگوئی نہیں کئے جاتے اور لوگ انکی طرف دوڑتے ہیں اور چھوڑے نہیں جاتے آگ میں داخل کئے جاتے ہیں۔ مگر نہ

ويُولَجون فى اللُجّة، ولكن لا للضيعة، بل الله يُظهِر أنوارهم عند الابتلاء ، ثم يُهلِك أعداء هم

ہلاک کرنے کیلئے اور دریا میں داخل کئے جاتے ہیں مگر نہ ہلاک کرنے کیلئے بلکہ ابتلاء کے وقت خدا تعالیٰ انکے نوروں کو ظاہر فرماتا ہے۔ پھر انکے

بأنواع الإخزاء ، فيُتبِّر فى ساعةٍ ما عَلَّوا فى مدّة، ويبرّئهم مما قالوا، وينزّههم عما افتعلوا،

دشمنوں کو قسما قسم کی رسوائی سے ہلاک کرتا ہے۔ پس ایک ساعت میں اس تمام عمارت کو تباہ کر دیتا ہے جو ایک مدت میں بنائی گئی تھی پس دشمنوں

ويفعل لهم أفعالًا يتحيّر الخَلق برؤيتها، ويُنزل أمورًا يتزعزع القلوب بهيبتها، ويُرِى كل أمر

کے قولوں سے انکو بری کرتا ہے اور انکے بہتانوں سے انکو منزّہ کرتا ہے۔ اور ان کیلئے وہ کام کرتا ہے کہ انکے دیکھنے سے خلقت حیران رہ جاتی ہے۔ اور

كالصول المهيب، ويُقلّب أمر العدا كل التقليب، ويُرى الظالمين أنهم كانوا كاذبين؛

وہ امور نازل کرتا ہے جن کی ہیبت سے دل کانپ جاتے ہیں اور ہر ایک امر ہیبت ناک حملہ کے ساتھ ظاہر فرماتا ہے اور دشمنوں کے کاروبار کو بالکل الٹا دیتا

ويؤيدهم بتأييدات متواترة، وإمدادات متوالية متكاثرة، ويجرّد سيفَه على المجترئين.

ہے اور ظالموں کو دکھلاتا ہے کہ وہ جھوٹے تھے۔ اور متواتر تائیدوں کے ساتھ اور پے در پے امدادوں کے ساتھ مدد کرتا ہے اور بیباکوں پر اپنی تلوار کھینچتا ہے۔

فاعلموا أنه هو أرسلنى عند فساد الديار، وأنه هو ربّ هذه الدار، وأنه سينصرنى

پس جانو کہ اس نے فسادِ زمانہ کے وقت مجھے بھیجا ہے اور وہی اس گھر کا مالک ہے۔ اور وہ عنقریب میری مدد کرے گا اور

ويبرّئنى من تُهم الأشرار .فاحفظ قصّتى التى هى أحسن القصص، وذُق ما نذيقك ولو

شریروں کی تہمتوں سے مجھے بری کر دے گا پس میرے اس قصہ کو یاد رکھ کہ جو سب قصوں سے بہتر ہے۔ اور چکھ جو کچھ ہم تجھے

متجرّعًا بالغصص .أزعمتَ أنى أكيد كيدًا للدنيا الدنيّة، وأصيد صيدًا للأهواء النفسانية؟

چکھاتے ہیں اگرچہ غصہ کے گھونٹ کے ساتھ۔ کیا تو نے یہ گمان کیا ہے کہ میں ناچیز دنیا کیلئے فریب کر رہا ہوں یا میں نفسانی خواہشوں

أيها الجهول !هذا قياس قِستَ على نفسك الأمّارة، فإنّك من قوم لا يعلمون حقيقة

کیلئے شکار کھیل رہا ہوں۔ اے جاہل تو نے یہ قیاس اپنے نفس پر کیا ہے کیونکہ تو اس قوم میں سے ہے جو پاکیزگی کی حقیقت

﴿۵۲﴾ الطّھارة، ویلعنون قومًا مُطهَّرين .أيها الغويّ إنا لا نبغی المشیخة والعلاء ، ولا الأمارة

کونہیں جانتے اور پاکوں پر لعنت بھیجتے ہیں۔ اے گمراہ ہم بزرگی اور برتری کو نہیں چاہتے۔ اور نہ ہم امیری اور بلندی کے

والاستعلاء ، ولا نمیل إلی الترفّه والاحتشام، ولا نطلب ما طاب وراق من الطعام، ونجد فی

خواہاں ہیں اور نہ ہم آسائش اور حشمت کی طرف جھکتے ہیں۔ اور نہ ہم اچھے کھانے مانگتے ہیں۔ اور ہم اپنے دل میں

نفسنا أذواقَ حُبّ الرحمٰن، وسُكْرًا فاق صهباء الدِنان، فلا نرید أَرائِکَ منقوشة، ولا طنافس

محبت رحمان کا ذوق پاتے ہیں۔ اور وہ نشہ جو شراب سے بڑھ کر ہے۔ سو ہم تخت منقش نہیں چاہتے اور نہ فرش جو

مفروشة، إنْ نرید إلا وجه المحبوب، **فالحَمْدُ لِلّٰه علٰی ما أوصلَنا إلی المطلوب،**

بچھاتے ہیں طلب کرتے ہیں ہم صرف روئے محبوب چاہتے ہیں۔ پس خدا کا شکر ہے جس نے ہمیں مطلوب تک پہنچایا

وأرانا ما تغیَّبَ من أعین العالمین.

اور ہم کو وہ دکھلایا جو دنیا کی آنکھوں سے پوشیدہ تھا۔

والعجب کلّ العجب أن عبد الحق الغزنوی یسبّنی منذ خمس سنین، ولا

اور تمام تر تعجب یہ ہے کہ عبدالحق غزنوی پانچ برس سے مجھے گالیاں نکال رہا ہے اور صلحاء کی طرح مباحثہ

یُباحثنی کالصّالحین المتّقین، ولا یتّقی اللّٰه بعد رؤیة الآیات، ولا ینتهی عن الافتراء ات،

نہیں کرتا اور نشانوں کے دیکھنے کے بعد خدا سے نہیں ڈرتا اور افتراؤں سے باز نہیں آتا۔ اور ظالموں کے

وسلک مسلک الظالمین. وإنی صبرتُ علی مقالاته، وأعرضتُ عن جهلاته،

طریق پر چلتا ہے اور میں نے اسکی باتوں پر صبر کیا اور اس کی جاہلیت سے اعراض کیا۔ یہاں تک کہ اس نے

حتیٰ غلا فی السبّ والشتم والتوهین، وسمّانی بأسماء الفاسقین، وأشاع اشتهارات،

گالی اور توہین میں غلو کیا اور فاسقوں کے ناموں کے ساتھ مجھے پکارا اور اشتہار شائع کئے اور جاہلیت

وأری جهلات، وکان من المعتدین. فرأینا أن نردّ علیه وقومه ونکسّر

دکھلائی اور تجاوز کرنے والوں میں سے تھا۔ پس ہم نے مناسب دیکھا کہ اس کا اور اس کی قوم کا رد لکھیں اور

نفوسهم الأمّارات، ونذيقهم جزاء السَّبُعِيّة وسوءِ الجذبات، وإنّما الأعمال بالنيّات، وإنّ ﴿۵۳﴾
ان کے نفوس امارہ کو توڑیں اور انکو درندگی اور بدجذبوں کی سزا چکھائیں۔ اور تمام کام نیتوں کے ساتھ ہیں اور
اللّٰه يعلم ما فی القلوب ويعلم ما فی الأرض والسماوات. وإنّا أسّسنا كل ما قلنا علٰى تقوىٰ
خداتعالیٰ جانتا ہے جو کچھ دلوں میں ہے اور جانتا ہے جو کچھ زمین و آسمان میں ہے اور ہم نے ہر ایک امر کی تقویٰ اور دیانت
وديانة، وصدقٍ وأمانة، واجتنبنا الرفث وفضول الهذر، وكل شجرة تُعرَف من الثمر.
پر بنیاد ڈالی ہے اور ہم نے فحش گوئی سے پرہیز کیا ہے اور ہر ایک درخت پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ اور ہم اس خناس
ونستكفی بربّ النّاس الافتنانَ، بهذا الوسواس الخنّاس. ونعلم بعلم اليقين أنّه ليس بذاته
کے فتنہ میں پڑنے سے خداتعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔ اور ہم یقینی علم سے جانتے ہیں کہ وہ بذات خود اس سبّ اور توہین کا
مبدأ هذا السبّ والتوهين، بل علّمه إبليس آخر من الغزنويين. ولا ريب أنهم هم العلل
موجب نہیں بلکہ اس کو غزنویوں میں سے ایک اور شیطان نے سکھایا ہے۔ اور کچھ شک نہیں کہ یہی لوگ اس کے فتنہ کے
الموجبة لفتنته، ومنبتُ شُعبتِه، وجرموثةُ شَذَبَتِه، وحطبُ تلهُّبِ جذوتِه، ومحرِّكُ
موجب ہیں اور اس کی شاخ کے منبت اور اسکی شاخ کی جڑ ہیں اور اس کے شعلہ کے اشتعال کے ہیزم ہیں اور اسکی آواز
عَوْمَرته. يذكرون النعلَين عند المقال، كأنهم يتمنّون ضرب النعال، ويتضاغىٰ رأسهم لِيُدَقَّ
اور فریاد کے موجب بات کے وقت جوتوں کا ذکر کرتے ہیں گویا وہ جوتوں کے خواہشمند ہیں اور ان کا سر فریاد کر رہا ہے
بالأحذية الثقال. وما قام عبد الحق هذا المقام الشاين، إلا بعد ما أروه صِفاتی كمَشاينَ،
تا کہ نعلوں کے ساتھ کوفتہ کیا جائے۔ اور عبدالحق اس بد مقام پر کھڑا نہیں ہوا۔ مگر بعد اس کے کہ میری صفات اس کو ان
فويل لهم إلى يوم القيامة، ما سلكوا كأبيهم طرق السلامة، وتركوا سبل الصلاح
لوگوں نے معائب کی طرح دکھائیں پس قیامت تک ان پر واویلا ہے کہ انہوں نے اپنے باپ کی طرح سلامتی کے طریق
معتدين. وإنهم ما استسرّوا عنّی حينًا من الأحيان، وأعلم أنهم هم المفسدون
کی پیروی نہیں کی اور صلاحیت کو چھوڑ دیا اور وہ کبھی مجھ سے چھپے نہیں اور میں جانتا ہوں کہ وہی مفسد اور ظلم کے

﴿۵۴﴾ وأئمّة العدوان بيد أني كنتُ أظن أنهم يتعلّقون بأهداب صالحٍ، ويُحسَبون مِن وُلْدِه مع

امام ہیں۔مگر میں یہ خیال کرتا تھا کہ وہ لوگ ایک صالح کے دامن سے وابستہ ہیں۔اور اس کی اولاد میں سے شمار کئے جاتے

كونهم كمثل طالحٍ، فدرأتُ السيئات بالحسنات، ونافستُ في المصافاة .وكنتُ أصبر

ہیں باوجودیکہ وہ ایک طالح کی طرح ہیں۔پس میں نے بدی کا نیکی کے ساتھ بدلہ دیا اور دوستی میں رغبت کی اور میں ان

على ما آذوني بالجور والجفاء ، وأرجو أنهم ينتهون من الغلواء ، حتى إذا بلغ شرّهم إلى

کے جور و جفا پر صبر کرتا رہا اور امید رکھتا تھا کہ وہ اپنے تجاوز سے باز آ جائیں گے یہاں تک کہ جب انکی شر کمال تک پہنچ گئی

الانتهاء ، وما انتهوا من النُباح والعُواء ، فعرفت أنهم المردودون المخذولون، والأشقياء

اور بکواس سے باز نہ آئے پس میں نے جان لیا کہ وہ مردود اور مخذول ہیں۔اور بدبخت اور محروم ہیں پس اس وقت میں

المحرومون .فهناک أردتُ أن أستفلّ غَرْبَهم، ونذيقهم حربَهم، ولا نُجاوز في قولنا

نے ارادہ کیا کہ انکی تیزی کو دور کروں۔اور ان کی لڑائی کا مزہ انہیں چکھاؤں۔اور ہم اپنی بات میں دیانت سے آگے قدم نہیں

حد الديانة، بل نردّ إليهم كلماتهم كردّ الأمانة.

رکھتے۔بلکہ ہم انکے کلمات امانت کی طرح ان کی طرف رد کرتے ہیں۔

أيها الغويّ المسمّى بعبد الجبّار، لِمَ لا تخشى قهر القهّار؟ أتتكبر بلحيةٍ كثّة، أو مَشيخةٍ مجتثّة؟

اے گمراہ عبدالجبار نام تو خدا کے قہر سے کیوں نہیں ڈرتا کیا تو گھن دار داڑھی کے ساتھ تکبر کرتا ہے یا تیرا مشیخت پر ناز ہے کیا

أتُخفي نفسك كالنساء ، وتُغرى علينا جِرْوَك للإيذاء ؟ أيستسني الناس بهذا الكيد شأنك، أو

تو اپنے تئیں عورتوں کی طرح چھپاتا ہے اور اپنے جرد کو ہمارے پر چھوڑتا ہے۔کیا اس مکر کے ساتھ لوگ تیری شان بلند خیال کریں گے۔

يستغزرون عرفانك؟ كلَّا. بل هو سببٌ لهوانك، وعلّة موجبة لخسرانك .تحسب نفسك من

تا تیری معرفت بہت خیال کی جائیگی ہرگز نہیں بلکہ وہ تیری ذلت کا موجب ہے اور تیرے خسران کا سبب ہے اپنے تئیں

أخائر الصلحاء ، وتسلك مسلك الأشقياء والسفهاء ـ تعيش عيشة الفاسقين، ثم ترجو

بہت نیک آدمیوں میں سے خیال کرتا ہے اور بدبختوں کے طریق پر چلتا ہے فاسقوں کی طرح تو زندگی بسر کرتا ہے پھر آرزو رکھتا ہے

أنّ تُعَدّ من الصالحين. وإذا زرعتَ حَبَّ السمّ المبيد، فمن الغباوة أن تطمع اجتناء الثمر ﴿۵۵﴾

کہ نیک بختوں سے شمار کیا جائے اور ہرگاہ کہ تو نے زہر کے بیج کو بویا پس یہ بیوقوفی ہے کہ تو مفید پھل چننے کی

المفيد. انظرْ نظرة في أعمالك، ولا تُهلِكْ نفسك بسوء أفعالك.

امید رکھے اپنے اعمال کو ذرا دیکھ اور برے کاموں سے اپنے تئیں ہلاک مت کر۔

أيها الغويّ! الوقت وقت التوبة، لا أوان الجدال والخصومة. وقد تجلّى ربّنا ليُظهر دينه

اے گمراہ یہ وقت توبہ کا وقت ہے نہ جنگ اور خصومت کا وقت اور ہمارے رب نے تجلّی کی ہے تا اپنے دین کو دوسرے

على الأديان، وقد أشرقت شمس الله لإزالة ظلام العدوان. فالآن ينظر الله إلى كلّ مكذّب

دینوں پر غالب کرے اور خدا کا سورج اندھیرے کے دور کرنے کیلئے چمک اٹھا ہے پس اس وقت خدا تعالیٰ ہر ایک مکذب

بعين غضبى، فكيف تظن نفسك من أهل الصلاح والتقوى؟ صدء بالك، وأرداك

کی طرف غضب کی نظر سے دیکھ رہا ہے پس کیونکر تو اپنے تئیں اہل اصلاح میں سے خیال کرتا ہے تیرا دل زنگ پکڑ گیا اور

أعمالك ومالك، حتى أحالت نَخوتُك حليتَك، وغيَّرتْ عَذِرةُ باطنك صورتَك.

تیرے عملوں اور تیرے مال نے تجھے ہلاک کیا یہاں تک کہ تیرے تکبر نے تیری شکل کو بدل ڈالا اور تیری باطنی پلیدی نے تیری صورت کو

فمن أمعنَ النظر في وشمك، وسَرّح الطرف في مَيسمك، عرف أنّك كالسِّرحان، لا من

متغیر کر دیا پس جس نے تیرے نقش و نگار کو امعان نظر سے دیکھا اور تیرے چہرہ کی تفتیش کے لئے آنکھ کو چھوڑا وہ جان لے گا کہ تو ایک

نوع الإنسان، ومن الأشرار، لا من الصلحاء الأخيار، فاتق الله ولا تكن من الظالمين.

بھیڑیا ہے نہ انسان کی قسم اور شریروں میں سے ہے نہ نیکوں اور صالحوں میں سے پس خدا سے خوف کر اور ظالموں میں سے نہ ہو۔

انظُرْ ما هذا المسلك الذى سلكتَ، واتق فإنك هلكتَ. أُوتيت

دیکھ یہ کیا طریق ہے جو تو نے اختیار کیا اور ڈر کہ تو ہلاک ہو گیا تجھے دنیا دی گئی

الدنيا فما شكرتَ، وذُكّرت فما تذكّرت. تُبْ أيها الغويّ اللئيم،

پس تو نے شکر نہیں کیا اور تجھے یاد دلایا گیا پس تو نے یاد نہیں کیا۔ توبہ کر اے گمراہ

وقد شِخْتَ واستشنَّ الأديمُ، وقرُب أن يتأوّد القويم، وحان الوقت الوخيم. ما لک لا تعنو ﴿۵۶﴾

اور تو بوڑھا ہو گیا اور چمڑا پرانا ہو گیا اور وقت نزدیک آ گیا کہ پیٹھ ٹیڑھی ہو جائے اور وقت بھاری نزدیک آ گیا۔ کیا سبب ہے کہ تیری

ناصيتک لربّ العباد، ولا تترک طرق الخبث والفساد؟ ألا تؤمن بيوم المَعاد، أو تنكر

پیشانی خداتعالیٰ کے لئے نہیں جھکتی اور خبث اور فساد کے طریقوں کو تو نہیں چھوڑتا۔ کیا تو قیامت کے دن پر ایمان نہیں لاتا۔ یا تو

وجود اللّٰه القادر على الإعدام والإيجاد؟ فأصلِحْ نفسک قبل أن تأكلک الدودُ،

خداتعالیٰ کے وجود پر ایمان نہیں رکھتا جو مارنے اور پیدا کرنے پر قادر ہے پس قبل اس کے جو تجھ کو کیڑے کھالیں اور موت آ جائے اپنے

ويجيئک الأجل الموعود، وبادِرْ لما يحسن به المآل، قبل أن يأخذک الوبال، وحَيَّهَلْ

نفس کی اصلاح کر اور ان چیزوں کے حصول کیلئے جلدی کر جس سے انجام اچھا ہو جاوے قبل اس کے جو تجھ کو وبال پکڑ لے اور توبہ کی

بالتوبة قبل أن تنخر عظمک في التربة، فإن اللّٰه يحبّ التوابين ويحبّ المتطهرين. وإنما

طرف جلدی کر قبل اس کے جو قبر میں تیری ہڈی بوسیدہ ہو جائے اور خداتعالیٰ توبہ کرنیوالوں اور پاکیزگی ڈھونڈنیوالوں کو دوست رکھتا

الوُصْلة إلى الرحمٰن. التقوىٰ وتطهير الجنان. فاتّق اللّٰه ولا تكن من المجترئين.

ہے۔ اور خدا کی طرف وسیلہ دو ہی چیزیں ہیں۔ تقویٰ اور دل کا پاک کرنا۔ پس خدا سے ڈر اور دلیروں میں سے مت ہو۔

ثم نرجع إلى عبد الحق، الذي تكبر ووثب كالبقّ، فاعلم يا عدوَّ الصالحين، ومكفِّرَ

پھر ہم عبدالحق کی طرف رجوع کرتے ہیں جس نے تکبر کیا اور پشہ کی طرح کودا ہے پس اے عدو صالحین اور مومنوں کے کافر

المؤمنين، إنک آذيتني، فقاتلک اللّٰه كيف آذيتني، وعاديتني، فتبًّا لک لما

کہنے والے تجھے معلوم ہو۔ تُو نے مجھے دکھ دیا پس خدا تجھے ہلاک کرے تو نے یہ کیسا دکھ دیا اور تو نے مجھ سے دشمنی کی پس خدا

عاديتني. أما كنتُ من المهلّلين المسلمين؟ أما كنتُ من المصلّين الصائمين؟

تجھے تباہ کرے تُو نے یہ کیوں دشمنی کی کیا میں کلمہ گو اور مسلمان نہیں تھا؟ کیا میں نماز پڑھنے والوں اور روزہ رکھنے والوں میں سے

فكيف كفّرتني قبل تفتيش الأحوال، وأفحتَ دمَ الصدق بأباطيل المقال؟

نہیں تھا۔ پس تو نے اصل حقیقت کی تفتیش سے پہلے کیونکر مجھے کافر ٹھہرا دیا۔ اور باطل باتوں کے ساتھ تو نے سچائی کا خون کیا۔

وعزوتَ فتح المباهلة إلى نفسک الأمّارة، مع أنّ اللّٰه أذلّک وأراک سوء العاقبة. وكان ﴿۵۷﴾
اور تو نے فتح مباہلہ کو اپنی طرف منسوب کیا باوجود اس بات کے کہ خدا نے تجھے ذلیل کیا اور بدانجام تجھے دکھلایا اور
مرام دعائک المتهالک، أنْ يجعلنی اللّٰه كالهالک، فسوّد اللّٰه وجهک وأسلمَک إلى
تیری بہت بہت دعا کا یہ منشاء تھا کہ خدا مجھے مرنے والے کی طرح کرے۔ پس خدا نے تیرا منہ کالا کیا اور ذلت کی قبر
لَحدِ الذلّة، وأَدْخلک فی جَدَثٍ أضيقَ مِن سمّ الإبرة، وأكرمنی إكرامًا كثيرا بعد المباهلة،
میں تجھ کو سونپا اور ایسی قبر میں تجھ کو داخل کیا جو سوئی کے ناکہ سے تنگ تر تھی اور بعد مباہلہ مجھے بہت بزرگی بخشی اور قسماقسم
وأعزّنی وخصّنی بأنواع النعمة، حتى ما انقطع آثارها إلى هٰذا الوقت من الحضرة، وإن فيها
کی نعمت سے مجھے خاص کیا یہاں تک کہ اس وقت تک اس کے آثار منقطع نہیں ہوئے۔ اور اس میں غور کرنے والوں
لآيات للمتوسّمين. وأنت رأيت كلَّ رفعتی وعلائی، ثم انتصبتَ بترک الحياء بسبّی
کے لئے نشان ہیں اور تو نے میری تمام بلندی کو دیکھا پھر حیا کو ترک کر کے میری بدگوئی میں تو مشغول ہو گیا اور ہم
وإزرائی. وكيف نأمن حصائد ألسن الفجّار، وما نجا الرسل كلهم من كَلِمِ اللئام الكفّار.
بدکاروں کی زبان سے کیونکر نجات پاسکیں اور کسی رسول نے لئیموں کے کلموں سے نجات نہیں پائی لیکن تیرے پر
ولكن عليک أن تعی منّی أن غوائل كلامک عليک، وأنّ رأسک تليّن بنعليک، وما
واجب ہے کہ میری یہ بات یاد رکھے کہ تیری کلام کی آفات تجھ پر ہیں اور تیرا سر تیرے ہی جوتوں کے ساتھ نرم کیا
ظلمتنا ولكن ظلمت نفسک يا أجهل الجاهلين.
جائے گا اور تو نے ہم پر ظلم نہیں کیا بلکہ اپنے نفس پر ظلم کیا۔

أيها الجهول! تحارب ربک ولا تخشاه، وتختار الفسق و
اے جاہل تو اپنے رب سے لڑائی کرتا ہے اور نہیں ڈرتا اور بدکاری کو اختیار کرتا ہے اور نہیں پرہیز
لا تتحاماه. كلما تواضعتُ استكبرتَ، وكلما أكرمتُ حقّرتَ.
کرتا۔ جس قدر میں نے تواضع کی تو نے تکبر کیا اور جس قدر میں نے تیری بزرگی کی تو نے تحقیر کی۔

﴿۵۸﴾ وما کان هذا إلّا لضیق ربعک، وقساوة زرعک، ثم کان قدرُ اللّٰه فیک افتضاحک، فما

اور یہ سب تیری تنگدلی اور سخت دلی کے سبب سے ہوا۔ پھر خدا کی تقدیر یہ تھی کہ تو رسوا ہوا پس تو نے کوئی طریق

اخترتَ طریقًا کان فیه صلاحک، وما أقصرتَ عن السبّ والإیذاء ، وآذیتنی فبلّغت الأمر

صلاحیت کا اختیار نہ کیا اور تو نے کوئی دقیقہ گالی اور ایذا کا اٹھا نہیں رکھا اور تو نے مجھے دکھ دیا پس امر کو انتہا تک

إلی الانتهاء ، والآن أکتب جواب اعتراضاتک، لیعلم الناس تعصّبک وجهلاتک،

پہنچا دیا اور اب میں تیرے اعتراضات کا جواب لکھتا ہوں۔ تا کہ لوگ تیری جاہلیت پر اطلاع پاویں۔ اور تا کہ

ولتستبین سبیل المجرمین.

مجرموں کی راہ کھل جائے۔

فمنها ما هذیتَ فی قصة آتم، وترکتَ الحیاء واخترت الإفک الأعظم. وقد

پس ایک وہ اعتراض ہے جو تو نے قصہ آتھم میں بکواس کی۔ اور حیا کو ترک کر کے جھوٹ باندھا ہے۔ اور تو

علمتَ أن آتم قَدْ مات ، وتمّ فیه نبأُ اللّٰه فلحِق الأموات، وصدّق اللّٰه فیه قولی

جانتا ہے کہ آتھم مرگیا اور اس میں خدا کی خبر پوری ہوئی اور وہ مردوں کو جا ملا۔ اور خدا نے اس میں میرے قول کو

وأخزی القتّاتَ، فلا تغضّ عینک کالعمین. وأمّا ما تکلمتَ فی موته بعد المیعاد،

سچا کیا اور نکتہ چین کو رسوا کیا پس اندھوں کی طرح آنکھیں بند مت کر اور جو کچھ تو نے یہ گفتگو کی ہے کہ وہ میعاد کے

فهذا حُمقک یا قُضاعةَ العناد. أیّها الجهول! کان موت ”آتم“ مشروطًا بعدم

بعد فوت ہوا ہے پس یہ تیری حماقت ہے اے کلب العناد۔ اے نادان آتھم کی موت عدم رجوع کے ساتھ مشروط تھی

الرجوع، وقد ثبت أنه خاف فی المیعاد وزجّیٰ أوقاته بالخوف والخشوع، فلما

اور ثابت ہوگیا کہ وہ میعاد میں ڈرتا رہا اور اپنے وقتوں کو خوف میں گذارا پس جبکہ اس کی میعاد گذر گئی اور اس

انقضی میعاده وعاد إلی سیرة الإنکار، أخذه نکال اللّٰه ومات فی سبعة أشهر

نے خصلت انکار کی طرف رجوع کیا پس خدا کے عذاب نے اس کو پکڑا اور آخری اشتہار سے

مِنْ آخر الاشتهار .ومكر النصارى مكرًا كُبّارًا، واشتهروا خلاف ما وارى، وأمّا "آتم" ﴿۵۹﴾
سات مہینہ میں مر گیا اور نصاریٰ نے بڑا مکر کیا اور خلاف اس امر کے مشہور کیا جو آتھم نے چھپایا مگر آتھم نے
فما تألّى وما بارى .وقد كان ذكرُ مكرهم في "البراهين"، وكان فيها ذكرُ فتنتهم
نہ قسم کھائی اور نہ میدان میں آیا۔ اور نصاریٰ کے مکر کا ذکر براہین میں موجود ہے اور اس میں اس فتنہ اڑنے
المتطائرة، وبيان فِريتهم المنسوجة، قبل ظهور ذالك الواقعة .فانظر إلى دقائق علم
والے کا ذکر تھا اور اس باہم بافتہ جھوٹ کا قبل از واقعہ بیان تھا پس خدا تعالیٰ کے دقائق علم پر نظر ڈال اور اس
اللّٰه الخبير، وحكم الله اللطيف القدير، ولا تهذِ كالمستعجلين .ألا ترى إلى شريطة
قدیر اور لطیف کی حکمتوں کو دیکھ اور جلد بازوں کی طرح بکواس مت کر کیا تو اس شرط کی طرف نہیں دیکھتا جو
كانت في نبأ "آتم"، والله أحقُّ أن يوفي شرطَه الذي قدّم، فاتّقِ الله واجتنبْ بهتانًا أعظم.
آتھم کی پیشگوئی میں تھی اور خدا سب سے زیادہ یہ حق رکھتا ہے کہ اپنی شرط کو جو پہلے ذکر کر دی پورا کرے پس
ألا تُنزّه نفسك عن نقض الشرائط يا عدوّ الأخيار، فكيف لا تُنزِّه السبّوحَ القدّوس
خدا سے ڈر اور بہتان سے پرہیز کر کیا تو اپنے نفس کو شرائط کے توڑنے سے پاک نہیں سمجھتا پس کس طرح اس
عن تلك الأقذار؟ وتعلم أنّ "آتم "ما تفوّهَ بلفظة في أيام الميعاد، وترك سيرته الأولى
سبّوح قدوس کو ان پلیدیوں سے ملوث کرتا ہے اور تو جانتا ہے کہ ایّام میعاد میں آتھم کوئی بات زبان پر نہیں لایا
وما أظهر ذرّة من العناد، بل أظهر رجوعه من الأقوال والأفعال، والحركات
اور پہلی سیرت کو اس نے چھوڑ دیا اور ایک ذرہ عناد ظاہر نہ کیا بلکہ اپنے رجوع کو اقوال اور افعال اور حرکات
والسكنات والأحوال، وما أثبتَ ما ادّعٰى، مِن صولِ الحيّة وغيرها من البهتانات
اور سکنات اور حالات سے ظاہر کیا۔ اور سانپ کے حملہ وغیرہ بہتانات کو وہ ثابت نہ کر سکا اور قسم نہ کھائی
الواهية وما تألّىٰ، بل أعرض وولّىٰ، وشهد قوم من الأشهاد، أنه أنفد أيّام الميعاد،
بلکہ کنارہ کیا اور منہ پھیرا اور ایک قوم نے گواہوں میں سے گواہی دی کہ اس نے میعاد کے دنوں کو

﴿۶۰﴾ بـالخوف والارتعاد .ثـم إذا أنـكـر بعد الأشهر المعيّنة، فأخذه صولُ المَرْضة، وأوصله

خوف اورلرزہ میں گذارا پھر جب معیّن دنوں کے بعد منکر ہوگیا پس اس کو مرض کے حملہ نے پکڑا اور موت نے قبر

الموت إلى التربة .فـلـو كـان هذا الإنكار في الميعاد، لمات فيه بحكم ربّ العباد، وما

تک اسکو پہنچایا پس اگر یہ انکار میعاد کے اندر ہوتا تو آتھم میعاد کے اندر ہی مرتا اور خدا تعالیٰ ایسا نہ تھا کہ باوجود

كـانَ الـلّٰـه أن يـأخذه مع خوف استولى على مُهْجته، ولا يبالي ما ذكر في شريطته، إنه لا

اس کے کہ آتھم کی جان پر خوف غالب رہتا پھر بھی اس کو پکڑ لیتا اور اپنی شرط کی کچھ پرواہ نہ رکھتا وہ اپنے وعدہ کے

يُـخـلِف مـا وعـد، ولا يـطـوى مـا مهَد، وإنه لا يظلم الناس حتى يظلموا أنفسهم، وإنه

برخلاف نہیں کرتا اور جو بچھایا اس کو نہیں لپیٹتا وہ لوگوں پر ظلم نہیں کرتا جب تک وہ خود ظلم نہ کریں اور وہ

أرحم الراحمين.

ارحم الراحمین ہے۔

وإن كـنـتَ لا تـنـتـهـي مـن التـكـذيـب كـالـلـئـام، وتظنّ أنّ الفتح كـان للنصـارى

اور اگر تو تکذیب سے باز نہیں آتا اور خیال کرتا ہے کہ فتح نصاریٰ کے لئے ہوئی نہ اسلام کیلئے پس

لا لـلإسلام، فـعـلـيـك أن تُـقـسِـم بالله ذى الـعـزّة، وتشهـد حـالـفـا أنّ الـحـق مع النصارى

تیرے پر لازم ہے کہ تو جناب باری تعالیٰ کی قسم کھا جائے اور قسم کھا کر کہے کہ اس مقدمہ میں حق نصاریٰ کے

فـى هـذه الـقـضيّة، وتـدعـو الـلّـه أن يـضـرب عليـك ذلّةً وخـزيًـا من السمـاء ، إن كـان

ساتھ ہے اور خدا تعالیٰ سے دعا کرے کہ وہ آسمان سے تیرے پر ذلت کی مار نازل کرے۔ اگر حقیقت امر

الأمـر خـلاف ذلك الادّعـاء .فـإن لـم يُـصبك بـعـد ذالك هـوان وذلّة

خلاف واقعہ ہو پس اگر بعد اس کے ایک برس تک تجھ کو ذلت اور رسوائی نہ ہوئی پس میں اقرار

إلـى عـام، فـأُقِـرُّ بـأنـى كـاذب وأحسبك كـإمـام .وإن لـم تُـقسِـم

کرلوں گا کہ میں جھوٹا ہوں اور تجھ کو امام کی طرح جانوں گا اور اگر تو قسم نہ کھائے

ولم تنتهِ **فلعنة اللّٰہ علیک یا عدوّ الإسلام.** إنّک ترید عزة نفسک لا عزة خیر الأنام . ﴿۶۱﴾
اورنہ بازآئے پس تجھ پرلعنت اے دشمن اسلام تو اپنے نفس کی عزت چاہتا ہے نہ عزت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ۔ مگر یہ
وأمّا ما ذکرت أنّ النصاری ومثلک من الیهود، لعنونی فی أمر ”آتم“ وحسبونی
جو تو نے ذکر کیا کہ نصاریٰ اور تیرے جیسے یہودیوں نے آتھم کے مقدمہ میں میرے پر لعنت کی اور مردود سمجھا
کالمردود، فاعلم أیها الممسوخ أن الحُکم علی الخواتیم، وکذالک جرت عادة
پس اے مسخ شدہ سمجھ کہ حکم خاتمہ پر ہوتا ہے اور اسی طرح قدیم سے عادۃ اللہ جاری ہے بہ تحقیق اسکے اولیاء اور
اللّٰہ من القدیم. إن أولیاء اللّٰہ وأصفیاء ہ یُؤذَون فی ابتداء الحالات، ویُلعَنون
برگزیدہ اوائل میں ستائے جاتے ہیں اور لعنت کئے جاتے ہیں اور کافر ٹھہرائے جاتے ہیں اور طرح طرح کی
ویُکفَّرون ویُذکَرون بأنواع التحقیرات، ثم یقوم لهم ربهم فی آخر الأمر، ویبرّئهم
تحقیر کی جاتی ہے پھر ان کا رب ان کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے اور ان کو مخالفین کے قول سے بری کر دیتا ہے اور اسی
مما قالوا وینجّیهم من ألسن الزمر، وکذالک یفعل بالمحبوبین. أما قرأت أن
طرح وہ محبوبوں سے کرتا ہے۔ کیا تو نے نہیں پڑھا کہ انجام کار متقیوں کیلئے ہے۔ پس ابتداء حالات سے خوشی کرنا
العاقبة للمتّقین؟ فالفرح بمبدأ الأمر من سِیَرِ الفاسقین، واللعنة التی تُرسَل إلی أهل
بدکاروں کی سیرت میں سے ہے۔ اور وہ لعنت جو اہل فلاح اور سعادت کی طرف بھیجی جاتی ہے وہ لعنت
الفلاح والسعادة، تُرَدّ إلی اللاعنین، فتظهر فیهم آثار اللعنة. فالإبشار بمثل ذلک
کرنیوالوں کی طرف واپس بھیجی جاتی ہے پس انمیں لعنت کی نشانیاں ظاہر ہو جاتی ہیں پس ایسی لعنتوں کے ساتھ
اللعن ندامة فی الآخرة، وجعلُه أمارة الفتح من أمارات الحمق والسفاهة،
خوش ہونا انجام کار ندامت ہے۔ اور اسکو فتح کی نشانیوں میں سے قرار دینا حمق اور سفاہت کی نشانیوں میں سے
بل الفتح فتحٌ یُبدیه اللّٰہ لعباده فی مآل الأمر والعاقبة، وکذٰلک
ہے بلکہ فتح وہ فتح ہے جس کو خدا تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے انجام اور خاتمہ امور پر ظاہر فرماتا ہے۔ اور اسی طرح

﴿۶۲﴾ الخزى خزىُ الخاتمة، ولا اعتبار لمبادئ الأمور، بل الحكم كله على آخر المصارعة،

رسوائی وہ ہے جو انجام کار رسوائی ہو اور مبادی امور کا کچھ اعتبار نہیں بلکہ تمام حکم کشتی کے انجام پر ہے اور اس پر مدار عزت

وعليه مدار العزة والذلّة، والفتح والهزيمة. وكلّ لعنٍ لم يُبْنَ على الواقعة الصحيحة، فهو

اور ذلت اور فتح اور شکست کا ہے اور ہر ایک لعنت جس کی واقعہ صحیحہ پر بنا نہیں وہ لعنت کرنے والے پر بلا اور دنیا اور

بلاء على اللاعن وعذاب عليه فى الدنيا والآخرة. والعاقلون يتدبّرون الخاتمة والمآل،

آخرت میں اسپر عذاب ہے اور عقلمند لوگ خاتمہ اور انجام کو سوچتے ہیں اور نادان ابتدائے حالات سے خوش ہوتا ہے اور

والسفيه يفرح بمبادى الأمر ويخدَع الجُهّال. **فانظر الآن وتطلّب أين "آتم" عمّك**

نادانوں کو دھوکہ دیتا ہے پس دیکھ اور ڈھونڈ کہ اس وقت آتھم تیرا چچا کہاں ہے اور اگر نہیں مرا تو اے شریر کہاں گیا اور تو

الكبير؟ فلو لم يمت فأين ذهب أيها الشرير؟ وتعلم أنّ اللّٰه ذكر شرطًا فى إلهامه فرعاه،

جانتا ہے کہ خداتعالیٰ نے ایک شرط اپنے الہام میں ذکر فرمائی پس اسکی رعایت کی۔ پس اسلئے کہ آتھم ڈرا اس کی موت

فأخّر موت "آتم" لخوف عراه، وأكمل شرط نبئه ووفّاه. ثم إذا تمرّد أرداه، فتمّ ما قال

میں تاخیر ڈال دی اور اپنی شرط کو پورا کیا پھر جب آتھم سرکش ہو گیا تو اسکو ہلاک کیا پس ہمارے رب کا فرمودہ پورا ہو گیا

ربّنا وفاح ريّاه، وأذلّ اللّٰه من كذّب وأخزاه، وحصحص الحق وبورك مغناه، فهذه

اور اسکی خوشبو پھیل گئی اور خدا نے مکذب کو ذلیل کیا اور رسوا کیا اور حق ظاہر ہو گیا اور اس کا گھر مبارک کیا گیا۔ پس یہ تیری

شقوتك إن كنت ما تراه.

بدقسمتی ہے اگر تو اس کو نہیں دیکھتا۔

ياقرد غزنى اين آتم سل عشيرته	هَل مَاتَ اَوْ تَلْفِيَه حَيًّا بين احباب
اے غزنی کے بندر آتھم کہاں ہے اسکے قبیلہ سے پوچھ	کیا وہ مرگیا تو اسکو اسکے دوستوں میں زندہ پاتا ہے
هل تمّ ما قلنا من الرحمٰن فى الخصم	هَل حَانَ اَوْ فِى حَيْنِهٖ شك لمرتاب
کیا اس دشمن میں ہمارے خدا کی بات پوری ہوگئی	کیا وہ مرگیا یا اسکے مرنے مین شک کرنیوالے کو شک ہے

﴿۶۳﴾

آنْ كُنتَ تُبصر ایّها المحجوبُ من بخل	فانظر الیٰ الشرط الذی اُلغیت لعتابی
اے محجوب بوجہ بخل اگر تجھے کچھ نظر آتا ہے۔	پس پیشگوئی کی اس شرط کو دیکھ جسکو تو نے نظرانداز کردیا ہے
قَدمَاتَ آتم ایّها اللّعان من فسق	اخسا فانّ اللّٰه صدّقتنی و احبابی
اے لعنت کرنے والے آتھم مرگیا	دفع ہو کہ خدا نے ہماری باتیں پوری کیں
انظر الی نبأ تجلّی الاٰن کذکاء	اردی المهیمن عجل اَهْل الوید بعذاب
اس پیشگوئی کی طرف دیکھ جواب آفتاب کی طرح پوری ہوگئی	خدا نے ہنود کے گوسالہ کو عذاب کے ساتھ ہلاک کیا
للصدق فیه لارباب النُهی ارج	یشفی الصدور و یروی قلب طُلّاب
اس پیشگوئی میں صدق کی ایک خوشبو ہے	سینوں کو شفا بخشتی ہے اور دل کو سیراب کرتی ہے
عَیْنٌ جرت لریاض دین اللّٰه تونسها	عین الرجال ولکن کُنتَ ککلاب
یہ چشمہ دین کے باغ کے لئے رواں ہوا ہے اس کو	مَردوں کی آنکھ دیکھتی ہے مگر تو کتوں کی طرح تھا

ثم إن کنتَ تجعل لعنة الخَلق دلیلا علٰی سخط ربّ العالمین، ففکِّرْ فی "عبد اللّٰه؟" الذی تحسبه

پھر اگر تو خلقت کی لعنت کو خدا کے غضب کی دلیل ٹھہراتا ہے پس عبداللہ کے حال میں سوچ جسکو تو صلحاء میں سے گمان کرتا ہے

من الصالحین، کیف انصبّ علیه مطر الذلّة والهوان واللعنة، وکیف صار ذلیلا محقَّرًا مِن أیدی

کس طرح اُس پر ذلت اور لعنت کی بارش پڑی اور کیونکر علماء کے ہاتھ سے ذلیل اور حقیر ہوا اور کیونکر اس کو اس ملک میں سے کافروں کی

العلماء وعامّة البریّة، وکیف أخرجوه من بلاده کالکفَرة الفَجَرة، حتّٰی اشتدّت علیه الأهوال،

طرح نکال دیا یہاں تک کہ خوف اس پر غالب ہوا اور ہاتھ خالی ہوگیا اور مال لوٹا گیا اور عیال فریاد کرنے لگا۔ اور ایسے عذاب سے

وصفرت الراحة ونُهب المال، وأعوَلَ العیال، وعُذِّب بالعذاب الموقع، ودُقِّق بالفقر المُوقع.

معذّب کیا گیا جو اسکو بُرا معلوم ہوتا تھا اور اس محتاجی کے ساتھ پیسا گیا جو زخمی اور مجروح کرنیوالی تھی۔ اور ایک مدت تک پیر گھساتے

وطالما احتذی الوَجی، واغتذَی الشَجی، واستبطن الجَوَی. وکذٰلک أنفدَ عمرَه فی الکُرَب، وانتیاب

پھرنا اس کیلئے بمنزلہ جوتی کے تھا اور غم کھانا اسکی غذا تھی اور بھوک کو پوشیدہ رکھتا تھا اور اسی طرح اس نے بیقراری میں عمر گذاری اور

النُّوَب، ثم هاجر إلى الهند مخذولًا ملومًا، وعاش مطعونًا مكلومًا .ما زال به قطوب ﴿۶۴﴾

پے در پے مصیبتوں میں وقت گذاری کی۔ پھر ملک ہند کی طرف اس حالت میں ہجرت کی کہ نشانہ ملامتوں کا تھا۔ اور مطعون اور

الخطوب، وحروب الكروب، ولعنُ اللاعنين، وطعن الطاعنين، حتى تواترت المِحَنُ،

مجروح ہونے کی حالت میں زندگی گذاری۔ ہمیشہ حوادث سے ترش رو ہونا اسکے نصیب تھا اور بیقراریاں اس سے لڑ رہی تھیں اور

وتكاثرت الفتن، وأقوى المجمع، ونبا المرتع .وكان يُداس تحت هذه الشدائد حتى فاجأه

لعنت کرنیوالوں کی لعنت اور طعن کرنیوالوں کا طعنہ۔ یہاں تک کہ محنتیں متواتر ہوئیں اور فتنے بہت ہوئے اور مجمع خالی ہو گیا۔

الموت، وأخذه كالصائد الفوتُ، وأدخله في الزمر الفانيين .فما ظنك أكان هو من

اور چراگاہ دور جا پڑی اور ان مصیبتوں کے نیچے کچلا جا رہا تھا کہ یک دفعہ اس کو موت آ گئی اور شکاری کی طرح اس کو وفات نے

الصلحاء أو من الفاسقين؟

پکڑ لیا اور فانیوں میں اس کو داخل کر دیا۔ پس تیرا کیا گمان ہے۔ کیا وہ نیک تھا یا بدکار۔ پس ثابت ہوا کہ بدکاروں اور ظالموں کی

فثبت أنّ لَعن الفاسقين وأهل العُدوان، لا يدلّ على سخط الرحمٰن، وإيذاء المفسدين وأهل

لعنت خداتعالیٰ کے غضب پر دلالت نہیں کرتی اور مفسدوں کا دکھ دینا صاحب اعمال صالحہ کے مراتب کو کم نہیں کرتا۔ بلکہ ان

الشرور، لا ينقُص مراتب أهل العمل المبرور، بل يكون لعنهم وسيلةَ رُحمِ حضرة الكبرياء ، ووُصلة

کی لعنت خداتعالیٰ کے رحم کا وسیلہ ہو جاتی ہے۔ اور برگزیدگی کا سبب بن جاتی ہے اور اسی طرح آتھم کے فتنہ میں مجھے میرے

الاجتباء والاصطفاء وكذلك بشّرني ربي في تلك الفتنة، وإن شئتَ فارجع إلى "البراهين الأحمدية"

خدا نے بشارت دی۔ اور اگر چاہے تو کتاب براہین احمدیہ کی طرف رجوع کر اور دیکھ کس طرح خدا نے اس میں اس قصہ کی خبر

وانظُرْ كيف أخبر ربّي فيها عن هذه القصة، وأنبأَ مِن نبأ "آتم "وفتن النصارىٰ ويهود

دی اور اس پیشگوئی سے خبر دی جو آتھم کے بارے میں تھی اور نصاریٰ کے فتنوں اور اس ملت کے یہود کے

هذه الملّة، وأخبر أن النصارى يمكرون بك في الأزمنة الآتية، ويهيّجون فتنة عظيمة

فتنہ سے خبر دی اور یہ خبر دی کہ نصاریٰ آئندہ زمانہ میں تجھ سے ایک مکر کریں گے اور ایک فتنہ عظیمہ برپا کریں گے۔

وَیکونون معهم علماء هذه الأمّة .فهذه شهادة من اللّٰه قبل هٰذه الواقعة، فهل أنتم تؤمنون ﴿۶۵﴾

اوران کے ساتھ مولوی ہو جائیں گے۔ پس اس واقعہ سے پہلے یہ ایک خدا کی گواہی ہے پس کیا تم خدا کی

بشهادات حضرة العزّة؟ وإن كنتَ لا تترك الآن ذكر اللعنة، ففكِّرْ فی هذا النبأ وانظُرْ مَن

گواہیوں پر ایمان لاتے ہو؟ اور اگر تو اب بھی لعنت کا ذکر نہیں چھوڑتا تو اس خبر میں فکر کر اور دیکھ کہ اس میں کس کو

لعَنه الله فيه ومَن جعله مورد الرحمة .وانظر أنّه كيف أخبر أنّ النصارىٰ يمكرون ويأتون

خدا نے ملعون ٹھہرایا اور کس کو مورد رحمت ٹھہرایا اور دیکھ کہ اس نے کس طرح خبر دی کہ نصاریٰ مکر کریں گے اور

بالفِرية، ثم يفتح اللّٰه ويجعل الكرّة لأهل الحق بإراء ة الآية الواضحة، وينصر عبده ويُحقّ

جھوٹ باندھیں گے پھر خدا فتح دے گا اور اہل حق کی نوبت لائے گا اور نشان واضح دکھلائے گا اور اپنے بندہ کی مدد

الحقّ ويُبطل الباطل بالصولة العظيمة، ويخزی قومًا كافرين .فهذه الأنباء التی كُتبَت فی

کرے گا اور باطل کو حملہ عظیمہ سے نابود کر دے گا اور قوم کفار کو رسوا کرے گا۔ پس یہ خبریں جو براہین احمدیہ میں

"البراهين "من اللّٰه العلّام، كانت مكنونةً فيها لهذه الأيام، ليُتمّ اللّٰه حجّته على الخواص

خدا تعالیٰ کی طرف سے لکھی گئیں ان دنوں کے لئے چھپی ہوئی تھیں تا کہ اللہ تعالیٰ اپنی حجت کو خواص اور عوام پر

والعوام، ولتستبين سبيل المجرمين .

پوری کرے۔ اور تا کہ مجرموں کی راہ کھل جائے۔

أيّها المسارعون إلى الحرب والخصام، والسّاعون من النور إلى الظلام، ما لكم لا

اے وہ لوگو جو جنگ وجدل کی طرف دوڑتے ہو اور نور سے اندھیرے کی طرف دوڑنے والے ہو تمہیں کیا ہو گیا

تتفكّرون فی الكلام، ولا تتّقون قهر اللّٰه ذی الجلال والإكرام؟ أ تُتركون فی دنياكم ولا

کہ تم کلام میں فکر نہیں کرتے اور خدا کے قہر سے نہیں ڈرتے؟ کیا تم اپنی دنیا میں چھوڑے جاؤ گے اور

ترون وجه الحِمام؟ آآثرتم عيشة الحياة الدنيا، أو نسيتم يوم الأَثام والعقبىٰ؟ توبوا توبوا،

موت کا منہ نہیں دیکھو گے کیا تم نے اس دنیا کی زندگی کو قبول کر لیا۔ یا پاداش کے دن اور عاقبت کو تم نے بھلا دیا۔ توبہ کرو

﴿۶۶﴾ وإلى اللّٰه ارجعوا، فإنّه لا يُحبّ قومًا فاسقين.

اور خدا کی طرف رجوع لاؤ کیونکہ وہ فاسقوں کو دوست نہیں رکھتا۔

وممّا ادّعيتَ يا مَن أضاع الدين، أنك قلتَ إنى أناضل فى العربيّة كالمرتجلين،

اور اے دین کے ضائع کرنے والے تیرے دعووں میں سے ایک یہ ہے کہ تو نے کہا ہے کہ میں عربی میں بدیہہ گو لوگوں

وأستملى كالأدباء الماهرين، وأكون من الغالبين. وَيْحَك يا مسكين، لِمَ تُخزى اسم

کی طرح مقابلہ کروں گا اور ماہر ادیبوں کی طرح لکھوں گا۔ اور غالب رہوں گا۔ وائے تجھ پر اے مسکین۔ تو اپنے دنیا کے نام

دنياك وقد ضاع الدين؟ ألستَ الذى أعرفك من قديم الزمان؟ غبىُّ الفطرة سفيه

کو کیوں رسوا کرنے لگا اور دین تو ضائع ہو چکا۔ کیا تو وہی نہیں جس کو میں قدیم زمانہ سے جانتا ہوں۔ فطرت کا غبی دل کا

الجَنان، كثير الهذيان قليل العرفان، الموصوم بمَعرّة لَكَنِ اللسان؟ أتصارع بهذه

سفیہ بہت بک بک کرنیوالا کم معرفت لکنت لسان کا داغ رکھنے والا کیا تو اس قوت سے دلیر شدید القوت کے ساتھ کشتی

القوة الفاتكَ البازل، وتحارب الكَمِىَّ الجازل؟ كلا بل تريد أن تُرى الناس

کرے گا۔ اور سوار کاٹنے والے کے ساتھ جنگ کرے گا۔ ہرگز نہیں بلکہ تُو تو اپنا عیب لوگوں کو دکھلانا چاہتا ہے۔ اور اپنی

وَصْمتك، وتشهد على جهلك أُبْنتك، وإن كنتَ عزمتَ على مناضلتى، وأردتَ

ژولیدہ زبانی کو اپنی جہالت پر گواہ بنانا چاہتا ہے۔ اور اگر تو نے میرے جنگ کا قصد کرلیا ہے۔ اور ارادہ کرلیا ہے کہ میری

أن تذوق حَرْبى وحربتى، فأدعوك كما يُدعى الصَيْد للاصطياد، أو يُدنَى النار

جنگ اور میرے حربہ کا مزہ چکھے۔ پس میں تجھے اس طرح بلاتا ہوں جیسا کہ شکار پکڑنے کیلئے بلایا جاتا ہے۔ یا آگ

للإخماد. بيد أنّى اشترطتُ من الابتداء أن لا يُعارضنى أحد إلّا بنيّة

بجھانے کیلئے نزدیک کی جاتی ہے۔ مگر یہ بات ہے کہ میں پہلے سے یہ شرط رکھتا ہوں کہ کوئی شخص بجز نیت ہدایت پانے

الاهتداء، فاسمع منّى أنّى أُناضلك على هٰذه الشريطة، ليهلك

کے مجھ سے مقابلہ نہ کرے۔ پس مجھ سے سن کہ میں اسی شرط کے ساتھ تجھ سے مقابلہ کروں گا تا کہ جو بیّنہ

مَن ھلک بالبیّنة. فإن اتّفقَ أن أُغلَب فی النضال، وتغلب فی محاسن المقال، ﴿۶۷﴾
کے ساتھ ہلاک ہوا وہ ہلاک ہو جائے۔ پس اگر یہ اتفاق ہو گیا کہ میں مغلوب ہو گیا اور بلاغت میں تو غالب
فأتوب علی یدک بالإخلاص التام، وأحسبک من الأتقیاء الکرام، وإن اتّفقَ أنّ
آیا پس میں تیرے ہاتھ پر اخلاص سے توبہ کروں گا اور تجھے نیک بخت بزرگوں میں سے سمجھوں گا۔ اور اگر
اللّٰہ أظهر غلبتی فی الجدال، فما أرید منک شیئا إلّا أن تتوب فی الحال، وتبایعنی
یہ اتفاق ہوا کہ میں غالب آ گیا۔ پس میں تجھ سے بجز توبہ کے اور کچھ نہیں چاہتا اور نیز کہ اسی وقت بکمال
بالتّذلّل والانفعال وتُصدّق دعواتی بصدق البال، وتدخل فی سِلک جماعتی
تذلل مجھ سے بیعت بھی کرے اور صدق دل سے میرے دعوے کی تصدیق کرے۔ اور جلدی سے میری
بالاستعجال، وتؤثرنی علی النفس والعِرض والمال. فإن کنتَ رضیت بهذه
جماعت میں داخل ہو جائے۔ اور اپنی جان اور آبرو اور مال پر مجھے اختیار کرے۔ پس اگر تو اس شرط سے راضی
الشریطة، فتعالَ تعالَ بصحّة النیّة، واشْهَدْ مجمعَ الحیّ، لیتبیّن الرشد
ہو گیا۔ پس صحت نیت کے ساتھ آ جا آ جا اور ایک مجمع میں حاضر ہو تا کہ رُشد اور گمراہی میں فرق ہو جائے۔
من الغیّ، وتعلم أنی ما أرید فی هذه الدعوة، أن تحسبنی الناس أدیبًا فی
اور تو جانتا ہے کہ میں اس دعوت میں یہ نہیں چاہتا کہ مجھے لوگ عربی میں ادیب سمجھیں اور میں اس بات کی
العربیة، ولا أبالی أن یرمونی بجهالة، أو یقولوا أُمّیٌّ لا یطّلع علی
پرواہ نہیں رکھتا کہ لوگ مجھے جاہل کہیں۔ یا یہ کہیں کہ ایک ناخواندہ ہے اسکو ایک صیغہ بھی معلوم نہیں۔ میں تو
صیغةٍ، إنْ أریدُ إلّا إقامة الآیة، وإثبات الدعوی بهذه البیّنة، لیتم
صرف نشان کو قائم کرنا چاہتا ہوں اور اس دلیل کے ساتھ دعوے کو ثابت کرنا میرا مقصد ہے۔ تا لوگوں
حجّة اللّٰہ علی الناس، ولینجو الخلق من الوسواس، ولیمتنعوا
پر خدا کی حجت پوری ہو جائے اور تا شیطان سے لوگ نجات پاویں اور تا گمراہی سے

مِنَ الغواية، و تنكشف عليهم أبواب الهداية، ويأتونی توّابين ﴿۶۸﴾

باز آ جائیں اور ان پر ہدایت کی راہیں کھل جائیں اور توبہ اور تصدیق کی حالت میں میرے پاس

مُصدّقين.

آئیں۔

فإن كنتَ تُعاهدنی على هذا، ولستَ كالذی نقَض العهد وآذَى، فقُمْ بهذا

پس اگر تو اس بات پر میرے ساتھ معاہدہ کرتا ہے اور تو ایسا آدمی نہیں کہ عہد کو توڑے اور دکھ

الشرط للنضال، وأْتِنی حالفًا بوجه اللّٰه ذی الجلال، وأَشهِدْ عليه عشرةَ عَدْلٍ من

دیوے۔ پس اس شرط کے ساتھ لڑائی کیلئے کھڑا ہو اور خدا کی قسم کھا کر میرے پاس آ جا اور اس پر دس

الرجال، ثم اشتهِرْه بعد طبعه بصدق البال، فترانی بعده حاضرًا عندک فی

عادل گواہوں کی گواہی کر لے۔ پھر وہ مضمون چھپوا کر مشتہر کر دے۔ پس بعد اسکے تو مجھے بلا توقف اپنے

الحال، كبازی متقضّی علٰی طيور الجبال، فتُمزَّق كلّ ممزَّق بإذن

پاس حاضر پائے گا ایسا جیسے باز جو پہاڑ کے پرندہ پر پڑتا ہے پس اسوقت تو بحکم جناب الٰہی ٹکڑے ٹکڑے کیا

ربّ العالمين .

جائے گا۔

هذا عهد بينی وبينک، ليظهر منه مَيْنی أو مَيْنُک، وليهلک من كان من الكاذبين .

یہ وہ عہد ہے جو مجھ میں اور تجھ میں ہے تا کہ میرا یا تیرا جھوٹ ظاہر ہو جائے۔ اور تا کہ جھوٹا ہلاک ہو جائے۔ اور جھوٹ اس

وإنّ الكذب يُخزی أهله، ويُحرق رحله، ولكنكم لا تبالون اللّٰه ويوم الإخزاء ،

کے اہل کو رسوا کرتا ہے اور اسکے اسباب کو جلا دیتا ہے لیکن تم لوگ خدا اور اسکے رسوا کرنے کے دن کی پرواہ نہیں کرتے۔ اور

وتقولون ما تشاء ون بترک الحياء .ألا إنّ لعنة اللّٰه على المزوِّرين، الذين

حیا کو ترک کر کے جو چاہتے ہو کہتے ہو۔ خبردار ہو کہ جھوٹ کو آراستہ کرنے والوں پر خدا کی لعنت ہے۔ وہ لوگ جو

يُخفّون الحق ويزيّنون الباطل ويريدون أن يُطفئوا نور اللّٰه مفسدين. وقالوا ﴿۶۹﴾
حق کو چھپاتے ہیں اور باطل کو زینت دیتے ہیں کہ خدا کے نور کو مفسدانہ باتوں سے بجھا دیں۔ اور کہا
اهجُروا هؤلاء ولا تلاقوهم مسلّمين، ولا تُصلّوا على أمواتهم، ولا تتّبعوا
کہ ان لوگوں کو چھوڑ دو اور السلام علیکم کے ساتھ انکو مت ملو اور انکے مردوں پر نماز مت پڑھو۔ اور
جنازاتهم، واقتلوهم إنْ قدرتم على قتلهم فى حين، واسرقوا أموالهم، وانهبوا
انکے جنازوں کے ساتھ مت جاؤ اور اگر قدرت پاؤ تو ان کو قتل کر ڈالو۔ اور ان کے مالوں کو چراؤ
رِحالهم، وكفّروهم وسبّوهم واشتموهم، ولا تذكروهم إلا مُحقّرين. تبًّا لهم!
اور ان کے اسباب لوٹ لو اور انکو گالیاں دو اور تحقیر کرتے ہوئے ان کا ذکر کرو ان کو ہلاکی
كيف نحتوا مسائل من عند أنفسهم وما خافوا أحكم الحاكمين. أولئك عليهم
ہو کیونکر اپنے پاس سے مسئلے گھڑ لئے اور خدا تعالیٰ سے نہیں ڈرے ان پر خدا کی لعنت ہے اور
لعنة اللّٰه والملائكة وأخيار الناس أجمعين، وأولئك هم شرّ البريّة تحت السماء
فرشتوں کی لعنت اور تمام نیک مردوں کی لعنت اور یہ لوگ آسمان کے نیچے بدترین خلائق ہیں اگرچہ
ولو سمّوا أنفسهم عالِمين.
اپنے تئیں مولوی کر کے پکاریں۔

ثم اعلم أنى كتبتُ مكتوبى هٰذا فى اللسان العربيّة، لأختبرك قبل أن أجيئك
پھر تجھے معلوم ہو کہ میں نے یہ مکتوب اس لئے لکھا ہے تا کہ میں قبل اس کے کہ تیرے پاس آؤں تجھ کو آزمالوں
للمناضلة، فإنى أظنّك غبيًّا ومن الجاهلين. وما أريد أن يكون ذهابى إليك
کیونکہ میں تجھے جاہلوں میں سے خیال کرتا ہوں اور میں نہیں چاہتا کہ میرا تیرے پاس آنا بے سود ہو اور میں نہیں چاہتا کہ
صُلفة، وأكون كالذى يقصد عَذِرة، أو يأخذ فى يده رَوثة، وما أريد أن أُعطى
میں ایسے شخص کی طرح ہو جاؤں جو پلیدی کا قصد کرتا ہے یا اپنے ہاتھ میں گوبر لیتا ہے اور میں نہیں چاہتا کہ ایک جاہل

﴿۷۰﴾ جّا هلا بحتًا عزّة المقابلة، وأرفع له ذِكره في العامّة .فإن كنتَ من أدباء هذا

کومقابلہ کی عزت دوں اور عام لوگوں میں اس کا ذکر بلند کروں پس اگر تو اس زبان کے ادیبوں میں سے ہے

اللسان، فلا يشقّ عليك أن تريني في العربيّة بعض درر البيان، بل إن كنتَ بارعًا

پس یہ بات تجھ پر گراں نہیں آئے گی کہ تو عربی میں بعض گوہر بیان دکھلائے بلکہ اگر تو بغیر لاف وگزاف کے

من غير التصلّف والمَيْن، فستكتب جواب ذلك المكتوب في ساعة أو ساعتين،

درحقیقت فصیح و بلیغ ہے پس عنقریب تو اس خط کا جواب ایک گھڑی یا دو گھڑی میں لکھ دے گا۔ اور میرے سوال

ولا تردّ مسألتي كالجاهل المحتال، بل تُملي بقدر ما أمليتُ وترسل في الحال .

کو جاہل حیلہ گر کی طرح رد نہیں کرے گا بلکہ جس قدر میں نے لکھا ہے اسی قدر تو لکھے گا اور فی الفور روانہ کر دے

وعليك أن تراعي مماثلتي في النظم والنثر والمقدار، وتأتي بما أتيتُ به من درر

گا۔ اور تیرے پر لازم ہوگا کہ نظم اور نثر اور مقدار میں مماثلت کی رعایت رکھے اور میری طرح اپنے کلام کو

كدرر البحار .وإذا فعلتَ كله فأَرسِلْ إليّ مكتوبك العربيّ بالسرعة، ثم أَنزِلُ

جواہرات بلاغت سے پُر کرے۔ اور جب تو نے یہ سب کچھ کر لیا پس اپنا مکتوب عربی جلدی میری طرف بھیج

ساحتك كالصاعقة المحرقة، ويفتح الله بيننا بالحق وهو خير الفاتحين .وإن

دے۔ پھر میں تیرے صحن خانہ میں جلانے والی بجلی کی طرح نازل ہو جاؤں گا۔ اور خدا تعالیٰ ہم میں سچا فیصلہ کر

كنتَ ما أرسلتَ جوابك إلى سبعة أيام، أو أرسلت في الهندية كعوام، أو عربية

دے گا اور وہ بہتر فیصلہ کرنیوالا ہے۔ اور اگر تو نے سات دن تک جواب نہ بھیجا یا ہندی زبان میں عوام کی

غير فصيحة كجَهام، أوأرسلت قليلا من كلام، فيثبت أنك

طرح بھیجا یا عربی غیر فصیح میں جو اس بادل کی طرح ہے جس میں پانی نہیں یا تو نے کچھ تھوڑا سا کلام بھیجا۔ پس

من السفهاء الجاهلين، لا من الأدباء المتكلّمين، ومن العجماوات، لا

ثابت ہو جائے گا کہ تو جہلاء میں سے ہے نہ ادیبوں میں سے اور چارپایوں میں سے ہے نہ

مَن رجال یؤثر نطقھم علی ثمار العجمات، فأترُکک کما یُترَک سقطٌ من المتاع، ﴿۷۱﴾

ان مردوں میں سے ہے کہ ان کا نطق کھجوروں سے زیادہ پسند کیا جاتا ہے۔ پس میں تجھے چھوڑ دوں گا جیسا کہ ردی متاع

وأُعرض عنک کإعراض الناس عن السباع، وأشیع فی ھذا الباب شیئا لأولی الألباب

چھوڑ دی جاتی ہے اور تجھ سے کنارہ کروں گا جیسا کہ درندوں سے کنارہ کیا جاتا ہے۔ اور عقلمندوں کے لئے اس بارے میں

والمستبصرین.

کچھ چھپوا دوں گا۔

وأمّا ما تدعونی متفرّدًا فی المباھلة، فھذا دجلک وکیدک یا غُول البادیة .ألا تعلم أیّھا

اور تُو جو مباہلہ کے لئے اکیلا مجھے بلاتا ہے سو یہ اے دیو بادیہ تیرا مکر ہے کیا تو اے دجال اور گمراہ

الدجّال، والغویّ البطّال، أن الشرط منی فی المباھلة مجیءُ عشرة رجال، لملاعنة وابتھال،

بطال نہیں جانتا کہ میری طرف سے مباہلہ کے لئے دس آدمی کی شرط ہے جو ملاعنہ اور ابتہال کے لئے

فی حضرة مُعین الصادقین؟ فما قبلتَ شریطتی، وکان فیه نفعک لا منفعتی .ثم أردتُ أن

آئیں پس تو نے میری شرط کو قبول نہیں کیا اور اس میں تیرا نفع تھا نہ میرا پھر میں نے ارادہ کیا کہ تجھ پر اور

أتمّ الحجّة علیک وعلی رھطک المتعصّبین، فرضیتُ بثلاثة من رجال عالمین، وخفّفتُ

تیرے گروہ پر حجت کو پوری کروں پس میں تین آدمیوں کے ساتھ راضی ہو گیا اور تیرے پر میں نے تخفیف کر دی

علیک وقنِعتُ یا عدوّ الأخیار، بأن تباھلنی مع عبد الواحد وعبد الجبّار، وإنھما أکابر

اور میں نے کہا کہ اے نیکوں کے دشمن عبدالواحد اور عبدالجبار کو لیکر میرے ساتھ مباہلہ کر اور وہ دونوں تیری

جماعتک وحرثاء زراعتک، وابنا شیخٍ أمین. ففررتَ فرار الظلام من النور،

جماعت کے بزرگ اور تیری کھیتی کے زمیندار اور امین شیخ کے بیٹے ہیں پس تو ایسا بھاگا جیسا کہ اندھیرا روشنی

وولّیتَ دُبُر الکذب والزور، ودخلتَ الجُحر کالمتخوّفین .وما وَرَدَ

سے بھاگتا ہے اور جھوٹ کی پیٹھ کو تو نے پھیر لیا۔ اور ڈرنے والوں کی طرح سوراخ میں جا چھپا۔ اور تیرے

﴿۷۲﴾ علٰی صاحبَیک؟ إنهما فرّا وفقاء اعینیک، وما جاء انی کالمباهلین. وأیُّ خوف منعهما من المباهلة

دونوں صاحبوں کو کیا پیش آیا وہ دونوں بھاگ گئے اور تجھے اندھا کر گئے۔ اور مباہلہ کرنیوالوں کی طرح میرے مقابل پر نہ آئے۔ اور کس

إنْ کانا یُکفّرانی علی وجه البصیرة؟ فأین ذهبا إن کانا من الصادقین؟ ومن أقوالک فی اشتهارک،

خوف نے ان کو مباہلہ سے منع کیا اگر وہ علٰی وجہ البصیرت مجھ کو کافر جانتے تھے۔ پس کہاں چلے گئے اگر وہ سچے تھے۔ اور منجملہ تیرے

أنک خاطبتنی وقلتَ بکمال إصرارک: إنک تحترق فی النار وتغرق فی الماء، ولا یمسّنی ضرٌّ

اقوال کے جو تیرے اشتہار میں ہیں جو تو نے مجھے مخاطب کر کے بکمال اصرار کہا ہے کہ تو آگ میں جل جائے گا اور پانی میں غرق ہو جائے

لو دخلتهما وأُحفَظُ من البلاء أمّا الجواب. فاعلم أیها الکذّاب أنک رأیتَ کلّ ذالک بعد المباهلة

گا اور مجھے اگر ان دونوں میں داخل ہوں کچھ دکھ نہیں پہنچے گا۔ مگر ہمارا جواب اے کذاب یہ ہے کہ تو پہلے مباہلہ کے بعد یہ سب کچھ دیکھ چکا

الأولی، وأُغرقتَ وأُحرقتَ یا فُضلةَ النُّوکیٰ. فأنبِئْنا أین خرجتَ من الماء؟ بل مُتّ فی ماء التندّم

ہے۔ اور تو غرق کیا گیا اور جلایا گیا اے احمقوں کے فضلے۔ پس ہمیں بتلا کہ کب تو پانی میں سے نکلا۔ بلکہ تُو تو ندامت کے پانی میں بدبختوں کی

کالأشقیاء. وأین نُجّیتَ من النار؟ بل احترقتَ بنار الحسرة التی تطّلع علی الأشرار، وما صارت

طرح ڈوب گیا اور کہاں تجھے آگ سے نجات حاصل ہوئی۔ بلکہ تو اس حسرت کی آگ سے جل گیا جو شریروں پر بھڑکتی ہے اور تیرے

النار علیک بردًا وسلامًا، بل أکلتک نار إخزاء اللّٰه ولقیت آلامًا، وکذٰلک یُخزی اللّٰه المفترین.

پر آگ ٹھنڈی نہ ہوئی بلکہ خدا کی رسوا کرنے کی آگ تجھ کو کھا گئی اور کئی دردوں کو تو جاملا۔ اور اسی طرح خدا مفتریوں کو رسوا کرتا ہے۔

إنّ الّذین یتکبّرُون بغیر الحق هم الفاسقون حقًّا ولو حَسِبُوا أنفسهم منَ الصّالحِین. وَالذینَ

وہ لوگ جو ناحق تکبر کرتے ہیں وہی درحقیقت فاسق ہیں اگرچہ اپنے تئیں صالح سمجھیں اور جو لوگ خدا تعالیٰ کا

وَجدُوا فضل ربّهم یُعرفُون بأنوارهم، ویمشون علَی الأرض هونًا لانکسارهم، ولا یمشون

فضل پانے والے ہیں وہ اپنے نوروں سے پہچانے جاتے ہیں اور تواضع کے ساتھ زمین پر چلتے ہیں اور تکبر سے قدم

مستکبرین. وآخر دعوانا أن الحمد للّٰه ربّ العالمین.

نہیں رکھتے۔ اور آخری دعا ہماری الحمد للّٰه رب العالمین ہے۔

﴿۷۳﴾

قَصِیْدَةٌ مِّنَ المُؤلّف

إنّـی صَدوقٌ مصلِحٌ متردمُ
میں صادق اور مصلح ہوں
سَمٌّ مُعاداتی وسِلْمِی أسلمُ
اور میری دشمنی زہر اور میری صلح سلامتی ہے

إنـی أنـا البستـان بستـانُ الهُدیٰ
میں باغ ہدایت ہوں
تأتی إلیّ العَین لا تتصرّمُ
میری طرف وہ چشمہ آتا ہے جو کبھی منقطع نہیں ہوتا

روحی لتقدیس العلیِّ حمامةٌ
میری روح خدا کی تقدیس کے لئے ایک کبوتر ہے
أو عندلیبٌ غارِدٌ مترنّمُ
یا بلبل ہے جو خوش آوازی سے بول رہی ہے

مَا جئتکم فی غیر وقت عابثًا
میں تمہارے پاس بے وقت نہیں آیا
قد جئتکم والوقت لیل مظلِمُ
میں اس وقت آیا کہ ایک اندھیری رات تھی

صارت بلاد الدین مِن جَدبٍ عتا
دین کی ولایت بباعث قحط کے جو غالب آ گیا
أَقْوَی و أقفَرَ بعد روضٍ تعلَمُ
خالی ہوگئی بعد اس کے جو وہ ایک باغ کی طرح تھی

هل بقی قوم خادمون لدیننا
کیا وہ قوم باقی ہے جو ہمارے دین کی خدمت کریں
أم هل رأیتَ الدین کیف یُحطَّمُ
اور کیا تو نے نہیں دیکھا کہ دین کو کس طرح مسمار کیا جاتا ہے

فاللّٰه أرسلنی لِاُحیی دینهُ
سوخدا نے مجھے بھیجا تا کہ میں اس کے دین کو زندہ کروں
حقٌّ فهل من راشدٍ یستسلمُ
یہ سچ ہے پس کیا کوئی ہے جو اطاعت کرے

جُهد المخالف باطل فی أمرنا
مخالف کی کوشش ہمارے امر میں باطل ہے
سیف من الرحمٰن لا یتثلّمُ
یہ خدا کی تلوار ہے جس میں رخنہ نہیں ہو سکتا

فی وجهنا نور المهیمن لائحٌ
ہمارے منہ میں خدا تعالیٰ کا نور واضح ہے
إن کان فیکم ناظرٌ متوسّمُ
اگر کوئی تم میں دیکھنے والا ہو

الیوم یُنقَض کلّ خیطِ مکائدٍ
آج ہر ایک مکر کا تاگا توڑ دیا جائے گا
لَیْنٌ سَحیلٌ أو شدید مُبْرَمُ
نرم اک تارہ ہو یا سخت دو تارہ ہو

مَن کان صَوّالًا فیُقطَع عِرقهُ
پس جو شخص حملہ آور ہو پس اس کی رگ کاٹ دی جائے گی
یُردیه عالیةُ القنا أو لَهْذَمُ
اور نیزہ کا اوپر کا سرا یا نیچے کا سرا اس کو ہلاک کر دے گا

اَللّٰهُ آثرنا و کفّل أمرنا
خدا نے ہمیں چن لیا اور ہمارے کام کا متکفل ہو گیا
فالقلب عند الفتن لا یتجمْجَمُ
پس دل فتنوں کے وقت متردد نہیں ہوتا

﴿۷۴﴾

مـلِکٌ فـلا یُـخــزَی عـزیـزُ جنابـهِ
وہ بادشاہ ہے اس کی جناب کا عزیز کبھی رسوا نہیں ہوتا
إن الــمـقــرَّب لا أبـا لکَ یُـکـرَمُ
اور مقرب ضرور عزت پالیتا ہے

کُـفِّـرُ ومـا الـتـکـفیـر منک بـبدعةٍ
تو مجھے کافر کہتا رہ اور کافر کہنا کوئی بدعت نہیں
رسمٌ تـقــادمَ عهـده الـمتـقــدّمُ
یہ تو ایک پرانی رسم چلی آتی ہے

قـد کُـفِّـرتْ مِـن قبل صـحـبُ نبیِّنا
اس سے پہلے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کافر ٹھہرائے گئے
قـالـوا لـئـام کـفـرةٌ، وهُـــمُ هُمُ
اور روافض نے کہا کہ یہ لئیم کافر ہیں اوران کی شان وہی ہے جو ہے

اُنـظُـرْ إلـی الـمتشیـعین ولعنهم
شیعوں اور ان کی لعنت کی طرف دیکھ
مـا غـادروا نـفـسـا تُـعَـزُّ وتُـکـرَمُ
جو کسی ذی عزت کو انہوں نے نہیں چھوڑا

جـاء تک آیـــاتـی فـأنـت تکذِّبُ
میرے نشان تیرے پاس آئے اور تو تکذیب کررہا ہے
شـاهـدتَ رایـاتـی فـأنـت تُـکـتِّـمُ
اور میرے جھنڈوں کو تو نے مشاہدہ کیا اور پھر پوشیدہ رکھتا ہے

یــا مــن دنــا مـنّــی بسیف زجَـاجـةٍ
اے وہ شخص جو آ بگینہ کی تلوار کے ساتھ میرے پاس آیا
فــاحـــذَرُ فـإنـی فـارسٌ مستلـئِـمُ
مجھ سے ڈر کہ میں سوار زرہ پوش ہوں

یُـدرِیک مَـن شهِـد الـوقـائـع أنّـنـی
وقائع شناس آدمی تجھے جتلا دے گا
بـطـلٌ وفِـیُ صفِّ الـوغـی متقـدّمُ
کہ میں دلیر ہوں اور جنگ کی صف میں سب سے پہلے

کـمْ مـن قـلـوبٍ قـد شـقـقتُ جذورَها
بہت سے دلوں کی جڑیں میں نے پھاڑ دیں
کـمْ مـن صـدورٍ قـد کـلَـمـتُ وأکـلُمُ
اور بہت سے سینوں کو میں نے زخمی کر دیا اور کرتا ہوں

وإذا نـطـقــتُ فـإن نـطـقـی مـفـحِـمٌ
اور جب میں بولوں تو میرا نطق منہ بند کرنیوالا ہے
سیفٌ فـیـقـطَـع مَـن یـکـیـد ویـجـذِمُ
تلوار ہے پس وہ مکر کرنیوالوں کو کاٹ دیتی ہے

حــاربـتُ کـلَّ مـکـذِّب وَبــآخـرٍ
ہر ایک مکذب سے میں لڑا اور سب سے آخر
لـلـحـرب دائـرة عـلیـک فـتـــعـلَـمُ
تیرے پر لڑائی کا چکر آئے گا اور پھر جو جان لے گا

یَــا لائِـمِـیُ إنّ الــمـــکــارم کـلّـهـا
اے میرے ملامت کرنیوالے تمام بزرگیاں صدق میں ہیں
فی الصّدق فاسْلُکْ سُبُلَ صدقٍ تسلَمُ
پس صدق کا طریق اختیار کر تا سلامت رہے

إن کـنــت أزمـعــتَ الـنِّـضــال فـإنّـنـا
اگر تو نے مقابلہ کا قصد کیا ہے
نـأتـی کـمـا یـأتـی لـصـیـدٍ ضَـیــغَـمُ
پس ہم اس شیر کی طرح آئیں گے جو شکار کیلئے آتا ہے

﴿۷۵﴾ هَلَّا أریتَ العِلم یا ابنَ تصلُّفٍ | إن کنتَ عَلَّامًا بما لا أعلَمُ
اے لاف کے بیٹے تو نے اپنا علم کیوں نہ دکھلایا | اگر تو وہ چیزیں جانتا تھا جو مجھے معلوم نہیں

قد ضاع عمرک فی السّفاهة والعَمی | طوبٰی لمن بعد السَّفاهة یحلُمُ
تیری عمر سفاہت ہے میں اور نابینائی میں ضائع ہوگئی | مبارک وہ شخص جو سفاہت کے بعد عقلمند ہو جائے

قد جآء إنّ الظنّ إثمٌ بعضُهُ | فارفقْ ولا یُضلِلْ جنانک مأثَمُ
قرآن شریف میں آیا ہے کہ بعض ظن گناہ ہیں | پس نرمی کر اور تیرے دل کو گناہ گمراہ نہ کرے

الکِبر یُخزی أهلَه العاتی ومَنْ | لِلّٰهِ یصغُر فالمهیمن یُعظِمُ
تکبر،تکبر کرنے والے کو رسوا کرتا ہے | اور جو خدا کیلئے چھوٹا ہوتا ہے خدا اس کو بڑا کر دیتا ہے

یَا أیّها الناس اذکروا آجالکم | إن المنایا لا تُرَدّ وتهجُمُ
اے لوگو اپنا وقتِ موت یاد رکھو | اور موت جب آتی ہے تو روکی نہیں جاتی اور یکدفعہ آتی ہے

یَا أیّها الناس اعبدوا خلّاقکم | توبوا وإنّ اللّٰه ربٌّ أرحَمُ
اے لوگو اپنے پیدا کرنے والے کی پرستش کرو | توبہ کرو اور خدا ارحم الراحمین ہے

إنّی أری الدنیا تمرّ بساعةٍ | غَیمٌ قلیل الماء لا یتلوَّمُ
میں دنیا کو دیکھتا ہوں کہ جلد گذر جاتی ہے | یہ ایک ایسا بادل ہے جس میں پانی تھوڑا ہے اور زیادہ توقف نہیں کرتا

فلهذه لا تُسخِطوا معبودکم | توبوا وطوبٰی لِلّذی یتندّمُ
پس اس دنیا کیلئے اپنے معبود کو ناراض مت کرو | توبہ کرو اور مبارک وہ جو متندم ہوتا ہے

توبوا وإن العُذر لغوٌ بعد ما | کُشِفَتْ سرائرکم واُخِذَ المجرمُ
توبہ کرو اور اس وقت توبہ کرنا بے فائدہ ہے | جبکہ تمہارے بھید کھولے گئے اور مجرم پکڑا گیا

إنا صرَفنا فی النصیحة رحمةً | ما حَملَ حسنُ بیاننا وتکلُّمُ
ہمنے ازروئے رحمت وہ سب نصیحت دینے میں خرچ کر دیا ہے | جو کچھ کہ ہمارا حق بیان برداشت کر سکا

واللّٰهِ إنی قد بُعِثْتُ لخیرکُمْ | واللّٰه إنی مُلهَمٌ ومُکلَّمُ
بخدا میں تمہاری بھلائی کیلئے مبعوث کیا گیا ہوں | اور بخدا میں ملہم اور مکلّم ہوں

إن کنتَ تبغی حربنا فنحاربُ | بارِزْ فإنی حاضر متخیّمُ
اگر تو ہماری لڑائی کو چاہتا ہے پس ہم لڑائی کریں گے | میدان میں آ کہ ہم حاضر ہیں اور خیمہ لگا رہے ہیں

﴿۷۶﴾

القَصِیْدَة الثانیة

لکَ الحمدُ یا تُرسی وحِرزی وجُوسَقی — بحمدک یُرْوَی کلُّ مَن کان یستقی

اے میری پناہ اور میرے قلعہ تیری تعریف ہو — تیری تعریف سے ہر ایک شخص جو پانی چاہتا ہے سیراب ہوجاتا ہے

بذکرک یجری کلُّ قلب قد اعتقٰی — بحبک یحیٰی کل مَیْتٍ مُمَزّق

تیرے ذکر کیساتھ ہر ایک دل ٹھہرا ہوا جاری ہو جاتا ہے — اور تیری محبت کے ساتھ ہر ایک مردہ زندہ ہو جاتا ہے

وباسمک یُحفَظ کلُّ نفس من الردا — وفضلُک یُنجی کلَّ مَن کان یُزبَقِ

اور تیرے نام کے ساتھ ہر ایک شخص ہلاکت سے بچتا ہے — اور تیرا فضل ہر ایک قیدی کو رہائی بخشتا ہے

وما الخیر إلا فیک یا خالقَ الوریٰ — وما الکهف إلا أنت یا مُتَّکَأَ التَّقِی

اور تمام نیکی تیری طرف سے ہی اے جہان آفرین — اور تو ہی پرہیز گاروں کی پناہ ہے

وتعنو لک الأفلاک خوفا وهیبة — وتجری دموع الراسیات وتَثبِقِ

اور تیرے آگے خوفناک ہوکر آسمان جھکے ہوئے ہیں — اور پہاڑوں کے آنسو جاری اور رواں ہیں

ولیس لقلبی یا حفیظی وملجأِی — سواک مُریحٌ عند وقت التأزُّقِ

اور میرے دل کیلئے اے میرے نگہبان اور پناہ — کوئی دوسرا آرام پہنچانے والا نہیں جب تنگی وارد ہو

یمیل الوری عند الکروب إلی الوری — وأنت لنا کهفٌ کبیتٍ مُسَردَقِ

دکھ کے وقت خلقت خلقت کی طرف توجہ کرتی ہے — اور تو ہمارے لئے ایسی پناہ ہے جیسے نہایت مضبوط گھر

وإنک قد أنزلتَ آیاتِ صدقنا — فویلٌ لغُمْرٍ لا یراها وینهَقِ

اور تو نے ہمارے صدق کے نشان اتارے ہیں — پس وہ نادان ہلاک شدہ ہے جو ان نشانوں کو نہیں دیکھتا اور بے معنی شور کرتا ہے

ألم یرَ عِجْلًا مات فی الحیّ دامیًا — أهذا من الرحمن أو فعل بُندقی؟

کیا اس گوسالہ کو اس نے نہیں دیکھا جو اپنے قبیلہ میں خون آلودہ ہوکر مر گیا — کیا یہ خدا کا فعل ہے یا میری بندوق کا کام ہے

أری اللّٰه آیته بتدمیرِ مفسدٍ — وتعرفها عین رأتْ بالتعمّقِ

خدا نے اپنا نشان ایک مفسد کو ہلاک کر کے دکھلا دیا — اور اس نشان کو وہ آنکھ پہچان سکتی ہے جو غور سے دیکھے

وما کان هذا أوّلَ الآی للعدا — بل الآیُ قد کثرتْ فأمعِنْ وحقّقِ

اور یہ دشمنوں کے لئے کوئی پہلا نشان نہیں — بلکہ نشان بہت ہیں پس سوچ اور تحقیق کر

ولِلّٰهِ آيات لتأييد دعوتی
اور میری تائید دعویٰ میں خدا کے لئے نشان ہیں
ألا رُبَّ يوم قد بدت فيه آيُنا
خبردار ہو بہت سے ایسے دن ہیں جن میں ہماری نشانیاں ظاہر ہوئیں
إذا قام عبد اللّٰه عبدُ كريمنا
اور جس وقت **مولوی عبدالکریم** صاحب کھڑے ہوئے
فكلٌّ من الحُضّار عند بيانهِ
پس تمام حاضرین اس کے بیان کے وقت
وقاموا بجذبات النشاط كأنّهم
اور نشاط کے جذبوں کے ساتھ کھڑے ہو گئے گویا کہ انہوں نے
ومالت خواطرهم إليه لذاذةً
اوران کے دل اس کی طرف لذت کے ساتھ ایسے میل کر گئے
فأخرجَ حيواتِ العدا مِن جحورها
پس اس نے دشمنوں کے سانپوں کو ان کے سوراخوں سے باہر نکالا
وكانوا بِهمْسٍ يحمدون كأنه
اور نرم آواز سے تعریف کرتے تھے گویا وہ
حداهم فلم يترك بها قلبَ سَامِعٍ
ان کو خوش آوازی سے جلایا اور کسی دل کو نہ چھوڑا
كأن قلوب الناس عند كلامه
گویا لوگوں کے دل اس کے کلام کے وقت
وكان كسِمْطَیْ لُؤلوءٍ وَّزبرجدٍ
اور موتی اور زبرجد کی دولڑیوں کی طرح وہ مضمون تھا
إليه صبَتْ رَغَبًا قلوبُ أولى النُّهى
عقلمندوں کے دل اس کی طرف رغبت سے جھک گئے

فآنِسُ بعين الناظر المتعمقِ ﴿۷۷﴾
پس اس آنکھ سے دیکھ جو سوچنے والی اور غور کر کے دیکھا کرتی ہے
ولا سيّما يوم علا فيه منطقی
بالخصوص وہ دن جس دن میری تقریر غالب آئی
وكان بحسن اللحن يتلو ويبعُقِ
اور حسن آواز سے پڑھتے اور ترجیع کے ساتھ آواز کرتے تھے
كمثل عُطاشى أهرعوا أو كأعُشقِ
پیاسوں کی طرح یا عاشقوں کی طرح دوڑے
تعاطَوا سُلافًا مِن رحيقٍ مُزَهُزِقِ
وہ شراب لے لی جو اس شراب کی قسم میں سے تھی جو رقص آور ہو
كمثلِ جياعٍ عند خبزٍ مُرَقَّقِ
جیسا کہ بھوکے نرم چپاتیوں کی طرف
وأنزَلَ عُصُمًا من جبال التعَزُّقِ
اور پہاڑی بکروں کو بخل کے پہاڑوں سے نیچے اتارا
حفيفُ طيور أو صداء التمطُّقِ
پروں کی ہلکی آواز تھی جب جانور صف باندھ کر اڑتے ہیں یا زبان کے ساتھ بقیہ غذا کو چاٹنے کی آواز تھی
ولا أُذنًا إلا حدا مثلَ غَيُهَقِ
اور نہ کسی کان کو مگر اونٹ کی طرح اس کو چلایا
علٰى قلبه لُفَّتْ كنبتٍ مُعَلّقِ
اس کے دل پر لپیٹے گئے جیسا کہ ایک بوٹی درخت پر لپیٹی جاتی ہے
وكان المعانی فيه كالدُّرَر تبرقِ
اور معانی اس میں موتیوں کی طرح چمکتے تھے
إذا ما رأوا دُرَرًا وسِمْطَ التزيُّقِ
جس وقت انہوں نے موتی دیکھے اور زینت کی لڑی دیکھی

﴿۷۸﴾ وَمِن عجب قد أخذ كلٌّ نصيبه وفي السِمط كانت دُرره لم تفرَّقِ
اور تعجب تو یہ ہے کہ ہر ایک نے اپنا حصہ لے لیا حالانکہ رشتہ کے موتی رشتہ میں موجود ہے اور اس سے الگ نہ ہوئے

إذا رُفِعَتْ أستارها فكأنّها عذارىٰ أَرَيْنَ الوجهَ مِن تحت بُخْنُقِ
اور جب ان کے پردے اٹھائے گئے پس گویا وہ باکرہ عورتیں تھیں جنہوں نے برقع میں سے منہ نکالا

فظلّ العذارىٰ ينتهبن بجلوة بَعاعَ قلوب المبصِرين بمأزِقِ
پس ان باکرہ عورتوں نے یہ شروع کیا کہ وہ عارفوں کے دلوں کے مال کو لڑائی میں لوٹتی تھیں

فشِبْرٌ من الإيوان لم يبقَ خاليًا لِمَا ملأ الإيوان عشّاق منطقي
پس میدان میں سے ایک بالشت جگہ خالی نہ رہی کیونکہ اس ایوان کو میرے سخن کے عاشقوں نے بھر دیا

وكان الأناس لميلهم نحو كلمتي بأقطاره القصوى كطيرٍ مُرَنَّقِ
اور لوگ بباعث اس کے کہ ان کو میرے کلام کی طرف میل تھا اس ایوان کے کناروں میں ایسے تھی کہ جیسے ایک پرندہ ایک طرف پرواز کر کے جانا چاہے اور جا نہ سکے

وُقوفًا بهم صحبي لخدمة دينهم يرون عجائب ربهم مِن تعمُّقِ
اور ان کے پاس میرے دوست کھڑے تھے جو خدا تعالیٰ کے عجائب کام دیکھ رہے تھے

وكم من عيون الخلق فاضت دموعها إذا ما رأوا آياتِ ربٍّ مُوفِّقِ
اور بہتوں کے آنسو جاری ہو گئے جبکہ انہوں نے خدا تعالیٰ کے نشان دیکھے

وكانوا إذا سمعوا كلاما كلؤلؤٍ وكَلِمًا تُفرِّحهم كمِسْكٍ مدقَّقِ
اور لوگوں کی یہ حالت تھی کہ جس وقت وہ اس کلام گوہر مثال کو سنتے تھے اور ان کلمات کو سنتے تھے جو مشک باریک کردہ کی طرح تھے

يقولون كرِّرْها وأَرْوِ قلوبَنا وهُزَّ علينا من عُذَيْقك وانتَقِ
کہتے تھے دوبارہ پڑھ اور ہمارے دلوں کو سیراب کر اور اپنی کھجوروں کو ہمارے پر ہلا اور جھاڑ

هنالك لاحتْ آيةُ الحقّ كالضُّحىٰ فهل عند أمرٍ واضح مِن مُبرِّقِ؟
اس جگہ دن کی طرح نشان خدا کا ظاہر ہو گیا پس کوئی ہے کہ ایک واضح امر کو آنکھ کھول کر دیکھے

وإني سُقيتُ الماءَ ماءَ المعارفِ وأُعطيت حكمًا عافها قلب أحمقِ
اور میں معارف کا پانی پلایا گیا ہوں اور وہ حکمتیں بھی مجھے عطا کی گئی ہیں جو صرف احمق ان سے کراہت کرتا ہے

يمانيّةٌ بيضاءُ دُرَرٌ كأنها جواهرُ سيف قد فداها لمُوبَقِ
وہ یمنی حکمتیں موتیوں کی مانند ہیں گویا وہ تلوار کے جوہر ہیں جو کشتہ حسن کا خون بہا ہیں

«۷۹»

فكان بكلماتي يجرّ قلوبهم إليه ولم يسحَرُ ولم يتملّقِ
پس وہ میرے کلموں کے ساتھ ان کے دلوں کو کھینچتا تھا اور نہ کوئی سحر تھا اور نہ کوئی دلجوئی تھی

وأضحى يسُحُّ الماءَ ماءَ فصاحةٍ على كل قلب مستعدّ مُجَعْفِقِ
اور اس نے شروع کیا کہ ہر ایک مستعد دل پر جو طیار ہو فصاحت کا پانی گراتا تھا

وكلٌّ أراؤوا مِن أسارير وجههم سرورًا و ذوقًا ما ينافي التأزّقِ
اور ہر ایک نے اپنے چہرہ کے نقشوں سے وہ سرور ظاہر کیا جو تنگ دلی کے منافی تھا

ومَن سمع قولا غيرَ ما قرأ فاشتكى كما تشتكى إبلٌ عُقَيبَ التبرّقِ
اور جس نے میرے قول کے سوا کوئی اور قول سنا پس اس نے گلہ کیا جیسا کہ اونٹ بروق کی بوٹی کھا کر زحمت کی شکایت کرتا ہے

وكانوا كمَمْحُوٍّ بعالَمِ سكتةٍ فيا عجبًا مِن ميلهم كالتعشّقِ
اور وہ لوگ عالم سکتہ میں محو کی طرح تھے پس کیا عجیب ان کی میل تھی جو عشق کے مانند ساتھ تھی

وكم حِكمٍ كانت بلفّ كلامنا وكم دررٍ كانت تلوح وتبرُقِ
اور بہت سی حکمتیں ہمارے کلام میں تھیں اور بہت سے موتی ستارہ کی طرح چمک رہے تھے

جرائدُ أقوام تصدّتْ لذكرها لما رغبوا في وصف قولي كمنشقي؟
قوموں کے اخباروں نے اس کا ذکر کیا ہے کیونکہ انہوں نے بات کے چننے والوں کی طرح میرے قول کی طرف رغبت کی ہے

ترى زمرَ الأدباء في أخبارهم أشاعوا كلامي للأناس كمُشْفِقِ
تو ان کو دیکھتا ہے کہ انہوں نے اپنے اخباروں میں میرے کلام کو لوگوں میں مشفق کی طرح شائع کیا

وكانت مضاميني كغِيدٍ بلطفها فأصبَتْ بحسنٍ ثم لحنٍ كيَلْمَقِ
اور میرے مضامین نازک اندام عورتوں کی طرح تھے پس حسن کے ساتھ پھر اس آواز کیساتھ جو بطور قبا کے تھی دل اس کی طرف جھک گئے

ولما رآها أهلُ رأي تمايلتْ علَيْهِ عيونُ قلوبهم بالتوَمُّقِ
اور جب اس مضمون کو اہل الرائے لوگوں نے دیکھا تو انکے دلوں کی آنکھیں دوستی کیساتھ اس طرف جھک گئیں

ومرَّ على الأعداء بعضُ رشاشِهَا فنَفيانُها قد غسّل أوساخَ خُنبُقِ
اور بعض رشحات اس کے دشمنوں پر گرے پس اس کے اڑنے والے قطروں نے متکبر بخیل کے میلوں کو دھو دیا

إلى هذه الأيام لم يُنْسَ ذكرُها وكل لطيف لا محالةَ يُرمَقِ
ان دنوں تک ان کا ذکر فراموش نہیں ہوا اور ہر ایک لطیف ناچار ہمیشہ دیکھا جاتا ہے اور نظریں اس کی طرف لگی رہتی ہیں

﴿۸۰﴾ جزّی اللّٰہ عنی مخلصی حین قرأھا
میرے مخلص کو خدا جزائے خیر دے جبکہ اس نے وہ مضمون پڑھا
فصارت مضامین العدا کالممزّقِ
پس دشمنوں کے مضمون پارہ پارہ ہو گئے

وکان الأناس غداۃ یوم قیامہٖ
اور جس دن وہ پڑھنے کے لئے کھڑا ہوا تو لوگ
حِراصًا إلیہ کمثل طفلٍ لِبَلْعَقِ
اس کی طرف ایسے حریص تھے جیسا کہ ایک بچہ عمدہ کھجور کیلئے

وأخبرَنی مِن قبلُ ربّی بوحیہ
اور خدا نے پہلے سے بذریعہ وحی مجھے خبر دی
وقال سیعلوا ما کتبتَ ویبرُقِ
اور کہا کہ جو کچھ تو نے لکھا ہے غالب رہے گا اور اس کی چمک ظاہر ہوگی

فشھدتْ جذور قلوبھم أنھا علَتْ
پس ان کے دلوں نے گواہی دی کہ وہ مضمون غالب رہا
وفاقتْ و راقتْ کلَّ قلب کصَمْلَقِ
اور فائق ہوا اور ہر ایک سیدھے اور صاف دل کو اچھا معلوم ہوا

تراءی بعین الناس حسنُ نکاتھا
لوگوں کی نظر میں اس کے نکات
وکلماتھا کأنھا بیضُ عَقْعَقِ
اور کلمات ایسے دکھائی دیئے کہ گویا وہ عقعق کے انڈے ہیں

فوقعتْ مضامینی علی کل منکر
پس میرے مضامین منکروں پر ایسے پڑے
کعَضْبٍ رقیقِ الشفرتَین مُشقِّقِ
جیسے کہ ایک تلوار پتلے کنارہ والی پھاڑنے والی

وکلٌّ من الأحرار ألقَوا قلوبھم
اور تمام آزاد طبعوں نے اپنے دل ہماری طرف پھینک دیئے
إلینا بصدقٍ غیرَ مَن کان مُمْحَقِ
صدق کیساتھ بجز ایسے شخص کے جو خیر اور برکت سے بے نصیب تھا

فصِدْنا بکلمٍ کلَّ صید معظَّمٍ
پس ہم نے بڑے بڑے شکاروں کو شکار کر لیا
کأسدٍ ونمر غیر فأر وخِرْنِقِ
مثل شیر اور چیتا کے اور چوہا اور خرگوش باہر رہ گیا

وترکوا لقولی رأیھم فکأنھم
اور میرے قول کیلئے انہوں نے اپنے قول چھوڑ دیئے
خَذولٌ أتتْ ترعی خمیلةَ منطقی
پس گویا کہ وہ منفرد ہرنیاں تھیں جو میرے سخن کے باغ میں چرنے لگیں

علی أَلْسُنٍ قد دارَ ذکرُ کلامنا
اور زبانوں پر ہمارے کلام کا ذکر وارد ہوا
وقد ھنَّؤُونا کالحبیب المشوِّقِ
اور دوست آرزومند کی طرح ہمیں مبارکباد دی

وسَرَّ عیونَ الناظرین صفاؤُہ
اور دیکھنے والوں کے دلوں کو اس کی صفائی نے خوش کیا
کوردٍ طَرِیّ الجسم لم یتشقّقِ
مثل گلاب کے پھول کے جو تازہ ہو اور پھٹا ہوا نہ ہو

ولما بدَتْ روضُ الکلام تضعضعتْ
اور جب کلام کے باغ ظاہر ہوئے تو دشمنوں کے دل ہل گئے
قلوبُ العدا وتواردوا بالتأنُّقِ
اور تعجب کرتے ہوئے ان باغوں میں داخل ہوئے

وقد جَدَّ شیخُ المبطِلین لمنعهم
اور شیخ بٹالوی نے ان کے منع کرنے کے لئے کوشش کی
فهل عند شوقٍ غالبٍ مِن مُعوِّقِ ﴿۸۱﴾
مگر شائق کو کون روک سکتا ہے

تسلَّتْ عَمایاتُ الهنود بسمعها
ہندوؤں کو کورانہ خیال اس مضمون سے دور ہو گئے
وما قلَّ بخلُ الشیخ فانظُرْ وعَمِّقِ
اور شیخ بطالوی کا بخل دور نہ ہوا پس سوچ اور غور کر

ففاضت دموعی مِن تذکُّرِ بخله
پس مجھے اس کے بخل کا خیال کر کے رونا آیا
أهذا هو الرجل الذی کان یتقی
کیا یہ وہی شخص ہے جو پرہیزگاری دکھلاتا تھا

إذا قام للإسماعِ شیخُ "بطالة"
اور جب سنانے کے لئے شیخ بٹالوی اٹھا
ففرّتْ جموعٌ کارهین کجَوْرَقِ
تو اکثر لوگ کراہت کر کے شتر مرغ کی طرح بھاگے

ولما تلا الشیخ المزوّر ما تلا
اور جب شیخ دروغ آرا نے پڑھا جو پڑھا
فکان الأناس یرونه کیف ینطِقِ
پس لوگ اس کو دیکھتے تھے کہ کیونکر پڑھتا ہے

وکان یَعُتُّ الکلِمَ مِن غیر حاجة
اور وہ کلموں کو بغیر حاجت کے بار بار پڑھتا تھا
ویأتی بألفاظ کصخرٍ مُدَمْلَقِ
اور بڑے بھاری پتھر کی طرح الفاظ لاتا تھا

ومَن سمع قولی قبله ظنَّ أنّه
اور جو شخص میرا قول اس سے پہلے سن چکا تھا وہ خیال کرتا تھا
لدی ثمرات العَذْق نافضُ عَسْبِقِ
کہ کھجور کے پھلوں کے ہوتے ہوئے ایک کڑوے درخت کا پھل توڑ رہا ہے

وقال أری الإسلام کالجوّ خالِیًا
اور کہا کہ میں اسلام کو پول کی طرح خالی دیکھتا ہوں
وما إنْ أری الآیاتِ مِن صالحٍ تقی
اور کوئی صاحب کرامت اس میں پایا نہیں جاتا

فصال علی الإسلام فی جمع العدا
پس دشمنوں کے مجمع میں اسلام پر حملہ کیا
وقد کان یعلم أنه یتخلّقِ
اور وہ خوب جانتا تھا کہ وہ جھوٹ بولتا تھا

وحمّد کبراءَ الهنود ودینَهم
اور ہندوؤں کے بزرگوں اوران کے دین کی تعریف کی
وداهنَ مِن وجه النفاق کمُنفِقِ
اور محتاجوں کی طرح نفاق سے مداہنہ کیا

أراد لیُخزیَ دیننا من عداوتی
اس نے ارادہ کیا کہ میری عداوت سے دین کو رسوا کرے
فأخزاه ربٌّ قادرٌ حافِظُ الحَقِ
سو خدائے قادر حق کے محافظ نے اس کو ہی رسوا کر دیا

فلمّا رأوا سِیَرَ الغراب بنطقه
پس جب لوگوں نے کوّے کی سیرت اس کے نطق میں دیکھی
فقالوا لک الویلاتُ إنک تنعِقِ
تو انہوں نے کہا تجھ پر واویلا تُو تو کاں کاں کر رہا ہے

﴿۸۲﴾ وقالوا له يا شيخُ وقتُك قد مضى
اور لوگوں نے کہا کہ اے شیخ تیرا وقت گزر گیا
فأحسِنْ إلينا بالسّكوت وأَطْرِقِ
پس اپنی خاموشی سے ہم پر احسان کر

ولما أصرّ على القيام وما نأى
پس جب اپنے قیام پر اصرار کیا اور دور نہ ہوا
فقيل :على عقبيك إنك تَدمُقِ
پس کہا گیا کہ پیچھے ہٹ جا تو بے اجازت کھڑا ہوتا ہے

فما طاوعَ الأحرارَ حمقًا وما انتهى
پس حماقت کی وجہ سے اس نے اچھوں کی بات کو نہ مانا اور باز نہ آیا
فقالوا إذًا صَهْ صَهْ !ولا تكُ مُقلِقِ
پس لوگوں نے کہا کہ چُپ رہ چُپ رہ اور بے آرام نہ کر

فلما أبى فنفاه صدرُ المُنتدىٰ
پس جبکہ سرکشی کی تو میر مجلس نے اس کو نکال دیا
بزجرٍ يليق بذى مكائدَ أَفْسَقِ
اور اسے جھڑکی کے ساتھ نکالا جو فاسقوں علاج ہے

أَهَانَ المُهَيمنُ مَن أراد إهَانتى
خدا نے اس شخص کو ذلیل کیا جو میری ذلت چاہتا تھا
فرَمِّقْ وميضَ الحق إن كنت ترمُقِ
پس حق کی چمک کو دیکھ اگر دیکھ سکتا ہے

يدُ اللّٰه تحمى نفسَ مَن هو صادق
خدا کا ہاتھ صادق کی حمایت کرتا ہے
وإن المزوّر يضمحلّ ويزهَقِ
اور جھوٹا مضمحل ہو جاتا ہے اور ہلاک ہوجاتا ہے

وتبقى رجالُ اللّٰه عند نهابرٍ
اور خدا کے مرد مصیبتوں کے وقت باقی رہتے ہیں
على النار تفنى الكاذبون كزِيبَقِ
اور جھوٹے آگ پر پارہ کی طرح فنا ہوجاتے ہیں

إذا ما بدتْ نارٌ من اللّٰه فتنةً
جس وقت خدا کی آگ آشکارا ہوتی ہے
فكل كذوبٍ لا محالة يُحرَقِ
پس ہر ایک جھوٹا جلایا جاتا ہے

ومَن يُحرِق الصدّيقَ حِبَّ مهيمنٍ
اور صدیق کو جو خدا کا دوست ہے کوئی جلا نہیں سکتا
فطُوبٰى لمن يُصلٰى بنار التوَمُّقِ
پس مبارک وہ جو دوستی کی آگ سے جلتا ہے

ومن كذّب الصدّيقَ خبثًا وَفِرْيَةً
جو شخص خباثت اور جھوٹ کی راہ سے صدیق کی توہین کرے
فيَسفِيه إعصارٌ ويُخزى ويَسفُقِ
پس ایک گردباد کی ہوا اس کو اڑا کر لے جاتی اور اس کو رسوا کرتی ہے اور اس کے منہ پر طمانچہ مارتی ہے

ومهما يكُنْ حقٌّ من اللّٰه وَاضِحٌ
اور جس جگہ حق واضح ہو
وإنْ ردَّها زُمُرٌ مِّنَ النّاس يبرُقِ
اگرچہ لوگ اس کو رد کریں تب بھی وہ چمک اٹھتا ہے

ومَن كان مُفتريًا يُضَاع بسُرعةٍ
اور مفتری جلد ہلاک کیا جاتا ہے
ويهلك كذّاب بسمّ التّخلُّقِ
اور کاذب جھوٹ کے زہر سے مرجاتا ہے

تَرَیٰ قولہ مِن کُل خیرٍ خَالیًا

تو اس کی بات کو ہر ایک نیکی سے خالی پائے گا

فَیُقْطَع نبتٌ لا مُریحٌ وجودُہ

پس ایسی بوٹی کاٹ دی جاتی ہے جس کا وجود کچھ فائدہ نہیں دیتا

وإنی من المولٰی عُذَیقٌ مُرَجَّبٌ

اور میں خدا تعالیٰ کی طرف سے وہ کھجور ہوں جو بار

کثرت میوہ کے اس کے نیچے ستون دیا گیا ہے

حسبتم قتال الصادقین کھیِّنٍ

تم نے صادقوں کی لڑائی کو آسان سمجھ لیا ہے

تقدمّتَ "عبد الحق "فی السبّ والھجا

اے عبد الحق تو نے گالیوں میں پیشقدمی کی

وسمّیتَنی کلبًا وقد فُھتَ شاتما

اور میرا نام تو نے کتا رکھا اور گالیوں سے تو نے منہ کھولا

وما الکلب إلا صورۃٌ أنت روحُھا

اور کتا ایک صورت ہے اور تو اس کی روح ہے

رمیتُک إذ عرّضتَ نفسَک رمیۃً

میں نے تجھے اس وقت گالی دی جبکہ تو نے اپنے نفس کو گالی کا نشانہ بنا دیا

فأسقِیک مِمّا قلتَ کأسًا رویّۃً

میں تیرے ہی قول سے تجھے لبالب پیالے پلاؤں گا

فذُقْ أیھا الغالی طعامَ التبادلِ

پس اے غلو کرنے والے بھاجی کا کھانا کھا

لطَمْناک تنبیھًا فألغیتَ لَطْمَنا

ہم نے تنبیہ کے لئے تجھے طمانچہ مارا مگر تو نے طمانچہ کو کچھ نہ سمجھا

وتسمع منی کلَّ سبٍّ تریدُہٗ

اور جو گالی تو دینا چاہے گا وہ ہم سے سنے گا

کنبتٍ خبیثِ الریح مُرٍّ سَنَعُبَقٍ ﴿۸۳﴾

جیسا کہ ایک پلید بوٹی بدبو والی کڑوی جس کا نام سنعبق ہے

وکل نخیل لا محالۃ یَسمُقِ

اور ہر ایک کھجور کا درخت ضرور اپنی لمبائی تک پہنچ جاتا ہے

فیُعرَقُ قاطعُ شجرتی کلَّ مَعرَقِ

پس جو شخص میرے درخت کو قطع کرنا چاہے گا

اس کے بدن سے گوشت علیحدہ کیا جائیگا

وإن سھام الصّادقین سیَخزِقِ

اور صادقوں کے تیر آخر نشانہ پر لگا کرتے ہیں

فأُقْرِیک ما أھدیتَ لی کالمُشوِّقِ

پس میں تیری ویسی ہی دعوت کروں گا جیسا کہ تو نے اپنی آرزو سے تحفہ دیا

وجاوزتَ حدّ الأمر یا أیھا الشقی

اور اے شقی تو حد سے زیادہ گزر گیا

فمثلک ینبح کالکلاب ویزعَقِ

پس تیرے جیسا آدمی کتے کی طرح بھونکتا ہے اور فریاد کرتا ہے

ومَن أکثرَ التفسیق یوما یُفسَّقِ

اور جو بدکار کہنے میں حد سے زیادہ گزر جائے آخر وہ بدکار ٹھہرایا جاتا ہے

وذالک دَینٌ لازمٌ کیف یُمحَقِ

اور یہ لازم الادا قرض ہے پس اس سے کم نہیں کیا جائے گا

صَفیفٌ شِواءٌ بالجَبیز المرقَّقِ

بھنا ہوا گوشت ہے چپاتی کے ساتھ

فلیتَ لنا النعلینِ مِن جلدِ عَوھَقِ

پس کاش ہمارے پاس مضبوط اونٹ کے چمڑے کا جوتا ہوتا

وإنْ ترفُقَنْ فی القول والصول أرفُقِ

اور اگر تو بات اور حملہ میں نرمی کرے گا تو ہم بھی نرمی کریں گے

﴿۸۴﴾ أطلتَ لسَانک کالبغایا وقاحةً
ظلمتک جهلًا یا أخا الغُول فاتّقِ
تو نے بدکار عورتوں کی طرح اپنی زبان دراز کی
اور اے دیو تو نے اپنے پر ظلم کیا

وأعلمُ أنّ جموعکم أیها الغوی
علیَّ حِراصٌ لو تُسرّون مُوبِقی
اور اے گمراہ میں خوب جانتا ہوں کہ تمہارے گروہ
میرے قتل کے لئے سخت حریص ہیں اگر میرے قتل کا موقع پاؤ

فأقسمتُ جَهدًا بالذی هُوَ رَبّنا
سأُصلِی قلوبَ المفسدین وأُحرِقِ
پس میں نے خدا تعالیٰ کی قسم کھائی ہے
کہ عنقریب میں مفسدوں کے دل جلاؤں گا

أکفُّ لسانی کلَّ کفٍّ فإنْ تَرُمْ
بِخُبثٍ فإنی دامغُ هامةِ الشقی
میں جہاں تک ممکن ہے زبان کو بند رکھتا ہوں
پس اگر تو خبث کا ارادہ کرے تو میں شقی کا سر توڑنے والا ہوں

وأشُرَاک ما قُلْنا وقد فُهتَ بالهجا
بکلِمٍ أسالتنی إلیک فأَغلَقِ
اور میری بات تجھے غصہ میں لائی اور تو پہلے بدگوئی کر چکا
ایسے کلموں کے ساتھ جنہوں نے مجھے غصہ دلایا پس میں غصہ کرتا ہوں

ولا خیرَ فی رفق إذا لم تکن به
مواضعُ رفقٍ تطلُب الرفقَ کالحقِ
اور اس نرمی میں بہتری نہیں
جونرمی کے محل پر نہ ہو ایسا محل جو نرمی کو چاہتا ہے اور حق کی طرح اس کو مانگتا ہے

ولو قَبْلَ سبِّ المُکفِرین سببتُهم
لکنتُ ظلوما مُسرفًا غیرَ متّقی
اور اگر کافر ٹھہرانے والوں کے گالی دینے سے پہلے میں گالی دیتا
تو میں ظالم اور حد سے گزرنے والا اور ناپرہیزگار ہوتا

ولکن هجَوا قبلی فأوجَبَ لی الهجا
هجاهم فما عُدوانُ عبدٍ مُسبَّقِ
مگر انہوں نے مجھ سے پہلے ہجو کی پس ان کی ہجو نے
مجھے ہجو پر برانگیختہ کیا پس اور اس شخص پر کیا الزام جس پر سبقت کئے گئے

وقد کفَّرونِ وفسّقونِ وإنهم
کذئب سطَوا أو مثل سیفٍ مُشقِّقِ
انہوں نے مجھے کافر ٹھہرایا اور فاسق ٹھہرایا اور انہوں نے
بھیڑیئے کی طرح حملہ کیا یا پھاڑنے والی تلوار کی طرح

وما کان قصدی أن أکلّم مثلهم
ولٰکنّهم قد کلّفونی فأُقلِقِ
اور میری نیت نہ تھی کہ ان کی طرح گفتگو کروں
مگر مجھے انہوں نے تکلیف دی پس میں بے آرام کیا گیا

لهم صولُ کَلْبٍ والتحوّی کحیّةٍ
وعاداتُ سِرحانٍ وقلبٌ کخِرنِقِ
ان کا کتے کی طرح حملہ ہے اور سانپ کی طرح پیچ و تاب ہے
اور بھیڑیئے کی طرح عادتیں ہیں اور خرگوش کا دل ہے

و أرسلني ربي لكفءِ سيولهم
اور میرے خدانے مجھے بھیجا ہے تا میں اسلام کی طرف سے ان کے سیلاب کو ہٹادوں
وغيضِ مياهٍ قد علَتْ مِن تدفُّقِ ﴿۸۵﴾
اور تا میں ان پانیوں کو خشک کروں جو گرتے گرتے زیادہ ہو گئے ہیں

وإني من المَولٰى وعُلّمتُ سُبُلَهُ
اور میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوں
وأُعطيتُ حِكمًا مِن خبير مُوفِّقِ
اور حکیم توفیق دہندہ سے مجھے حکمتیں عطا ہوئی ہیں

فنجَّيتُ مِن بِدَعِ الزمان وفِتَنِه
پس میں نے زمانہ کی بدعتوں اور فتنوں سے
أناسا أطاعوني وزادوا تعلُّقي
ان لوگوں کو نجات دی ہے جنہوں نے میری اطاعت کی اور میرا تعلق زیادہ کیا

ألم تر كيف يشقُّ فُلْكي حُبابَها
کیا تو دیکھتا نہیں کہ میری کشتی فتنہ کے بھاری پانی کو کیونکر پھاڑ رہی ہے
وتجري على راس العدا كالمُصفِّقِ
اور دشمنوں کے سروں پر ایسی چلتی ہے کہ ایک حال سے دوسرے حال تک پہنچا دیتی ہے

وأُعطيتُ مِن علم الهُدٰى وتأَفَّقتُ
اور میں علم ہدایت دیا گیا اور اس کے جلوہ کا آفتاب
بنا شمسُ جلوتِه فصرتُ كمَشرِقِ
مجھے پہنچا اور میری افق میں سے نکلا پس میں مشرق کی طرح ہو گیا

ولي آية كبرىٰ فمَن غضَّ بصرَهُ
اور میرے لئے نشان عظیم ہے پس جو شخص عناد سے اپنی آنکھ بند کرے
عنادًا فمَن يعطيه عينَ التأنُّقِ
اس کو محاسن پر غور کرنے کی کون آنکھ بخشے

ألم تر فتنَ الدّهر كيف تكنّفتْ
کیا تو دیکھتا نہیں کہ زمانہ کے فتنے کیسے محیط ہو گئے
وهبَّتْ رياحٌ لا كهيجانِ سَوْهَقِ
اور ایسی ہوائیں چلیں جو تیز ہوا کا گردباد کیا ہوتا ہے

فجئتُ من الربّ الذي يرحم الورى
پس میں اس ربّ کی طرف سے آیا جو خلقت پر رحم کرتا ہے
ويُرسل غيمًا عند قحطٍ مُعَنْزِقِ
اور بادل کو تنگ کرنے والے قحط کے وقت بھیجتا ہے

أنا الضيغم البطل الذي تعرفونه
میں وہ شیر بہادر ہوں جس کو تم پہچانتے ہو
ثِمال الصّدوقِ مُبيدُ أهلِ التخلُّقِ
پناہ راستباز کی اور دروغ گو کو ہلاک کرنے والا

على موطن يخشى الكذوبُ هلاكَه
اس میدان میں جو جھوٹا اپنی موت سے ڈرتا ہے
نقوم بصَمْصَامٍ حديْدٍ وأذلَقِ
ہم تیز تلوار کے ساتھ کھڑے ہو جاتے ہیں

فمن جَاءَنا في موطن الحرب وَالوغىٰ
پس جو شخص لڑائی کے میدان میں ہمارے پاس آیا
يُداسُ ويُسحَق كالدواء المدقَّقِ
پس وہ پیسا جائے گا جیسا کہ دوائی پیسی جاتی ہے

و واللّٰهِ أَلقيتُ المراسي للعدا
اور بخدا میں نے دشمنوں کے لئے لنگر ڈالا ہے
وقمتُ لسِلْمٍ أو لحرب مُمَزَّقِ
اور میں صلح کیلئے کھڑا ہوا ہوں اور یا اس لڑائی کے لئے جو ٹکڑے ٹکڑے کرنیوالی ہے

﴿۸۶﴾ فإن جنحوا للسَّلم فالسِّلمُ دیننا
وإن نُدْعَ فی الھیجاءِ لَمْ نتأبَّقِ
پس اگر صلح کے لئے جھکیں تو صلح ہمارا دین ہے
اور اگر ہم لڑائی میں بلائے جائیں تو ہم پوشیدہ نہیں

أراھم کآرامٍ وعِیْنٍ بصورھم
وإن القلوب کمثل حجرٍ مُدَمْلَقِ
میں ان کو بظاہر صورت ہرنیوں اور گاؤ دشتی کی طرح دیکھتا ہوں
اور دل ان کے پتھر کی طرح سخت ہیں

وإن تبغِنی فی ندوة السِّلم تُلْفِنی
وإن تَدْعُنی فی موطن الحرب تلتقِ
اور اگر تو مجھے صلح کی مجلس میں بلائے گا تو مجھے وہاں پائے گا
اور اگر تو مجھے جنگ کے میدان میں بلائے گا تو میں تجھے ملوں گا

ونخضعُ للأعداء قبل خضوعھم
ونرحل بعد الخصم مِن کلّ مأزَقِ
اور ہم دشمنوں کے لئے جھکتے ہیں قبل اس کے جو وہ جھکیں
اور ہم میدان سے جب تک دشمن کوچ نہ کرے کوچ نہیں کرتے

فإن أسلموا خیر لھم ولئن عصوا
فنکلِّمھم مِن بعده کالمشقَّقِ
پس اگر اسلام لائے تو ان کے لئے بہتر ہے اور اگر نافرمان ہوئے
پس ہم بعد اس کے ان کو ایسا مجروح کریں گے جیسا کہ کوئی پھاڑا جاتا ہے

وقد جئتکم من نحو عشرین حِجّةً
ففکِّرْ أھذا مدّةُ المتخلِّقِ
اور میں تمہارے پاس تخمیناً بیس برس سے آیا ہوں
پس سوچ کہ کیا یہ دروغ گو مدّت ہے

عجبتَ عَماءً أن أکون ابنَ مریم
وإن شاء ربی کنتُ أعلی وأسبَقِ
تو نے نابینائی سے تعجب کیا کہ میں ابن مریم ہو جاؤں
اور اگر خدا چاہے تو میں اس مرتبہ سے بھی برتر ہو جاؤں

وتُذکِّرُ لَعْنَ الخَلق فی أمر "آتمٍ"
وقد لُعِنَ الأبرارُ قبلی فحَقِّقِ
اور آتھم کے مقدمہ میں تو لوگوں کی لعنت کا ذکر کرتا ہے
حالانکہ ہمیشہ پہلے اس سے نیکوں پر لعنت بھیجی گئی تو تحقیق کرلے

وإن الوری عُمْیٌ یسبّون عُجْلةً
فلیس بشیء لعنُھم یا ابنَ أحمقِ
اور لوگ اندھے ہیں جلدی سے گالیاں دینی شروع کردیتے ہیں
پس ان کا لعنت کرنا اے ابن احمق کچھ چیز نہیں ہے

بل اللّٰہ یُرجع لعنَ کُلّ مزوّرٍ
إلیه فیُمسی بالملاعین مُلحَقِ
بلکہ خدا تعالیٰ ہریک جھوٹے کی لعنت ایسے پر ڈالتا ہے
پس وہ ایسی حالت میں شام کرتا ہے کہ ملعون ہوتا ہے

فدَعْ عنک ذِکر اللّعن یا صیدَ لعنةٍ
ألم تر ما لاقیتَ بعد التلَقْلُقِ
اے لعنت کے شکار لعنت کا ذکر چھوڑ دے
کیا تو نے نہیں دیکھا کہ بکواس کے بعد تیرا کیا حال ہوا

أتزعم یا مَن لَعَنَنی بالجفاء أَن
تخلّص منّی بل تُدَق وتُسْحَقِ
اے وہ شخص جو ظلم کے ساتھ مجھ پر لعنت کی
کہ تو مجھ سے رہائی پاجائے گا بلکہ پیسا جائے گا

کحَبٍّ إذا مَا وقع فی مِطْحَن الرَّحیٰ فیعرُکُہ دور الرّحیٰ ویُدقِّقِ ﴿۸۷﴾
مثل اس دانہ کے جو چکی کے پیسنے کی جگہ میں پڑ جائے پس چکی اس کو پیس ڈالے گی اور باریک کر دے گی

لعنتم وإنّ اللّٰہ یلعن وجھکم ولا لَعْنَ إلَّا لعن رَبٍّ ممزِّقِ
تم نے لعنت کی اور خدا تمہارے منہ پر لعنت بھیجتا ہے اور لعنت خدا کی لعنت ہے

وکنت أغُضُّ الطرفَ صبرًا علی الأذیٰ فلما انتھی الإیذاء ذقتم تخفُّقی
اور میں ایذا پر چشم پوشی کرتا رہا اور جب ایذا انتہاء کو پہنچی تو تم نے میرے دُرّہ کو چکھ لیا

وإن کان صلحاء الزمان کمثلکم فلا شک أنی فاسق بل کأفسَقِ
اور زمانہ کے صلحاء اگر تمہارے جیسے ہوں تو کچھ شک نہیں کہ میں فاسق بلکہ افسق ہوں

وما إن أری فی نفسک العلم والتُّقیٰ تصول کخنُزیر وکالحمرِ تشھَقِ
اور میں تیرے نفس میں علم اور عقل نہیں دیکھتا اور تو خنزیر کی طرح حملہ کرتا ہے اور گدھوں کی طرح آواز کرتا ہے

رقصتَ کرقصِ بغیّةٍ فی مجالسٍ وفَسَّقتَنی مع کون نفسک أفسَقِ
اور تو نے بدکار عورت کی طرح رقص کیا اور مجھے فاسق ٹھہرایا حالانکہ تو سب سے زیادہ فاسق ہے

وما نکرَہ المضمار إن کنتَ أھلہ ونأتیک یومَ نضالکم بالتّشوّقِ
اور ہم میدان سے کراہت نہیں کرتے اگر تو اس کا اہل ہو اور ہم تمہاری لڑائی میں شوق کے ساتھ آئیں گے

ومھما یکنُ حقٌّ من اللّٰہ وَاضِحٌ وإنْ ردَّھا زمرٌ من الناس یبرُقِ
اور جس جگہ خدا تعالیٰ کی طرف سے حق واضح ہو اور اگرچہ لوگ اس کو رد کردیں وہ حق چمک اٹھتا ہے

فذَرْنی وربّی إننی لک نَاصِحٌ وإن أکُ کذّابًا فأُرْدَی وأُوبَقِ
پس مجھے میرے رب کے ساتھ چھوڑ دے اگر میں کاذب ہوں تو ہلاک کیا جاؤں گا

دعوتَ علیّ فردَّہ اللّٰہ سَاخطا علیک فصرتَ کمثل ثوبٍ مُخَرْبَقِ
تو نے میرے پر بددعا کی سو خدا نے تیری بددعا کو تجھ پر رد کر دیا پس تو پھٹے ہوئے کپڑے کی طرح ہو گیا

تعالوا نناضِلُ أیّھا الزمر کلکم لیھلک مَن أرداہ سمّ التخلُّقِ
اے تمام گروہ کے لوگو آ جاؤ تا کہ وہ شخص ہلاک ہو جو جھوٹ کے زہر سے ہلاک ہوا

أراکم کذئب أو ککلب بصولکم وضَاھَی تکلُّمُکم حمارًا ینھَقِ
میں تمہیں بھیڑیئے کی طرح دیکھتا ہوں یا کتے کی طرح حملہ میں اور تمہارا کلام گدھے کی آواز سے مشابہ ہے

﴿۸۸﴾ لقدْ ذاق منا قومنا غیرَ مرّةٍ حُسامًا جراحتُه إلی الفَرْقِ ترتقی

ہماری قوم نے بے شمار مرتبہ ہماری تلوار کا وہ مزہ چکھا ہے کہ جن کا زخم چوٹی تک پہنچتا ہے

وإن کنتَ فی شکّ فسَلْ شیخَ فَجرةٍ غویًّا غبیًّا فی البطالةِ مُوبَقِ

پس اگر تجھے شک ہے تو شیخ بٹالوی کو پوچھ لے جو غبی اور غوی اور بطالت میں ہلاک کیا گیا ہے

لکلّ امرءٍ عزمٌ لأمرٍ، وعزمُه إهانةُ دین اللّٰه فاذهَبْ و حَقِّقِ

ہر یک شخص کسی امر کے واسطہ ایک قصد رکھتا ہے اور قصد اس شخص کا اہانت دین کی ہے جا اور تحقیق کر لے

ألا أیها الشیخ الشقیّ تَعمَّقِ وفکِّرْ کإنسان إلی ما تَنهقِ

ای شیخ شقی سوچ اور انسان کی طرح فکر کر اور گدھے کی طرح آواز نہ کر

أ کفّرتَ قومًا مسلمین خباثةً؟ ظلمتَک جهلًا فاتّقِ اللّٰه وارفُقِ

کیا تو نے مسلمان کو ازروئے خباثت کے کافر ٹھہرایا تو نے جہالت سے اپنے پر ظلم کیا پس ڈر اور نرمی کر

وتُقطَع أیدی السّارقین لِدِرْهَمٍ فقُلْ ما جزاء مکفِّرٍ ومفسِّقِ

اور ایک درہم کیلئے چوروں کے ہاتھ کاٹے جاتے ہیں پس کہہ کہ کافر ٹھہرانے والے کی سزا کیا ہے

صبرنا علی طغواک فازددتَ شقوةً وخادعتَ أنعامًا بقولٍ ملفَّقِ

ہم نے تیری زیادتی پر صبر کیا اور چارپایوں کو تو نے محض باتوں سے دھوکہ دیا

وإن شئتَ بارِزْنی وإن شئت فاستترْ فإنی سأمحو کلَّ ما کنتَ تنمقِ

اگر چاہے تو مقابلہ کر اور اگر چاہے تو چُھپ جا پس میں ہر ایک جو تو نے لکھا تھا عنقریب محو کر دوں گا

وجدتُک مِن قوم لئام تأبّطوا شرورًا وسبّوا الصالحین کجِذْلِقِ

میں نے تجھ کو اس قوم میں سے پایا ہے جنہوں نے شرارتوں کو بغل میں اور صلحاء کو گالیاں دیں جیسے دروغگو لاف زن دیتے ہیں

سببتَ وأغریتَ اللئام خباثةً علیّ فآذونی ککلب یحرّقِ

تو نے گالیاں دیں اور بہت جاہلوں کو گالی کیلئے ترغیب دی پس انہوں نے مجھے کتے دانت پیسنے والے کی طرح تکلیف دی

فأُقسِم لو لا خشیة اللّٰه والحیا لأزمعتُ أَنْ أُفنیک سَبًّا و أَدهَقِ

پس میں قسم کھاتا ہوں کہ اگر خدا کا خوف اور حیا نہ ہوتا تو میں قصد کرتا کہ گالیوں سے تجھے فنا کر دیتا

وقد ضاقت الدنیا علیک کما تریٰ ودینک هذا فاتّقِ اللّٰه و ارفُقِ

اور دنیا تجھ پر تنگ ہو گئی جیسا کہ تو دیکھتا ہے اور دین تیرا یہ ہے پس خدا سے ڈر اور نرمی کر

﴿۸۹﴾

وإن كنتَ قد سرّتک عادةُ غلظةٍ
فمَزِّقْ ثيابى، مِن ثيابک أمزِقِ
اور اگر تجھے درشت گوئی کی عادت اچھی معلوم ہوتی ہے
پس تو میرے کپڑے پھاڑ اور میں تیرے پھاڑوں گا

ألم ترَ شملَ الدين كيف تفرّقتْ
فليتَ كمثلک جاهلٌ لم يُخلَقِ
کیا تو نے دیکھا نہیں کہ دین میں کس طرح تفرقہ پڑ گیا ہے
پس کاش تیرے جیسا جاہل پیدا ہی نہ ہوتا

وكذّبتَ نبأ اللّٰه فى خائرٍ فنى
وقلتَ بخبثٍ أنّه لم يَصْدَقِ
اور لیکھرام کی پیشگوئی کے بارے میں تو نے تکذیب کی
اور خباثت کی رو سے کہا کہ وہ سچی نہیں ہوئی

وتنحتَ بُهتانًا علىّ كفَاسِقٍ
وتُعزى إلٰى نفسى جرائمَ مُوبِقِ
اور میرے پر تُو ایک فاسق کی طرح بہتان باندھ رہا ہے
اور لیکھرام کے ہلاک کرنیوالے کا جرم میری طرف منسوب کرتا ہے

أترمى بريئًا يا خبيث بذنبه
ألا تتّقى الديّانَ يا أيّها الشّقى
کیا تو اے خبیث قتل کرنیوالے کا گناہ مجھ پر لگاتا ہے
اے شقی کیا تو خدا سے نہیں ڈرتا

فطورًا تشير إلىّ خبثًا وتارةً
تشير إلى حزبى بكذبٍ تخلُّقِ
پس کبھی تو تُو میری طرف اشارہ کرتا ہے
اور کبھی میری جماعت کی طرف اس جھوٹ سے جو بنا رہا ہے

وَوَاللّٰهِ إن جماعتى فى جموعكم
كشجرةِ عَذْقٍ عند نبت السَنعُبَقِ
اور بخدا میری جماعت تمہاری جماعتوں میں
کھجور کے درخت کی طرح ہے جو ایک خراب بوٹی کے پاس ہو جس کا نام سنعبق ہے

ومثل الذى يتّبعنى بعد سِلمه
كمثل ذُرَى سِرٍّ مُرَبًّى بأودَقِ
اور جو اسلام کے بعد میرا تابعدار ہوا اس کی یہ مثال ہے
جیسے کہ وادی کی زمین عمدہ کی چوٹی جس پر کالا بادل برس گیا ہے

فلما عراه المَحْلُ رُبّىَ ثانيًا
فصار كمَوْلِىِّ الأسرّةِ مُورِقِ
پس جب خشک سال اس پر طاری ہوا تو پھر اس پر پانی برسا
پس وہ اس عمدہ زمین کی طرح ہو گئے جس پر دوبارہ بارش ہوتی ہے اور اپنی سبز پتی باہر لے آتی ہے

أتنكر آىَ اللّٰه خُبثًا و شِقْوةً
وآيةَ مَيْتٍ بالدّم المندفِقِ
کیا تو خدا کے نشانوں کا انکار کرتا ہے
اور اس مردہ کے نشان کو جس کے ساتھ خون ٹپکتا ہے

أَذَلَّتْ لى الأعناقُ من غير آيةٍ؟
أجاءتنى العُلَماء من غير مُقْلِقِ؟
کیا نشان کے بغیر ہی گردنیں میری طرف جھک گئیں
کیا علما بغیر کسی محرک اور بے آرام کرنیوالے کے یونہی آ گئے

إلى اللّٰه نشكو مِن ظنونِ مُكذِّبٍ
وإنّ المكذّب سوف يُخزى ويُسحقِ
ہم خدا کی طرف مکذبوں کی بدگمانیوں سے شکایت لیجاتے ہیں
اور مکذب رسوا کیا جائے گا اور پیسا جائے گا

﴿۹۰﴾

أ تـنـكـر آيةَ خـالـقِ الأَرض والسَّـمـا — أ أنـت تـحـارب قَـدْرَه أيّهـا الشقـى
کیا تو خدا کے نشانوں سے انکار کرے گا — کیا تو اے شقی اس کی تقدیر سے جنگ کرے گا

أ تُـذعِـرنـا كـالـذئب يا كلبَ جيفةٍ — وإنـا تـوكـلـنـا عـلى حـافظٍ يقِى
اے مردار کے کتے کیا تو ہمیں بھیڑیئے کی طرح ڈراتا ہے — اور ہمیں اس نگہبان پر توکل ہے جو نگہ رکھنے والا ہے

رضينـا بـربٍّ يُظهِـر الخير وَالهُدیٰ — رَضِيْـنـا بعُسرٍ إنْ قَـضىٰ أو تَفَـنَّقِ
ہم خدا سے جو خیر اور ہدایت کو ظاہر کرتا ہے راضی ہو گئے — اور ہم تنگدستی پر راضی ہو گئے اگر وہ چاہے اور یا تنعم پر

أأنت تُؤَيّد فـاسقا غير صـالح — أَحَلْتَ بـجهلك أيها الغُوْل فـاتَّق
کیا تو فاسق ہونے کی حالت میں مدد کیا جائے گا — یہ تو کلمہ محال منہ پر لایا پس توبہ کر

وإنى إذا ما قمتُ للّٰه مُخلصًا — فـأيَّدنى ربّى معينى مُوفِّقِى
اور میں جب اخلاص سے خدا کے لئے کھڑا ہوا — پس خدا توفیق دہندہ نے میری مدد کی

وكـان لـى الـرحمٰن فى كل مَـوْطِنٍ — فمَزَّقْتُكم بـالله كلَّ المُمَزَّقِ
اور خدا میرے لئے ہر میدان میں تھا — پس میں نے خدا کے ساتھ تم کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا

وأُعطيتُ قلـمًا مثل منجرِد الوغىٰ — فيُسعِر نيرانا وكـالبرق يخفُقِ
اور میں قلم لڑائی کے گھوڑے کی طرح دیا گیا ہوں — پس آگ کو سلگاتی ہے اور برق کی طرح ہلتی ہے

مِكَرٌّ مِفَرٌّ مُقبِلٌ مُدبِرٌ معًا — كـدأبِ أجارِدَ عند مَوْقِدِ مأزَقِ
حملہ کرنیوالے بھاگنے والے آگے ہونیوالے پیچھے ہونیوالے — جیسا کہ لڑائی کے میدان میں عمدہ گھوڑوں کی عادت ہے

وإنّ يَراعى صارمٌ يحرق العِدا — كنار وما النيران منه بأحرَقِ
اور میرا قلم ایک تلوار ہے جو دشمنوں کو جلاتا ہے — اور آگ اس سے کچھ زیادہ جلانے والی نہیں

وإن كلامى مثل سَيْفٍ مقطّعٍ — يَجُذُّ رؤوس المفسدين ويفرُقِ
اور میرا کلام تیغ برّان کی طرح ہے — مفسدوں کا سر کاٹتی اور جدا کرتی ہے

وإنى إذا حاوَلْتُ كَلِمًا فصيحةً — فناولَنى ربى أفانينَ منطِقى
اور جب میں نے خدا سے کلمات فصاحت طلب کئے — پس میں اپنے رب سے گونا گوں فصاحت کلام دیا گیا

وأُعطيتُ فى سُبُل الكلام قريحةً — كحوجاءَ[1] مِرقال تزُجُّ وتدبقُ[2]
اور کلام کی راہوں میں ایسی طبیعت دیا گیا ہوں — جو اس اونٹنی لاغر کی طرح ہے جو جلد اور ہر ایک اونٹنی پر مقدم رہتی ہے

[1] سہو کتابت معلوم ہوتا ہے۔ غالباً یہ لفظ عَوجاء ہے۔ سبع معلقات کے دوسرے قصیدہ میں ’’عوجاء مرقالٍ‘‘ استعمال ہوا ہے۔ (ناشر)

[2] یہ بھی سہو کاتب معلوم ہوتا ہے۔ غالباً یہ لفظ ’’تدلق‘‘ ہے۔ (ناشر)

ونزّهها الرحمٰن عن كُلِّ أَبْلَةٍ ... وصُيِّرَ غيری كالحقير الحَبَلَّقِ ﴿۹۱﴾

اور خدا نے ان کلموں کو ہر ایک نقصان سے منزہ کیا ... اور میرا غیر حقیر کوتہ قد کی طرح کیا گیا

علونا ذری قنن الكلام و قولنا ... زلالٌ نميرٌ لا كماءٍ مُرَنَّقِ

ہم کلام کے پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ گئے اور ... اور ہمارا قول آب خوش اور صافی ہے اور میلا کچیلا نہیں

فلو جاء نا بالزمر سَحبانُ وائلٍ ... لفرَّ من الميدان خوفًا كخِرْنِقِ

پس اگر اپنے گروہ کے ساتھ سحبان وائل بھی ہمارے پاس آئے ... ہرآئینہ[1] ڈر کر خرگوش کی طرح میدان سے بھاگ جائے

وفاضت على شفتی من الله رَحْمةٌ ... فقولی ونطقی آيةً للمُحققِ

اور خدا کی طرف سے میرے لبوں پر رحمت جاری کی گئی ہے ... پس میرا قول اور نطق محقق کے لئے ایک نشان ہے

وكلِم كسِمطَی لُؤلُوءٍ قد نظمتُها ... وجمل كأفنان العُذَيْق الأَسْمَقِ

اور کلمے موتیوں کی طرح ہیں جن کو میں نے منظوم کیا ہے ... اور جملے لطیف جو کھجور کی شاخوں کی طرح ہیں وہ کھجور جو بہت لمبی چلی گئی ہے

إذا ما عرضْنا قولنا كالمناضلِ ... كَمَيتٍ سقطتم أو كثوبٍ مُخَرَّقِ

جب ہم نے لڑنے والے کی طرح اپنا سخن پیش کیا ... پس تم مردہ کی طرح یا پھٹے ہوئے کپڑے کی طرح گر گئے

فما كان يوم الجمع إلَّا لذلّكم ... لِيُبدی ربّی شأنَ رجلٍ موفَّقِ

پس جلسہ ہدایت کا دن ایسی غرض سے تھا کہ تمہاری ذلت ظاہر ہو ... اور خدا تعالیٰ توفیق یافتہ انسان کی شان ظاہر کرے

أبادكم الرحمٰن خزيًا وَذِلّة ... وأيدنی فضلًا ففكّرْ وعَمِّقِ

خدا نے تم لوگوں کو ذلت کی مار سے مار دیا ... اور اپنے فضل سے میری تائید کی پس سوچ اور خوب سوچ

ألا رُبَّ خصمٍ كان أَكْوىٰ كمثلكم ... مُصِرًّا على تكفيره غير مُعتقی

خبردار ہو بہت سے دشمن تمہاری طرح سخت لڑنے والے تھے ... تکفیر پر اصرار کرنے والا باز نہ آنے والا

فلما أتاه الرشد مِن واهبِ الهدى ... أتانی وبايَعَنی بقلبٍ مصدِّقِ

پس جبکہ اس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہدایت پہنچی ... میرے پاس آیا اور دل کی تصدیق سے بیعت کی

رأيتُ أولی الأبصار لا ينكروننی ... وينكر شأنی جاهلٌ مُتحزِّقِ

میں نے دانشمندوں کو دیکھا ہے کہ میرا انکار نہیں کرتے ... اور جو جاہل اور بخیل ہو وہ میری شان سے انکار کرتا ہے

لهم أعين لا يبصرون بها فمَنْ ... يُريهم إذا فقدوا عيونَ التأنُّقِ

ان کے واسطے آنکھیں ہیں جن سے وہ نہیں دیکھتے پس ان کو ... کون دکھاوے جب وہ اچھی باتوں کے دیکھنے کی آنکھ نہیں رکھتے

---

[1] ''ہرآئینہ'' سہو کتابت سے زائد لکھا گیا ہے، اس کی بجائے صرف ''تو'' ہونا چاہیئے (ناشر)

﴿۹۲﴾ أَلَا أیها الغالی إلامَ تُفسِّقُ؟
اے غلو کرنے والے تو کب تک گالیاں دے گا
فدونک نُصحی واتّق اللّٰہ وارفُقِ
پس میری نصیحت قبول کر اور خدا سے ڈر اور نرمی کر

وما جئتکم مِن غیر آیٍ وحُجّةٍ
اور میں بغیر نشانوں کے تمہارے پاس نہیں آیا
وقد أشرقتْ آیاتُ ربی وتُشرِقِ
اورمیرے رب کے نشان چمکے ہیں اور بعد اس کے چمکیں گے

فما وقع منها خُذْ کمَنْ یطلب الهدی
پس جو کچھ اس میں سے واقع ہو گیا اس کو طالب ہدایت کی طرح لے لے
وما لم یقَعْ فاترُکْ هواک ورَنِّقِ
اور جو واقع نہیں ہوا اس کے لینے کا منتظر رہ

رأیتُ کثیرا مِن لئامٍ وّ إنّنِی
میں نے بہت لئیم دیکھے مگر میں نے
کمثلک ما آنستُ رَجُلاً زَبعْبَقِ
تیرے جیسا بدخو کوئی نہ دیکھا

تستَّرَ لُبُّک تحتَ کبرٍ وَّنخوةٍ
تیری عقل تکبر اور نخوت کے نیچے چھپ گئی
کلُبٍّ عفا فی بطنِ جوزٍ مُرَصَّقِ
اس مغز اخروٹ کی طرح جو تنگ اور سخت چھلکے والے اخروٹ میں چھپ گیا ہو

أراک کفَدَّانٍ تخاذَلُ رجلُه
میں تجھے اس بیل کی طرح دیکھتا ہوں جو چلنے میں سستی کرتا ہے
فلا بدّ من رجلٍ یسوق ویزعَقِ
پس ایسے آدمی کا ہونا ضروری ہے کہ ہانکے اور بلند آواز سے زجر کرے

ومَا أَنتَ إلّا کالعصَافیر ذلّةً
اور تو کچھ نہیں مگر ایک چڑیا ہے
وتحسب نفسک مِن عَماءٍ کسَوذَقِ
اور نابینائی سے اپنے تئیں ایک شاہین سمجھتا ہے

فتُرجَم یا إبلیس ثم بحَربةٍ
پس اے ابلیس تو سنگسار کیا جائے گا اور پھر ایک حربہ کے ساتھ
تُمزَّقُ تمزیقا کثوبٍ مُشبْرَقِ
پتلے کپڑے کی طرح ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے گا

ورثت لئامًا قد خلوا قبل وقتکم
تو ان لئیموں کا وارث ہو گیا جو تمہارے پہلے گزر گئے
تشابهت الأطوارُ یا أیُّها الشقی
اے شقی تمہارے طور ان سے مشابہ ہو گئے

وساءتْک ما قلنا فعینُک قد عمتْ
اور تجھے ہماری بات بری معلوم ہوئی اور تو اندھا ہو گیا
کمثل خفافیشٍ إذا الشمس تُشرِقِ
ان شپروں کی طرح جو سورج کے چمکنے کے وقت اندھی ہو جاتی ہیں

ومَن لم یکن فی دینهٖ ذا بصیرةٍ
اور جو شخص اپنے دین میں بصیرت نہ رکھتا ہو
یکُنْ أمرُه تکذیبُ أمرٍ محقَّقِ
محققوں کی تکذیب اس کی عادت ہو گئی

قفَوتم أمورًا لم یکن عِلمُها لکم
تم ان امور کے پیرو ہو گئے جن کا تمہیں علم نہ تھا
فإنی عَلَیکم یا عدا الحقّ أُشفِقِ
اور میں اے دشمنانِ حق تمہاری حالت پر ہراساں ہوں

و تُنكِر ما أَبدى المُهَيمنُ عزّتي
اورخدانے جو ہماری عزت ظاہر کی اس سے تو انکار کرتا ہے
وبونٌ بعيد بين شِلْقٍ وقِرُشِنا
اور چھوٹی مچھلی اور ہماری بڑی مچھلی میں بڑا فرق ہے
ونحن بحمد اللّٰه نِلْنا مدارجًا
اور ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے مدارج تک پہنچ گئے
أحاطت بنا الأنوار من كل جانب
ہر ایک طرف سے ہمیں نور محیط ہو گئے ہیں
وينمو من الرحمن حقٌّ مطهَّرٌ
اور خدا کی بات نشو و نما پاتی ہے
وَوَاللّٰهِ إنى مؤمنٌ ومُحِبّهُ
اور بخدا میں مومن اور محبّ خدا ہوں
وتذكُرني كالمفسدين مُحقَّرًا
اور مجھے تحقیر سے تو یاد کرتا ہے
أتفخر يا مسكين مِن قِلّة النهى
اے مسکین کیا کم عقلی کی وجہ سے
وما الفخر إلا بالتقاة وبالهُدى
اور فخر محض پرہیز گاری کے ساتھ ہے
تسبُّ وقد شاهدتَ صِدْقي و آيتي
تو مجھے گالی دیتا ہے اور میرا صدق اور میری شان دیکھ چکا ہے
على رأس مائةٍ بُعث رجلٌ مجدّدٌ
صدی کے سر پر ایک مجدد آیا
أتعزو إلىَّ الافتراءَ خباثةً
کیا میری طرف خباثت سے افترا کی تہمت کرتا ہے

ولا تنتهي بل كالمجانين تَشمَقِ ﴿۹۳﴾
اور باز نہیں آتا بلکہ دیوانوں کی طرح خوش ہوتا ہے
فنبلَعكم كالقرش يا أهلَ عَمْلَقِ
پس ہم تمہیں بڑی مچھلی کی طرح نگل لیں گے اے ظالمو
وصرتم كميتٍ أو كخشْبٍ مُدَهْدَقِ
اورتم مردہ کی طرح ہو گئے یا ٹوٹی ہوئی لکڑی کی طرح
ومِن أفقنا شمسُ المحاسن تُشرقِ
اور ہمارے اُفق سے آفتاب محاسن طلوع کرتا ہے
وما كان مِن غُولٍ فيَفنَى ويُمحَقِ
اور جو شیطان کی طرف سے ہو وہ فنا ہو جاتا ہے اور نقصان پذیر ہو جاتا ہے
أأنت علينا بابَ ذى المجد تُغلِقِ
کیا تو ہم پر خدا تعالیٰ کا دروازہ بند کرتا ہے
تقول فقيرٌ مفلِسٌ بل كمُدْحَقِ
اور کہتا ہے کہ ایک محتاج مفلس بلکہ ایسے آدمی کی طرح ہے جو بالکل بے نصیب ہو
بمالٍ وأولادٍ وجاهٍ ونُسْتُقِ
مال اور اولاد اور مرتبہ اور نوکر چاکروں سے فخر کرتا ہے
ولا مالَ في الدنيا كقلبٍ يتّقي
اور دنیا میں کوئی مال پرہیز گار دل کی طرح نہیں
وإن الفتٰى بعد البصيرة يَعْتَقِي
اور مرد آدمی بصیرت کے بعد بدگوئی سے ٹھہر جاتا ہے
حديث صحيح لا كقولٍ مُلفَّقِ
یہ حدیث صحیح ہے کوئی بناوٹی کا قول نہیں
وقد عصمني ربُّ الورى مِن تخلُّقِ
اور خدا نے مجھے جھوٹ بولنے سے بچایا ہوا ہے

﴿۹۴﴾ نشأتُ أحبُّ الصّدقَ طفلاً ویافِعًا
میں بچپن سے جوانی اور کہولت کے زمانہ تک

وکھلاً ولو مُزّقتُ کلَّ الممزَّقِ
سچائی سے دوستی رکھتا ہوں اگرچہ ٹکڑے ٹکڑے کیا جاؤں

شربنا زُلالاً لا یُکدَّر صفوُہ
ہم نے وہ پانی پیا ہے جس کی صفائی مکدر نہیں ہوتی

وذُقنا شرابا محییًا مِن تذوُّقِ
اور ہم نے وہ شربت پیا ہے جو وقتاً فوقتاً پینے سے زندہ کردیتا ہے

عجبتُ لعقلک یا أسیرَ ضلالۃٍ!
تیری عقل پر اے گرفتار ضلالت تعجب ہے

ترکتَ نمیرَ الماءِ مِن حُبِّ غَلْفَقِ
تو نے اچھا پانی کائی کی خواہش سے ترک کر دیا

أتُبصِر فی عَیْنَیْ مخالفک القَذی
کیا تو اپنے مخالف کی آنکھ میں ایک تنکا دیکھتا ہے

وعینُک مِن جِذْلٍ عتا تتشقّقِ
اور تیری آنکھ ایک موٹی جڑ کے اندر جانے سے پھٹ رہی ہے

تموت بوادٍ ذی حِقافٍ عَقَنْقَلٍ
تو ایک ریتلے اور تہ بتہ ریت کے جنگل میں مرتا ہے

وتکرہ روضًا مِن عُذَیْقٍ مُلبَّقٍ
اور کھجوروں کے باغ سے پرہیز کرتا ہے

تجلّی الھُدی والشمسُ نضّتْ نقابَھا
ظاہر ہو گئی ہدایت اور سورج نے برقع اتار ڈالا

وأنت کخفّاش الدُّجی تتأبَّقِ
اور تو خفاش کی طرح چھپتا ہے

وسمّیتَنی أشقی الرّجال تعصّبًا
اور میرا نام تو نے اشقی الرجال رکھا ہے

فتعلَم إنْ مِتنا غدًا أیُّنا الشّقی
پس مرنے کے بعد تجھے معلوم ہوگا کہ ہم دونوں میں سے کون شقی ہے

ولا یستوی المرءُ انِ ھذا محقِّقٌ
اور ایسے دو آدمی برابر نہیں ہو سکتے کہ ایک ان میں سے محقق ہے

وآخر یتبَع کلَّ قولٍ مُلفَّقِ
اور دوسرا ہر ایک رطب و یابس کی پیروی کرتا ہے

أری رأسک المنحوس قَفْرًا من النھی
میں تیرے منحوس سر کو عقل سے خالی دیکھتا ہوں

وقلبًا کمَوماۃٍ ونفسًا کسَلْمَقِ
اور تیرے دل کو بے آب ودانہ جنگل کی طرح اور تیرے نفس کو بنجر زمین کی طرح

متی ضلَّ عقلُ المَرْءِ ضلّت حواسُہُ
جب انسان کی عقل گمراہ ہو جاتی ہے تو ساتھ ہی حواس بھی گمراہ ہو جاتے ہیں

فلا یُؤنِس الوَحْلَ المُزِلَّ ویزْمقِ
پس وہ پھسلانے والے کیچڑ کو نہیں دیکھتا اور پھسل جاتا ہے

کذلک متّمْ مِن عنادٍ وّ نقمۃٍ
اسی طرح تم عناد اور کینہ سے مر گئے

فأنّٰی لکم تأییدُ رَبٍّ مُوفِّقِ
پس خدا کی تائید تمہیں کہاں ہے

أفی الکفر أمثالٌ جفاءً وّغلظۃً
کیا کافروں میں ظلم اور درشتی میں تمہارا کوئی نمونہ پایا جاتا ہے

لکم أیھا الرامون رَمْیَ التخلّقِ
اے وے لوگو جو محض دروغگوئی سے گالیاں دے رہے ہو

أهذا هو التقوى الذي في جموعكم	أتلك الأمور ومثلها شأنُ متّقى ﴿۹۵﴾
کیا یہی تمہاری جماعتوں کا تقویٰ ہے	کیا یہ امور اور ان کی مانند متقی کی شان کے لائق ہیں
وَقُلتُ لكم توبوا وكُفُّوا لسانَكم	فما كان فيكم مَن يتوب ويتّقى
اور میں نے تمہیں کہا کہ توبہ کرو اور زبان کو بند رکھو	پس تم میں کوئی بھی ایسا نہ تھا کہ توبہ اور تقویٰ اختیار کرتا
ولِلّٰهِ آياتٌ لتأييد أمرنا	وإنا كتبنا بعضها للمُحقّقِ
اور خدا نے ہمارے امر کی تائید میں کئی نشان ظاہر کئے ہیں	اور بعض کو ہم نے محققوں کے لئے لکھ دیا
علٰى قلبِ أهلِ اللّٰه نزلتْ سَكينةٌ	وقلبك يا مفتونُ يَعوِى وينهَقِ
اہل اللہ کے دل پر سکینت نازل ہو گئی	اور تیرا دل اے فتنہ میں پڑے ہوئے گدھے کی طرح آواز کر رہا ہے
أيا لاعِنِى إن السعادة فى التُّقَى	فخَفْ قهرَ ربٍّ حافظِ الحقّ وَاتّقِ
اے میرے لعنت کرنے والے سعادت نیک بختی میں ہے	پس خود نگہدارندۂ حق سے ڈر اور تقویٰ اختیار کر
إذا كُتِبَ أنّ الموت لا بد تُدرِكُ	فموت الفتى خير له مِن تَخلُّقِ
جب لکھا گیا کہ موت ضرور ہے	پس مرد کا مرنا جھوٹ بولنے سے بہتر ہے
ولا يفلح الإنسان إلّا بصدقهِ	وكل كَذُوبٍ لا محالةَ يُوبَقِ
اور انسان محض صدق سے نجات پاتا ہے	اور ہر ایک دروغگو آخر ہلاک ہوتا ہے
وما انفتحتْ شدقاك بالسبّ والهجا	وتكذيبِ أهل الحق إلّا لِتُمْلَقِ
اور تو نے گالیوں کے ساتھ اس لئے منہ کھولا ہے	اور اس لئے تکذیب کرتا ہے کہ تا محو کیا جائے
وإنّ سِقامَ الجسم ملتمَسُ الشفا	وليس دواء فى الدكاكين للشقى
اور جسم کی بیماری قابل شفا ہے	مگر شقاوت کی کسی دوکان میں دوا نہیں
وَوَاللّٰهِ لو لا حَربتى لم تكدْ ترىٰ	نَهِيكًا تَحُطُّ ضلالةً حين تَسْمُقِ
اور بخدا اگر میرا حربہ نہ ہوتا	تو تو کوئی ایسا بہادر نہ پاتا کہ گمراہی کو بند ہونے سے روکتا
وإنى كتبتُ قصيدتى هٰذه لكم	فمِن حَيِّكم مَن كان حيًّا ليَنْمُقِ
اور میں نے یہ قصیدہ تمہارے مقابلہ کیلئے لکھا ہے	پس تمہارے گروہ میں سے جو زندہ ہے وہ بھی لکھے
كَبُكْمٍ أراكم أو كأَحْمِرَةِ الفلا	غدًا طَلُقُ ألسُنِكم كزوجٍ تُطلَّقِ
میں گونگوں کی طرح تمہیں دیکھتا ہوں یا جنگل کے گدھوں کی طرح	اور تمہاری زبان کی روانی ایسی کھوئی گئی جیسا کہ عورت کو طلاق دی جاتی ہے

﴿۹۶﴾ أتحسبُ أن القول قولُ الأجانبِ
کیا تو گمان کرتا ہے کہ یہ قول غیروں کا قول ہے
وقد صُبَّ مِن عینی کماءٍ مُدَغْفِقِ
حالانکہ یہ میرے چشمہ سے پانی ٹپکنے والے کی طرح گرایا گیا ہے

فما هی إلَّا کلمةٌ قیل مثلها
پس یہ تو ایسا کلمہ ہے کہ پہلے ایسا کہا گیا ہے
فقالوا أعانَ علیه قومٌ کمُشْفِقِ
اور لوگوں نے کہا کہ اس کی دوسروں نے مدد کی ہے

ففکِّرْ أتَعلمُ مُنشئًا لی کتَمْتُه
پس فکر کر کیا ایسا منشی تجھے معلوم ہے جو میں نے چھپا رکھا ہے
فیملوا[1] القصائد لی بحِجْرِ التأبُّقِ
پس وہ میرے لیے پوشیدہ بیٹھ کر قصیدہ لکھتا ہے

أتنحَتُ کذبًا لیس عندک شاهدٌ
کیا تو ایسا جھوٹ تراشتا ہے کہ اس پر تیرے پاس کوئی گواہ نہیں
علیه وتنبَح کالکلاب وتَزْعَقِ
اور کتوں کی طرح بھونکتا اور فریاد کرتا ہے

رضیتَ بحکّاکاتِ إبلیس شقوةً
شیطانی وساوس کے ساتھ تو راضی ہو گیا
وآثرتَ سبل الغیّ یا أیّها الشّقی
اور گمراہی کی راہیں اے شقی تو نے اختیار کیں

أتنکر آیاتی وقد شاهدتَها
کیا تو دیدہ و دانستہ میرے نشانوں سے اعراض کرتا ہے
أتُعرِض عن حق مبین مُزَوَّقِ
کیا تو کھلے کھلے اور آراستہ حق سے انکار کرتا ہے

وقد مات "آتم" عمُّک المتنصّرُ
اور آتھم تیرا چچا نصرانی مر گیا
وقد حُقَّ أن تُمحَی لُحاکُم وتُحلَقِ
اور واجب ہوا کہ تمہاری داڑھیاں نابود کی جائیں اور منڈائی جائیں

رأیتم جوازیکم من اللّٰه ربّنا
لوتم نے خدا تعالیٰ کی طرف سے اپنی سزائیں دیکھ لیں
ومُتّمْ کموت المفسد المتخلِّقِ
اور تم اس طرح مر گئے جس طرح مفسد اور دروغگو مرتا ہے

وقد قطع ربّی آنفَ الجمع کلّهم
اور میرے خدا نے تمام مخالفوں کی ناک کاٹ دی
وأخزی العِدا وأبادَ کلاً بمأزِقِ
اور دشمن کو رسوا کیا اور سب کو میدان میں ہلاک کر دیا

تکنَّفَ قلبَک صَداُ ظلماتِ الشقا
تیرے دل پر انکار شقاوت محیط ہو گیا ہے
فما إنْ أَرَی فیک الهدایةَ تُشرِقِ
پس میں نہیں دیکھتا کہ ہدایت تجھ میں چمکے

وقد ضاع ما عُلِّمتَ إن کنتَ عالمًا
اگر تو عالم تھا تو تیرا سب علم برباد ہو گیا
کزُبُرٍ إذا حُمِلتْ علی ظهرِ زِهْلِقِ
ان کتابوں کی طرح جبکہ گدھے پر لادی جائیں

أراک ومَن ضاهاک رَبْرَبَ جهلةٍ
میں تجھے اور تیرے امثال کو جاہلوں کا ریوڑ دیکھتا ہوں
تلا بعضُکم بعضا کأحمقَ أنْزَقِ
بعض بعض کے پیچھے لگے جیسے نادان شتاب کار

[1] یبدو انه سهو والصحیح "فیملی" واللّٰه اعلم بالصواب

﴾۹۷﴿

رأیتّم عواقبکم بترک سفینتی
تم نے میرے سفینہ کے ترک سے اپنا انجام دیکھ لیا
وضاعتُ خلایاکم ومُتّم کمُغرَقِ
اورتمہاری بڑی بڑی کشتیاں تباہ ہوگئیں اورتم غرق شدہ انسان کی طرح مر گئے

وعندی عیونٌ جاریات من الهُدی
اور میرے پاس ہدایت کے چشمے جاری ہیں
هنیئًا لرجلٍ قد دناها لیستقی
اس آدمی کو وہ چشمے گوارا ہوں کہ ان سے نزدیک ہوا تا پانی پیئے

وأُعطیتُ علمًا یملأ العین قُرّةً
اور میں خداتعالیٰ کی طرف سے علم دیا گیا ہوں جو آنکھ کو ٹھنڈا کرتا ہے
ونورًا علی وجه المخالف یَبْزُقِ
اور نور دیا گیا ہوں جو مخالف کے منہ پر تھوکتا ہے

وإنی أری العادین فی تیهة الشقا
اور میں ظالموں کو شقاوت کے جنگل میں دیکھتا ہوں
ومن جاءنی صدقًا فقد دخل جوسَقِی
اور جو صدق کے ساتھ میرے پاس آیا وہ میرے قلعہ میں داخل ہوگیا

ولو کنتُ دجّالًا کذوبا لضرّنی
اور اگر میں دجال اور دروغگو ہوتا تو مجھے اس شخص کی
عداوۃُ مَن یّدعو علیَّ لِأُوبَقِ
عداوت ضرر پہنچاتی جو مجھ پر میرے ہلاک ہونے کے لئے بددعا کرتا تھا

دعَوا ثم سبُّوا ثم کادُوا فخُیّبوا
انہوں نے بددعائیں کیں پھر گالیاں دیں پھر مکر کیا پھر نا اُمید ہو گئے
لِما حفظتْنی عینُ ربٍّ مُرَمِّقِ
کیونکہ خداتعالیٰ کی آنکھ نے مجھے بچالیا وہ خدا جو ہمیشہ اپنی نظر میں رکھتا ہے

ینازع أقوامٌ ویشتدّ حَربُهم
قومیں جھگڑتی ہیں اور ان کی لڑائی سخت ہوتی ہے
فیُعلِی المهیمن کلَّ مَن کان أصدَقِ
پھر خداتعالیٰ اس شخص کا غلبہ ظاہر کرتا ہے جو اس کے نزدیک صادق ہوتا ہے

فلیتَ عقولَ الزمر قبلَ افتضاحها
پس کاش کہ مخالف جماعتوں کی عقلیں ان کی رسوائی سے پہلے
یَصِلْنَ إلی حقٍّ مبین مُحقَّقِ
کھلے کھلے حق کو پا لیں

وما أنا إلا منذرٌ عند فتنةٍ
اور میں فتنہ کے وقت ایک منذر ہو کر آیا ہوں
وقد جئتُ مِن ربّی کراعٍ مُعَفِّقِ
اور میں اپنی رب کی طرف سے ایسا چرواہا ہوں جو بکریوں پراگندہ کو اپنی طرف لاتا ہے

ولی قِربة شدُّوا علیَّ عِصامَها
اور میری ایک مشک ہے جس کا بند میرے پر مضبوط کیا گیا ہے
لأُروِیَ أقواما بماءٍ أغدَقِ
تا کہ میں قوموں کو بہت سے پانی سے سیراب کروں

فمَن یأتِنی صدقًا کعطشانَ ساعیًا
پس جو شخص صدق کے ساتھ پیاسے کی طرح دوڑتا ہوا میرے پاس آئیگا
یَجِدْ کاهلی هذا ذَلولًا لمُستقِی
میرے اس موہنڈے کو پانی کے طلب کرنیوالے کیلئے جھکا ہوا پائیگا

فقُم شاهدًا لِلّٰهِ إن کنتَ خاشعًا
پس اگر تو خدا کے لئے خشوع رکھتا ہے تو لِلّٰہ گواہی کے لئے کھڑا ہوجا
وأکرَمُ ناسٍ عنده فاتِکٌ تقِی
اور خدا کے نزدیک بزرگ آدمی وہی ہے جو دلیر اور نیک بخت ہے

﴿۹۸﴾ وقد کنتُ لِلّٰہِ الّذی کانَ مَلْجَائِیْ
اور میں اس خدا کے لئے ہو گیا جو میرے پناہ ہے
وذٰلک سرٌّ بین روحی ومُزعِقی
اور یہ بھید ہے مجھ میں اور میری فریادگاہ میں

رأیتُ وجوھًا ثم آثرتُ وَجْھَہٗ
میں نے کئی منہ دیکھے پس اس کا منہ اختیار کر لیا
فواھًا لہ ولوجھہ المتألّقِ
پس کیا اچھا وہ ہے اور کیا اچھا ہے اس کا منہ چمکنے والا

أُحِبُّ بروحی فالِقَ الحبِّ والنوی
میں اپنی جان کے ساتھ اس کو دوست رکھتا ہوں جو دانہ اس کے جرم سے علیحدہ کرنے والا ہے
وإنی لَأَوّلُ مَن نَوَی کلَّ مُلْزَقِ
اور میں وہ پہلا شخص ہوں جس نے ہر ایک پیوستہ کو پھینک دیا ہے

ولِلّٰہِ أسرار بعاشق وجھہ
اور خدا کو اس کے عاشق کے ساتھ بھید ہیں
فسَلْ مَن یشاھد بعضَ ھذا التعلّقِ
پس اس شخص سے پوچھ جو اس تعلق کو دیکھنے والا ہے

لِحِبّی خواصٌّ فِی الوصَالِ وفُرقةٍ
میرے دوست کے لئے وصال اور جدائی میں خواص ہیں
ففی القُرب یحیینی وفی البُعْد یُوبِقِ
پس وہ قرب میں زندہ کرتا ہے اور دوری میں ہلاک کرتا ہے

وأُعطیتُ مِن حِبّی قمیصَ خلافةٍ
اور میں اپنے پیارے کی طرف سے قمیص خلافت دیا گیا ہوں
قمیصَ رسول اللّٰہ أبیضَ أَمْھَقِ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قمیص جو بہت سفید ہے

وأُعطیتُ عَلَمَ الفتح عَلَمَ محمّدٍ
اور میں فتح کا جھنڈا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا ہے دیا گیا ہوں
وأُعْطِیتُ سیفًا جَذَّ أصلَ التَّخلُّقِ
اور میں وہ تلوار دیا گیا ہوں جس نے جڑ دروغگوئی کی کاٹ دی

فتلک علاماتٌ علٰی صدق دعوتی
پس میرے صدق دعویٰ پر یہ علامتیں ہیں
فإن کنتَ تطلبھا ففَتِّشْ وعَمِّقِ
پس اگر تو ان علامتوں کو طلب کرتا ہے پس تفتیش کر اور سوچ

وإنّ صراطی مثل جِسْرٍ علی اللظی
اور میری راہ دوزخ پر پُل ہے
حفافاہ نارٌ فأْتِنی أیّھا التّقی
اور دونوں کنارے اس کے آگ ہے پس اے پرہیزگار میرے پاس آ جا

إذا ما تحامَتْنی الأراذلُ کلھم
اور جب تمام رزیلوں نے مجھے چھوڑ دیا
فأیقنتُ أن شریفَ قومی سیلتقی
پس میں نے یقین کیا کہ جو میری قوم کا شریف ہے وہ ضرور مجھ سے ملے گا

أری اللہَ یُخزی الفاسقین ویصطفی
میں دیکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ فاسقوں کو رسوا کرے گا اور اپنے
عبادًا لہٗ قُتِلوا بسَیْفِ التعشُّقِ
بندوں کو جو عشق کی تلوار سے قتل کئے گئے چن لے گا

ویأتی زمانٌ إنّ ربّی بفَضْلِہٖ
اور وہ زمانہ آتا ہے کہ میرا رب اپنے فضل سے
یَجُذُّ رؤوس المُفْسدین ویفرُقِ
مفسدوں کے سر کاٹے گا اور جدا کرے گا

﴿۹۹﴾

وقد صُقِلَتْ كَلِمی كمثلِ سَجَنْجَلِ
اور میرے کلمے آئینہ کی طرح صاف کئے گئے ہیں
فترنو إليها مُقلةُ المتأنِّقِ
پس تعجب کرنیوالے کی نظر اس کو ٹکٹکی لگا کر دیکھتی ہے

أری غِيدَ أسرارٍ نَضَضْنَ لِرَمْقِنا
میں دیکھتا ہوں کہ نرم اندام عورتیں اسرار کی ہمارے لئے ننگی ہوگئیں
ومِن غيرنا باعَدْنَ كالمتأبِّقِ
اور غیروں سے وہ چھپنے والیوں کی طرح دور ہوگئیں

إذا ما خرَجنَ من الغَبيط بزينة
اور جبکہ وہ ہودہ سے زینت کے ساتھ نکلیں
فأصبی رَشاقتُهنّ قلبَ مُرَمِّقِ
پس ان کا حسن اندام دیکھنے والوں کا دل لے گیا

إذا ما تجلّٰی حسنُهن بنوره
اور جب ان کا حسن اپنے نور کے ساتھ چمکا
فرحَلتْ كجاليةٍ ظلامٌ يَغسِقِ
پس اندھیرا یوں چلا گیا جیسا کہ وہ لوگ جو اپنے گھروں سے آوارہ پھرتے ہیں

وقَلَّ مِن الأَخْدانِ مَن كان حُسنُه
اور معشوقوں میں سے بہت کم ہوگا جس کا حسن ہمارے
كحسنِ عذارانا وخدٍّ أبرَقِ
ان باکرہ مضامین کی طرح ہوگا اور رخسار روشن ہوں گے

فجُعِلَتْ به ذاتُ الكسور لنا السُّوَی
پس ہمارے لئے ان کے ساتھ نشیب وفراز کی راہ سیدھی کی گئی
وآنستُ وَهْدَ الجائرين كصَمْلَقِ
اور میں نے ظلم کرنیوالوں کے گڑھوں کے برابر زمین کی طرح دیکھا

وليس كشرح الصدر للمرء نِعْمَةٌ
اور انسان کے لئے شرح صدر جیسی اور کوئی نعمت نہیں
ومِن أردءِ الأوقاتِ وقتُ التأزُّقِ
اور سب وقتوں سے زیادہ ردی وقت تنگدلی کا وقت ہے

ونفسٌ كمَوماةِ السباع مُبيدةٌ
اور بہت ایسے نفس ہیں کہ جنگل کے درندوں کی طرح ہلاک کرنیوالے
بها الذئب يعوی كالأسير المخَنَّقِ
انمیں بھیڑیا چیخیں مارتا ہے جیسا کہ قیدی جس کا گلا گھونٹا گیا ہو

فما خفتُ صولتَهم وحقَّرتُ أمرَهم
پس میں ان کے حملہ سے نہیں ڈرا اور ان کے کاروبار کو حقیر جانا
بما صانني ربّی بعين التومُّقِ
کیونکہ خدا نے مجھے اپنی محبت کی آنکھ سے بچا لیا

وكائِنْ تریٰ مِن مفسدٍ هو صائلٌ
اور بہت مفسد تو دیکھے گا کہ وہ مجھ پر حملہ کرنیوالے ہیں
عليّ فيدفعه الحفيظ ويَغْفِقِ
پس خدا ایسے دشمن کو دفع کرتا اور اس کو تازیانہ مارتا ہے

تجلّتْ من الرحمٰن أنوارُ حجّتی
خدا کی طرف سے میرے حجت کے نور ظاہر ہوگئے ہیں
فما الخوف إن تُعرِضْ وإنْ تتعزَّقِ
پس کچھ خوف کی جگہ نہیں اگر تو کنارہ کرے یا بخل کرے

سينصرني ربی ويُعلِی عمارتی
عنقریب خدا مجھے مدد دیگا اور میری عمارت کو بلند کرے گا
فهُدُّوا ورُضُّوا مِن أكُفٍّ وأسْوُقِ
پس اگر ممکن ہے تو اس عمارت کو ہتھیلیوں اور پنڈلیوں سے مسمار کردو

﴿۱۰۰﴾ تبـصَّـرُ خصيمـی هـل تـری مِن علامةٍ | بهـا يُعرَف الكذّابُ عند المحقِّقِ

اے میرے دشمن خوب دیکھ کیا تو کوئی علامت پاتا ہے | جس سے جھوٹا پہچانا جاتا ہے

إذا مـا نقول هلُمَّ لا تنبری لـنا | وفی بيتک المنحوس تهذی وترتقی

جب کہیں آ تو ہمارے مقابل پر آتا نہیں | اور اپنے منحوس گھر میں لکھتا اور اوپر چڑھتا ہے

دعوتَ فأكثرتَ الدعاء لنَكْبَتی | فوالـلهِ زِدْنا بعده فی التفَنُّقِ

تو نے بددعا کی اور میرے ادبار کیلئے بہت بددعا کی | پس بخدا ہم بعد اس کے تنعم میں زیادہ ہوئے

عـرَضْنا عليكم رحمةً أمرَ ربِّنا | فلم تحفِلوا كِبـرًا وقد كنتُ أُشْفِقِ

ہم نے مہربانی سے اپنے رب کا امر تمہارے پیش کیا | پس تم نے کچھ پرواہ نہ کی اور میں ڈرتا تھا

وقلتُ لكم توبوا ولا تتركوا الحيا | فـزدتم عنادا واعتديتم كأفسَقِ

اور میں نے کہا کہ توبہ کرو اور حیا کو مت چھوڑو | پس تم عناد کی رو سے بڑھ گئے اور حد سے زیادہ گذر گئے جیسا کہ فاسق ہوتے ہیں

وإنی حبَستُ النفسَ عند فضولِكم | صَبـورًا عـلى سبٍّ وشتمٍ مُحرِّقِ

اور میں نے تمہاری بکواس کے وقت اپنے تئیں روکا | اور تمہاری گالیوں پر صبر کیا

ووالـلّٰـه لا يُخزَى الصدوقُ بقولكم | أيُرهِقُ قتَرٌ وجهَ مَن كانَ أصْدَقِ

اور بخدا صادق تمہارے بات کے ساتھ رسوا نہیں کیا جائیگا | کیا صادق کے منہ پر غبار آسکتی ہے

فتوبوا إلى الربّ الورىٰ[۱] واستغفروا | ولا تشتروا بالحق عيشًا مُرَمَّقِ

پس خدا کی طرف توبہ کرو اور گناہ کی معافی چاہو | اور تھوڑے عیش کے لئے حق کو مت چھوڑو

خَاتمة الكتاب

إنّ كتابی هٰذا آخر الوصَايا للعُلَماء ، الذين تَصدَّوا للتكذيب والاستهزاء يا حسرة عليهم وعلىٰ ما أروا من حالةٍ ! إنّهم فتحوا على الناس أبواب ضلالةٍ، فی زمنٍ تطايرت فيه الفتن كشُعلةٍ جَوّالةٍ، والناس كانوا تائهين فی مَوماةٍ بَطالةٍ، فألقاهم العلماء فی وهدٍ مُغتالةٍ، وجمعوا لهم قذائفَ جهالةٍ، ثم أوقدوا قذائفهم بقَبسٍ وذُبالةٍ، وصاروا لهم كضِغثٍ علىٰ إِبّالةٍ، واختارُوا مَدرَج اليهود، وسلكوا مَسلکَ الغیّ والعنود، وما كانوا مُنتَهِين.

[۱] ’’الربّ الوریٰ‘‘ سہو کتابت معلوم ہوتا ہے۔ درست ’’رَبِّ الوریٰ‘‘ ہے واللّٰہ اعلم (ناشر)

فغلّظتُ عليهم بعد ما أَكدَى الاستعطافُ، ولم ينفع التملّق والائتلاف، ولم أر فيهم أهل قلبٍ صافٍ، ولا فتًى مُصافٍ . وإنهم رغبوا من العِلم فى المَشُوف المُعْلَم، ومن الدَّر فى الدرهم، وتركوا طوائفَ أسرارٍ فاقت فى السَّناعة، كرجُلٍ يتخطّى رقابَ نُخب الجماعة، أو كائرةٍ[۱] تتحرّى طرق الشناعة، وكانوا يعرفون شأنى ومقامى، ورأوا آياتى وسمعوا كلامى . وإنى أكثرتُ لهم وصيّتى حتى قيل إِنّى مِكثارٌ، وما عُفتُ أن يسبّنى أشرارٌ، فما نفعهم كلامى ومقالى، وما انتفعوا بتفصيلى وإجمالى، وكان هٰذا أعظمَ المصائب على الإسلام، لو لا رحمة الله ذو الجلال والإكرام . فالحمد للّٰه على مَا رحم وأرسل عبده بالآيات، وأنزل من البيّنات المفحِمات، وقَطَعَ دابر المفسدين . إنّه أَحْسَن إلى الخَلْق وأتمّ حُجّتى، وأظهر لهم اٰيتى، وأعلا لهم رايتى، وأماط جلباب الشبهات، وما بقى إلا جَهام التعصّبات . وأبدَى فى تأييدى أنواع العُجاب، ونجّى أولى الألباب من حُجُبِ الارتياب . وحان أن أطوى البيان وأقصّ جناح القصّة، وأُعرِض عن قوم لا يبالون الحق بعد إتمام الحجّة، فاعلموا أننى الآن أصرف وجهى عن كلّ من أهان، من الظالمين المتجاهلين، وأُبعِدُ نفسى من المنكرين الخائنين، وأعاهد الله أن لا أخاطبهم من بعد وأحسبهم كالميّتين المدفونين، ولا أكلّم المكفّرين المكذّبين، ولا أسُبّ السابّين المعتدين، ولا أضيّع وقتى لقومٍ مُسْرفين، إلّا الذين تابوا وأصلحوا وجاء ونى مسترشدين، ودقُّوا باب طلب الهداية، واستفسروا لثلجِ القلب لا كأهل الغواية، واٰمنوا مع المؤمنين . ﴿۱۰۱﴾

وهٰذا اٰخر ما كتبنا فى هٰذا الباب، وندعو اللّٰه أن يفتح لعباده سبل الصدق والصّواب، والحمد لله فى المبدأ والمآب . وعليه توكّلنا، وإليه أنبنا، وإياه نستعين .

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ، آمين.

تمّت

الرَّاقم ميرزا غُلام أَحمد القاديانى ٢٦/مئى سنة ١٨٩٧ء

[۱] غالبًا یہ ”کَامْرَءَ ةٍ“ ہے واللہ اعلم بالصواب (ناشر)

الہدیۃ المبارکہ

یعنی کتاب

تحفۂ قیصریہ

بمقام قادیان

مطبع ضیاء الاسلام میں چھپا

۲۵ مئی ۱۸۹۷ء

﴿۱﴾

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

یہ عریضۂ مبارکبادی

اس شخص کی طرف سے ہے جو یسوع مسیح کے نام پر طرح طرح کی بدعتوں سے دنیا کو چھڑانے کیلئے آیا ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ امن اور نرمی کے ساتھ دنیا میں سچائی قائم کرے اور لوگوں کو اپنے پیدا کنندہ سے سچی محبت اور بندگی کا طریق سکھائے۔ اور اپنے بادشاہ ملکہ معظّمہ سے جس کی وہ رعایا ہیں سچی اطاعت کا طریق سمجھائے۔ اور بنی نوع میں باہمی سچّی ہمدردی کرنے کا سبق دیوے۔ اور نفسانی کینوں اور جوشوں کو درمیان سے اٹھائے اور ایک پاک صلح کاری کو خدا کے نیک نیّت بندوں میں قائم کرے جس کی نفاق سے ملونی نہ ہو اور یہ نوشتہ ایک ہدیہ شکرگذاری ہے کہ جو عالی جناب **قیصرہ ہند ملکہ معظّمہ والی انگلستان و ہند** دام اقبالہا بالقابہا کے حضور میں بتقریب جلسہ **جوبلی شصت سالہ** بطور مبارکباد پیش کیا گیا ہے۔

مبارک! مبارک!! مبارک!!!

﴿۲﴾ اس خدا کا شکر ہے جس نے آج ہمیں یہ عظیم الشان خوشی کا دن دکھلایا کہ ہم نے اپنی ملکہ معظّمہ قیصرہ ہند و انگلستان کی شصت سالہ جوبلی کو دیکھا۔ جس قدر اس دن کے آنے سے مسرت ہوئی کون اس کو اندازہ کر سکتا ہے؟ ہماری محسنہ قیصرہ مبارکہ کو ہماری طرف سے خوشی اور شکر سے بھری ہوئی مبارکباد پہنچے۔ خدا ملکہ معظّمہ کو ہمیشہ خوشی سے رکھے!

وہ خدا جو زمین کو بنانے والا اور آسمانوں کو اونچا کرنے والا اور چمکتے ہوئے سورج اور چاند کو ہمارے لئے کام میں لگانے والا ہے۔ اس کی جناب میں ہم دعا کرتے ہیں کہ وہ ہماری ملکہ معظّمہ قیصرہ ہند کو جو اپنی رعایا کی مختلف اقوام کو کنارِ عاطفت میں لئے ہوئے ہے جس کے ایک وجود سے کروڑہا انسانوں کو آرام پہنچ رہا ہے تا دیرگاہ سلامت رکھے اور ایسا ہو کہ جلسۂ جوبلی کی تقریب پر (جس کی خوشی سے کروڑہا دل برٹش انڈیا اور انگلستان کے جوشِ نشاط میں ان پھولوں کی طرح حرکت کر رہے ہیں جو نسیم صبا کی ٹھنڈی ہوا سے شگفتہ ہو کر پرندوں کی طرح اپنے پروں کو ہلاتے ہیں) جس زور شور سے زمین مبارکبادی کیلئے اچھل رہی ہے ایسا ہی آسمان بھی اپنے آفتاب و ماہتاب اور تمام ستاروں کے ساتھ مبارکبادیاں دیوے! اور عنایت صمدی ایسا کرے کہ جیسا کہ ہماری عالی شان محسنہ ملکہ معظّمہ والی ہند و انگلستان اپنی رعایا کے تمام بوڑھوں اور بچوں کے دلوں میں ہر دلعزیز ہے ویسا ہی آسمانی فرشتوں کے دلوں میں بھی ہر دلعزیز ہو جائے۔ وہ قادر جس نے بیشمار دنیوی برکتیں اسکو عطا کیں دینی برکتوں سے بھی اسے مالا مال کرے۔ وہ رحیم جس نے اس جہان میں اسکو خوش رکھا اگلے جہان میں بھی خوشی کے سامان اس کیلئے عطا کرے۔ خدا کے کاموں سے کیا بعید ہے کہ ایسا مبارک وجود جس سے کروڑہا بلکہ بے شمار نیکی کے کام ہوئے اور ہو رہے ہیں اس کے ہاتھ سے یہ آخری نیکی بھی ہو جائے

کہ انگلستان کو رحم اور امن کے ساتھ انسان پرستی سے پاک کر دیا جائے تا فرشتوں کی ﴿۳﴾
روحیں بھی بول اٹھیں کہ اے موحّدہ صدیقہ تجھے آسمان سے بھی مبارکباد جیسا کہ زمین
سے!!

یہ دعا گو کہ جو دنیا میں عیسیٰ مسیح کے نام سے آیا ہے اسی طرح وجود ملکہ معظّمہ قیصرہ ہند
اور اس کے زمانہ سے فخر کرتا ہے جیسا کہ سیّد الکونین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے
نوشیروان عادل کے زمانہ سے فخر کیا تھا۔ سو اگرچہ جلسۂ جوبلی کی مبارک تقریب پر ہر ایک
شخص پر واجب ہے کہ ملکہ معظّمہ کے احسانات کو یاد کر کے مخلصانہ دعاؤں کے ساتھ
مبارکباد دے اور حضور قیصرہ ہند و انگلستان میں شکرگذاری کا ہدیہ گذرانے۔ مگر میں دیکھتا
ہوں کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے۔ میرے لئے خدا نے پسند کیا کہ میں آسمانی
کارروائی کیلئے ملکہ معظّمہ کی پُرامن حکومت کی پناہ لوں۔ سو خدا نے مجھے ایسے وقت میں اور
ایسے ملک میں مامور کیا جس جگہ انسانوں کی آبرو اور مال اور جان کی حفاظت کیلئے حضرت
قیصرہ مبارکہ کا عہد سلطنت ایک فولادی قلعہ کی تاثیر رکھتا ہے۔ جس امن کے ساتھ میں نے
اس ملک میں بودوباش کر کے سچائی کو پھیلایا اس کا شکر کرنا میرے پر سب سے زیادہ
واجب ہے۔ اور اگرچہ میں نے اس شکرگزاری کیلئے بہت سی کتابیں اردو اور عربی اور
فارسی میں تالیف کر کے اور ان میں جناب ملکہ معظّمہ کے تمام احسانات کو جو برٹش انڈیا کے
مسلمانوں کے شامل حال ہیں اسلامی دنیا میں پھیلائی ہیں اور ہر ایک مسلمان کو سچی
اطاعت اور فرمانبرداری کی ترغیب دی ہے۔ لیکن میرے لئے ضروری تھا کہ یہ تمام کارنامہ اپنا
جناب ملکہ معظّمہ کے حضور میں بھی پہنچاؤں۔ سو اسی بناء پر آج مجھے جناب ملکہ معظّمہ قیصرہ ہند
کی جوبلی کے مبارک موقعہ پر جو سچی وفادار رعایا کیلئے بیشمار شکر اور خوشی کا محل ہے اس

﴿۴﴾ دلی مدعا کے پورا کرنے کیلئے جرأت ہوئی ہے۔

میں اس بات کو ظاہر کرنا بھی اپنی روشناسی کرانے کی غرض سے ضروری دیکھتا ہوں کہ میں حضرت ملکہ معظّمہ کی رعایا میں سے پنجاب کے ایک معزز خاندان میں سے ایک شخص ہوں جو **میرزا غلام احمد قادیانی** کے نام سے مشہور ہوں۔ میرے والد کا نام میرزا غلام مرتضٰی اور ان کے والد کا نام میرزا عطا محمد اور ان کے والد کا نام میرزا گل محمد تھا۔ یہ آخر الذکر اس زمانہ سے پہلے والیان ملک میں سے تھے۔ مجھے خدا نے جیسا کہ آگے بیان ہوگا اپنی خدمت میں لے لیا اور جیسا کہ وہ اپنے بندوں سے قدیم سے کلام کرتا آیا ہے مجھے بھی اس نے اپنے مکالمہ اور مخاطبہ کا شرف بخشا۔ اور مجھے اس نے نہایت پاک اصولوں پر جو نوع انسان کیلئے مفید ہیں قائم کیا۔ چنانچہ منجملہ ان اصولوں کے جن پر مجھے قائم کیا گیا ہے ایک یہ ہے کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے کہ دنیا میں جس قدر نبیوں کی معرفت مذہب پھیل گئے ہیں اور استحکام پکڑ گئے ہیں اور ایک حصۂ دنیا پر محیط ہو گئے ہیں اور ایک عمر پا گئے ہیں اور ایک زمانہ ان پر گذر گیا ہے ان میں سے کوئی مذہب بھی اپنی اصلیت کے رو سے جھوٹا نہیں اور نہ ان نبیوں میں سے کوئی نبی جھوٹا ہے۔ کیونکہ خدا کی سنت ابتدا سے اسی طرح پر واقع ہے کہ وہ ایسے نبی کے مذہب کو جو خدا پر افترا کرتا ہے اور خدا کی طرف سے نہیں آیا بلکہ دلیری سے اپنی طرف سے باتیں بناتا ہے کبھی سرسبز ہونے نہیں دیتا۔ اور ایسا شخص جو کہتا ہے کہ میں خدا کی طرف سے ہوں۔ حالانکہ خدا خوب جانتا ہے کہ وہ اس کی طرف سے نہیں ہے۔ خدا اس بے باک کو ہلاک کرتا ہے اور اس کا تمام کاروبار درہم برہم کیا جاتا ہے۔ اور اس کی تمام جماعت متفرق کی جاتی ہے۔ اور اس کا پچھلا حال پہلے سے بدتر ہوتا ہے۔ کیونکہ اس نے خدا پر جھوٹ بولا۔ اور دلیری سے خدا پر

افترا کیا۔ پس خدا اُس کو وہ عظمت نہیں دیتا جو راستبازوں کو دی جاتی ہے۔ اور نہ وہ ﴿۵﴾
قبولیت اور استحکام بخشتا ہے جو صادق نبیوں کیلئے مقرر ہے۔

اور اگر یہ سوال ہو کہ اگر یہی بات سچ ہے تو پھر دنیا میں ایسے مذہب کیوں پھیل گئے جن کی کتابوں میں انسانوں یا پتھروں یا فرشتوں یا سورج اور چاند اور ستاروں اور یا آگ اور پانی اور ہوا وغیرہ مخلوق کو خدا کرکے مانا گیا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایسے مذہب یا تو ان لوگوں کی طرف سے ہیں جنہوں نے نبوّت کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ الہام اور وحی کے مدعی ہوئے بلکہ اپنی فکر اور عقل کی غلطی سے مخلوق پرستی کی طرف جھک گئے۔ اور یا بعض مذہب ایسے تھے کہ درحقیقت خدا کے کسی سچّے نبی کی طرف سے ان کی بنیاد تھی لیکن مرور زمانہ سے ان کی تعلیم لوگوں پر مشتبہ ہوگئی۔ اور بعض استعارات یا مجازات کو حقیقت پر حمل کرکے وہ لوگ مخلوق پرستی میں پڑ گئے۔ لیکن دراصل وہ نبی ایسا مذہب نہیں سکھاتے تھے۔ سو ایسی صورت میں ان نبیوں کا قصور نہیں کیونکہ وہ صحیح اور پاک تعلیم لائے تھے بلکہ جاہلوں نے بدفہمی سے ان کی کلام کے الٹے معنی کئے۔ سو جن جاہلوں نے ایسا کیا انہوں نے یہ دعویٰ تو نہیں کیا کہ ہم پر خدا کا کلام نازل ہوا ہے اور ہم نبی ہیں بلکہ نبوت کی کلام کو اجتہاد کی غلطی سے انہوں نے الٹا سمجھا۔ سو یہ غلطیاں اور گمراہیاں اگرچہ گناہ میں داخل ہیں اور خدا تعالیٰ کی نظر میں مکروہ ہیں مگر ان کے پھیلنے کو خدا تعالیٰ اس طرح پر نہیں روکتا جس طرح اس مفتری کی کارروائی کو روکتا ہے جو خدا پر افترا کرتا ہے۔ کوئی سلطنت خواہ زمینی ہے خواہ آسمانی ایسے مفتری کو مہلت نہیں دیتی جو ایک جھوٹا قانون بنا کر پھر سلطنت کی طرف منسوب کرتا ہے کہ وہ قانون اس گورنمنٹ سے پاس ہوکر نکلا ہے۔ اور نہ کوئی سلطنت جائز رکھتی ہے کہ کوئی شخص جھوٹے طور پر سرکاری

﴿۶﴾ ملازم بن کر ناجائز حکومت کو عمل میں لاوے۔ اور ایسا ظاہر کرے کہ وہ گورنمنٹ کا کوئی عہدہ دار ہے۔ حالانکہ وہ عہدہ دار کیا کسی ادنیٰ درجہ کا ملازم بھی نہیں۔

سو یہی قانون خدا تعالیٰ کی قدیم سنت میں داخل ہے کہ وہ نبوت کے جھوٹا دعویٰ کرنے والے کو مہلت نہیں دیتا۔ بلکہ ایسا شخص جلد پکڑا جاتا اور اپنی سزا کو پہنچ جاتا ہے۔ اس قاعدہ کے لحاظ سے ہمیں چاہئے کہ ہم ان تمام لوگوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھیں اور ان کو سچا سمجھیں جنہوں نے کسی زمانہ میں نبوت کا دعویٰ کیا اور پھر وہ دعویٰ ان کا جڑ پکڑ گیا اور ان کا مذہب دنیا میں پھیل گیا۔ اور استحکام پکڑ گیا اور ایک عمر پا گیا اور اگر ہم ان کے مذہب کی کتابوں میں غلطیاں پائیں یا اس مذہب کے پابندوں کو بدچلنیوں میں گرفتار مشاہدہ کریں تو ہمیں نہیں چاہئے کہ وہ سب داغ ملالت ان مذاہب کے بانیوں پر لگاویں۔ کیونکہ کتابوں کا محرف ہو جانا ممکن ہے۔ اجتہادی غلطیوں کا تفسیروں میں داخل ہو جانا ممکن ہے۔ لیکن یہ ہرگز ممکن نہیں کہ کوئی شخص کھلا کھلا خدا پر افترا کرے اور کہے کہ میں اس کا نبی ہوں اور اپنا کلام پیش کرے اور کہے کہ ''یہ خدا کا کلام ہے''۔ حالانکہ وہ نہ نبی ہو اور نہ اس کا کلام خدا کا کلام ہو۔ اور پھر خدا اس کو سچوں کی طرح مہلت دے۔ اور سچوں کی طرح اس کی قبولیت پھیلائے۔

لہٰذا یہ اصول نہایت صحیح اور نہایت مبارک اور باوجود اس کے صلح کاری کی بنیاد ڈالنے والا ہے کہ ہم ایسے تمام نبیوں کو سچے نبی قرار دیں۔ جن کا مذہب جڑ پکڑ گیا اور عمر پا گیا اور کروڑہا لوگ اس مذہب میں آ گئے۔ یہ اصول نہایت نیک اصول ہے اور اگر اس اصل کی تمام دنیا پابند ہو جائے تو ہزاروں فساد اور توہین مذہب جو مخالف امن عامہ خلائق ہیں اٹھ جائیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ جو لوگ کسی مذہب کے پابندوں کو

ایک ایسے شخص کا پیرو خیال کرتے ہیں جو ان کی دانست میں دراصل وہ کاذب اور ﴿۷﴾
مفتری ہے تو وہ اس خیال سے بہت سے فتنوں کی بنیاد ڈالتے ہیں۔ اور وہ ضرور توہین
کے جرائم کے مرتکب ہوتے ہیں اور اس نبی کی شان میں نہایت گستاخی کے الفاظ
بولتے ہیں اور اپنے کلمات کو گالیوں کی حد تک پہنچاتے ہیں اور صلح کاری اور عامہ خلائق
کے امن میں فتور ڈالتے ہیں۔ حالانکہ یہ خیال ان کا بالکل غلط ہوتا ہے۔ اور وہ اپنے
گستاخانہ اقوال میں خدا کی نظر میں ظالم ہوتے ہیں۔ خدا جو رحیم و کریم ہے وہ ہرگز
پسند نہیں کرتا جو ایک جھوٹے کو ناحق کا فروغ دے کر اور اسکے مذہب کی جڑ جما کر
لوگوں کو دھوکہ میں ڈالے۔ اور نہ جائز رکھتا ہے کہ ایک شخص باوجود مفتری اور کذّاب
ہونے کے دنیا کی نظر میں سچے نبیوں کا ہم پلّہ ہو جائے۔

پس یہ اصول نہایت پیارا اور امن بخش اور صلح کاری کی بنیاد ڈالنے والا اور
اخلاقی حالتوں کو مدد دینے والا ہے کہ ہم ان تمام نبیوں کو سچا سمجھ لیں جو دنیا میں
آئے۔ خواہ ہند میں ظاہر ہوئے یا فارس میں یا چین میں یا کسی اور ملک میں اور خدا
نے کروڑہا دلوں میں ان کی عزت اور عظمت بٹھا دی اور ان کے مذہب کی جڑ قائم
کر دی۔ اور کئی صدیوں تک وہ مذہب چلا آیا۔ یہی اصول ہے **جو قرآن نے ہمیں
سکھلایا**۔ اسی اصول کے لحاظ سے ہم ہر ایک مذہب کے پیشوا کو جن کی سوانح اس
تعریف کے نیچے آ گئی ہیں عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں گو وہ ہندوؤں کے مذہب کے
پیشوا ہوں یا فارسیوں کے مذہب کے یا چینیوں کے مذہب کے یا یہودیوں کے مذہب کے
یا عیسائیوں کے مذہب کے۔ مگر افسوس کہ ہمارے مخالف ہم سے یہ برتاؤ نہیں کر سکتے
اور خدا کا یہ پاک اور غیر متبدّل قانون ان کو یاد نہیں کہ وہ جھوٹے نبی کو وہ برکت

﴿۸﴾ اور عزت نہیں دیتا جو سچے کو دیتا ہے اور جھوٹے نبی کا مذہب جڑ نہیں پکڑتا اور نہ عمر پاتا ہے جیسا کہ سچے کا جڑ پکڑتا اور عمر پاتا ہے۔ پس ایسے عقیدہ والے لوگ جو قوموں کے نبیوں کو کاذب قرار دے کر برا کہتے رہتے ہیں ہمیشہ صلح کاری اور امن کے دشمن ہوتے ہیں۔ کیونکہ قوموں کے بزرگوں کو گالیاں نکالنا اس سے بڑھ کر فتنہ انگیز اور کوئی بات نہیں۔ بسا اوقات انسان مرنا بھی پسند کرتا ہے مگر نہیں چاہتا کہ اس کے پیشوا کو بُرا کہا جائے۔ اگر ہمیں کسی مذہب کی تعلیم پر اعتراض ہو تو ہمیں نہیں چاہئے کہ اس مذہب کے نبی کی عزت پر حملہ کریں۔ اور نہ یہ کہ اس کو برے الفاظ سے یاد کریں بلکہ چاہئے کہ صرف اس قوم کے موجودہ دستور العمل پر اعتراض کریں۔ اور یقین رکھیں کہ وہ نبی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے کروڑ ہا انسانوں میں عزت پا گیا اور صد ہا برسوں سے اس کی قبولیت چلی آتی ہے یہی پختہ دلیل اس کے منجانب اللہ ہونے کی ہے۔ اگر وہ خدا کا مقبول نہ ہوتا تو اس قدر عزت نہ پاتا۔ مفتری کو عزت دینا اور کروڑ ہا بندوں میں اس کے مذہب کو پھیلانا اور زمانہ دراز تک اس کے مفتریانہ مذہب کو محفوظ رکھنا خدا کی عادت نہیں ہے۔ سو جو مذہب دنیا میں پھیل جائے اور جم جائے اور عزت اور عمر پا جائے وہ اپنی اصلیت کے رو سے ہرگز جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ پس اگر وہ تعلیم قابل اعتراض ہے تو اس کا سبب یا تو یہ ہوگا کہ اس نبی کی ہدایتوں میں تحریف کی گئی ہے۔ اور یا یہ سبب ہوگا کہ ان ہدایتوں کی تفسیر کرنے میں غلطی ہوئی ہے۔ اور یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خود ہم اعتراض کرنے میں حق پر نہ ہوں۔ چنانچہ دیکھا جاتا ہے کہ بعض پادری صاحبان اپنی کم فہمی کی وجہ سے قرآن شریف کی ان باتوں پر اعتراض کر دیتے ہیں جن کو توریت میں صحیح اور خدا کی تعلیم مان چکے ہیں۔ سو ایسا اعتراض خود اپنی غلطی یا شتاب کاری ہوتی ہے۔

خلاصہ یہ کہ دنیا کی بھلائی اور امن اور صلح کاری اور تقویٰ اور خداترسی اسی اصول میں ہے کہ ہم ان نبیوں کو ہرگز کاذب قرار نہ دیں جن کی سچائی کی نسبت کروڑہا انسانوں کی صدہا برسوں سے رائے قائم ہو چکی ہو۔ اور خدا کی تائیدیں قدیم سے ان کے شامل حال ہوں۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ایک حق کا طالب خواہ وہ ایشیائی ہو یا یوروپین ہمارے اس اصول کو پسند کرے گا اور آہ کھینچ کر کہے گا کہ افسوس ہمارا اصول ایسا کیوں نہ ہوا۔ ﴿۹﴾

میں اس اصول کو اس غرض سے حضرت ملکہ معظّمہ قیصرہ ہند و انگلستان کی خدمت میں پیش کرتا ہوں کہ امن کو دنیا میں پھیلانے والا صرف یہی ایک اصول ہے جو ہمارا اصول ہے اسلام فخر کرسکتا ہے کہ اس پیارے اور دلکش اصول کو خصوصیت سے اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ کیا ہمیں روا ہے کہ ہم ایسے بزرگوں کی کسرشان کریں جو خدا کے فضل نے ایک دنیا کو ان کے تابعدار کر دیا اور صدہا برسوں سے بادشاہوں کی گردنیں ان کے آگے جھکتی چلی آئیں؟ کیا ہمیں روا ہے کہ ہم خدا کی نسبت یہ بدظنی کریں کہ وہ جھوٹوں کو سچّوں کی شان دے کر اور سچوں کی طرح کروڑہا لوگوں کا ان کو پیشوا بنا کر اور ان کے مذہب کو ایک لمبی عمر دے کر اور ان کے مذہب کی تائید میں آسمانی نشان ظاہر کر کے دنیا کو دھوکا دینا چاہتا ہے؟ اگر خدا ہی ہمیں دھوکا دے تو پھر ہم راست اور ناراست میں کیونکر فرق کرسکتے ہیں؟

یہ بڑا ضروری مسئلہ ہے کہ جھوٹے نبی کی شان وشوکت اور قبولیت اور عظمت ایسی پھیلنی نہیں چاہئے جیسا کہ سچّے کی۔ اور جھوٹوں کے منصوبوں میں وہ رونق پیدا نہیں ہونی چاہئے جیسا کہ سچّے کے کاروبار میں پیدا ہونی چاہئے۔ اسی لئے سچے کی اول علامت یہی ہے کہ خدا کی دائمی تائیدوں کا سلسلہ اسکے شامل حال ہو اور خدا اسکے مذہب کے پودہ کو کروڑہا دلوں میں لگا دیوے اور عمر بخشے۔ پس جس نبی کے مذہب

﴿۱۰﴾ میں ہم یہ علامتیں پاویں ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنی موت اور انصاف کے دن کو یاد کر کے ایسے بزرگ پیشوا کی اہانت نہ کریں بلکہ سچی تعظیم اور سچی محبت کریں۔ غرض یہ وہ پہلا اصول ہے جو ہمیں خدا نے سکھلایا ہے جس کے ذریعہ سے ہم ایک بڑے اخلاقی حصہ کے وارث ہو گئے ہیں۔

اور دوسرا اصول جس پر مجھے قائم کیا گیا ہے وہ جہاد کے اس غلط مسئلہ کی اصلاح ہے جو بعض نادان مسلمانوں میں مشہور ہے۔ سو مجھے خدا تعالیٰ نے سمجھا دیا ہے کہ جن طریقوں کو آج کل جہاد سمجھا جاتا ہے وہ قرآنی تعلیم سے بالکل مخالف ہیں۔ بے شک قرآن شریف میں لڑائیوں کا حکم ہوا تھا جو موسیٰ کی لڑائیوں سے زیادہ معقول اور یشوع بن نون کی لڑائیوں سے زیادہ پسندیدگی اپنے اندر رکھتا تھا۔ اور اس کی بنا صرف اس بات پر تھی کہ جنہوں نے مسلمانوں کے قتل کرنے کیلئے ناحق تلواریں اٹھائیں اور ناحق کے خون کئے اور ظلم کو انتہا تک پہنچایا ان کو تلواروں سے ہی قتل کیا جائے۔ مگر پھر بھی یہ عذاب موسیٰ کی لڑائیوں کی طرح بہت سختی اپنے اندر نہیں رکھتا تھا۔ بلکہ جو شخص قبول اسلام کے ساتھ اگر وہ عربی ہے یا جزیہ کے ساتھ اگر وہ غیر عربی ہے پناہ لیتا تھا تو وہ عذاب ٹل جاتا تھا اور یہ طریق بالکل قانون قدرت کے موافق تھا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے عذاب جو وباؤں کے رنگ میں دنیا پر نازل ہوتے ہیں وہ صدقہ خیرات اور دعا اور توبہ اور خشوع اور خضوع کے ساتھ بیشک زوال پذیر ہو جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے جب شدت سے وبا کی آگ بھڑکتی ہے تو طبعاً دنیا کی تمام قومیں دعا اور توبہ اور استغفار اور صدقہ خیرات کی طرف مشغول ہو جاتی ہیں اور خدا کی طرف رجوع کرنے کیلئے ایک طبعی حرکت پیدا ہو جاتی ہے۔ پس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عذاب کے نزول کے وقت طبائع

انسانیہ کا اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا ایک طبعی امر ہے۔ اور توبہ اور دعا کرنا عذاب ﴿۱۱﴾
کے وقتوں میں انسان کیلئے فائدہ مند ثابت ہوا ہے۔ یعنی توبہ اور استغفار سے عذاب
ٹل بھی جاتا ہے جیسا کہ یونس نبی کی قوم کا عذاب ٹل گیا۔ ایسا ہی حضرت موسیٰ کی دعا
سے کئی دفعہ بنی اسرائیل کا عذاب ٹل گیا۔ سو خدا تعالیٰ کا ان کفار کو جنہوں نے اسلام اور
مسلمانوں پر بہت سختی کی تھی یہاں تک کہ عورتیں اور بچے بھی قتل کئے تھے۔ تلوار کے
عذاب سے شکنجہ میں گرفتار کرنا اور پھر ان کی توبہ اور رجوع اور حق پذیری سے نجات
دے دینا یہ وہی خدا کی قدیم عادت ہے جس کا مشاہدہ ہر زمانہ میں ہوتا چلا آیا ہے۔

غرض ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں اسلامی جہاد کی جڑ یہی تھی کہ
خدا کا غضب ظلم کرنے والوں پر بھڑکا تھا۔ لیکن کسی عادل گورنمنٹ کے سایہ معدلت کے
نیچے رہ کر جیسا کہ ہماری ملکہ معظّمہ قیصرہ ہند کی سلطنت ہے پھر اس کی نسبت بغاوت کا قصد
رکھنا اس کا نام جہاد نہیں ہے بلکہ یہ ایک نہایت وحشیانہ اور جہالت سے بھرا ہوا خیال ہے۔
جس گورنمنٹ کے ذریعہ سے آزادی سے زندگی بسر ہو اور پورے طور پر امن حاصل ہو
اور فرائض مذہبی کماحقہٗ ادا کر سکیں اسکی نسبت بدنیتی کو عمل میں لانا ایک مجرمانہ حرکت ہے
نہ جہاد۔ اسی لئے ۱۸۵۷ء میں مفسدہ پرداز لوگوں کی حرکت کو خدا نے پسند نہیں کیا اور آخر
طرح طرح کے عذابوں میں وہ مبتلا ہوئے۔ کیونکہ انہوں نے اپنی محسن اور مربی گورنمنٹ
کا مقابلہ کیا۔ سو خدا تعالیٰ نے مجھے اس اصول پر قائم کیا ہے کہ محسن گورنمنٹ کی جیسا
کہ یہ گورنمنٹ برطانیہ ہے سچی اطاعت کی جائے اور سچی شکرگزاری کی جائے۔ سو
میں اور میری جماعت اس اصول کے پابند ہیں۔ چنانچہ میں نے اس مسئلہ پر
عملدرآمد کرانے کیلئے بہت سی کتابیں عربی اور فارسی اور اردو میں تالیف کیں اور ان میں

﴿۱۲﴾ تفصیل سے لکھا کہ کیونکر مسلمانان برٹش انڈیا اس گورنمنٹ برطانیہ کے نیچے آرام سے زندگی بسر کرتے ہیں اور کیونکر آزادگی سے اپنے مذہب کی تبلیغ کرنے پر قادر ہیں اور تمام فرائض منصبی بے روک ٹوک بجالاتے ہیں۔ پھر اس مبارک اور امن بخش گورنمنٹ کی نسبت کوئی خیال بھی جہاد کا دل میں لانا کس قدر ظلم اور بغاوت ہے۔ یہ کتابیں ہزارہا روپیہ کے خرچ سے طبع کرائی گئیں اور پھر اسلامی ممالک میں شائع کی گئیں۔ اور میں جانتا ہوں کہ یقیناً ہزارہا مسلمانوں پر ان کتابوں کا اثر پڑا ہے۔ بالخصوص وہ جماعت جو میرے ساتھ تعلق بیعت و مریدی رکھتی ہے وہ ایک ایسی سچی مخلص اور خیرخواہ اس گورنمنٹ کی بن گئی ہے کہ میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ اُن کی نظیر دوسرے مسلمانوں میں نہیں پائی جاتی۔ وہ گورنمنٹ کیلئے ایک وفادار فوج ہے جن کا ظاہر و باطن گورنمنٹ برطانیہ کی خیرخواہی سے بھرا ہوا ہے۔

میں نے اپنی تالیف کردہ کتابوں میں اس بات پر بھی زور دیا ہے کہ جو کچھ نادان مولوی تلوار کے ذریعہ سے حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ امر سچے مذہب کیلئے دوسرے رنگ میں گورنمنٹ برطانیہ میں حاصل ہے۔ یعنی ہر ایک شخص بتمام تر آزادی اپنے مذہب کا اثبات اور دوسرے مذہب کا ابطال کرسکتا ہے۔ اور میری رائے میں مسلمانوں کیلئے مذہبی خیالات کے اظہار میں قانونی حد تک وسیع اختیارات ہونے میں بڑی پُرخیر مصلحت ہے کیونکہ وہ اس طور سے اپنی اصل غرض کو پاکر جنگجوئی کی عادات کو جو کتاب اللہ کی غلط فہمی سے بعضوں میں پائی جاتی ہیں بھلا دیں گے۔ وجہ یہ کہ جیسا کہ ایک منشّی چیز کا استعمال کرنا دوسری منشّی چیز سے فارغ کر دیتا ہے۔ ایسا ہی جب ایک مقصد ایک پہلو سے نکلتا ہے تو دوسرا پہلو خود سست ہو جاتا ہے۔

انہیں اغراض سے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ مذہبی مباحثات کے بارے میں

انگریزی آزادی سے فائدہ اٹھاؤں اور نیز اسلامی جوش کے لوگوں کو اس جائز امر کی ﴿۱۳﴾
طرف توجہ دے کر ناجائز خیالات اور جوشوں سے ان کے جذبات کو روک دوں۔
مسلمان لوگ ایک **خونی مسیح** کے منتظر تھے اور نیز ایک **خونی مہدی** کی بھی انتظار کرتے
تھے۔ اور یہ عقیدے اس قدر خطرناک ہیں کہ ایک مفتری کاذب مہدی موعود کا دعویٰ کر
کے ایک دنیا کو خون میں غرق کرسکتا ہے۔ کیونکہ مسلمانوں میں اب تک یہ خاصیت ہے
کہ جیسا کہ وہ ایک جہاد کی رغبت دلانے والے فقیر کے ساتھ ہو جاتے ہیں۔ شاید وہ
ایسی تابعداری بادشاہ کی بھی نہیں کر سکتے۔ پس خدا نے چاہا کہ یہ غلط خیالات دور ہوں
اس لئے اس نے مجھے **مسیح موعود** اور **مہدی معہود** کا خطاب دے کر میرے پر ظاہر فرمایا
کہ کسی خونی مہدی یا خونی مسیح کی انتظار کرنا سراسر غلط خیال ہے۔ بلکہ خدا ارادہ فرماتا
ہے کہ آسمانی نشانوں کے ساتھ سچ کو دنیا میں پھیلاوے۔ سو میرا اصول یہ ہے کہ دنیا
کے بادشاہوں کو اپنی بادشاہیاں مبارک ہوں ہمیں ان کی سلطنت اور دولت سے کچھ
غرض نہیں ہمارے لئے آسمانی بادشاہی ہے۔ ہاں نیک نیتی سے اور سچی خیرخواہی
سے بادشاہوں کو بھی آسمانی پیغام پہنچانا ضروری ہے۔ لیکن اس گورنمنٹ برطانیہ کی
نسبت نہ صرف اس قدر ہے بلکہ چونکہ ہم اس دولت کے سایہ عاطفت کے نیچے
بَاَمَنْ زندگی بسر کر سکتے ہیں اس لئے اس دولت کیلئے ہمارا یہ بھی فرض ہے کہ اس کی
دنیا اور آخرت کیلئے دعا بھی کریں۔

افسوس کہ جس وقت سے میں نے ہندوستان کے مسلمانوں کو یہ خبر سنائی
ہے کہ کوئی خونی مہدی یا خونی مسیح دنیا میں **آنے والا نہیں** ہے بلکہ ایک شخص صلح
کاری کے ساتھ آنے والا تھا جو **میں** ہوں اس وقت سے یہ نادان مولوی مجھ
سے بغض رکھتے ہیں اور مجھ کو کافر اور دین سے خارج ٹھہراتے ہیں۔ عجیب بات ہے

کہ یہ لوگ بنی نوع کی خونریزی سے خوش ہوتے ہیں۔ مگر یہ قرآنی تعلیم نہیں ہے اور نہ ﴿۱۴﴾
سب مسلمان اس خیال کے ہیں۔ یہ پادریوں کی بھی خیانت ہے کہ ناحق دائمی جہاد کے
مسئلہ کو قرآن شریف کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور اس طرح پر بعض نادانوں کو
دھوکہ میں ڈال کر نفسانی جوشوں کی طرف ان کو توجہ دیتے ہیں۔ اور میں نہ اپنے نفس سے
اور نہ اپنے خیال سے بلکہ خدا سے مامور ہوں کہ جس گورنمنٹ کے سایہ عطوفت کے نیچے
میں امن کے ساتھ زندگی بسر کر رہا ہوں اس کیلئے دعا میں مشغول رہوں اور اس کے
احسانات کا شکر کروں اور اس کی خوشی کو اپنی خوشی سمجھوں۔ اور جو کچھ مجھے فرمایا گیا ہے
نیک نیتی سے اس تک پہنچاؤں۔ لہٰذا اس موقعہ جوبلی پر جناب **ملکہ معظّمہ** کے ان متواتر
احسانات کو یاد کر کے جو ہماری جان اور مال اور آبرو کے شامل حال ہیں۔ **ہدیہ شکرگزاری**
پیش کرتا ہوں اور وہ ہدیہ **دعائے سلامتی و اقبال ملکہ ممدوحہ** ہے جو دل سے اور وجود کے
ذرّہ ذرّہ سے نکلتی ہے۔

اے قیصرہ و ملکہ معظّمہ! ہمارے دل تیرے لئے دعا کرتے ہوئے جناب الٰہی
میں جھکتے ہیں اور ہماری روحیں تیرے اقبال اور سلامتی کیلئے حضرت احدیّت میں
سجدہ کرتی ہیں۔ **اے اقبال مند قیصرہ ہند!** اس جوبلی کی تقریب پر ہم اپنے دل اور
جان سے تجھے مبارکباد دیتے ہیں۔ اور خدا سے چاہتے ہیں کہ خدا تجھے ان نیکیوں کی
بہت بہت جزا دے جو تجھ سے اور تیری بابرکت سلطنت سے اور تیرے امن پسند حکام
سے ہمیں پہنچی ہیں۔ ہم تیرے وجود کو اس ملک کیلئے خدا کا ایک بڑا فضل سمجھتے ہیں اور
ہم ان الفاظ کے نہ ملنے سے شرمندہ ہیں جن سے ہم اس شکر کو پورے طور پر ادا کر سکتے۔
ہر ایک دعا جو ایک سچا شکرگزار تیرے لئے کر سکتا ہے ہماری طرف سے تیرے

حق میں قبول ہو۔ خدا تیری آنکھوں کو مرادوں کے ساتھ ٹھنڈی رکھے اور تیری عمر اور ﴿۱۵﴾
صحت اور سلامتی میں زیادہ سے زیادہ برکت دے اور تیرے اقبال کا سلسلہ ترقیات
جاری رکھے اور تیری اولاد اور ذرّیت کو تیری طرح اقبال کے دن دکھاوے۔ اور فتح
اور ظفر عطا کرتا رہے۔ ہم اس کریم و رحیم خدا کا بہت بہت شکر کرتے ہیں جس نے اس
مسرت بخش دن کو ہمیں دکھایا۔ اور جس نے ایسی محسنہ رعیّت پرور داد گُستر بیدار مغز
ملکہ کے زیر سایہ ہمیں پناہ دی۔ اور ہمیں اس کے مبارک عہد سلطنت کے نیچے یہ موقعہ
دیا کہ ہم ہر ایک بھلائی کو جو دنیا اور دین کے متعلق ہو حاصل کرسکیں۔ اور اپنے نفس اور
اپنی قوم اور اپنے بنی نوع کیلئے سچی ہمدردی کے شرائط بجا لاسکیں۔ اور ترقی کی ان
راہوں پر آزادی سے قدم مار سکیں۔ جن راہوں پر چلنے سے نہ صرف ہم دنیا کی
مکروہات سے محفوظ رہ سکتے ہیں بلکہ ابدی جہان کی سعادتیں بھی ہمیں حاصل ہوسکتی
ہیں۔

جب ہم سوچتے ہیں کہ یہ تمام نیکیاں اور انکے وسائل جناب قیصرہ ہند کی عہد
سلطنت میں ہم کو ملی ہیں۔ اور یہ سب خیر اور بھلائی کے دروازے اسی ملکہ معظّمہ مبارکہ کے
ایام بادشاہت میں ہم پر کھلے ہیں تو اس سے ہمیں اس بات پر قوی دلیل ملتی ہے کہ جناب
قیصرہ ہند کی نیّت رعایا پروری کیلئے نہایت ہی نیک ہے۔ کیونکہ یہ ایک مسلّم مسئلہ ہے کہ
بادشاہ کی نیت رعایا کے اندرونی حالات اور انکے اخلاق اور چال چلن پر بہت اثر رکھتی
ہے۔ یا یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ جب کسی حصہ زمین پر نیک نیّت اور عادل بادشاہ حکمرانی
کرتا ہے تو خدا تعالیٰ کی یہی عادت ہے کہ اس زمین کے رہنے والے اچھی باتوں اور
نیک اخلاق کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ اور خدا اور خلقت کے ساتھ اخلاص کی عادت ان
میں پیدا ہوجاتی ہے۔ سو یہ امر ہر ایک آنکھ کو بدیہی طور پر نظر آرہا ہے کہ برٹش انڈیا

میں اچھی حالتوں اور اچھے اخلاق کی طرف ایک انقلاب عظیم پیدا ہو رہا ہے اور وحشیانہ ﴿۱۶﴾
جذبات ملکوتی حالات کی طرف انتقال کررہے ہیں۔ اور نئی ذرّیت نفاق کی جگہ اخلاص کو
زیادہ پسند کرتی جاتی ہے۔ اور لوگوں کی استعدادیں سچائی کے قبول کرنے کیلئے بہت
نزدیک آتی جاتی ہیں۔ انسانوں کی عقل اور فہم اور سوچ میں ایک بڑی تبدیلی پیدا ہوگئی
ہے اور اکثر لوگ ایک سادہ اور بے لوث زندگی کیلئے طیار ہو رہے ہیں۔ مجھے معلوم ہوتا
ہے کہ یہ عہد سلطنت ایک ایسی روشنی کا پیش خیمہ ہے جو آسمان سے اتر کر دلوں کو روشن
کرنے والی ہے۔ ہزاروں دل اس طرح پر راستی کے شوق میں اچھل رہے ہیں کہ گویا وہ
ایک آسمانی مہمان کیلئے جو سچائی کا نور ہے پیشوائی کے طور پر قدم بڑھاتے ہیں۔ انسانی
قویٰ کے تمام پہلوؤں میں اچھے انقلاب کا رنگ دکھائی دیتا ہے اور دلوں کی حالت اس
عمدہ زمین کی طرح ہو رہی ہے جو اپنا سبزہ نکالنے کیلئے پھول گئی ہو۔ ہماری ملکہ معظّمہ اگر
اس بات سے فخر کریں تو بجا ہے کہ روحانی ترقیات کیلئے خدا اسی زمین سے ابتدا کرنا
چاہتا ہے جو برٹش انڈیا کی زمین ہے۔ اس ملک میں کچھ ایسے روحانی انقلاب کے
آثار نظر آتے ہیں کہ گویا خدا بہتوں کو سفلی زندگی سے باہر نکالنا چاہتا ہے۔ اکثر لوگ
بالطبع پاک زندگی کے حاصل کرنے کیلئے میل کرتے جاتے ہیں اور بہت سی روحیں عمدہ
تعلیم اور عمدہ اخلاق کی تلاش میں ہیں اور خدا کا فضل امید دے رہا ہے کہ وہ اپنی ان
مرادوں کو پائیں گے۔

اگرچہ اکثر قومیں ابھی ایسی کمزور ہیں کہ سچائی کی گواہی صفائی کے ساتھ دے نہیں
سکتیں بلکہ سچائی کو سمجھ نہیں سکتیں اور ان کی تحریر اور تقریر میں کم و بیش تعصب کی رنگ آمیزی پائی
جاتی ہے مگر دیکھا جاتا ہے کہ انصاف پسند انسانوں میں حق شناسی کی قوت بڑھ گئی ہے۔ وہ
راستی کی چمک کو بہت سے پردوں میں سے بھی دیکھ لیتے ہیں۔ یہ ایک بڑی قابل قدر

بات ہے کہ اکثر لوگ عرفانی روشنی کی تلاش میں لگ گئے ہیں۔ ہاں تلاش کی دُھن میں ﴿۱۷﴾
غلطیوں میں بھی پڑ رہے ہیں۔ اور غیر معبود کو حقیقی معبود کی جگہ بھی دیتے ہیں۔ مگر کچھ شک
نہیں کہ ایک حرکت پیدا ہو گئی ہے۔ اور باتوں کی حقیقت اور اصلیت اور جڑ تک پہنچنا اور
سطحی خیالات تک رکے نہ رہنا قابل تعریف خلق سمجھا گیا ہے جس سے آئندہ کی امیدیں
مضبوط ہو گئی ہیں۔ پس اس میں کیا شک ہے کہ یہ بھی بادشاہ وقت کا ایک پرتو ہے اور کچھ
شک نہیں کہ یہ گورنمنٹ ہندوستان میں داخل ہوتے ہی ایک روحانی سرگرمی اور حق کی تلاش
کا اثر ساتھ لائی ہے اور بلاشبہ یہ اس ہمدردی کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے جو ہماری ملکہ معظّمہ قیصرہ
ہند کے دل میں برٹش انڈیا کی رعیت کی نسبت مرکوز ہے۔

اور اگرچہ میں ان احسانوں کا بھی بدرجہ غایت قدر کرتا ہوں جو جسمانی طور پر
جناب ملکہ معظّمہ کی توجہات سے شامل حال مسلمانان ہند ہیں۔ لیکن ایک بڑا حصہ عنایات
حضرت قیصرہ ہند کا یہی ہے کہ انکے ایام دولت میں ہندوستان کی بہت سی وحشیانہ حالتیں
رو بہ اصلاح ہو گئی ہیں اور ہر ایک شخص نے روحانی ترقیات کا بڑا موقعہ پایا ہے۔ ہم صریح
دیکھتے ہیں کہ گویا زمانہ ایک سچی اور پاک صلاحیت کے نزدیک آتا جاتا ہے اور دلوں کو
حقیقت شناسی کی طرف توجہ پیدا ہوتی جاتی ہے۔ مذہبی امور میں بوجہ تبادل خیالات کے ہر
ایک حق کی تلاش کرنیوالے کو آگے قدم رکھنے کی جرأت ہو گئی ہے۔ اور وہ سچا اور اکیلا خدا جو
بہتوں کی نظر سے پوشیدہ تھا اب اپنی تجلّیات کے دکھلانے کیلئے صریح ارادہ کرتا ہوا معلوم ہوتا
ہے۔ میرے خیال میں یہ بھی گزرتا ہے کہ اس سے پہلے اس ملک کی فارغ البالی اور دولتمندی
اسکی روحانی ترقی کی بہت مانع تھی اور ہر ایک مال اور دولت رکھنے والا عیاشی اور آرام پسندی کی
طرف اعتدال سے زیادہ جھک گیا تھا۔ اگر ہندوستان کی وہی صورت رہتی تو آج شاید

﴿۱۸﴾ اِس ملک کے رہنے والے وحشیوں سے بھی بدتر ہوتے۔ یہ اچھا ہوا کہ بہ سبب احسن تدبیر گورنمنٹ برطانیہ کے اس ملک کے اسباب تنعم و آرام طلبی کچھ مختصر کئے گئے تا لوگ فنون اور علوم کی طرف متوجہ ہوں اور روحانی ترقیات کا بھی دروازہ کھلے اور نفسانی جذبات کے وسائل کم ہو جائیں۔ سو یہ سب کچھ عہد سعادت مہد ملکہ معظّمہ قیصرہ ہند میں ظہور میں آیا۔ میں خوب جانتا ہوں کہ مصیبت اور محتاجگی بھی انسان کی انسانیت کیلئے ایک کیمیا ہے بشرطیکہ انتہا تک نہ پہنچے اور تھوڑے دن ہو۔ سو ہمارا ملک اس کیمیا کا بھی محتاج تھا۔ میرا اس میں ذاتی تجربہ ہے کہ ہم نے اس کیمیا سے بہت فائدہ اٹھایا ہے اور بہت سے روحانی جواہرات ہم کو اس ذریعہ سے ملے ہیں۔ میں پنجاب کے ایک ایسے خاندان میں سے ہوں جو سلاطین مغلیہ کے عہد میں ایک ریاست کی صورت میں چلا آتا تھا اور بہت سے دیہات زمینداری ہمارے بزرگوں کے پاس تھے اور اختیارات حکومت بھی تھے۔ پھر سکھوں کے عروج سے کچھ پہلے یعنی جبکہ شاہان مغلیہ کے انتظام ملک داری میں بہت ضعف آ گیا تھا۔ اور اس طرف طوائف الملوک کی طرح خود مختار ریاستیں پیدا ہو گئی تھیں۔ میرے پڑدادا صاحب میرزا گل محمد بھی طوائف الملوک میں سے تھے اور اپنی ریاست میں من کل الوجوہ خود مختار رئیس تھے۔ پھر جب سکھوں کا غلبہ ہوا تو صرف اسّی (۸۰) گاؤں ان کے ہاتھ میں رہ گئے۔ اور پھر بہت جلد اسّی (۸۰) کے عدد کا صفر بھی اڑ گیا۔ اور پھر شاید آٹھ یا سات گاؤں باقی رہے۔ رفتہ رفتہ سرکار انگریزی کے وقت میں تو بالکل خالی ہاتھ ہو گئے۔ چنانچہ اوائل عملداری اس سلطنت میں صرف پانچ گاؤں کے مالک کہلاتے تھے اور میرے والد میرزا غلام مرتضٰی صاحب دربار گورنری میں کرسی نشین بھی تھے اور سرکار انگریزی کے ایسے خیر خواہ اور دل کے بہادر تھے کہ مفسدہ ۱۸۵۷ء میں پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر اور پچاس جوان جنگجو بہم پہنچا کر اپنی حیثیت سے زیادہ اس گورنمنٹ عالیہ

کو مدد دی تھی۔ غرض ہماری ریاست کے ایام دن بدن زوال پذیر ہوتے گئے یہاں تک کہ ﴿۱۹﴾
آخری نوبت ہماری یہ تھی کہ ایک کم درجہ کے زمیندار کی طرح ہمارے خاندان کی حیثیت
ہوگئی۔ بظاہر یہ بات بہت غم دلانے والی ہے کہ ہم اوّل کیا تھے اور پھر کیا ہوگئے۔ لیکن جب
میں سوچتا ہوں تو یہ حالت نہایت قابل شکر معلوم ہوتی ہے کہ خدا نے ہمیں بہت سے ان
ابتلاؤں سے بچالیا کہ جو دولت مندی کے لازمی نتائج ہیں جن کو ہم اس وقت اس ملک میں
اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ مگر میں اس ملک کے امیروں اور رئیسوں کے نظائر پیش کرنا
نہیں چاہتا جو میری رائے کی تائید کرتے ہیں۔ اور میں مناسب نہیں دیکھتا کہ اس ملک کے
سست اور کاہل اور آرام پسند اور دین و دنیا سے غافل اور عیاشی میں غرق امیروں اور
دولتمندوں کے نمونے اپنی تائید دعویٰ میں پیش کروں کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ کسی کے دل کو
دکھ دوں۔ اس جگہ میرا مطلب صرف اس قدر ہے کہ اگر ہمارے بزرگوں کی ریاست میں
فتور نہ آتا تو شاید ہم بھی ایسی ہی ہزاروں طرح کی غفلتوں اور تاریکیوں اور نفسانی جذبات
میں غرق ہوتے۔ سو ہمارے لئے جناب باری تعالیٰ جلّ جلالہٗ نے دولت عالیہ برطانیہ کو
نہایت ہی مبارک کیا کہ ہم اس بابرکت سلطنت میں اس ناچیز دنیا کی صدہا زنجیروں اور
اس کے فانی تعلقات سے فارغ ہو کر بیٹھ گئے۔ اور خدا نے ہمیں ان تمام امتحانوں اور
آزمائشوں سے بچالیا کہ جو دولت اور حکومت اور ریاست اور امارت کی حالت میں پیش
آتے اور روحانی حالتوں کا ستیاناس کرتے ہیں یہ خدا کا فضل ہے کہ اس نے ہمیں ان
گردشوں اور طرح طرح کے حوادث میں جو حکومت کے بعد تحکم کے زمانہ سے لازم حال
پڑی ہوئی ہیں برباد کرنا نہیں چاہا بلکہ زمین کی ناچیز حکومتوں اور ریاستوں سے ہمیں نجات

﴿۲۰﴾ دے کر آسمان کی بادشاہت عطا کی جہاں نہ کوئی دشمن چڑھائی کر سکے اور نہ آئے دن اس میں جنگوں اور خونریزیوں کے خطرات ہوں اور نہ حاسدوں اور بخیلوں کو منصوبہ بازی کا موقعہ ملے۔ اور چونکہ اس نے مجھے یسوع مسیح کے رنگ میں پیدا کیا تھا اور توارد طبع کے لحاظ سے یسوع کی روح میرے اندر رکھی تھی اس لئے ضرور تھا کہ گم گشتہ ریاست میں بھی مجھے یسوع مسیح کے ساتھ مشابہت ہوتی سو ریاست کا کاروبار تباہ ہونے سے یہ مشابہت بھی متحقق ہوگئی جس کو خدا نے پورا کیا۔ کیونکہ یسوع کے ہاتھ میں داؤد بادشاہ نبی اللہ کے ممالک مقبوضہ میں سے جس کی اولاد میں سے یسوع تھا ایک گاؤں بھی باقی نہیں رہا تھا صرف نام کی شہزادگی باقی رہ گئی تھی۔

ہر چند میں اس قدر تو مبالغہ نہیں کر سکتا کہ مجھے سر رکھنے کی جگہ نہیں۔ لیکن میں شکر کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے ان تمام صعوبتوں اور شدتوں کے بعد جن کا اس جگہ ذکر کرنا بے محل ہے مجھے ایسے طور سے اپنی مہربانی کی گود میں لے لیا جیسا کہ اس نے اس مبارک انسان کو لیا تھا جس کا نام **ابراہیم** تھا۔ اس نے میرے دل کو اپنی طرف کھینچ لیا اور وہ باتیں میرے پر کھولیں جو کسی پر نہیں کھل سکتیں جب تک اس پاک گروہ میں داخل نہ کیا جائے جن کو دنیا نہیں پہچانتی۔ کیونکہ وہ دنیا سے بہت دور اور دنیا ان سے دور ہے۔ اس نے میرے پر ظاہر کیا کہ وہ اکیلا اور غیر متغیر اور قادر اور غیر محدود خدا ہے جسکی مانند اور کوئی نہیں اور اس نے مجھے اپنے مکالمہ کا شرف بخشا۔ اور اس نے بلاواسطہ اپنے راہ کی مجھے تعلیم دی ہے۔ اور مرور زمانہ سے جو قوموں کے عقیدہ میں غلطیاں واقع ہوئیں ان سب پر مجھے مطلع فرمایا ہے۔

اس نے مجھے اس بات پر بھی اطلاع دی ہے کہ درحقیقت یسوع مسیح خدا کے نہایت پیارے اور نیک بندوں میں سے ہے۔ اور ان میں سے ہے جو خدا کے برگزیدہ لوگ ہیں اور ان میں سے ہے جن کو خدا اپنے ہاتھ سے صاف کرتا اور اپنے نور کے سایہ کے نیچے

رکھتا ہے۔لیکن جیسا کہ گمان کیا گیا ہے خدا نہیں ہے۔ ہاں خدا سے واصل ہے اور ان ﴿۲۱﴾
کاملوں میں سے ہے جو تھوڑے ہیں۔

اور خدا کی عجیب باتوں میں سے جو مجھے ملی ہیں ایک یہ بھی ہے جو میں نے عین بیداری میں جو کشفی بیداری کہلاتی ہے یسوع مسیح سے کئی دفعہ ملاقات کی ہے اور اس سے باتیں کر کے اس کے اصل دعویٰ اور تعلیم کا حال دریافت کیا ہے۔ یہ ایک بڑی بات ہے جو توجہ کے لائق ہے کہ حضرت یسوع مسیح ان چند عقائد سے جو **کفّارہ** اور **تثلیث** اور **ابنیّت** ہے ایسے متنفر پائے جاتے ہیں کہ گویا ایک بھاری افترا جو ان پر کیا گیا ہے وہ یہی ہے۔ یہ مکاشفہ کی شہادت بے دلیل نہیں ہے بلکہ میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر کوئی طالب حق نیّت کی صفائی سے ایک مدت تک میرے پاس رہے اور وہ حضرت مسیح کو کشفی حالت میں دیکھنا چاہے تو میری توجہ اور دعا کی برکت سے وہ ان کو دیکھ سکتا ہے ان سے باتیں بھی کر سکتا ہے اور ان کی نسبت ان سے گواہی بھی لے سکتا ہے۔ کیونکہ میں وہ شخص ہوں جس کی روح میں بروز کے طور پر یسوع مسیح کی روح سکونت رکھتی ہے۔ یہ ایک ایسا تحفہ ہے جو حضرت ملکہ معظّمہ قیصرہ انگلستان و ہند کی خدمت عالیہ میں پیش کرنے کے لائق ہے۔

دنیا کے لوگ اس بات کو نہیں سمجھیں گے کیونکہ وہ آسمانی اسرار پر کم ایمان رکھتے ہیں لیکن تجربہ کرنے والے ضرور اس سچائی کو پائیں گے۔

میری سچائی پر اور بھی آسمانی نشان ہیں جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں اور اس ملک کے لوگ ان کو دیکھ رہے ہیں۔ اب میں اس آرزو میں ہوں کہ جو مجھے یقین بخشا گیا ہے۔ وہ دوسروں کے دلوں میں کیونکر اتارا جائے۔ میرا شوق مجھے بیتاب کر رہا ہے

﴿۲۲﴾ کہ میں ان آسمانی نشانوں کی حضرت عالی قیصرہ ہند میں اطلاع دوں۔ میں حضرت یسوع مسیح کی طرف سے ایک سچے سفیر کی حیثیت میں کھڑا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ جو کچھ آجکل عیسائیت کے بارے میں سکھایا جاتا ہے یہ حضرت یسوع مسیح کی حقیقی تعلیم نہیں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر حضرت مسیح دنیا میں پھر آتے تو وہ اس تعلیم کو شناخت بھی نہ کر سکتے۔

ایک اور بڑی بھاری مصیبت قابل ذکر ہے اور وہ یہ ہے کہ اس خدا کے دائمی پیارے اور دائمی محبوب اور دائمی مقبول کی نسبت جس کا نام یسوع ہے یہودیوں نے تو اپنی شرارت اور بے ایمانی سے لعنت کے برے سے برے مفہوم کو جائز رکھا۔ لیکن عیسائیوں نے بھی اس بہتان میں کسی قدر شراکت اختیار کی۔ کیونکہ یہ گمان کیا گیا ہے کہ گویا یسوع مسیح کا دل تین دن تک لعنت کے مفہوم کا مصداق بھی رہا ہے۔ اس بات کے خیال سے ہمارا بدن کانپتا ہے اور وجود کے ذرہ ذرہ پر لرزہ پڑ جاتا ہے۔ کیا مسیح کا پاک دل اور خدا کی لعنت!!! گو ایک سیکنڈ کے لئے ہی ہو۔ افسوس! ہزار افسوس کہ یسوع مسیح جیسے خدا کے پیارے کی نسبت یہ اعتقاد رکھیں کہ کسی وقت اس کا دل لعنت کے مفہوم کا مصداق بھی ہو گیا تھا۔

اس وقت ہم یہ عاجزانہ التماس کسی مذہبی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک کامل انسان کی حفظ عزت کیلئے پیش کرتے ہیں اور یسوع کی طرف سے رسول کی طرح ہو کر جس طرح کشفی عالم میں اس کی زبان سے سنا حضور قیصرہ ہند میں پہنچا دیتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ جناب ممدوحہ اس غلطی کی اصلاح فرمائیں۔ یہ اس زمانہ کی ایک فاحش غلطی ہے کہ جبکہ لوگوں نے لعنت کے مفہوم پر غور نہیں کی تھی۔ لیکن اب ادب تقاضا کرتا ہے کہ نہایت جلدی اس غلطی کی اصلاح کر دی جائے اور خدا کے اس اعلیٰ درجہ کے پیارے اور برگزیدہ کی عزت کو بچایا جائے۔ کیونکہ زبان عرب اور عبرانی میں لعنت کا لفظ خدا سے دور اور برگشتہ ہونے کیلئے آتا ہے۔ اور کسی شخص کو اس وقت لعین کہا جاتا ہے کہ جب

وہ بالکل خدا سے برگشتہ اور بے ایمان ہو جائے۔ اور خدا اس کا دشمن اور وہ خدا کا دشمن ہو جائے۔ اسی لئے لُغت کے رو سے لعین شیطان کا نام ہے یعنی خدا سے برگشتہ ہونے والا اور اس کا نافرمان۔ پس یہ کیونکر ممکن ہے کہ خدا کے ایسے پیارے کی نسبت ایک سیکنڈ کیلئے بھی تجویز کرسکیں کہ نعوذ باللہ کسی وقت دل اس کا درحقیقت خدا سے برگشتہ اور اس کا نافرمان اور دشمن ہو گیا تھا؟ کس قدر بے جا ہوگا کہ ہم اپنی نجات کا ایک فرضی منصوبہ قائم کرنے کیلئے خدا کے ایسے پیارے پر نافرمانی کا داغ لگاویں اور یہ عقیدہ رکھیں کہ کسی وقت وہ خدا سے باغی اور برگشتہ بھی ہو گیا تھا۔ اس سے بہتر ہے کہ انسان اپنے لئے دوزخ قبول کرے مگر ایسے برگزیدہ کی پاک عزت اور بے لوث زندگی کا دشمن نہ بنے۔ ﴿۲۳﴾

جس قدر عیسائیوں کو حضرت یسوع مسیح سے محبت کرنے کا دعویٰ ہے وہی دعویٰ مسلمانوں کو بھی ہے۔ گویا آنجناب کا وجود عیسائیوں اور مسلمانوں میں ایک مشترک جائیداد کی طرح ہے اور مجھے سب سے زیادہ حق ہے کیونکہ میری طبیعت یسوع میں مستغرق ہے اور یسوع کی مجھ میں۔ اسی دعویٰ کی تائید میں آسمانی نشان ظاہر ہو رہے ہیں اور ہر ایک کو بلایا گیا ہے کہ اگر چاہے تو نشانوں کے ذریعہ سے اس دعویٰ میں اپنی تسلی کرے۔ اور اس جگہ اس قدر لکھنے کی میں نے اس لئے جرأت کی ہے کہ حضرت یسوع مسیح کی سچی محبت اور سچی عظمت جو میرے دل میں ہے اور نیز وہ باتیں جو میں نے یسوع مسیح کی زبان سے سنیں اور وہ پیغام جو اس نے مجھے دیا ان تمام امور نے مجھے تحریک کی کہ میں جناب ملکہ معظّمہ کے حضور میں یسوع کی طرف سے ایلچی ہو کر بادب التماس کروں کہ جس طرح خدا تعالیٰ کی طرف سے جناب ممدوحہ کروڑہا انسانوں کی جان و مال و آبرو کی محافظ ٹھہرائی گئی ہیں بلکہ چرندوں اور پرندوں کے آرام کے لئے بھی حضرت موصوفہ نے قوانین جاری کئے ہیں کیا خوب ہو کہ جناب کو اس **چھپی ہوئی توہین** پر بھی نظر ڈالنے کیلئے توجہ پیدا ہو جو یسوع مسیح کی شان میں کی جاتی ہے۔ کیا خوب ہو کہ جناب ممدوحہ دنیا کی تمام لغات کے رو سے عموماً اور عربی اور عبرانی کے رو سے خصوصاً لفظ

﴿۲۴﴾ لعنت کے مفہوم کی تفتیش کریں اور تمام لغات کے فاضلوں کی اس امر کیلئے گواہیاں لیں کہ کیا یہ سچ نہیں کہ ملعون صرف اس حالت میں کسی کو کہا جائے گا جب کہ اس کا دل خدا کی معرفت اور محبت اور قرب سے دور پڑ گیا ہو اور جبکہ بجائے محبت کے اس کے دل میں خدا کی عداوت پیدا ہوگئی ہو۔ اسی وجہ سے لغت عرب میں لعین شیطان کا نام ہے۔ پس کس طرح یہ ناپاک نام جو شیطان کے حصہ میں آ گیا ایک پاک دل کی طرف منسوب کیا جائے۔ میرے مکاشفہ میں مسیح نے اپنی بریت اس سے ظاہر کی ہے اور عقل بھی یہی چاہتی ہے کہ مسیح کی شان اس سے برتر ہے۔ لعنت کا مفہوم ہمیشہ دل سے تعلق رکھتا ہے اور یہ نہایت صاف بات ہے کہ ہم خدا کے مقرب اور پیارے کو کسی تاویل سے ملعون اور لعنتی کے نام سے موسوم نہیں کر سکتے۔ یہ یسوع مسیح کا **پیغام** ہے جو میں پہنچاتا ہوں۔ اس میں میرے سچے ہونے کی یہی نشانی ہے جو مجھ سے وہ نشان ظاہر ہوتے ہیں جو انسانی طاقتوں سے برتر ہیں۔ اگر حضور ملکہ معظّمہ قیصرہ ہند و انگلستان توجہ کریں تو میرا خدا قادر ہے کہ ان کی تسلی کے لئے بھی کوئی نشان دکھاوے۔ جو **بشارت** اور **خوشی** کا نشان ہو بشرطیکہ نشان دیکھنے کے بعد میرے پیغام کو قبول کرلیں اور میری سفارت جو یسوع مسیح کی طرف سے ہے اس کے موافق ملک میں عملدرآمد کرایا جائے مگر نشان خدا کے ارادہ کے موافق ہوگا نہ انسان کے ارادہ کے موافق ہاں فوق العادت ہوگا اور عظمت الٰہی اپنے اندر رکھتا ہوگا۔☆

حضور ملکہ معظّمہ اپنی روشن عقل کے ساتھ سوچیں کہ کسی کو خدا سے برگشتہ اور خدا کا دشمن

☆ اگر حضور ملکہ معظّمہ میرے تصدیق دعویٰ کیلئے مجھ سے نشان دیکھنا چاہیں تو میں یقین رکھتا ہوں کہ ابھی ایک سال پورا نہ ہو کہ وہ نشان ظاہر ہو جائے۔ اور نہ صرف یہی بلکہ دعا کر سکتا ہوں کہ یہ تمام زمانہ عافیت اور صحت سے بسر ہو۔ لیکن اگر کوئی نشان ظاہر نہ ہو اور میں جھوٹا نکلوں تو میں اس سزا میں راضی ہوں کہ حضور ملکہ معظّمہ کے پایۂ تخت کے آگے پھانسی دیا جاؤں۔ یہ سب الحاح اس لئے ہے کہ کاش ہماری محسنہ ملکہ معظّمہ کو اس آسمان کے خدا کی طرف خیال آ جائے جس سے اس زمانہ میں عیسائی مذہب بے خبر ہے۔ منہ

نام رکھنا جو لعنت کا مفہوم ہے۔ کیا اس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی اور بھی توہین ہوگی؟ پس جس کو
خدا کے تمام فرشتے مقرّب مقرّب کہہ رہے ہیں اور جو خدا کے نور سے نکلا ہے اگر اسکا نام خدا
سے برگشتہ اور خدا کا دشمن رکھا جائے تو اسکی کس قدر اہانت ہے؟!! افسوس اس توہین کو یسوع کی
نسبت اس زمانہ میں چالیس کروڑ انسان نے اختیار کر رکھا ہے۔ اے ملکہ معظّمہ! یسوع مسیح سے
تُو یہ نیکی کر خدا تجھ سے بہت نیکی کرے گا۔ میں دعا مانگتا ہوں کہ اس کارروائی کیلئے خدا تعالیٰ ﴿۲۵﴾
آپ ہماری محسنہ ملکہ معظّمہ کے دل میں القا کرے۔ پیلاطوس نے جس کے زمانہ میں یسوع تھا
ناانصافی سے یہودیوں کے رعب کے نیچے آ کر ایک مجرم قیدی کو چھوڑ دیا اور یسوع جو بے گناہ
تھا اس کو نہ چھوڑا۔ لیکن اے ملکہ معظّمہ قیصرہ ہند ہم عاجزانہ ادب کے ساتھ تیرے حضور میں
کھڑے ہو کر عرض کرتے ہیں کہ تو اس خوشی کے وقت میں جو شصت سالہ جوبلی کا وقت ہے
یسوع کے چھوڑنے کیلئے کوشش کر۔ اس وقت ہم اپنی نہایت پاک نیّت سے جو خدا کے خوف
اور سچائی سے بھری ہوئی ہے تیری جناب میں اس التماس کیلئے جرأت کرتے ہیں کہ یسوع مسیح
کی عزت کو اس داغ سے جو اس پر لگایا جاتا ہے اپنی مردانہ ہمت سے پاک کر کے دکھلا۔ بیشک
شہنشاہوں کے حضور میں ان کی استمزاج سے پہلے بات کرنا اپنی جان سے بازی ہوتی ہے
لیکن اس وقت ہم یسوع مسیح کی عزت کے لئے ہر ایک خطرہ کو قبول کرتے ہیں اور محض اس کی
طرف سے رسالت لے کر بحیثیت ایک سفیر کے اپنے عادل بادشاہ کے حضور میں کھڑے ہو گئے
ہیں۔ اے ہماری ملکہ معظّمہ! تیرے پر بیشمار برکتیں نازل ہوں۔ خدا تیرے وہ تمام فکر دور کرے
جو تیرے دل میں ہیں۔ جس طرح ہو سکے اس سفارت کو قبول کر۔ تمام مذہبی مقدمات میں یہی
ایک قانون قدیم سے چلا آیا ہے کہ جب کسی بات میں دو فریق تنازعہ کرتے ہیں تو اول
منقولات کے ذریعہ سے اپنے تنازعہ کو فیصلہ کرنا چاہتے ہیں۔ اور جب منقولات سے وہ فیصلہ
نہیں ہو سکتا تو معقولات کی طرف توجہ کرتے ہیں اور عقلی دلائل سے تصفیہ کرنا چاہتے ہیں۔ اور
جب کوئی مقدمہ عقلی دلائل سے بھی طے ہونے میں نہیں آتا تو آسمانی فیصلہ کے خواہاں

ہوتے ہیں۔اور آسمانی نشانوں کو اپنا حَکَم ٹھہراتے ہیں لیکن اے مخدومہ ملکہ معظّمہ یسوع مسیح کی بریّت کے بارے میں یہ تینوں ذریعے شہادت دیتے ہیں۔منقول کے ذریعہ سے اس طرح کہ تمام نوشتوں سے پایا جاتا ہے کہ یسوع دل کا غریب اور حلیم اور خدا سے پیار کرنے والا اور ہر دم خدا کے ساتھ تھا پھر کیونکر تجویز کیا جائے کہ کسی وقت نعوذ باللہ اس کا دل خدا سے برگشتہ اور خدا کا منکر اور خدا کا دشمن ہو گیا تھا جیسا کہ **لعنت** کا مفہوم دلالت کرتا ہے ﴿۲۶﴾
اور عقل کے ذریعہ سے اس طرح پر کہ عقل ہرگز باور نہیں کرتی کہ جو خدا کا نبی اور خدا کا وحید اور اسکی محبت سے بھرا ہوا ہو اور جس کی سرشت نور سے مخمّر ہو اس میں نعوذ باللہ بے ایمانی اور نافرمانی کی تاریکی آجائے۔یعنی وہی تاریکی جس کو دوسرے لفظوں میں **لعنت** کہتے ہیں۔اور آسمانی نشانوں کے رو سے اس طرح پر کہ خدا اب آسمانی نشانوں کے ذریعہ سے خبر دے رہا ہے کہ مسیح کی نسبت جو قرآن نے بیان کیا کہ وہ **لعنت** سے محفوظ رہا اور ایک سیکنڈ کے لئے بھی اس کا دل لعنتی نہیں ہوا **یہی سچ ہے**۔وہ نشان اس عاجز کے ذریعہ سے ظاہر ہو رہے ہیں اور بہت سے نشان ظاہر ہو چکے ہیں اور بارش کی طرح برستے ہیں۔سو اے ہماری عالم پناہ ملکہ خدا تجھے بے شمار فضلوں سے معمور کرے۔اس مقدمہ کو اپنی قدیم منصفانہ عادت کے ساتھ **فیصلہ کر**۔

میں بادب ایک اور عرض کرنے کیلئے بھی جرأت کرتا ہوں کہ تواریخ سے ثابت ہے کہ قیاصرہ روم میں سے جب تیسرا قیصر روم تخت نشین ہوا اور اس کا اقبال کمال کو پہنچ گیا تو اسے اس بات کی طرف توجہ پیدا ہوئی کہ دو مشہور فرقہ عیسائیوں میں جو ایک موحّد اور دوسرا حضرت مسیح کو خدا جانتا تھا باہم بحث کراوے۔چنانچہ وہ بحث قیصر روم کے حضور میں بڑی خوبی اور انتظام سے ہوئی اور بحث کے سننے کیلئے معزز ناظرین اور ارکان دولت کی صدہا کرسیاں بلحاظ رتبہ و مقام کے بچھائی گئیں اور دونوں فریق کے پادریوں کی چالیس دن تک بادشاہ کے حضور میں بحث ہوتی رہی۔اور قیصر روم بخوبی فریقین

کے دلائل کو سنتا رہا اور ان پر غور کرتا رہا۔ آخر جو مؤحّد فرقہ تھا اور حضرت یسوع مسیح کو صرف خدا کا رسول اور نبی جانتا تھا وہ غالب آ گیا اور دوسرے فرقہ کو ایسی شکست آئی کہ اسی مجلس میں قیصر روم نے ظاہر کر دیا کہ میں نہ اپنی طرف سے بلکہ دلائل کے زور سے مؤحد فرقہ کی طرف کھینچا گیا۔ اور قبل اس کے جو اس مجلس سے اٹھے توحید کا مذہب اختیار کر لیا۔ اور اُن مؤحّد عیسائیوں میں سے ہو گیا جن کا ذکر قرآن شریف میں بھی ہے۔ اور بیٹا اور خدا کہنے سے دستبردار ہو گیا اور پھر تیسرے قیصر تک ہر ایک وارث تخت روم مؤحّد ہوتا رہا۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ ایسے مذہبی جلسے پہلے عیسائی بادشاہوں کا دستور تھا اور بڑی بڑی تبدیلیاں ان سے ہوتی تھیں۔ ان واقعات پر نظر ڈالنے سے نہایت آرزو سے دل چاہتا ہے کہ ہماری قیصرہ ہند دام اقبالہا بھی قیصر روم کی طرح ایسا مذہبی جلسہ پایہ تخت میں انعقاد فرماویں کہ یہ روحانی طور پر ایک یادگار ہوگی۔ مگر یہ جلسہ قیصر روم کی نسبت زیادہ توسیع کے ساتھ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ہماری ملکہ معظّمہ بھی اس قیصر کی نسبت زیادہ وسعت اقبال رکھتی ہیں۔ اور اس التماس کا ایک یہ بھی سبب ہے کہ جب سے کہ اس ملک کے لوگوں نے امریکہ کے جلسہ مذاہب سے اطلاع پائی ہے طبعاً دلوں میں یہ جوش پیدا ہو گیا ہے کہ ہماری ملکہ معظّمہ بھی خاص لندن میں ایسا جلسہ منعقد فرمائیں تا کہ اس تقریب سے اس ملک کی خیرخواہ رعایا اور ان کے رئیسوں اور عالموں کے گروہ خاص لندن پایہ تخت میں شرف لقاء حضور حاصل کر سکیں اور اس تقریب سے ملکہ معظّمہ کو بھی اپنے برٹش انڈیا کی وفادار رعایا کے ہزارہا چہروں پر یکدفعہ نظر پڑ سکے اور چند ہفتہ تک لندن کے کوچوں اور گلیوں میں ہندوستان کے معزز باشندے سیر کرتے ہوئے نظر آئیں۔ ہاں یہ ضروری ہوگا کہ اس جلسہ مذاہب میں ہر ایک شخص اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرے دوسروں سے کچھ تعلق نہ رکھے۔ اگر ایسا ہوا تو یہ جلسہ بھی ہماری ملکہ معظّمہ کی طرف سے ہمیشہ کیلئے ایک روحانی یادگار ہوگا۔ اور انگلستان جس کے کانوں تک بڑی خیانتوں

﴿۲۷﴾

کے ساتھ اسلامی واقعات پہنچائے گئے ہیں ایک سچے نقشہ پر اطلاع پا جائیگا۔ بلکہ انگلستان کے لوگ ہر ایک مذہب کی سچی فلاسفی سے مطلع ہو جائیں گے۔ یہ بات بھروسہ کرنے کے لائق نہیں ہے کہ پادریوں کے ذریعہ سے ہندوستان کے مذاہب کی حقیقت انگلستان کو پہنچتی رہتی ہے کیونکہ پادریوں کی کتابیں جن میں وہ دوسرے مذاہب کا ذکر کرتے ہیں اس کثیف نالی کی طرح ہیں جس کا پانی بہت سی میل کچیل اور خس و خاشاک ساتھ رکھتا ہے پادری صاحبان سچائی کی حقیقت کو کھولنا نہیں چاہتے بلکہ چھپانا چاہتے ہیں۔ اور انکی تحریروں میں تعصب کی ایسی رنگ آمیزی ہے جس کی وجہ سے انگلستان تک مذاہب کی اصل حقیقت پہنچنا مشکل بلکہ محال ہے۔ اگر ان میں نیک نیتی ہوتی تو وہ قرآن پر ایسے اعتراض نہ کرتے جو ﴿۲۸﴾
موسیٰ کی توریت پر بھی ہو سکتے ہیں۔ اگر ان کو خدا کا خوف ہوتا تو وہ ان کتابوں کو اعتراض کے وقت **تمسّک بہانہ** ٹھہراتے۔ جو مسلمانوں کے نزدیک غیر مسلّم اور یقینی سچائیوں سے خالی ہیں۔ اس لئے انصاف یہی حکم دیتا ہے کہ اگر سارا یورپ فرشتہ سیرت بھی ہو مگر پادری اس سے مستثنیٰ ہیں۔ یورپ کے عیسائی جو اسلام کو نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اس کا یہی سبب ہے کہ قدیم سے یہی پادری صاحبان خلاف واقعہ قصوں کو پیش کر کے تحقیر کا سبق ان کو دیتے چلے آئے ہیں۔ ہاں میں قبول کرتا ہوں کہ بعض نادان مسلمانوں کا چال چلن اچھا نہیں اور نادانی کی عادات ان میں موجود ہیں۔ جیسا کہ بعض وحشی مسلمان ظالمانہ خونریزیوں کا نام جہاد رکھتے ہیں اور انہیں خبر نہیں کہ رعیت کا عادل بادشاہ کے ساتھ مقابلہ کرنا اس کا نام بغاوت ہے نہ کہ جہاد۔ اور عہد توڑنا اور نیکی کی جگہ بدی کرنا اور بے گناہوں کو مارنا اس حرکت کا مرتکب ظالم کہلاتا ہے نہ غازی۔

سو یہ خیالات پادریوں کی بدفہمی سے پیدا ہوئے ہیں خدا کی کتاب میں اسکا نشان نہیں۔ خدا کا کلام ظالمانہ تلوار اٹھانے والوں کیلئے تلوار کی سزا بیان فرماتا ہے نہ کہ امن قائم کرنے والوں، رعیت پرور اور ہر ایک قوم کو آزادی کے حقوق دینے والوں

کی نسبت سرکشی کی تعلیم کرتا ہے۔ خدا کی کلام کو بدنام کرنا یہ بددیانتی ہے۔ لہٰذا انسانوں کی بھلائی کے لئے یہ بات نہایت قرین مصلحت ہے کہ جناب قیصرہ ہند کی طرف سے اصلیت مذاہب شائع کرنے کے لئے **جلسہ مذاہب** ہو۔

یہ بھی عرض کر دینے کے لائق ہے کہ اسلامی تعلیم کے رو سے دین اسلام کے حصے صرف دو ہیں یا یوں کہہ سکتے ہیں کہ یہ تعلیم دو بڑے مقاصد پر مشتمل ہے۔ **اول** ایک خداؔ کو جاننا۔ جیسا کہ وہ فی الواقعہ موجود ہے۔ اور اس سے محبت کرنا اور اسکی سچی اطاعت ﴿۲۹﴾
میں اپنے وجود کو لگانا جیسا کہ شرط اطاعت و محبت ہے۔ **دوسرا مقصد** یہ ہے کہ اس کے بندوں کی خدمت اور ہمدردی میں اپنے تمام قویٰ کو خرچ کرنا اور بادشاہ سے لے کر ادنیٰ انسان تک جو احسان کرنیوالا ہو شکر گزاری اور احسان کے ساتھ معاوضہ کرنا۔ اسی لئے ایک سچا مسلمان جو اپنے دین سے واقعی خبر رکھتا ہو اس گورنمنٹ کی نسبت جس کی ظل عاطفت کے نیچے امن کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے ہمیشہ اخلاص اور اطاعت کا خیال رکھتا ہے اور مذہب کا اختلاف اس کو سچی اطاعت اور فرمانبرداری سے نہیں روکتا۔ لیکن پادریوں نے اس مقام میں بھی بڑا دھوکہ کھایا ہے اور ایسا سمجھ لیا ہے کہ گویا اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس کا پابند دوسری قوموں کا بدخواہ اور بد اندیش بلکہ انکے خون کا پیاسا ہوتا ہے۔ ہاں یہ قبول کر سکتے ہیں کہ بعض مسلمانوں کی عملی حالتیں اچھی نہیں ہیں۔ اور جیسا کہ ہر ایک مذہب کے بعض لوگ غلط خیالات میں مبتلا ہو کر نالائق حرکات کے مرتکب ہو جاتے ہیں اسی قماش کے بعض مسلمان بھی پائے جاتے ہیں۔ مگر جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا ہے یہ خدا کی تعلیم کا قصور نہیں ہے بلکہ ان لوگوں کی سمجھ کا قصور ہے جو خدا کی کلام میں تدبّر نہیں کرتے اور اپنے نفس کے جذبات کے تابع رہتے ہیں۔ خاص کر جہاد کا مسئلہ جو بڑے نازک شرائط سے وابستہ تھا بعض نادانوں اور کم عقلوں نے ایسا الٹا سمجھ لیا ہے کہ اسلامی تعلیم سے بہت ہی دور جا پڑے

ہیں۔ اسلام ہمیں ہرگز یہ نہیں سکھلاتا کہ ہم ایک غیر قوم اور غیر مذہب والے بادشاہ کی رعایا ہوکر اور اسکے زیر سایہ ہر ایک دشمن سے امن میں رہ کر پھر اسی کی نسبت بداندیشی اور بغاوت کا خیال دل میں لاویں۔ بلکہ وہ ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ اگر تم اس بادشاہ کا شکر نہ کرو جس کے زیر سایہ تم امن میں رہتے ہوتو پھر تم نے خدا کا شکر بھی نہیں کیا۔ اسلام کی تعلیم ﴿۳۰﴾
نہایت پُر حکمت تعلیم ہے اور وہ اسی نیکی کو حقیقی نیکی قرار دیتا ہے جو اپنے موقعہ پر چسپاں ہو۔ وہ صرف رحم کو پسند نہیں کرتا جب تک انصاف اس کے ساتھ نہ ہو۔ اور صرف انصاف کو پسند نہیں کرتا جب تک اس کا ضروری نتیجہ رحم نہ ہو۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ قرآن نے ان باریک پہلوؤں کا لحاظ کیا ہے جو انجیل نے نہیں کیا۔ انجیل کی تعلیم ہے کہ ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری بھی پھیر دی جائے۔ مگر قرآن کہتا ہے۔ جَزٰٓؤُا سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ[1] یعنی اصول انصاف یہی ہے کہ جس کو دکھ پہنچایا گیا ہے وہ اسی قدر دکھ پہنچانے کا حق رکھتا ہے۔ لیکن اگر کوئی معاف کردے اور معاف کرنا بے محل نہ ہو بلکہ اس سے کوئی اصلاح پیدا ہوتی ہوتو ایسا شخص خدا سے اجر پائے گا۔ ایسا ہی انجیل کہتی ہے کہ کسی نامحرم کی طرف شہوت سے مت دیکھ‘‘۔ مگر قرآن کہتا ہے کہ نامحرم کی طرف ہرگز نہ دیکھ نہ شہوت سے اور نہ غیر شہوت سے۔ کیونکہ پاک دل رہنے کیلئے اس سے عمدہ تر کوئی ذریعہ نہیں ہے۔

اسی طرح قرآن عمیق حکمتوں سے پُر ہے۔ اور ہر ایک تعلیم میں انجیل کی نسبت حقیقی نیکی کے سکھلانے کیلئے آگے قدم رکھتا ہے۔ بالخصوص سچے اور غیر متغیر خدا کے دیکھنے کا چراغ تو قرآن ہی کے ہاتھ میں ہے۔ اگر وہ دنیا میں نہ آیا ہوتا تو خدا جانے دنیا میں مخلوق پرستی کا عدد کس نمبر تک پہنچ جاتا۔ سو شکر کا مقام ہے کہ خدا کی وحدانیت جو زمین سے گم ہوگئی تھی۔ دوبارہ قائم ہوگئی۔

[1] الشوریٰ:۴۱

اور پھر دوسرا شکر یہ ہے کہ وہ خدا جو کبھی اپنے وجود کو بے دلیل نہیں چھوڑتا وہ ﴿۳۱﴾
جیسا کہ تمام نبیوں پر ظاہر ہوا اور ابتدا سے زمین کو تاریکی میں پا کر روشن کرتا آیا ہے
اس نے اس زمانہ کو بھی اپنے فیض سے محروم نہیں رکھا۔ بلکہ جب دنیا کو آسمانی
روشنی سے دور پایا تب اس نے چاہا کہ زمین کی سطح کو ایک نئی معرفت سے منوّر کرے
اور نئے نشان دکھائے اور زمین کو روشن کرے۔

سو اس نے مجھے بھیجا

اور میں اس کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک ایسی گورنمنٹ کے سایۂ رحمت کے نیچے جگہ دی جس کے زیر سایہ میں بڑی آزادی سے اپنا کام نصیحت اور وعظ کا ادا کر رہا ہوں۔ اگرچہ اس محسن گورنمنٹ کا ہر ایک پر رعایا میں سے شکر واجب ہے مگر میں خیال کرتا ہوں کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے کیونکہ یہ میرے اعلیٰ مقاصد جو جناب قیصرہ ہند

﴿۳۲﴾ کی حکومت کے سایہ کے نیچے انجام پذیر ہو رہے ہیں ہرگز ممکن نہ تھا کہ وہ کسی اور گورنمنٹ کے زیر سایہ انجام پذیر ہو سکتے۔ اگرچہ وہ کوئی اسلامی گورنمنٹ ہی ہوتی۔

اب میں حضور ملکہ معظّمہ میں زیادہ مصدع اوقات ہونا نہیں چاہتا۔ اور اس دعا پر یہ عریضہ ختم کرتا ہوں۔ کہ

اے قادر و کریم اپنے فضل و کرم سے ہماری ملکہ معظّمہ کو خوش رکھ جیسا کہ ہم اس کے سایۂ عاطفت کے نیچے خوش ہیں۔ اور اس سے نیکی کر جیسا کہ ہم اس کی نیکیوں اور احسانوں کے نیچے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور ان معروضات پر کریمانہ توجہ کرنے کے لئے اس کے دل میں آپ الہام کر کہ ہر ایک قدرت اور طاقت تجھی کو ہے۔

آمین ثم آمین

الملتمس

خاکسار **میرزا غلام احمد از قادیان**

ضلع گورداسپورہ پنجاب

﴿۱﴾

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ

جلسۂ احباب

برتقریب جشن جوبلی بغرض دعاوشکرگذاری

جناب ملکہ معظّمہ قیصرہ ہند دَام ظِلّہا

ہم بڑی خوشی سے اس بات کو ظاہر کرتے ہیں کہ جناب ملکہ معظّمہ قیصرہ ہند دام ظلّہا کے جشن جوبلی کی خوشی اور شکریہ کے ادا کرنے کے لئے میری جماعت کے اکثر احباب دور دور کی مسافت قطع کر کے ۱۹؍جون ۱۸۹۷ء کو ہی قادیان میں تشریف لائے اور یہ سب ۲۲۵ آدمی تھے۔ اور اس جگہ کے ہمارے مرید اور مخلص بھی ان کے ساتھ شامل ہوئے جن سے ایک گروہ کثیر ہوگیا اور وہ سب ۲۰؍جون ۱۸۹۷ء کو اس مبارک تقریب میں باہم مل کر دعا اور شکر باری تعالیٰ میں مصروف ہوئے اور جیسا کہ اشتہار وائس پریذیڈنٹ جنرل کمیٹی اہل اسلام ہند جناب خانصاحب محمد حیات خان صاحب سی ایس آئی میں اس بارے میں ہدایتیں تھیں۔ بفضلہٖ تعالیٰ اسی کے موافق سب مراسم خوشی عمدہ طور پر ظہور میں آئیں چنانچہ ۲۰؍جون ۱۸۹۷ء کو ہماری طرف سے مبارکباد کی تار برقی بحضور وائسرائے گورنر جنرل کشور ہند بمقام شملہ روانہ کی گئی اور اسی روز سے ۲۲؍جون ۱۸۹۷ء تک غریبوں اور درویشوں کو برابر کھانا دیا گیا۔ مگر ۲۱؍جون ۱۸۹۷ء کو اس خوشی کے اظہار کے لئے

﴿۲﴾ ایک بڑی دعوت کا سامان ہوا۔ اور اس قصبہ کے غربا اور درویش دعوت کے لئے بلائے گئے اور جیسا کہ شادیوں کے موقع پر کھانے پکائے جاتے ہیں ایسا ہی بڑے تکلف سے کھانے طیّار ہوئے اور تمام حاضرین کو کھلائے گئے۔ اس روز تین سو سے زیادہ آدمی تھے جو دعوت میں شریک ہوئے۔ پھر ۲۲؍ جون کی رات کو چراغاں ہوئی اور کوچوں اور گلیوں اور مسجدوں اور گھروں میں شام ہوتے ہی نظر گاہ عام پر چراغ روشن کرائے گئے اور غریبوں کو اپنے پاس سے تیل دیا گیا۔ اور علاوہ اس کے اظہار مسرت کے لئے عام دعوت میں لوگوں کو شامل کیا گیا۔

غرض یہ مبارک جلسہ تمام احباب کا جنہوں نے بڑی خوشی سے باہم چندہ کر کے اس کا اہتمام کیا۔ ۲۰؍ جون ۱۸۹۷ء سے شروع ہوا اور ۲۲؍ جون ۱۸۹۷ء کی شام تک بڑی دھوم دھام سے اس کا اہتمام رہا۔ چنانچہ پہلے روز میں تمام جماعت نے جو ہمارے مریدوں کی جماعت ہے جن کے ذیل میں نام درج ہوں گے بڑے صدق دل سے حضور قیصرہ اور خاندان شاہی اور برٹش گورنمنٹ کے حق میں اقبال اور شمول فضل الٰہی کی دعائیں کیں۔ اور پھر جیسا کہ بیان کیا گیا وقتاً فوقتاً تمام مراسم ادا کئے گئے۔ اور خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہماری جماعت نے جس میں معزز ملازم سرکاری بھی شامل تھے ایسے صدق دل اور محبت اور پوری ارادت اور پورے شوق اور انبساط سے دعائیں کیں اور شکرگزاری ظاہر کی اور اہتمام غرباء کی دعوت میں چندے دیئے اور ایک رقم کثیر باہمی چندہ سے جمع کر کے بڑی سرگرمی اور مستعدی اور دلی خوشی سے تمام تجاویز جنرل کمیٹی کو انجام تک پہنچایا کہ اس سے بڑھ کر خیال میں نہیں آ سکتا۔

اور وہ تقریر جو دعا اور شکرگذاری جناب ملکہ معظّمہ قیصرہ ہند میں سنائی گئی جس پر لوگوں نے بڑی خوشی سے آمین کے نعرے مارے وہ چھ زبانوں میں بیان کی گئی تا ہمارے پنجاب کے ملک میں جس قدر مسلمان

کسی زبان میں دسترس رکھتے ہیں ان تمام زبانوں سے شکر ادا ہو۔ ان میں سے ایک ﴿۳﴾
اردو میں تقریر تھی جو شکر اور دعا پر مشتمل تھی جو عام جلسہ میں سنائی گئی اور پھر عربی اور فارسی اور انگریزی اور پنجابی اور پشتو میں تقریریں قلمبند ہو کر پڑھی گئیں۔ اردو میں اس لئے کہ وہ عدالت کی بولی اور شاہی تجویز کے موافق دفتروں میں رواج یافتہ ہے۔ اور عربی میں اس لئے کہ وہ خدا کی بولی ہے جس سے دنیا کی تمام زبانیں نکلیں اور جو اُمّ الالسنہ اور دنیا کی تمام زبانوں کی ماں ہے۔ جس میں خدا کی آخری کتاب قرآن شریف خلقت کی ہدایت کیلئے آیا۔ اور فارسی میں اس لئے کہ وہ گذشتہ اسلامی بادشاہوں کی یادگار ہے جنہوں نے اس ملک میں قریباً سات سو برس تک فرمان روائی کی اور انگریزی میں اس لئے کہ وہ ہماری جناب ملکہ معظّمہ قیصرہ ہند اور اسکے معزز ارکان کی زبان ہے جس کے عدل اور احسان کے ہم شکر گذار ہیں اور پنجابی میں اس لئے کہ وہ ہماری مادری زبان ہے جس میں شکر کرنا واجب ہے۔ اور پشتو میں اس لئے کہ وہ ہماری زبان اور فارسی زبان میں ایک برزخ اور سرحدی اقبال کا نشان ہے۔

اسی تقریب پر ایک کتاب شکر گذاری جناب قیصرہ ہند کے لئے تالیف کر کے اور چھاپ کر اس کا نام **تحفہ قیصریہ** رکھا گیا اور چند جلدیں اس کی نہایت خوبصورت مجلد کرا کے ان میں سے ایک حضرت قیصرہ ہند کے حضور میں بھیجنے کیلئے بخدمت صاحب ڈپٹی کمشنر بھیجی گئی اور ایک کتاب بحضور وائسرائے گورنر جنرل کشور ہند روانہ ہوئی اور ایک بحضور جناب نواب لیفٹننٹ گورنر پنجاب بھیج دی گئی۔ اب وہ دعائیں جو چھ زبانوں میں کی گئیں ذیل میں لکھی جاتی ہیں۔ اور بعد اس کے ان تمام دوستوں کے نام درج کئے جائیں گے جو تکالیف سفر اٹھا کر اس جلسہ کیلئے قادیان میں تشریف لائے اور اس سخت گرمی میں اس خوشی کے جوش میں مشقتیں اٹھائیں یہاں تک کہ بباعث ایک گروہ کثیر جمع ہونے کے اس قدر چارپائیاں نہ مل سکیں تو بڑی

﴿۴﴾ خوشی سے تین دن تک اکثر احباب زمین پر سوتے رہے۔ جس اخلاص اور محبت اور صدق دل کے ساتھ میری جماعت کے معزز اصحاب نے اس خوشی کی رسم کو ادا کیا میرے پاس وہ الفاظ نہیں کہ میں بیان کرسکوں۔

میں اپنے پہلے بیان میں یہ ذکر بھول گیا تھا کہ اس تقریب جلسہ میں ۲۲؍جون ۱۸۹۷ء کو ہماری جماعت کے چار مولوی صاحبان نے اٹھ کر عام لوگوں کو جناب ملکہ معظّمہ قیصرہ ہند کی اطاعت اور سچی وفاداری کی ترغیب دی۔ چنانچہ پہلے اخویم مولوی عبدالکریم صاحب نے اٹھ کر اس بارے میں بہت تقریر کی پھر اخویم حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب بھیروی نے تقریر کی۔ اور پھر بعد انکے اخویم مولوی برہان الدین صاحب جہلمی اٹھے اور انہوں نے پنجابی میں تقریر کر کے عام لوگوں کو اطاعت ملکہ معظّمہ کیلئے بہت ترغیب دی۔ بعد ان کے مولوی جمال الدین صاحب سیدوالہ ضلع منٹگمری نے اٹھ کر پنجابی میں تقریر کی۔ مگر انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام جن کو نادان مسلمان اب تک خونریز کی صورت میں انتظار کر رہے ہیں وہ درحقیقت فوت ہوگئے ہیں۔ یعنی ایسے خیال کہ کسی وقت مہدی اور مسیح کے آنے سے مسلمان خونریزیاں کریں گے صحیح نہیں ہے اور عام لوگوں کو نیک بختی اور نیک چلنی کی ترغیب دی گئی۔ اور اس مبارک موقعہ پر ساٹھ ستر آدمیوں نے ہر ایک گناہ اور بد چلنی سے رو رو کر توبہ کی یہاں تک کہ انکی گریہ وزاری سے مسجد گونج رہی تھی۔

اب ذیل میں وہ دعائیں چھ۶ زبانوں میں درج کی جاتی ہیں:

الراقم میرزا غلام احمد قادیانی ۲۳؍جون ۱۸۹۷ء

دعا اور آمین اردو زبان میں

اے مخلصان باصدق وصفا ومحبّان بے ریا جس امر کے لئے آپ سب صاحبان تکلیف فرما ہو کر اس عاجز کے پاس قادیان میں پہنچے ہیں وہ یہ ہے کہ ہم جناب ملکہ معظّمہ قیصرہ ہند کے احسانات کو یاد کر کے ان کی سلطنت

درازشصت سالہ کے پوری ہونے پراس خدائے عزّوجل کا شکر کریں جس نے محض «۵»
لطف واحسان سے ایک لمبے زمانہ تک ایسی ملکہ محسنہ کے زیرسایہ ہمیں ہرایک طرح کے امن سے
رکھا۔ جس سے ہماری جان و مال وآبرو جابروں اور ظالموں کے حملہ سے امن میں رہی۔
اور ہم تمام تر آزادی سے خوشی اور راحت کے ساتھ زندگی بسر کرتے رہے۔ اور نیز اس
وقت ہمیں بغرض ادائے فرض شکر گذاری جناب ملکہ معظّمہ قیصرہ ہند کے لئے جناب الٰہی
میں دعا کرنی چاہئے کہ جس طرح ہم نے ان کی سلطنت میں امن پایا اوران کے زیرسایہ رہ
کر ہرایک شریر کی شرارت سے محفوظ رہے اسی طرح خداتعالیٰ جناب ممدوحہ کوبھی جزاءِ خیر
بخشے۔ اوران کو ہرایک بلا اور صدمہ سے محفوظ رکھے اور اقبال اور کامیابی میں ترقیات عطا
فرمائے اوران سب مرادوں اوراقبالوں اورخوشیوں کے ساتھ ایسا فضل کرے کہ انسان
پرستی سے ان کے دل کو چھڑا دیوے۔ اے دوستو! کیا تم خدا کی قدرت سے تعجب کرتے
ہو اور کیا تم اس بات کو بعید سمجھتے ہو کہ ہماری ملکہ معظّمہ قیصرہ ہند کے دین اور دنیا
دونوں پر خدا کا فضل ہو جائے۔ اے عزیزو! اس ذات قادر مطلق کی عظمتوں پر کامل
ایمان لاؤ جس نے وسیع آسمانوں کو بنایا اور زمین کو ہمارے لئے بچھایا اور دو چمکتے
ہوئے چراغ ہمارے آگے رکھ دیئے جو آفتاب اور ماہتاب ہے۔ سو سچے دل سے
حضرت احدیت میں اپنی محسنہ ملکہ قیصرہ ہند کے دین اور دنیا دونوں کے لئے دعا
کرو۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جب تم سچے دل سے اور روح کے جوش کے ساتھ اور
پوری امید کے ساتھ دعا کرو گے تو خدا تمہاری سنے گا۔ سو ہم دعا کرتے ہیں اور تم آمین کہو
کہ اے قادر توانا جس نے اپنی حکمت اور مصلحت سے اس محسنہ ملکہ کے زیر سایہ ایک لمبا حصہ
ہماری زندگی کا بسر کرایا اوراس کے ذریعہ سے ہمیں صدہا آفتوں سے بچایا اس کو بھی آفتوں
سے بچا کہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔ اے قادر توانا! جیسا کہ ہم اس کے زیرسایہ رہ کر کئی صدموں سے

﴿۶﴾ بچائے گئے اس کو بھی صدمات سے بچا کہ سچی بادشاہی اور قدرت اور حکومت تیری ہی ہے۔ اے قادر توانا ہم تیری بے انتہا قدرت پر نظر کر کے ایک اور دعا کے لئے تیری جناب میں جرأت کرتے ہیں کہ ہماری محسنہ قیصرہ ہند کو مخلوق پرستی کی تاریکی سے چھڑا کر لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ پر اس کا خاتمہ کر۔ اے عجیب قدرتوں والے! اے عمیق تصرفوں والے! ایسا ہی کر۔ یا الٰہی یہ تمام دعائیں قبول فرما۔ تمام جماعت کہے کہ آمین۔ اے دوستو اے پیارو۔ خدا کی جناب بڑی قدرتوں والی جناب ہے۔ دعا کے وقت اس سے نومید مت ہو کیونکہ اس ذات میں بے انتہا قدرتیں ہیں اور مخلوق کے ظاہر اور باطن پر اسکے عجیب تصرف ہیں سوتم نہ منافقوں کی طرح بلکہ سچے دل سے یہ دعائیں کرو۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ بادشاہوں کے دل خدا کے تصرف سے باہر ہیں؟ نہیں بلکہ ہر ایک امر اس کے ارادہ کے تابع اور اس کے ہاتھ کے نیچے ہے۔ سوتم اپنی محسنہ قیصرہ ہند کیلئے سچے دل سے دنیا کے آرام بھی چاہو اور عاقبت کے آرام بھی۔ اگر وفادار ہو تو راتوں کو اٹھ کر دعائیں کرو۔ اور صبح کو اٹھ کر دعائیں کرو۔ اور جو لوگ اس بات کے مخالف ہوں انکی پرواہ نہ کرو۔ چاہئے کہ ہر ایک بات تمہاری صدق اور صفائی سے ہو اور کسی بات میں نفاق کی آمیزش نہ ہو۔ تقویٰ اور راستبازی اختیار کرو۔ اور بھلائی کرنے والوں سے سچے دل سے بھلائی چاہو تا تمہیں خدا بدلہ دے کیونکہ انسان کو ہر ایک نیکی کے کام کا نیک بدلہ ملے گا۔

اب زیادہ الفاظ جمع کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہی دعا ہے کہ خدا ہماری یہ دعائیں سنے۔ والسلام

الدّعَاءُ و التّامین فی العَرَبیّة

ایّھا الاحبّاء المخلصون. والاصدقاء المسترشدون. جزاکم اللّٰہ خیر الجزاء. وحفظکم فی الکونین من البلاء. انکم قاسیتم متاعب السّفر و شوائبہ. و ذُقتم شدائد الحرّ ونوائبہ. وجئتمونی مُدلجین

مـدّلـجیـن مُـکـابـدیـن. لتشکروا اللّٰہ فی مکانی ھٰذا مجتمعین. وتکثروا ﴿۷﴾
الدّعاء لـقیصرة الهـنـد شـاکـریـن ذاکرین. وتدعون دعوة المخلصین.
یـاعبـاد اللّٰہ لا تعجبوا لدعواتنا وشکرنا فـی تـقریب الجوبلی. وتعلمون
مـاقال سیدّنا امام کل نبیّ وولی ـ وخاتم النبیّین . انـه مَنْ لم یشکر الناس
فـمـا شکر اللّٰہ وَ اللّٰہ یحبّ المحسنین. ثمّ تعلمون انّ اموالنا واعراضنا
ودمـاء نـا قد حفظتها العنایة الالٰھیّة بھٰذه الملکة الـمعظمة. وجعلها
الـلّٰہ مـؤیّدة لنا فی الـمهـمّـات الـدنیـویّة والدّینیّة. فالشکر واجب علٰی
مـافـعـل ربّـنـا ذوالـجلال والعزة ومن اعرض فقد کفر بالنعم الـرحمانیة.
والـلّٰـہ یـحـبّ الشـاکـریـن. ایّهـا الـنّاس هذا یوم یجب فیه اظهار الشکر
والـمسرّة مـع الـدّعاء باخلاص النیّة. فـاردنـا اَنْ نـقبـلـه بمراسم التهانی
والتبـریک والتهـنیّة. ورفـع اکفّ الابتهـال والـضـراعة. وتـذلّل یلیق
بـحضـرة الاحدیة. وانـارة الـمـاٰذن والـمسـاجد والسکک والبیوت
بـالمصابیح والشهب النورانیّة. وانـما الاعمال بالنیات المخفیة من اعین
الـعامة . واللّٰہ یری مافی قلوب العالمین . یاعباد اللّٰہ الرحمان. هل جزاء
الاحسـان الّا الاحسـان. فـلا تـظـنـواظنّ السوء . مستعجلین والاٰن ادعوا
لـقیصرة بخلوص النیّة. فامّنو علٰی دعائی یامعشر الاحبّة. واتّقوا اللّٰہ ولا
تنسوا منّ اللّٰہ و منّ عباده من الخواص والعامة . ولا تعثوا مفسدین.

یا ربّ اَحسِنْ الٰی ھٰذه الـملکة. کما احسـنت الینا بانواع العطیّة.
واحـفـظها مِن شرّ الظالمین . یاربّ شیّد واعضد دعائم سریرها. واجعلها فائزة
فـی مهـمّـاتهـا وصُـنها من نوائب الدنیا وآفاتها. وبارک فی عمرها و حیاتها

﴿۸﴾ یااَرحم الراحمین . یاربّ ادخل الایمان فی جذر قلبہا ونجّہا و ذراریہا مِن ان یعبدوا المسیح ویکونوا من المشرکین . یاربّ لا تتوفّہا الّا بعد ان تکون من المسلمین . یاربّ انا ندعو لہا بأَلسنۃ صادقۃ وقلوب ملئت اخلاصا وحسن طویّۃ فاستجب یااَحُکم الحاکمین.

اجد الانام ببہجۃ مستکثرہ عید اتٰی او جوبلی القیصرۃ
نشر التہانی فی المحافل کلہا فاری الوجوہ تہللت مُستبشرہ
انّی اراہا نعمۃً من رَبّنا فالشکر حق واجب لا بربرہ
لا شک ان سرورنا من شکرہا خیر فمن یعملہ اخلاصًا یرہ
اَمَرَ النبیُّ لشکر رجل محسن قُتل العنود المعتدی ما اکفرہ

دُعاوآمین درزبانِ فارسی

اے گروہ دوستان و جماعت مخلصان خدا شمارا جزاءِ خیر دہد شما تکالیف گرمی موسم و صعوبت سفر برداشتہ نزدمن در قادیان بدین غرض رسیدہ اید کہ تا برتقریب جشن جوبلی باجتماع اخوان خود شکر خدائے عزّ وجل بجا آرید و برائے خیر دُنیا ودین ملکہ معظّمہ قیصرہ ہند دعاہا کنید ۔می دانم کہ موجب ایں تکالیف وآنچہ برائے انعقاد ایں جلسہ باہم چندہ فراہم کردہ رسوم جلسہ بجا آوردہ اید باعث ایں ہمہ بجز اخلاص ومحبّت چیزے دیگر نبودہ۔پس دعا می کنم کہ خُدا تعالےٰ شمارا پاداش ایں تکالیف دہد کہ محض برائے حصول مرضات اوکشیدہ اید۔ اے دوستان می دانید کہ ما درعہد سعادت مہد قیصرہ ہند چہ آرامہا دیدیم و می بینیم و چہ قدر زندگی خوددرامن وعافیت گذرانیدہ ایم وی گذرانیم۔پس شرط انصاف این است کہ مابرائے ایں ملکہ مبارکہ ازتہ دل دُعا کنیم چراکہ ہرکہ شکرمردم محسن نہ کند شکر خدا بجا نیاوردہ است۔ پس ایں دعاہا میکنم شما آمین بگوئید۔اے قادرتوانا بدیں ملکہ تو نیکی کُن چنانکہ او بما کرد۔و

اَزؔ شر ظالمان او را محفوظ دار۔ اے قادر توانا ستونہائے سریر او بلند کُن و در مہمات خود او را فائز گردان ﴿۹﴾
واز حوادث دُنیا و دین اُورا نِگہ دار۔ و در عمر و زندگی او برکت بخش۔ اے قادر توانا اسلام در دِل اُو داخل
کُن و اُو را و اولاد اُو را از پرستش مسیح کہ بندۂ عاجز است نجات دِہ و از مشرکان او را بیرون
آر کہ ہمہ قدرت تو داری۔ اے قادر توانا او را تا آن وقت وفات مدہ کہ بر راہِ راست اسلام ثابت
قدم بودہ باشد۔ اے ربّ جلیل دعا ہائے ما قبول کُن ۔ آمین ۔

دُعَا نورُ آمِیُن پُو پَشْتو ژبَه کِرُے

اَیُ دمابُلُ دِخُدای دُوستُونُ خُداتا سِتَه دِ خَیُر جَزا درُ کِرے تاسِه
خَلُق تکَلیُفَون پُخُپُلُ زَان بَاندِ آخِسُتی دَهُ دِمَا ححه پوُ قَادِیَان لِپَاره دِ
دِغرَضُ رَاغُلِرے وُه کِه دِ مَلِکهُ مُعظّمه اِشُپُرے تِرُے کالُ جَشُن اِسُتَاسُو اوُرُوُ
رُوُن سَرَهُ دِرےُ خُدائِرے عزَوَجَلّ شُکرَ اَدا وُکروُاَوُر دِرے مَلِکَهُ معظّمه
قَیُصره هِنُد دُنُیائی خَیُر لِپَارَهُ دُعا وکُوز پوُئِرے گمُ کِه دِدِ تکلیفونَ سَبَبُ
چه جَلسَهُ دِپَارَهُ چِنُدَه توله کَرَ ےُ وُه بُلُ دِجَلسَه رَسُم بَهَمُ پُوُرَهُ کَرَ ےُ
وُه دِ اِخُلاص اَود دِرےُ حُجَتُ سِوا بُل شِرےُ نِدَرےُ نورُ زِ دُعاکَوُمُ کِهُ خُدا
صَاحِبُ تاسُتَه دِدِ تکلیفونَ اَجر وَرُکِيُ چه صرُف دِ آغَهُ لِپَارَهُ تاسوُ
آخِسُتَیُ دَه . اَرے دوسُتونَ پویُگیُ چه مُنگَهُ دِ مَلِکه کِرے پوُ زمَانِرے مِیُن
سِرنُکهُ آرام مُنُگهٌ لِیُدِلَرےُ دَهُ اَوُزَه سِرِنگهٌ دِخپُلُ زِنِدگی سَرَهُ بَسَرُکَرِیُ
هَمُ دَهُ اَوُر بَسَرُبَه اوکُو بُیا اِنُصَافُ دَادَهُ چِهُ مُنکَهٌ دِ مَلِگَهُ دِ پارَهُ دُعا وَکُو
وَلِرے چه هَرُچَاچِه دِ نیک سَرَیُ شُکرنَکیُ اَغَهُ دِ خُدای شُکر سِرِنَگه
کَوُلِرےُ شِیُ. پَسُ زِ دُعَا کَوُمُ تَاسِهُ آمِیُن وَه وَائی اِرےُ لوُئِرے خُدایا دِ مَلِگَهُ
سَرَهُ نِیکیُ وُه کَهُ اَغَهُ سِرےُ چه مُنَکَهٌ سَرِهُ اَغَهُ کَرَ ےُ دِرے اَوُر دِ ظالمون
دِشَرَه اَغَه اُوسَاتَه یالوئِرے خُدایَادِ اَغه دِ تَخُت اِسُتِنِ تهُ بِلُنُد

﴿۱۰﴾ اُوکرہ بُل دَدین اَورُدَ دنیا شِرُونَ اَغہ اُوسَاتَہ اَوُر پوُعُمُر بُلُ پُو اغَہَ زِنُدگی بَرَکتُ
کَرَہُ یا لوئے خُدَایَا اِسَلَامُ پوُ اَغہ زِرَہُ بُنَہُ کَرہ یا لوےُ خُدایا مَلِگَہُ بُلُ دِ اَغہ زوےُ
بُلُ دِ اَغَہَ عَیَال دِےُ مَسِیحُ دےُ پَرسُتش چہ یوُ عَاجِزُ سَرَ ے دَہ اوسَاتَہ اَوردِ
مُشرِکُونَ دِگرُوھُنَہ اَغہ اوباسَہُ چِہ تَہ قُدرَتُ لَرَ ےُ اَیُ لوئے خُدایَا تِرُاَغہ وقُت
مَلِگہ مُرمُگَہُ چِہ مُسُلمَان شِیُ یالوئے خَدایَا اِمنگ دُعَاتہ قبول کَرَہ.

مہارانی قیصرہ ہند دیاں ساریاں مُراداں پوریاں ہوندی

پنجابی وِچہ بَینتی

سُنو میریو سچے دوستو تے پکے یارو جس گل واسطے تُسیں سارے بھائی اپنے سارے کم کُسا کے تے کشالہ کر کے میرے کول قادیان وچہ آئے او اوہ اک بھارا متبل ایہ ئے جے اسیں سارے دربار رانی ملکہ معظّمہ قیصرہ ہند دیاں احساناں تے مہربانیاں نوں یاد کر کے اوہدے سٹھ ورھیاں دے راج دے پورا ہونے دی اپنے ربّ دے درگاہے شکر کریئے تے ایس دے بے اوڑک کرم دا گاون گایئے جس نے آپنیاں فضلاں تے کرماں دے نال ایڈے لمّے زمانے توڑیں سانوں اجیہی ملکہ معظّمہ دے راج دے چھاویں بھاگاں سہاگاں نال رکھیا۔ جس تھیں اساں غریباں مسلماناں دیاں جاناں تے پُتاں تے مال ہتھیاریاں تے انیائیاں دے پنجیاں تھیں بچ گئے تے اسیں ہُن توڑیں من بھاؤندیاں خوشیاں تے انگنیاں چیناں دے نال اپنی زندگانی پوری کر دے رہے۔ تے دوجا متبل وڈا ایہ جے ہن اسیں اس ویلے جناب ملکہ معظّمہ دا شکر پورا کرنے واسطے سچّے رب صاحب دی سچّی درگاہے ترلیاں تے جھیر گیان نال دعا کریئے کہ جس طرح ایس جگت دی رانی تے دھرمی تے لاڈلڈیانے والی ماتا دے راج وچہ رہ کے اساں آرام پایا تے اوس دی بادشاہی دی ٹھنڈی تے سنگھنی چھاں وچ ہر انرتھی دے انرتھوں بچکے مٹھّیاں نیندراں سُتّے ہاں اوسےّ طرح دھرتی انبر دا راجا سچّا ربّ ایسی ملکہ معظّمہ نوں اینہاں پُنّاں دانا ندابدلہ دے۔ تے اوہنوہر اک تھکے تھوڑے تے ساریاں درداں تھیں آپنا ہتھ دے کے بچا رکھے۔ تے اقبال تے وڈیائی تے آساں امیداں دے پورا ہوون وِچہ وادھا بخشے تے ساریاں مُراداں پوریاں کرنے

سمیت اوستے ایسا فضل کرے تے اجیہا تر ٹھے جے بندہ پرستی تھیں اوسدے دِل نوں مٹھی نیندروں ﴿۱۱﴾
جگاوے تا ایہ ماتا آپنی جاوٴ واسمیت اک وحدہٗ لاشریک لہٗ جیوندے جاگدے دھرتی انبر تے ایس
سارے اڈنبر دے سائیں دی پوجا ول آوے۔ تے دوہاں جگاں دا سدا سرگ پاوے۔ میریو
پیاریو یارو تسیں خدا دی قدرت تھیں اوپرا جاندے ہو۔ بھلا تسیں ایسی گل نوں اچرج تے انہونی
سمجھدے ہو جے ساڈی جگ رانی ملکہ معظّمہ دے دین تے دُنیاں تے خدا دا فضل ہو جائے۔ او پیاریو
اُس ذات سگت واندیاں وڈیائیاں تے پُورا ایمان لیاوٴ جس نے ایڈا چوڑا تے اُچّا آسمان بنایا تے
دھرتی نوں ساڈے واسطے وچھایا تے دو چمکدے دیوے انملے جگ چمکان والے ساڈیاں اکھیاں
اگے رکھے۔ اک چندر ماہ دوجا سورج ماہ سوترلیاں تے ہاڑیاں تے دندیاں لہلکنے نال ربّ صاحب
سچّے دی درگاہ وچہ اپنے سَد اُپناں داناں والی ملکہ معظّمہ دے دین تے دُنیاں واسطے دُعا منگو۔

میں سچّو سچ کہنا ہاں جیکر تُسیں کچیاں تے دو۲ گلّیاں نوں سنگوں ہٹا کے تے سچّیاں تے
اکولّیاں نوں ساتھ لے کے تے پوری امید نال نہچہ بنّہ کے دُعا کرو گے تاں جگاں دا سچّا داتا تہاڈی
دُعا ضرور سُنے گا۔ سو اسیں دُعا کرنے ہاں تے تسیں آمین آکھو۔ ہے سچّیا سگتاں والیا سچیا سائیاں
جدتوں آپنی حکمت تے مصلحت نال ایس دیاوان رانی دے راج دے ٹھنڈی چھاویں ساڈے
جیونیدا اک لمّا حصّہ پورا کیتائی تے اوس دے سببّوں ہزاراں آفتاں تے بلاواں تھیں سانوں
بچایائی۔ تُوں اُوسنو بھی آفتاں تھیں بچا جے توں ہر شَے تے سگت تے وسّ رکھنائیں۔ ہے
قدرتاں والیا جس طرح اسیں اوسدے راج وچہ دھکیاں دھوڑیاں تے ٹھینے ڈگنے تھیں
بچائے گئے ہاں اوسنوں بھی ساریاں چنتاں تے چھوریاں تھیں بچا جے سچّی بادشاہی تے پکّی
زورآوری تے پوری حکومت تیری ہیئے۔ ہے جتناں والیا مالکا اسیں تیری بے انت قدرت تے
تہان رکھ کے اک ہور دُعا دے واسطے تیری درگاہے دلیری کرنے ہاں جے توں ساڈی اَن
گنت دَیاوان رانی ملکہ معظّمہ نوں بندہ پوجن دی انہیری کوٹھڑی تھیں باہر کڈھ کے اُچے تے سنہری

﴿۱۴﴾ تے لاٹاں مارنے والے لا الٰہ اِلّا اللّٰہ محمّد رسول اللّٰہ دے چبوترے تے موجاں مانݨے والی کر کے اوسے تے اوہدا پورن کر۔ ہے اچرج زورانوالیا۔ ہے ڈوھنگیاں نگاہاں والیا۔ ہے پوریاں پہچان والیا۔ ہے بےاوڑک کابواں والیا اینویں کر۔ ہے ربّاں دیا ربّا ایہ ساریاں دُعاواں منظور کر۔ سارے دوست آمین آکھو۔ اے پیاریو سچّے ربدی درگاہ وَڈّی قدرتاں تے پہنیاں والی درگاہ ئے دعا دے ویلے اوس تھیں بےامید نہ ہووو۔ کیوں جے اوس دے دربار دے بے اوڑسدا درتوں کسے سمے کوئی پھکھارا پھکھا تے خالی ہتھ نہیں گیا۔ تے اپنے سربت جیا جنت دے اندر باہر اوہدے اچرج کابو تے قبضے ہین۔ تسیں دوگلیاں تے دورنگیاں تے کھوٹیاں وانگر دعا نہ کرو۔ سگوں سچیاں چیلیاں تے سوچیاں چیریاں وانگوں اوہدے من دھن تے چت ست تے پت واسطے دھن شاواکھو تے سدا سُکھ منگو۔ ہین تسین سمجھدے ہو جے سربت راجیاں دے دِل اُس مہاراج سرب شکتی مان سدا دیاوان دے کابوؤں باہر نہیں سگوں سارے کم تے انیک تے ان گنی کرتب اُسیدے اوڈاؤ ہتھ وچہ نے۔ سو تسیں اپنے ان گنت دانا نوالی مہارانی ملکہ معظّمہ دے دُنیا تے عاقبت واسطے آنند تے آرام منگو جے تسیں وفادار ٹھیلیے تے مَن وارنے والے چاکر ہوتاں شامیں تے پھر راتیں تے پچھلی راتیں نیندراں گنوا کے اوبھڑوائی اُٹھ اُٹھ کے بینتیاں کرو تے جھڑے مُنکھ اس گلدے دوتی تے دوکھی ہون اُنہاں ہتھ یاریاندی پرواہ نہ کرو۔

لوڑیدائی جے سبھّو گلاں تہاڈیاں نتریاں ہوئیاں تے سُتھریاں ہون تے کسے گل تھہاڈی وچہ رلا رول نہ ہووے سُرت تے سچ ملّو بھلا کرن والیاں دا بھلا چاہوتاں تھہانوں تھہاڈا جانی جان سچّا رب صاحب چنگا بدلہ دیوے۔ کیوں جے ہر منکھ بےحیائی کپدائی تے کیتائی پاندائے۔ نریاں گلاں کجھ پھل نہیں دیندیاں۔ تھڑیاں تے تھُڑیاں نوں پکڑنے والیا بھوئ ڑیدا اویلائی۔

Almighty God! As Thy Wisdom & Providence has been pleased to put us under the rule of our blessed Empress enabling us to lead lives of peace and prosperity, we pray Thee that our ruler may in return be saved from all evils and dangers as thine is the kingdom, glory and power. Believing in Thy unlimited powers we earnestly ask Thee all powerful Lord to grant us one more prayer that our benefactoress the empress, before leaving this world, may probe her way out of the darkness of man-worship with the light of *La-ilaha-illallah- Muhammad-al-Rasul-ullah.* [There is no God but Allah & Muhammad is His Prophet] , Do Almighty God as we desire, and grant us this humble prayer of ours as Thy Will alone governs all minds. Amen!

My Friends! Trust in God and feel not hopeless. Do not even «۱۶»
imagine that the minds of wordly potentates and earthly kings are beyond His control. Nay, They are all subservants to His Holy Will. Let therefore your prayers for the welfare of your empress in this world and the next, come from the bottom of your hearts. If you are loyal subjects remember Her Majesty in your night and morning prayers. Pay no heed to opposition. Let Your words and deeds be true and free from hypocrisy. Lead lives of virtue and righteousness, and pray for the good of your well-wishers, because no virtue goes unrewarded. I conclude with earnest desire that God may grant our prayer. Amen.

Dated 23-6-97

۱۳ English Translation of the prayer recited by Mirza Ghulam Ahmad Rais of Qadian on the occasion of the Diamond Jubilee

My friends - The object which has brought you here is to convene a meeting of thanksgiving on the happy occasion of the Diamond Jubilee of Her Majesty's reign in rememberance of the manifold blessings enjoyed by us during Her Majesty's time. We offer our heartfelt thanks to God who out of His special kindness has been pleased to place us under this sovereign rule, protecting thereby our life, property and honour from the hands of tyranny and persecution and enabling us to live a life of peace and freedom. We have also to tender our thanks to our gracious Empress, and this we do by our
۱۴ prayers for Her Majesty's welfare. May God protect our beneficient sovereign from all evils and hardships as Her Majesty's rule has protected us from the mischief of evil doers. May our blessed ruler be graced with glory and success and be saved at the same time from the evil consequences of believing in the divinity of a man and his worship. My friends do not wonder at this, nor entertain any doubt as to the wonderful powers of the Almighty, because it is quite possible for him to confer His choicest blessings upon our gracious Queen in this world and the next. Hence a strong and firm belief in the omnipotence of the Supereme Being who made this spacious firmament on high and spread the earth beneath our feet illuminating them both with the sun and the moon. Let your sincere prayers as to the good of Her Majesty in matters spiritual and temporal, reach His holy throne. And I assure you that prayers that come from hearts
۱۵ sincere earnest and hopeful are sure to be listened to. Let me pray then & you may say Amen:

﴿۱۷﴾

فہرست

اسمائے حاضرین جلسۂ ڈائمنڈ جوبلی بمقام قادیان ضلع گورداسپورہ بحضور امام ہمام حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود معہ چندہ و بلا چندہ۔ و اسمائے غیر حاضرین جنہوں نے چندہ دیا از ۲۰؍جون ۱۸۹۷ تا ۲۲؍جون ۱۸۹۷ء

نمبر	نام	سکونت	رقم چندہ	کیفیّت
۱	حضرت اقدس جناب میرزا غلام احمد صاحب مہدی و مسیح موعود رئیس قادیان۔ معہ اہل بیت	قادیان	لعہ	
۲	حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب بھیروی	//	صہ/	
۳	مولوی عبد الکریم صاحب	سیالکوٹ	سے/	
۴	مولوی بُرہان الدین صاحب	جہلم	۔	
۵	مولوی محمد احسن صاحب	امروہا ضلع مراد آباد	سے/	بباعث مجبوری حاضر نہ ہو سکے
۶	حکیم فضل الدین صاحب معہ ہر دو قبائل	بھیرہ	عہ	
۷	خواجہ کمال الدین صاحب بی۔اے پروفیسر اسلامیہ کالج	لاہور	صہ/	
۸	مفتی محمد صادق صاحب بھیروی کلرک اکونٹنٹ جنرل	لاہور	عا	
۹	میرزا ایوب بیگ صاحب بی اے کلاس لاہور کالج معہ قبیلہ خود	کلانور	عا	
۱۰	خلیفہ رجب الدین صاحب تاجر برنج	لاہور	للعہ ۱۲/	
۱۱	حکیم محمد حسین صاحب	//	عہ/	
۱۲	خواجہ جمال الدین صاحب بی اے رنبیر کالج ریاست جموں	//	عا	
۱۳	حکیم فضل الٰہی صاحب	//	صہ/	
۱۴	منشی مولا بخش صاحب کلرک دفتر ریلوے	//	عہ/	
۱۵	منشی نبی بخش صاحب //	لاہور	سے/	
۱۶	منشی محمد علی صاحب //	//	عہ/	
۱۷	منشی محمد علی صاحب ایم اے پروفیسر اورینٹل کالج	//	صہ/	
۱۸	شیخ رحمت اللہ صاحب سوداگر رخت	//	صعہ	
۱۹	منشی کرم الٰہی صاحب مہتمم مدرسہ نصرت اسلام	//	۴/	

﴿۱۸﴾

۲۰	میاں محمد عظیم صاحب کلرک دفتر ریلوے	لاہور	۸ر	
۲۱	حافظ فضل احمد صاحب معہ فرزند	//	عہ ر	
۲۲	حافظ علی احمد صاحب //	//	عہ ر	
۲۳	شیخ عبداللہ صاحب نومسلم منصرم شفاخانہ انجمن حمایت اسلام	//	۸ر	
۲۴	علی محمد صاحب طالب علم بی اے کلاس کالج	//	۔	
۲۵	منشی عبدالرحمٰن صاحب کلرک دفتر ریلوے	//	صہ ر	
۲۶	منشی معراج الدین صاحب جنرل ٹھیکہ دار	لاہور	۸ر	
۲۷	منشی تاج الدین صاحب کلرک دفتر ریلوے	//	عہ ر	
۲۸	شیخ دین محمد صاحب	//	۸ر	
۲۹	حکیم شیخ نور محمد صاحب نومسلم	//	عہ ر	
۳۰	حکیم محمد حسین صاحب پروپرائٹر کارخانہ رفیق الصحت	//	عہ ر	
۳۱	تاج الدین صاحب طالب علم مدرسہ اسلامیہ	//	۔	
۳۲	عبداللہ صاحب //	//	۔	
۳۳	مولا بخش صاحب پٹولی	//	عہ ر	بباعث مجبوری حاضر نہ ہوسکے
۳۴	قاضی غلام حسین صاحب بھیروی طالب علم آرٹ سکول	//	۸ر	//
۳۵	حاجی شہاب الدین صاحب	//	للعہ ر	//
۳۶	چراغ الدین صاحب وارث میاں محمد سلطان	لاہور	عمہ ر	//
۳۷	احمد الدین صاحب ڈوری باف	//	عہ ر	//
۳۸	جمال الدین صاحب کاتب	//	عہ ر	//
۳۹	محمد اعظم صاحب کاتب	//	۸ر	//
۴۰	سیف الملوک صاحب	//	عہ ر	//
۴۱	میاں سلطان صاحب ٹیلر ماسٹر	//	سے ر	//
۴۲	میاں غلام محمد صاحب کلرک چھاپہ خانہ	//	عہ	//
۴۳	مظفر الدین صاحب	//	عمہ	//
۴۴	خواجہ محی الدین صاحب تاجر پشمینہ	//	عہ	//
۴۵	محمد شریف صاحب طالب علم اسلامیہ کالج	//	۸ر	//

﴿۱۹﴾

۴۶	عبدالحق صاحب۔ اسلامیہ کالج	لاہور	عہ /	بباعث مجبوری حاضر نہ ہوسکے
۴۷	عبدالمجید صاحب //	//	۸ /	//
۴۸	غلام محی الدین صاحب جلد بند سول ملٹری گزٹ	//	للعہ /	//
۴۹	تاج الدین صاحب	//	عہ	//
۵۰	بشیر احمد صاحب	//	۴ /	//
۵۱	نذیر احمد صاحب	//	۴ /	//
۵۲	ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب	//	صہ	
۵۳	شیر محمد خان صاحب طالب العلم بی اے کلاس	//	عہ	
۵۴	غلام محی الدین صاحب طالب علم بی اے کلاس	//	صہ /	
۵۵	شیر علی صاحب طالب علم بی اے کلاس	//	عہ	
۵۶	صاحبزادہ سراج الحق صاحب جمالی نعمانی ابن حضرت شاہ حبیب الرحمٰن صاحب مرحوم سجادہ نشین چہار قطب ہانسوی حال وارد قادیان	سرساوہ	.	
۵۷	قاضی محمد یوسف علی صاحب نعمانی معہ اہل بیت سارجنٹ پولس ریاست جنید۔ اولاد حضرت امام اعظم صاحب	توسام ضلع حصار	عـہ	
۵۸	شیخ فیض اللہ صاحب خالدی القریشی نائب داروغہ	ریاست نابہ	عہ	غیر حاضر
۵۹	سید ناصر نواب صاحب دہلوی پنشنر	قادیان	عـا	
۶۰	میر محمد اسماعیل صاحب طالب علم اسلامیہ کالج لاہور	//	عـا	
۶۱	محمد اسمٰعیل صاحب سرساوی طالب علم	//	.	
۶۲	شیخ عبدالرحیم صاحب نومسلم //	//	.	
۶۳	شیخ عبدالرحمٰن صاحب // //	//	.	
۶۴	شیخ عبدالعزیز صاحب // //	//	.	
۶۵	خدایار صاحب // //	//	.	
۶۶	گلاب الدین صاحب لوئی باف	//	.	
۶۷	اسمٰعیل بیگ صاحب پریسمین	//	.	
۶۸	امام الدین صاحب	//	.	

۶۹ ﴿۲۰﴾	صاحبزادہ افتخار احمد صاحب لدھیانوی	قادیان	۔	
۷۰	صاحبزادہ منظور محمد صاحب //	//	۔	
۷۱	صاحبزادہ مظہر قیوم صاحب //	//	۔	
۷۲	مولوی عبد الرحمٰن صاحب	کھیوال ضلع جہلم	۔	
۷۳	سید خصیلت علی شاہ صاحب ڈپٹی انسپکٹر	ڈنگہ ضلع گجرات	لعہ ر	
۷۴	سید امیر علی شاہ صاحب سارجنٹ اوّل	سیالکوٹ	للعہ ر	
۷۵	حکیم محمد الدین صاحب نقل نویس صدر	//	عہ ر	
۷۶	منشی عبد العزیز صاحب ٹیلر ماسٹر	//	عہ	
۷۷	شیخ فضل کریم صاحب عطّار	//	۱۲ ر	
۷۸	غلام محی الدین صاحب تاجر چوب	//	۔	
۷۹	شیخ حسین بخش خیاط	قادیان	۔	
۸۰	عبد اللہ صاحب //	//	۔	
۸۱	عبد الرحمٰن صاحب //	//	۔	
۸۲	حافظ احمد اللہ خان صاحب	//	۔	
۸۳	کرم داد صاحب	//	۔	
۸۴	سیّد ارشاد علی صاحب طالب علم	سیالکوٹ	۔	
۸۵	مولوی محمد عبد اللہ خان صاحب وزیر آبادی مدرس کالج	ریاست پٹیالہ	۸ ر	
۸۶	حافظ نور محمد صاحب سارجنٹ پلٹن نمبر ۴	//	عہ ر	
۸۷	محمد یوسف صاحب خراطی	//	عہ ر	
۸۸	حافظ ملک محمد صاحب //	//	۔	
۸۹	عبد الحمید صاحب طالب علم	//	۴ ر	
۹۰	محمد اکبر خان صاحب سنوری	//	۔	
۹۱	خلیفہ نور الدین صاحب تاجر کتب	ریاست جمّوں	سے ر	
۹۲	اللہ دتا صاحب //	//	عما	
۹۳	مولوی محمد صادق صاحب مدرس	//	عما	
۹۴	میاں نبی بخش صاحب رفوگر	امرتسر	صہ ر	

۹۵	محمد اسمٰعیل صاحب تاجر پشمینہ کٹڑہ اہلووالیہ	امرتسر	سے ر	﴿۲۱﴾
۹۶	میاں محمد الدین صاحب اپیل نویس	سیالکوٹ	عہ ر	
۹۷	میاں الٰہی بخش صاحب۔ محلّہ ماشکیاں	گجرات	عہ	
۹۸	میاں چراغ الدین صاحب کٹڑہ اہلووالیہ	امرتسر	عگا	
۹۹	منشی روڑا صاحب نقشہ نویس عدالت	ریاست کپورتھلہ	عگا	
۱۰۰	منشی ظفر احمد صاحب اپیل نویس	//	عگا	
۱۰۱	منشی رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر	گورداسپور	للعہ ر	
۱۰۲	نواب خاں صاحب	جموں	عہ ر	
۱۰۳	میاں عبدالخالق صاحب رفوگر	امرتسر	۸ ر	
۱۰۴	شیخ عبدالحق صاحب ٹھیکہ دار	لدھیانہ	عہ ر	
۱۰۵	محمد حسن صاحب عطّار	//	عہ ر	
۱۰۶	منشی محمد ابراہیم صاحب تاجر لنگی گبرون	//	عہ ر	
۱۰۷	مستری حاجی عصمت اللہ صاحب	//	عہ ر	
۱۰۸	قاضی خواجہ علی صاحب ٹھیکہ دار شکرم	//	صہ ر	
۱۰۹	مولوی ابو یوسف مبارک علی صاحب امام مسجد صدر	سیالکوٹ	عہ ر	
۱۱۰	عبدالعزیز خاں طالب علم بن عبدالرحمٰن خان صاحب اتالیق سردار ایوب خان صاحب	راولپنڈی	.	
۱۱۱	شیخ نور احمد صاحب مالک مطبع ریاض ہند	امرتسر	.	
۱۱۲	شیخ ظہور احمد صاحب سنگساز مطبع	//	.	
۱۱۳	میرزا رسول بیگ صاحب	کلانور ضلع گورداسپور	.	
۱۱۴	حافظ عبدالرحیم صاحب	بٹالہ	عہ ر	
۱۱۵	ڈاکٹر فیض قادر صاحب	//	عگا	
۱۱۶	شیخ محمد جان صاحب تاجر	وزیرآباد	صہ ر	
۱۱۷	منشی نواب الدین صاحب ماسٹر	دینانگر	.	
۱۱۸	خلیفہ اللہ دتا صاحب	//	.	
۱۱۹	میاں خدا بخش صاحب خیاط	چھوکر ضلع گجرات	.	

﴿۲۲﴾

۱۲۰	مولوی حافظ احمد الدین صاحب ۔ چک سکندر	ضلع گجرات	.	
۱۲۱	میاں احمد الدین صاحب امام مسجد قلعہ دیدار سنگھ	گوجرانوالہ	.	
۱۲۲	میاں جمال الدین صاحب پشمینہ باف	سیکھواں ضلع گورداسپور	عہ ر	
۱۲۳	محمد اکبر صاحب ٹھیکہ دار	بٹالہ	للعہ ر	
۱۲۴	ماسٹر غلام محمد صاحب بی اے مدرس	سیالکوٹ	عہ ۸ر	
۱۲۵	میاں باغ حسین صاحب	بٹالہ	.	
۱۲۶	میاں نبی بخش صاحب پاندہ	//	عہ	
۱۲۷	چودھری منشی نبی بخش صاحب نمبردار	//	صہ ر	
۱۲۸	مولوی خان ملک صاحب کھیوال	ضلع جہلم	.	
۱۲۹	میاں خیر الدین صاحب پشمینہ باف سیکھواں	ضلع گورداسپور	عہ ر	
۱۳۰	حکیم محمد اشرف صاحب	بٹالہ //	عہ ر	
۱۳۱	شیخ غلام محمد صاحب طالب علم	ضلع جالندھر	.	
۱۳۲	حافظ غلام محی الدین صاحب جلد ساز	قادیان	.	
۱۳۳	میاں امام الدین صاحب پشمینہ باف	سیکھواں	عہ ر	
۱۳۴	اللہ دین صاحب ۔ بٹھیاں	ضلع گورداسپور	.	
۱۳۵	شیخ عبد الرحیم صاحب ملازم ریاست	کپورتھلہ	عما	
۱۳۶	شیخ محمد الدین صاحب بوٹ فروش	جمّوں	عما	
۱۳۷	محمد شاہ صاحب ٹھیکہ دار	//	۸ر	
۱۳۸	نظام الدین صاحب دوکاندار تھہ غلام نبی	ضلع گورداسپور	.	
۱۳۹	امام الدین صاحب //	//	.	
۱۴۰	شیخ فقیر علی صاحب زمیندار //	//	.	
۱۴۱	شیخ شیر علی صاحب //	//	.	
۱۴۲	شیخ چراغ علی صاحب //	//	.	
۱۴۳	شہاب الدین صاحب دوکاندار //	//	.	
۱۴۴	منشی عبد العزیز صاحب پٹواری سیکھواں	//	.	
۱۴۵	میاں قطب الدین صاحب خیاط بدھیچہ	//	.	

﴿۲۳﴾

۱۴۶	میاںؔ سلطان احمد طالب علم	گجرات	۔	
۱۴۷	شیخ امیر بخش۔ تھہ غلام نبی	ضلع گورداسپور	۔	
۱۴۸	سید نظام شاہ صاحب بازید چک	//	۔	
۱۴۹	حافظ محمد حسین صاحب ڈنگہ	ضلع گجرات	۔	
۱۵۰	بابو گل حسن صاحب کلرک دفتر ریلوے	لاہور	عہ ر	
۱۵۱	حافظ نور محمد صاحب۔ فیض اللہ چک	ضلع گورداسپورہ	۔	
۱۵۲	حسن خاں صاحب ملازم توپخانہ ریاست	کپورتھلہ	۔	
۱۵۳	مرزا جھنڈا بیگ۔ پیرووال	ضلع گورداسپور	۔	
۱۵۴	محمد حسین طالب علم۔ مدہ	ضلع امرتسر	۔	
۱۵۵	میاں محمد امیر۔ کنڈ	تحصیل خوشاب	۔	
۱۵۶	غلام محمد طالب علم	امرتسر	۔	
۱۵۷	محمد اسمٰعیل۔ تھہ غلام نبی	ضلع گورداسپورہ	۔	
۱۵۸	شیخ قطب الدین صاحب کوٹلہ فقیر	ضلع جہلم	عہ ر	
۱۵۹	میاں غلام حسین نانبائی ڈیرہ حضرت اقدس	قادیان	۸ ر	
۱۶۰	شیخ مولا بخش صاحب تاجر چرم۔ ڈنگہ	ضلع گجرات	سے ر	
۱۶۱	قاضی محمد یوسف صاحب قاضی کوٹ	ضلع گوجرانوالہ	عہ ر	
۱۶۲	عبداللہ سوداگر برنج	لاہور	۔	
۱۶۳	مولوی حافظ کرم الدین صاحب۔ پوڑان والہ	ضلع گجرات	عہ ر	
۱۶۴	حافظ احمد الدین خیاط۔ ڈنگہ	//	۸ ر	
۱۶۵	عبادت علی شاہ سوداگر۔ ڈوڈہ	ضلع گورداسپورہ	۔	
۱۶۶	محمد خان صاحب نمبردار۔ جسروال	ضلع امرتسر	سے ر	
۱۶۷	میاں علم الدین صاحب۔ کالوسائی	ضلع گجرات	۔	
۱۶۸	میاں کرم الدین صاحب۔ ڈنگہ	//	عہ ر	
۱۶۹	شیخ احمد الدین صاحب //	//	۔	
۱۷۰	میاں احمد الدین صاحب //	//	۔	
۱۷۱	میاں محمد صدیق صاحب پشمینہ باف	سیکھواں	۸ ر	

﴿۲۴﴾

۱۷۲	میاں صادق حسین صاحب	ریاست پٹیالہ	عہ ر	
۱۷۳	مولوی فقیر جمال الدین صاحب سیّدوالہ	ضلع منٹگمری	۔	
۱۷۴	مولوی عبداللہ صاحب ٹھٹھہ شیرکا	//	۔	
۱۷۵	میاں عبدالعزیز طالب علم	قادیان	۔	
۱۷۶	میاں عبداللہ۔ تھہ غلام نبی	ضلع گورداسپور	۔	
۱۷۷	مہرالدین صاحب خانساماں۔ لالہ موسیٰ	ضلع گجرات	[illegible]	
۱۷۸	کرم الدین صاحب خانساماں //	//	[illegible]	غیر حاضر
۱۷۹	امام الدین صاحب پٹواری۔ لوچپ	ضلع گورداسپور	عہ ر	
۱۸۰	فضل الٰہی صاحب نمبردار۔ چک فیض اللہ	//	عہ ر	
۱۸۱	غلام نبی صاحب //	//	عہ ر	
۱۸۲	چراغ الدین معمار۔ موضع منڈی کراں	//	۔	
۱۸۳	قاضی نعمت علی صاحب۔ خطیب بٹالہ	//	عہ ر	
۱۸۴	احمد علی صاحب نمبردار چک وزیر	//	عہ ر	
۱۸۵	امام الدین صاحب۔ تھہ غلام نبی	//	۔	
۱۸۶	میاں فقیر دری باف۔ چک فیض اللہ	//	۔	
۱۸۷	میاں امیر دری باف //	//	۔	
۱۸۸	شیخ برکت علی دوکاندار //	//	۔	
۱۸۹	برکت علی صاحب پٹواری //	//	۔	
۱۹۰	میاں امام الدین //	//	۔	
۱۹۱	سیّد امیر حسین چک بازید	ضلع گورداسپور	۔	
۱۹۲	شیخ فیروزالدین صاحب //	//	۔	
۱۹۳	شیخ شیر علی //	//	۔	
۱۹۴	شیخ عطا محمد صاحب //	//	۔	
۱۹۵	سید محمد شفیع صاحب //	//	۔	
۱۹۶	عمر چوکیدار //	//	۔	
۱۹۷	مولوی امیر الدین صاحب۔ محلّہ خوجہ والہ	گجرات	۔	

﴿۲۵﴾

۱۹۸	مستری محمد عمر	جموں	۔	
۱۹۹	سید وزیر حسین صاحب۔ بازید چک	ضلع گورداسپور	۔	
۲۰۰	مہر اللہ شاہ ڈوڈاں	//	۔	
۲۰۱	سلطان بخش بدیچہ	//	۔	
۲۰۲	منشی عبدالعزیز صاحب عرف وزیر خان سب اوورسیر	بلب گڈہ	عہ ر	
۲۰۳	نور محمد صاحب۔ دھونی	ضلع منٹگمری	۔	
۲۰۴	عبدالرشید۔ سیّد والہ	//	۔	
۲۰۵	مولوی احمد الدین صاحب امام مسجد۔ نامدار	ضلع لاہور	۔	
۲۰۶	حافظ معین الدین صاحب	قادیان	۔	
۲۰۷	عبدالمجید صاحب	کپورتھلہ	۔	
۲۰۸	محمد خان صاحب	//	عا	بباعث مجبوری حاضر نہ ہو سکے
۲۰۹	مولوی محمد حسین صاحب۔ بھاگورائین	//	عا	
۲۱۰	نظام الدین //	//	۔	
۲۱۱	فیض محمد نجّار	سیالکوٹ	۔	
۲۱۲	سیّد گوہر شاہ صاحب پھیروچیچی	ضلع گورداسپور	۔	
۲۱۳	حکیم دین محمد طالب علم	قادیان	۔	
۲۱۴	شیخ فضل الٰہی صاحب چٹھی رسان	//	۲ر	
۲۱۵	سلطان محمد صاحب۔ بکرالہ	ضلع جہلم	۔	
۲۱۶	اللہ دیا صاحب کمبو	ضلع امرتسر	۔	
۲۱۷	سید عالم شاہ صاحب موضع سید ملو	ضلع جہلم	۔	
۲۱۸	مستری حسن الدین صاحب	سیالکوٹ	۔	
۲۱۹	میراں بخش صاحب چوڑی گر	بٹالہ	۔	
۲۲۰	مہر سانون صاحب سیکھواں	ضلع گورداسپور	عہ ر	
۲۲۱	حکیم جمال الدین صاحب تاجر	قادیان	عہ ر	
۲۲۲	محمد اسمٰعیل صاحب طالب علم	//	۔	
۲۲۳	محمد اسحٰق صاحب //	//	۔	

﴿۲۶﴾

۲۲۴	عبداللہ خان صاحب ہریانہ	ضلع ہوشیارپور	عا		
۲۲۵	کریم بخش مستری بیل چک	ضلع گورداسپور	▪		
۲۲۶	مرزا بوٹا بیگ	قادیان	▪		
۲۲۷	مرزا احمد بیگ	//	▪		
۲۲۸	محمد حیات صاحب	بٹالہ	▪		
۲۲۹	نور محمد ملازم ڈاکٹر فیض قادر صاحب	//	▪		
۲۳۰	شیخ غلام محمد صاحب تاجر	امرتسر	▪		
۲۳۱	برکت علی صاحب نیچہ بند	بٹالہ	▪		
۲۳۲	غلام حسین صاحب ککے زئی	//	▪		
۲۳۳	رحیم بخش صاحب شانہ گر	جہلم	▪		
۲۳۴	شیخ غلام احمد صاحب امام مسجد بھڑیال	ضلع سیالکوٹ	▪		
۲۳۵	شیخ اسمٰعیل امام مسجد بھڑیال	//	▪		
۲۳۶	شیخ کریم بخش صاحب کاہنے چک	ریاست جموں	▪		
۲۳۷	شیخ چراغ الدین صاحب	//	▪		
۲۳۸	میاں کنو تیلی۔ تتلا	ضلع گورداسپور	▪		
۲۳۹	شیخ مولا بخش صاحب تاجر بوٹ	سیالکوٹ	عہر		
۲۴۰	مرزا نظام الدین	قادیان	▪		
۲۴۱	سید عبدالعزیز صاحب	انبالہ	▪		
۲۴۲	مولوی فضل الدین صاحب۔ کھاریاں	ضلع گجرات	صہر	باعث مجبوری حاضر نہ ہو سکے	
۲۴۳	مولوی فضل الدین صاحب۔ خوشاب	ضلع شاہپور	عہ	//	
۲۴۴	حافظ رحمت اللہ صاحب۔ کرن پور	ضلع ڈیرہ دون	عا	//	
۲۴۵	نور الدین صاحب نقشہ نویس بارگ ماسٹری	جہلم	عا	//	
۲۴۶	میاں عبداللہ صاحب پٹواری سنوری	ریاست پٹیالہ	عہر	//	
۲۴۷	میاں عبدالعزیز صاحب محرر دفتر نہر جمن غربی	دہلی	ے	//	
۲۴۸	ڈاکٹر بوڑے خاں صاحب اسسٹنٹ سرجن	قصور	عمہ	//	
۲۴۹	مولوی محمد حسین مدرسہ اسلامیہ	راولپنڈی	عہر	//	

﴿۲۷﴾

۲۵۰	مولوی خادم حسین صاحب ۔ اسلامیہ سکول	راولپنڈی	عہ	حاضر نہ ہوسکے
۲۵۱	بابو اللہ دین صاحب فائرس محکمہ روشنی	//	عہ؍	//
۲۵۲	سید عنایت علی شاہ صاحب	لدھیانہ	عمہ ۵؍	//
۲۵۳	منشی غلام حیدر صاحب ڈپٹی انسپکٹر پولس	نارووال	عــہ	//
۲۵۴	مولوی علم الدین صاحب	//	عمہ	//
۲۵۵	منشی محرم علی صاحب محرر سارجنٹ پولس	//	عمہ	//
۲۵۶	بابو شاہ دین صاحب سٹیشن ماسٹر دینہ	ضلع جہلم	للعہ؍	//
۲۵۷	منشی اللہ دتا صاحب	سیالکوٹ	لہ عــہ	حاضر نہ ہوسکے
۲۵۸	منشی فتح محمد صاحب بزدار پوسٹ ماسٹر لیّہ	ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان	عہ؍	//
۲۵۹	شیخ غلام نبی صاحب دوکاندار	راولپنڈی	عــہ	//
۲۶۰	منشی مظفر علی صاحب برادر مولوی محمد احسن صاحب امروہی	ڈیرہ دون	عہ؍	//
۲۶۱	میاں احمد حسین صاحب ملازم میاں محمد حنیف سوداگر	//	عہ؍	//
۲۶۲	مولوی محمد یعقوب صاحب	//	عہ؍	//
۲۶۳	منشی علی گوہر خاں صاحب برانچ پوسٹ ماسٹر	جالندھر	عہ؍	//
۲۶۴	منشی محمد اسمٰعیل صاحب نقشہ نویس کالکا ریلوے	انبالہ چھاونی	صہ؍	//
۲۶۵	مولوی غلام مصطفٰے صاحب مالک مطبع شعلہ طور	بٹالہ	عہ؍	//
۲۶۶	بابو محمد افضل صاحب ملازم ریلوے ممباسہ	ملک افریقہ	عہ؍	//
۲۶۷	چودھری محمد سلطان صاحب والد مولوی عبدالکریم صاحب	سیالکوٹ	عمہ	//
۲۶۸	سید حامد شاہ صاحب قائم مقام سپرنٹنڈنٹ ڈپٹی کمشنر بہادر	//	عمہ	//
۲۶۹	سید حکیم حسام الدین صاحب رئیس	//	عہ؍	//
۲۷۰	فضل الدین صاحب زرگر	//	عہ؍	//
۲۷۱	حکیم احمد الدین صاحب	//	صہ؍	//
۲۷۲	شیخ نور محمد صاحب کلاہ ساز	//	عہ؍	//
۲۷۳	محمد الدین صاحب پٹواری ۔ ترگڑی	ضلع گوجرانوالہ	عہ؍	//
۲۷۴	سید نواب شاہ صاحب مدرس	سیالکوٹ	عہ؍	//
۲۷۵	سید چراغ شاہ صاحب	//	عہ؍	//

﴿۲۸﴾

۲۷۶	چودھری نبی بخش صاحب سارجنٹ پولس	سیالکوٹ	عہ/	حاضر نہ ہوسکے
۲۷۷	محمد الدین صاحب	//	۴/	//
۲۷۸	محمد الدین صاحب جلد ساز	//	۸/	//
۲۷۹	اللہ بخش صاحب	//	۴/	//
۲۸۰	شادی خاں صاحب سوداگر	سیالکوٹ	عہ/	حاضر نہ ہوسکے
۲۸۱	چودھری الہ بخش صاحب	//	عہ/	//
۲۸۲	چودھری فتح دین صاحب	//	عہ/	//
۲۸۳	اللہ رکھا صاحب شالباف	بٹالہ	عہ/	
۲۸۴	کرم الٰہی صاحب کانسٹبل	لدھیانہ	عہ/	//
۲۸۵	پیر بخش صاحب	//	عما	//
۲۸۶	منشی الہ بخش صاحب	سیالکوٹ	عہ/	//
۲۸۷	کرم الدین صاحب۔ بھپال والہ	//	للعہ/	//
۲۸۸	منشی کرم الٰہی صاحب ریکارڈ کلرک	پٹیالہ	صہ/	//
۲۸۹	مرزا نیاز بیگ صاحب ضلعدار نہر۔ رشیدہ	ضلع ملتان	صہ/	//
۲۹۰	اللہ دتا صاحب شالباف	بٹالہ	عہ/	//
۲۹۱	ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب	ریاست پٹیالہ	عما	//
۲۹۲	عزیز اللہ صاحب سرہندی برانچ پوسٹماسٹر	نادون	عہ/	//
۲۹۳	نواب خان صاحب تحصیلدار	جہلم	عـہ	//
۲۹۴	عبدالصمد صاحب ملازم نواب خان صاحب موصوف	جہلم	عہ/	//
۲۹۵	مولوی نور محمد صاحب۔ موکل	ضلع لاہور	عہ/	//
۲۹۶	سید مہدی حسن صاحب پنسال نویس چوکی لوہلہ	//	۳/	//
۲۹۷	مولوی شیر محمد صاحب۔ ہجن	ضلع شاہ پور	۸/	//
۲۹۸	بابو نواب الدین صاحب ہیڈ ماسٹر سکول دینانگر	ضلع گورداسپور	عما	
۲۹۹	والدہ خیر الدین سیکھواں	//	۴/	
۳۰۰	رحیم بخش صاحب محرر اصطبل	سنگرور	صہ/	حاضر نہ ہوسکے
۳۰۱	قاری محمد صاحب امام مسجد	جہلم	عما	//

﴿۲۹﴾

۳۰۲	شرف الدین صاحب ۔ کوٹلہ فقیر	ضلع جہلم	عہ/	غیر حاضر
۳۰۳	علم الدین صاحب //	//	عہ/	//
۳۰۴	مولوی محمد یوسف صاحب سنور	پٹیالہ	عہ۱۳/	//
۳۰۵	احمد بخش صاحب //	//	عہ۱۳/	//
۳۰۶	محمد ابراہیم صاحب //	//	عہ۱۳/	//
۳۰۷	امام الدین پٹواری //	حلقہ لوچپ	عہ/	//
۳۰۸	غلام نبی عرف نبی بخش ۔ فیض اللہ چک	ضلع گورداسپور	عہ/	//
۳۰۹	منشی احمد صاحب محرر بارہ سرکاری	پٹیالہ	عہ/	//
۳۱۰	مولوی محمود حسن خان صاحب مدرس	//	۴/	//
۳۱۱	شیخ محمد حسین صاحب مراد آبادی	//	عہ/	//
۳۱۲	مستری احمد الدین صاحب	بھیرہ	للعہ	//
۳۱۳	مستری اسلام احمد	//	عـہ	//
۳۱۴	میاں فیاض علی صاحب	کپورتھلہ	عـہ	//
۳۱۵	میاں صاحب دین صاحب کھاریاں	ضلع گجرات	عـہ	//
۳۱۶	میاں عالم دین حجام	بھیرہ	۴/	//
۳۱۷	بابو کرم الٰہی صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پاگل خانہ معرفت شیخ رحمت اللہ صاحب	لاہور	صہ/	//
۳۱۸	بابو غلام محمد صاحب	لدھیانہ	للعہ/	//

﴿۳۰﴾

بقیہ اسماء حاضرین جلسہ جوبلی

[۱]عبدالرحمٰن نومسلم جالندھری۔ [۲]سید ارشاد علی صاحبزادہ سید خصیلت علی شاہ صاحب، ڈنگہ۔ [۳]اللہ دتا ولد نور محمد کمبوہ۔ [۴]عبداللہ ولد خلیفہ رجب دین لاہور۔ [۵]غلام محمد طالب علم ڈیرہ بابانانک۔ [۶]روشن الدین بھیرہ، [۷]اللہ ودھایا صاحب پنڈی بھٹیاں۔ [۸]شیخ احمد علی، چک بازید۔ [۹]نور محمد، ڈھونی۔ [۱۰]عبدالرشید، سیّد والہ۔ [۱۱]غلام قادر، قادیان۔ [۱۲]شیخ امیر، تھہ غلام نبی۔ غلام غوث، [۱۳]قادیان۔ [۱۴]گلاب ولد محکم احمد آباد ضلع گورداسپور۔ [۱۵]شاہ نواز، ڈنگہ۔ [۱۶]عیدا ولد شادی، قادیان۔ [۱۷]دین محمد، قادیان۔ [۱۸]صدر الدین، قادیان۔ [۱۹]بڈھا قادیان۔ [۲۰]حسینا، قادیان۔ [۲۱]امام الدین، قادیان۔ [۲۲]خواجہ نور محمد، قادیان۔ [۲۳]حامد علی ارائیں، قادیان۔ [۲۴]میراں بخش، قادیان۔ [۲۵]لسّو، قادیان۔ [۲۶]فقیر محمد، فیض اللہ چک۔ [۲۷]شیخ محمد، قادیان۔ [۲۸]خواجہ کھیون، قادیان۔ [۲۹]شرف دین، قادیان۔ [۳۰]فتح دین، کہار ڈلہ۔ [۳۱]عبداللہ قادیان۔ [۳۲]لبّھو، قادیان۔ لبّھا ڈوگر، کھارا۔ [۳۳]نھو، قادیان۔ [۳۴]بوٹا، قادیان۔

نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ کے خط کی نقل

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

طبیب رُوحانی مسیح الزمان مکرم معظم سلمکم اللہ تعالٰی

السلام علیکم۔ حسب الحکم حضور کل حال متعلق جوبلی عرض کرتا ہوں:۔

۲۱و۲۲ جون یعنی دو دن جشن جوبلی کے لئے مقرر ہوئے تھے چونکہ گورنمنٹ کا حکم تھا کہ کل رسوم متعلق جوبلی ۲۲؍جون ۱۸۹۷ء کو پوری کی جائیں اس لئے سب کچھ ۲۲ کو کیا جانا قرار پایا۔

ریاست مالیر کوٹلہ میں جیسے رئیس اعظم وفادار رہے ہیں ویسے ہی خوانین بھی وفادار اور عقیدت مند گورنمنٹ کے رہے ہیں اور بہت مواقع میں اس کا ثبوت دیا ہے۔ بلکہ بعض جگہ خود لڑائی میں شریک ہوکر گورنمنٹ کی اعانت کی ہے۔ اب

چونکہ لڑائی کا موقع تو جاتا رہا ہے۔ اب بموجب حالت زمانہ ہم لوگ ہر طرح خدمت کے لئے حاضر ہیں۔ اور ہم ایسا کیوں نہ کریں جبکہ اس گورنمنٹ کا ہم پر خاص احسان ہے۔ وہ یہ کہ سکھّوں کے عروج کے زمانہ میں سکھوں نے اس ریاست کو بہت دق کیا تھا اور اگر وقت پر جنرل اختر لونی صاحب ابر رحمت کی طرح تشریف نہ لے آتے تو یہ ریاست کبھی کی اس خاندان سے نکل کر سکھوں کے ہاتھ میں ہوتی۔ پس ہمارا خاندان تو ہر طرح گورنمنٹ کا مرہون منّت ہے۔ اور اب یہ سلسلہ بہ سبب حضور اور زیادہ مستحکم ہوگیا۔ اور جو احسانات گورنمنٹ کے ہماری جماعت پر ہیں وہ قند مکرر کا لطف دینے لگے تو مجھ کو ضروری ہوا کہ اپنے ہمسروں سے بڑھ کر کچھ کیا جائے۔ ﴿۳۱﴾

اوّل ۔ چراغانہ قریب کی مسجد پر اور اپنے رہائشی مکان پر بہت زور سے کیا گیا۔ بلکہ ایک مکان بیرون شہر جو ایک گاؤں سروانی کوٹ نام میں میرا ہے اُس پر بھی کیا گیا کل مکانوں پر اول سفیدی کی گئی۔ اور مختلف طرز پر چراغ نصب کئے گئے اور ایک دیوار پر چراغوں میں یہ عبارت لکھی گئی۔

God save our Empress

یعنی خدا تعالیٰ ہماری قیصرہ کو سلامت رکھے۔ قریبًا تمام شہر سے بڑھ کر ہمارے ہاں روشنی کا اہتمام تھا۔ مگر عین وقت پر ہوا کے ہونے سے ۲۲؍ کو وہ روشنی نہ ہوسکی۔ اس لئے تمام شہر میں ۲۳؍ کو روشنی ہوئی مگر اُس روز بھی ہوا کے سبب اونچی جگہ روشنی نہ ہوسکی۔

دوم ۔ تین ٹرائفل آرچ۔ ایک بر سر کوچہ اور دو اپنے مکان کے سامنے بنائے گئے اور ان پر مندرجہ ذیل عبارات سنہری لکھ کر لگائی گئیں۔ اوّل بر سر کوچہ ’’جشن ڈائمنڈ جوبلی مبارک باد‘‘۔ دوم اپنے رہائشی مکان کے دروازہ پر انگریزی میں WelCome یعنی خوش آمدید لکھا تھا۔ سوم دروازہ کے مقابل تیسری محراب پر لکھا تھا۔ ’’قیصرہ ہند کی عمر دراز۔ اور سروانی کوٹ میں بھی ایک ٹرائفل آرچ بنائی گئی تھی۔

سوم ۔ ۲۲؍ جون کو شام کے چھ بجے اپنی جماعت کے اصحاب کو جمع کر کے

﴿۳۲﴾ خداوند تعالیٰ سے حضور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کے بقائے دولت اور درازی عمر اور یہ کہ جس طرح حضور ممدوحہ نے ہم پر احسان کیا ہے خداوند تعالیٰ بھی حضور ممدوحہ پر احسان کرے اور الذین آمنوا میں داخل کرے یعنی اسلام کے آفتاب سے وہ بھی فیضیاب ہوں دُعا کی گئی۔

چہارم۔ میں نے ایک نوٹس اپنی جماعت کے لوگوں کو دے دیا تھا کہ سب صاحب جو کم سے کم مقدرت رکھتے ہوں وہ بھی سو چراغ سے کم نہ جلائیں اور جن کے پاس اتنا خرچ کرنے کو نہ ہو وہ مجھ سے لے لیں۔ چنانچہ پانچ اصحاب کو میں نے خرچ چراغانہ دیا اور باقیوں نے خود چراغانہ کیا۔

پنجم۔ میرے متعلق جو سروانی کوٹ میں معافیدار تھے اُن کو بھی میں نے حکم دیا کہ چراغانہ کریں۔ چنانچہ انہوں نے بھی کیا اور یہ ایسا امر ہے کہ ریاست کے اور دیہات میں غالباً ایسا نہیں ہوا۔

ششم۔ ۲۳؍ جون کو اس خوشی میں آتش بازی چھوڑی گئی۔

ہفتم۔ ۲۲؍ جون کی شام کو معزز احباب کی دعوت کی گئی۔

ہشتم۔ ۲۳؍ کو مساکین کو غلّہ اور نقد خیرات کیا گیا۔

نہم۔ ایک یادگار کے قائم کرنے کی بھی تجویز ہے۔ جب اس کی بابت فیصلہ ہوگا وہ بھی عرض کروں گا۔

راقم محمد علی خان ﴿ مالیر کوٹلہ ۲۵؍ جون ۱۸۹۷ء

نوٹ۔ ہم نے اپنی طرف سے سب احباب کے نام کوشش سے درج کرا دیئے ہیں۔ اب اگر ایک دو نام رہ گئے ہوں تو سہو بشریت ہے۔

مطبوعہ ضیاء الاسلام قادیان باہتمام حکیم فضل الدین صاحب مالک مطبع
مورخہ ۲۸؍ جون ۱۸۹۷ء

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

محمود کی آمین

سنہ ۱۳۱۹ھ

جسکو

ڈاکٹر عباداللہ حکیم لی نے مطبع بشیر ہند ہال بازار
امرتسر میں طبع کرایا
بار ثانی

﴿۲﴾ قرآن کریم کی مدح میں عاشقانہ ترانہ اوراس امر کے بیان میں کہ قول خداوندی اورقول بشر میں فرق بیّن ہونا ضروری ہے اور اس لئے قرآن کریم لاریب قول خداوندی ہے

جمال وحسن قرآں نور جان ہر مسلمان ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

نظیر اسکی نہیں جمتی نظر میں غور کر دیکھا
بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلام پاک رحماں ہے

بہار جاوداں پیدا ہے اسکی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں ہے

کلام پاک یزداں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
اگر لولوئے عماں ہے وگر لعلِ بدخشاں ہے

خدا کے قول سے قول بشر کیونکر برابر ہو
وہاں قدرت یہاں درماندگی فرق نمایاں ہے

ملائک جس کی حضرت میں کریں اقرار لاعلمی
سخن میں اسکے ہمتائی کہاں مقدور انساں ہے

بنا سکتا نہیں اک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز
تو پھر کیونکر بنانا نور حق کا اس پہ آساں ہے

ارے لوگو کرو کچھ پاس شان کبریائی کا
زباں کو تھام لو اب بھی اگر کچھ بوئے ایماں ہے

خدا سے غیر کو ہمتا بنانا سخت کفراں ہے
خدا سے کچھ ڈرو یارو یہ کیسا کذب و بہتاں ہے

اگر اقرار ہے تم کو خدا کی ذات واحد کا
تو پھر کیوں اس قدر دل میں تمہارے شرک پنہاں ہے

یہ کیسے پڑ گئے دل پر تمہارے جہل کے پردے
خطا کرتے ہو باز آؤ اگر کچھ خوف یزداں ہے

ہمیں کچھ کیں نہیں بھائیو نصیحت ہے غریبانہ
کوئی جو پاک دل ہووے دل وجاں اس پہ قرباں ہے

دیگر

نور فرقاں ہے جو سب نوروں سے اَجلیٰ نکلا
پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا

حق کی توحید کا مرجھا ہی چلا تھا پودہ
ناگہاں غیب سے یہ چشمۂ اصفیٰ نکلا

یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

سب جہان چھان چکے ساری دکانیں دیکھیں
مئے عرفان کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا ﴿۳﴾

کس سے اس نور کی ممکن ہو جہاں میں تشبیہ
وہ تو ہر بات میں ہر وصف میں یکتا نکلا

پہلے سمجھے تھے کہ موسیٰ کا عصا ہے فرقاں
پھر جو سوچا تو ہر ایک لفظ مسیحا نکلا

ہے قصور اپنا ہی اندھوں کا وگرنہ وہ نور
ایسا چمکا ہے کہ صد نیر بیضا نکلا

زندگی ایسوں کی کیا خاک ہے اس دنیا میں
جن کا اس نور کے ہوتے بھی دل اعمیٰ نکلا

جلنے سے آگے ہی یہ لوگ تو جل جاتے ہیں
جن کی ہر بات فقط جھوٹ کا پتلا نکلا

محمود کی آمین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

حمد و ثنا اسی کو جو ذات جاودانی
ہمسر نہیں ہے اس کا کوئی نہ کوئی ثانی

باقی وہی ہمیشہ غیر اس کے سب ہیں فانی
غیروں سے دل لگانا جھوٹی ہے سب کہانی

سب غیر ہیں وہی ہے اک دل کا یار جانی
دل میں میرے یہی ہے سُبۡحَانَ مَنۡ یَّرَانِیۡ

ہے پاک پاک قدرت عظمت ہے اسکی عظمت
لرزاں ہیں اہل قربت کروبیوں پہ ہیبت

ہے عام اس کی رحمت کیونکر ہو شکر نعمت
ہم سب ہیں اسکی صنعت اس سے کرو محبت

غیروں سے کرنا الفت کب چاہے اسکی غیرت
یہ روز کر مبارک سُبۡحَانَ مَنۡ یَّرَانِیۡ

جو کچھ ہمیں ہے راحت سب اسکی جود و منت
اس سے ہے دل کی بیعت دل میں ہے اسکی عظمت

بہتر ہے اسکی طاعت طاعت میں ہے سعادت
یہ روز کر مبارک سُبۡحَانَ مَنۡ یَّرَانِیۡ

سب کا وہی سہارا رحمت ہے آشکارا
ہم کو وہی پیارا دلبر وہی ہمارا

اس بن نہیں گذارا غیر اس کے جھوٹ سارا
یہ روز کر مبارک سُبۡحَانَ مَنۡ یَّرَانِیۡ

﴿۴﴾ یاؔرب ہے تیرا احساں میں تیرے در پہ قرباں
تونے دیا ہے ایماں تو ہر زماں نگہباں

تیرا کرم ہے ہر آں تو ہے رحیم و رحماں
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

کیونکر ہو شکر تیرا تیرا ہے جو ہے میرا
تونے ہر اک کرم سے گھر بھر دیا ہے میرا

جب تیرا نور آیا جاتا رہا اندھیرا
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

تونے یہ دن دکھایا محمود پڑھ کے آیا
دل دیکھ کر یہ احساں تیری ثنائیں گایا

صد شکر ہے خدایا صد شکر ہے خدایا
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

ہو شکر تیرا کیونکر اے میرے بندہ پرور
تونے مجھے دیئے ہیں یہ تین تیرے چاکر

تیرا ہوں میں سراسر تو میرا رب اکبر
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

ہے آج ختم قرآں نکلے ہیں دل کے ارماں
تونے دکھایا یہ دن میں تیرے منہ کے قرباں

اے میرے رب محسن کیونکر ہو شکر احساں
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

تیرا یہ سب کرم ہے تو رحمت اتم ہے
کیونکر ہو حمد تیری کب طاقت قلم ہے

میں تیرا ہوں ہمیشہ جب تک کہ دم میں دم ہے
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

اے قادر و توانا آفات سے بچانا
ہم تیرے در پہ آئے ہم نے ہے تجھ کو مانا

غیروں سے دل غنی ہے جب سے کہ تجھ کو جانا
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

احقر کو میرے پیارے اک دم نہ دور کرنا
بہتر ہے زندگی سے تیرے حضور مرنا

واللہ خوشی سے بہتر غم سے تیرے گذرنا
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

سب کام تو بنائے لڑکے بھی تجھ سے پائے
سب کچھ تیری عطا ہے گھر سے تو کچھ نہ لائے

تونے ہی میرے جانی خوشیوں کے دن دکھائے
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

یہ تین جو پسر ہیں تجھ سے ہی یہ ثمر ہیں
یہ میرے بار و بر ہیں تیرے غلام در ہیں

تو سچے وعدوں والا منکر کہاں کدھر ہیں   یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ ﴿۵﴾
کر انکو نیک قسمت دے انکو دین و دولت   کر انکی خود حفاظت ہو ان پر تیری رحمت
دے رشد اور ہدایت اور عمر اور عزت   یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ
اے میرے بندہ پرور کر انکو نیک اختر   رتبہ میں ہوں یہ برتر اور بخش تاج و افسر
تو ہے ہمارا رہبر تیرا نہیں ہے ہمسر   یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ
شیطاں سے دور رکھیو اپنے حضور رکھیو   جاں پر ز نور رکھیو دل میں سرور رکھیو
ان پر میں تیرے قرباں رحمت ضرور رکھیو   یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ
میری دعائیں ساری کریو قبول باری   میں جاؤں تیرے واری کر تو مدد ہماری
ہم تیرے در پہ آئے لے کر امید بھاری   یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ
لخت جگر ہے میرا محمود بندہ تیرا   دے اسکو عمر و دولت کر دور ہر اندھیرا
دن ہوں مرادوں والے پرنور ہو سویرا   یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ
اسکے ہیں دو برادر انکو بھی رکھیو خوشتر   تیرا بشیر احمد۔ تیرا شریف اصغر
کر فضل سب پہ یکسر رحمت سے کر معطر   یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ
یہ تینوں تیرے بندے رکھیو نہ انکو گندے   کر ان سے دور یارب دنیا کے سارے پھندے
چنگے رہیں ہمیشہ کریو نہ ان کو مندے   یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ
اے میرے دل کے پیارے اے مہرباں ہمارے   کر انکے نام روشن جیسے کہ ہیں ستارے
یہ فضل کر کہ ہوویں نیکو گہر یہ سارے   یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ
اے میری جاں کے جانی اے شاہ دو جہانی   کر ایسی مہربانی ان کا نہ ہووے ثانی
دے بخت جاودانی اور فیض آسمانی   یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

﴿۶﴾ سن میرے پیارے باری میری دعائیں ساری
رحمت سے انکو رکھنا میں تیرے منہ کے واری
اپنی پنہ میں رکھیو سن کر یہ میری زاری
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

اے واحد و یگانہ اے خالق زمانہ
میری دعائیں سن لے اور عرض چاکرانہ
تیرے سپرد تینوں دیں کے قمر بنانا
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

فکروں میں دل حزیں ہے جاں درد سے قریں ہے
جو صبر کی تھی طاقت اب مجھ میں وہ نہیں ہے
ہر غم سے دور رکھنا تو ربّ عالمیں ہے
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

اقبال کو بڑھانا اب فضل لے کے آنا
ہر رنج سے بچانا دکھ درد سے چھڑانا
خود میرے کام کرنا یا رب نہ آزمانا
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

یہ تینوں تیرے چاکر ہوویں جہاں کے رہبر
یہ ہادی جہاں ہوں یہ ہوویں نور یکسر
یہ مرجع شہاں ہوں یہ ہوویں مہر انور
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

اہل وقار ہوویں فخر دیار ہوویں
حق پر نثار ہوویں مولیٰ کے یار ہوویں
بابرگ و بار ہوویں اک سے ہزار ہوویں
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

تو ہے جو پالتا ہے ہر دم سنبھالتا ہے
غم سے نکالتا ہے دردوں کو ٹالتا ہے
کرتا ہے پاک دل کو حق دل میں ڈالتا ہے
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

تو نے سکھایا فرقاں جو ہے مدار ایماں
جس سے ملے ہے عرفاں اور دور ہووے شیطاں
یہ سب ہے تیرا احساں تجھ پر نثار ہو جاں
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

تیرا نبی جو آیا اس نے خدا دکھایا
دین قویم لایا بدعات کو مٹایا
حق کی طرف بلایا مل کر خدا ملایا
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

قرباں ہیں تجھ پہ سارے جو ہیں میرے پیارے
احساں ہیں تیرے بھارے گن گن کے ہم تو ہارے

دلِ خوں ہیں غم کے مارے کشتی لگا کنارے
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ ﴿۷﴾

اس دل میں تیرا گھر ہے تیری طرف نظر ہے
تجھ سے میں ہوں منور میرا تو تو قمر ہے

تجھ پر مرا توکل در پر تیرے یہ سر ہے
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

جب تجھ سے دل لگایا سو سو ہے غم اٹھایا
تن خاک میں ملایا جاں پر وبال آیا

پر شکر اے خدایا جاں کھو کے تجھ کو پایا
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

دیکھا ہے تیرا منہ جب چمکا ہے ہم پہ کوکب
مقصود مل گیا سب ہے جام اب لبالب

تیرے کرم سے یارب میرا بر آیا مطلب
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

احباب سارے آئے تو نے یہ دن دکھائے
تیرے کرم نے پیارے یہ مہرباں بلائے

یہ دن چڑھا مبارک مقصود جسمیں پائے
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

مہماں جو کر کے الفت آئے بصد محبت
دل کو ہوئی ہے فرحت اور جاں کو میری راحت

پر دل کو پہنچے غم جب یاد آئے وقتِ رخصت
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

دنیا بھی اک سرا ہے بچھڑیگا جو ملا ہے
گر سو برس رہا ہے آخر کو پھر جدا ہے

شکوہ کی کچھ نہیں جا یہ گھر ہی بے بقا ہے
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

اے دوستو پیارو عقبیٰ کو مت بسارو
کچھ زادِ راہ لے لو کچھ کام میں گذارو

دنیا ہے جائے فانی دل سے اسے اتارو
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

جی مت لگاؤ اس سے دل کو چھڑاؤ اس سے
رغبت ہٹاؤ اس سے بس دور جاؤ اس سے

یارو یہ اژدہا ہے جاں کو بچاؤ اس سے
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

قرآں کتابِ رحماں سکھائے راہِ عرفاں
جو اسکے پڑھنے والے ان پر خدا کے فیضاں

ان پر خدا کی رحمت جو اس پہ لائے ایماں
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

﴿۸﴾ ہےؔ چشمۂ ہدایت جس کو ہو یہ عنایت
یہ ہیں خدا کی باتیں ان سے ملے ولایت
یہ نور دل کو بخشے دل میں کرے سرایت
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

قرآں کو یاد رکھنا پاک اعتقاد رکھنا
فکرِ معاد رکھنا پاس اپنے زاد رکھنا
اکسیر ہے پیارے صدق و سداد رکھنا
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

اٰمِیْــــــن

اشعار حافظ احمد اللہ خان صاحب

لبوں پر جسکے جاری یہ کلام پاک رحماں ہے
رگ و ریشہ میں اسکے نور اس خالق کا پنہاں ہے
تعجب ہے کہ لوگوں کو کلام اللہ کے ہوتے
ہوا و حرص نفسانی سے اے بی سی کا خفگان ہے
ہے اس میں ذکر اگلوں کا خبر ہے اس میں پچھلوں کی
خصومت میں اسی کا قول فیصل ہے یہ فرقاں ہے
فتن جس وقت ہوتے ہیں اندھیری رات کی مانند
یہ اس اندھیر میں مہر درخشاں ماہ تاباں ہے
عرب کے وحشیوں کو کر دیا اس نے شہ دوراں
عرب کیا کل زمانہ پر اسی کا فضل و احساں ہے
حقائق اور معارف وہ امام وقت نے کھولے
تغافل جس نے قرآں سے کیا تھا اب وہ حیراں ہے
مقدم اسکے پڑھنے کو کرو تم سب کتابوں پر
کہ ہر اک خیر و برکت کا یہیں موجود ساماں ہے
ہوا باہر جو قرآں کا عمل اس پر کیا جس نے
بلاشک دو جہاں میں وہ بڑا محمود انساں ہے
یہیں کھلتے ہیں عقدے آکے قرآں اور حدیثوں کے
وہ آئے قادیاں میں جسکے دل میں کوئی ارماں ہے

اشتہار کتب:۔ مفصلہ ذیل کتب بھی علاوہ اس رسالہ کے مشتہر کے پاس برائے فروخت موجود ہیں جو بذریعہ وی پی یا پیشگی قیمت نقد آنے پر روانہ کی جاتی ہے ہیں۔ ایقاظ النائمین[1]، شہادۃ القرآن[2]، نور القرآن[3] حصہ ا، رسالہ ست بچن، آریہ دھرم۔ پچاس درخوستوں کے آنے پر بار ثانی طبع کرایا جاویگا۔ دس کی درخواستیں آچکی ہیں۔

المشتہر
ڈاکٹر عباد اللہ ایم۔ بی کڑہ جیمل سنگھ امرتسر

سراج الدین

عیسائی

کے چار سوالوں کا

جواب

سنہ ۱۸۹۷
۲۲؍جون

مطبع ضیاء الاسلام قادیان مین باہتمام حکیم فضل دین صاحب
کے چھپا

قیمت ۲؍ تعداد ۷۰۰

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿۱﴾
نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ

ایک صاحب سراج الدین نام عیسائی نے لاہور سے چار سوال بغرض طلب جواب میری طرف بھیجے ہیں۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ فائدہ عام کیلئے ان کا جواب لکھ کر شائع کردوں۔ لہٰذا ہر چہار سوال معہ جواب ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔

سوال۔۱۔ ’’عیسائی عقائد کے مطابق مسیح کا مشن اس دنیا میں بنی نوع انسان کی محبت کے لئے آنا اور نوع انسان کی خاطر اپنے تئیں قربان کر دینا تھا۔ کیا بانی اسلام کا مشن ان دونوں معنوں میں ظاہر ہوسکتا ہے یا نہیں؟۔ یا محبت اور قربانی کے علاوہ کسی اور بہتر الفاظ میں اس مشن کو ظاہر کر سکتے ہیں‘‘؟

الجواب۔ واضح ہو کہ اس سوال سے اصل مطلب سائل کا یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح عیسائیوں کے خیال کے موافق دنیا میں یسوع مسیح اس لئے آیا تھا کہ گنہگاروں سے محبت کر کے ان کے گناہوں کی لعنت اپنے سر پر لیوے اور پھر ان ہی گناہوں کی وجہ سے مارا جائے۔ کیا اس **لعنتی قربانی** کا کوئی نمونہ گنہگاروں کی نجات کے لئے قرآن بھی پیش کرتا ہے یا نہیں؟ اور اگر نہیں پیش کرتا تو کیا اس سے کوئی بہتر طریق انسانوں کی نجات کے لئے قرآن نے پیش کیا ہے؟ سو اس کے جواب میں میاں سراج الدّین صاحب کو معلوم ہو کہ قرآن کوئی لعنتی قربانی پیش

﴿۲﴾ نہیں کرتا۔ بلکہ ہرگز جائز نہیں رکھتا کہ ایک کا گناہ یا ایک کی لعنت کسی دوسرے پر ڈالی جائے چہ جائیکہ کروڑ ہا لوگوں کی لعنتیں اکٹھی کر کے ایک کے گلے میں ڈال دی جائیں۔ قرآن شریف صاف فرماتا ہے کہ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی[1]۔ یعنی ایک کا بوجھ دوسرا نہیں اٹھائے گا۔ لیکن قبل اسکے جو میں مسئلہ نجات کے متعلق قرآنی ہدایت بیان کروں مناسب دیکھتا ہوں کہ عیسائیوں کے اس اصول کی غلطی لوگوں پر ظاہر کردوں۔ تا وہ شخص جو اس مسئلہ میں قرآن اور انجیل کی تعلیم کا مقابلہ کرنا چاہتا ہے وہ آسانی سے مقابلہ کر سکے۔

پس واضح ہو کہ عیسائیوں کا یہ اصول کہ خدا نے دنیا سے پیار کر کے دنیا کو نجات دینے کے لئے یہ انتظام کیا کہ نافرمانوں اور کافروں اور بدکاروں کا گناہ اپنے پیارے بیٹے یسوع پر ڈال دیا۔ اور دنیا کو گناہ سے چھڑانے کیلئے اسکو لعنتی بنایا۔ اور لعنت کی لکڑی سے لٹکایا۔ یہ اصول ہر ایک پہلو سے فاسد اور قابل شرم ہے۔ اگر میزان **عدل** کے لحاظ سے اس کو جانچا جائے تو صریح یہ بات ظلم کی صورت میں ہے کہ زید کا گناہ بکر پر ڈال دیا جائے۔ انسانی کانشنس اس بات کو ہرگز پسند نہیں کرتا کہ ایک مجرم کو چھوڑ کر اس مجرم کی سزا غیر مجرم کو دی جائے۔ اور اگر روحانی فلاسفی کے رو سے گنہ کی حقیقت پر غور کی جائے تو اس تحقیق کے رو سے بھی یہ عقیدہ فاسد ٹھہرتا ہے۔ کیونکہ گناہ درحقیقت ایک ایسا زہر ہے جو اس وقت پیدا ہوتا ہے کہ جب انسان خدا کی اطاعت اور خدا کی پرجوش محبت اور محبّانہ یادالٰہی سے محروم اور بے نصیب ہو۔ اور جیسا کہ ایک درخت جب زمین سے اکھڑ جائے اور پانی چوسنے کے قابل نہ رہے تو وہ دن بدن خشک ہونے لگتا ہے اور اس کی تمام سرسبزی برباد ہو جاتی ہے۔ یہی حال اس انسان کا ہوتا ہے جس کا دل خدا کی محبت سے اکھڑا ہوا ہوتا ہے۔ پس خشکی کی طرح گناہ اس پر غلبہ کرتا ہے۔ سو اس خشکی کا علاج خدا کے قانون قدرت میں تین طور سے ہے۔ (۱) ایک محبت (۲) استغفار جس کے

[1] بنی اسرائیل:۱۶

معنے ہیں دبانے اور ڈھانکنے کی خواہش۔ کیونکہ جب تک مٹی میں درخت کی جڑ جمی رہے ﴿۳﴾
تب تک وہ سرسبزی کا امیدوار ہوتا ہے۔ (۳) تیسرا علاج توبہ ہے۔ یعنی زندگی کا پانی کھینچنے کے لئے تذلّل کے ساتھ خدا کی طرف پھرنا اور اس سے اپنے تئیں نزدیک کرنا اور معصیت کے حجاب سے اعمال صالحہ کے ساتھ اپنے تئیں باہر نکالنا۔ اور توبہ صرف زبان سے نہیں ہے بلکہ توبہ کا کمال اعمال صالحہ کے ساتھ ہے۔ تمام نیکیاں توبہ کی تکمیل کے لئے ہیں۔ کیونکہ سب سے مطلب یہ ہے کہ ہم خدا سے نزدیک ہو جائیں۔ دعا بھی توبہ ہے کیونکہ اس سے بھی ہم خدا کا قرب ڈھونڈتے ہیں۔ اسی لئے خدا نے انسان کی جان کو پیدا کر کے اس کا نام روح رکھا۔ کیونکہ اس کی حقیقی راحت اور آرام خدا کے اقرار اور اسکی محبت اور اسکی اطاعت میں ہے۔ اور اس کا نام نفس رکھا☆ کیونکہ وہ خدا سے اتّحاد پیدا کرنیوالا ہے۔ خدا سے دل لگانا ایسا ہوتا ہے جیسا کہ باغ میں وہ درخت ہوتا ہے جو باغ کی زمین سے خوب پیوستہ ہوتا ہے۔ یہی انسان کا جنت ہے۔ اور جس طرح درخت زمین کے پانی کو چوستا اور اپنے اندر کھینچتا اور اس سے اپنے زہریلے بخارات باہر نکالتا ہے اسی طرح انسان کے دل کی حالت ہوتی ہے کہ وہ خدا کی محبت کا پانی چوس کر زہریلے مواد کے نکالنے پر قوت پاتا ہے اور بڑی آسانی سے ان مواد کو دفع کرتا ہے۔ اور خدا میں ہو کر پاک نشوونما پاتا جاتا ہے۔ اور بہت پھیلتا اور خوشنما سرسبزی دکھلاتا اور اچھے پھل لاتا ہے۔ مگر جو خدا میں پیوستہ نہیں وہ نشوونما دینے والے پانی کو چوس نہیں سکتا اس لئے دم بدم خشک ہوتا چلا جاتا ہے۔ آخر پتے بھی گر جاتے ہیں اور خشک اور بدشکل ٹہنیاں رہ جاتی ہیں۔ پس چونکہ گناہ کی خشکی بے تعلقی سے پیدا ہوتی ہے اس لئے اس خشکی کے دور کرنے کے لئے سیدھا علاج **مستحکم تعلق** ہے۔ جس پر قانون قدرت گواہی دیتا ہے۔ اسی کی طرف اللہ جلّ شانہٗ اشارہ کر کے فرماتا ہے۔ یَآاَیَّتُھَا النَّفۡسُ الۡمُطۡمَئِنَّۃُ ارۡجِعِیۡۤ اِلٰی رَبِّکِ

☆ نوٹ: نفس لغت میں عین شے کے معنے رکھتا ہے۔ منہ

﴿۴﴾ رَاضِيَةً مَّرۡضِيَّةً فَادۡخُلِىۡ فِىۡ عِبٰدِىۡ وَادۡخُلِىۡ جَنَّتِىۡ [1] ۔یعنی اے وہ نفس جو خدا سے آرام یافتہ ہے اپنے رب کی طرف واپس چلا آ وہ تجھ سے راضی اور تو اس سے راضی پس میرے بندوں میں داخل ہو جا اور میرے بہشت کے اندر آ۔

غرض گناہ کے دور کرنے کا علاج صرف خدا کی محبت اور عشق ہے۔ لہٰذا وہ تمام اعمال صالحہ جو محبت اور عشق کے سرچشمہ سے نکلتے ہیں گناہ کی آگ پر پانی چھڑکتے ہیں کیونکہ انسان خدا کیلئے نیک کام کر کے اپنی محبت پر مہر لگاتا ہے۔ خدا کو اس طرح پر مان لینا کہ اس کو ہر ایک چیز پر مقدم رکھنا یہاں تک کہ اپنی جان پر بھی۔ یہ وہ پہلا مرتبہ محبت ہے جو درخت کی اس حالت سے مشابہ ہے جبکہ وہ زمین میں لگایا جاتا ہے۔ اور پھر دوسرا مرتبہ استغفار جس سے یہ مطلب ہے کہ خدا سے الگ ہو کر انسانی وجود کا پردہ نہ کھل جائے۔ اور یہ مرتبہ درخت کی اس حالت سے مشابہ ہے جبکہ وہ زور کر کے پورے طور پر اپنی جڑ زمین میں قائم کر لیتا ہے۔ اور پھر تیسرا مرتبہ توبہ جو اس حالت کے مشابہ ہے کہ جب درخت اپنی جڑیں پانی سے قریب کر کے بچہ کی طرح اس کو چوستا ہے۔ غرض گناہ کی فلاسفی یہی ہے کہ وہ خدا سے جدا ہو کر پیدا ہوتا ہے لہٰذا اس کا دور کرنا خدا کے تعلق سے وابستہ ہے۔ پس وہ کیسے نادان لوگ ہیں جو کسی کی خودکشی کو گناہ کا علاج کہتے ہیں۔

یہ ہنسی کی بات ہے کہ کوئی شخص دوسرے کے سردرد پر رحم کر کے اپنے سر پر پتھر مار لے۔ یا دوسرے کے بچانے کے خیال سے خودکشی کر لے۔ میرے خیال میں ہے کہ دنیا میں کوئی ایسا دانا نہیں ہوگا کہ ایسی خودکشی کو انسانی ہمدردی میں خیال کر سکے۔ بیشک انسانی ہمدردی عمدہ چیز ہے۔ اور دوسروں کے بچانے کیلئے تکالیف اٹھانا بڑے بہادروں کا کام ہے۔ مگر کیا ان تکلیفوں کے اٹھانے کی یہی راہ ہے جو یسوع کی نسبت بیان کیا جاتا ہے۔ کاش اگر یسوع خودکشی سے

[1] الفجر: ۲۸ تا ۳۱

اپنے تئیں بچاتا اور دوسروں کے آرام کیلئے معقول طور پر عقلمندوں کی طرح تکلیفیں اٹھاتا تو اسکی ذات سے دنیا کو فائدہ پہنچ سکتا تھا۔ مثلاً اگر ایک غریب آدمی گھر کا محتاج ہے اور معمار لگانے کی طاقت نہیں رکھتا تو اس صورت میں اگر ایک معمار اس پر رحم کر کے اس کا گھر بنانے میں مشغول ہو جائے اور بغیر لینے اُجرت کے چند روز سخت مشقت اٹھا کر اس کا گھر بنا دیوے تو بیشک یہ معمار تعریف کے قابل ہوگا۔ اور بیشک اس نے ایک مسکین پر احسان بھی کیا ہے جس کا گھر بنا دیا۔ لیکن اگر وہ اس شخص پر رحم کر کے اپنے سر پر پتھر مارلے تو اس غریب کو اس سے کیا فائدہ پہنچے گا۔ افسوس دنیا میں بہت تھوڑے لوگ ہیں جو نیکی اور رحم کرنے کے معقول طریقوں پر چلتے ہیں۔ اگر یہ سچ ہے کہ یسوع نے اس خیال سے کہ میرے مرنے سے لوگ نجات پا جائیں گے درحقیقت خودکشی کی ہے تو یسوع کی حالت نہایت ہی لائق رحم ہے۔ اور یہ واقعہ پیش کرنے کے لائق نہیں بلکہ چھپانے کے لائق ہے۔ ﴿۵﴾

اور اگر ہم عیسائیوں کے اس اصول کو لعنت کے مفہوم کے رو سے جانچیں جو مسیح کی نسبت تجویز کی گئی ہے تو نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس اصول کو قائم کر کے عیسائیوں نے یسوع مسیح کی وہ بے ادبی کی ہے جو دنیا میں کسی قوم نے اپنے رسول یا نبی کی نہیں کی ہوگی۔ کیونکہ یسوع کا لعنتی ہو جانا گو وہ تین دن کے لئے ہی سہی عیسائیوں کے عقیدہ میں داخل ہے۔ اور اگر یسوع کو لعنتی نہ بنایا جائے تو مسیحی عقیدہ کے رو سے کفارہ اور قربانی وغیرہ سب باطل ہو جاتے ہیں۔ گویا اس تمام عقیدہ کا شہتیر لعنت ہی ہے۔

اور یہ باتیں جو یسوع نوع انسان کی محبت کیلئے دنیا میں بھیجا گیا اور نوع انسان کی خاطر اس نے اپنے تئیں قربان کیا۔ یہ تمام کارروائی عیسائیوں کے خیال میں اس شرط سے مفید ہے کہ جب یہ عقیدہ رکھا جائے کہ یسوع اول دنیا کے گناہوں کے باعث ملعون ہوا اور

﴿۲﴾ لعنت کی لکڑی پر لٹکایا گیا۔ اسی لئے ہم پہلے اشارہ کر آئے ہیں کہ یسوع مسیح کی قربانی لعنتی قربانی ہے۔ گناہ سے لعنت آئی اور لعنت سے صلیب ہوئی۔ اب تنقیح طلب یہ امر ہے کہ کیا لعنت کا مفہوم کسی راستباز کی طرف منسوب کر سکتے ہیں؟ سو واضح ہو کہ عیسائیوں نے یہ بڑی غلطی کی ہے کہ یسوع کی نسبت لعنت کا اطلاق جائز رکھا۔ گو وہ تین دن تک ہی ہو یا اس سے بھی کم۔ کیونکہ لعنت ایک ایسا مفہوم ہے جو شخص ملعون کے دل سے تعلق رکھتا ہے۔ اور کسی شخص کو اس وقت لعنتی کہا جاتا ہے جبکہ اس کا دل خدا سے بالکل برگشتہ اور اس کا دشمن ہو جائے۔ اسی لئے لعین شیطان کا نام ہے۔ اور اس بات کو کون نہیں جانتا کہ لعنت قرب کے مقام سے ردّ کرنے کو کہتے ہیں۔ اور یہ لفظ اس شخص کے لئے بولا جاتا ہے جس کا دل خدا کی محبت اور اطاعت سے دور جا پڑے اور درحقیقت وہ خدا کا دشمن ہو جائے۔ لفظ لعنت کے یہی معنے ہیں جس پر تمام اہل لغت نے اتفاق کیا ہے۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ اگر درحقیقت یسوع مسیح پر لعنت پڑ گئی تھی تو اس سے لازم آتا ہے کہ درحقیقت وہ مورد غضب الٰہی ہو گیا تھا۔ اور خدا کی معرفت اور اطاعت اور محبت اس کے دل سے جاتی رہی تھی اور خدا اس کا دشمن اور وہ خدا کا دشمن ہو گیا تھا اور خدا اس سے بیزار اور وہ خدا سے بیزار ہو گیا تھا جیسا کہ لعنت کا مفہوم ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ وہ لعنت کے دنوں میں درحقیقت کافر اور خدا سے برگشتہ اور خدا کا دشمن اور شیطان کا حصّہ اپنے اندر رکھتا تھا۔ پس یسوع کی نسبت ایسا اعتقاد کرنا گویا نعوذ باللہ اس کو شیطان کا بھائی بنانا ہے۔ اور میرے خیال میں ایک راستباز نبی کی نسبت ایسی بے باکی کوئی خدا ترس نہیں کرے گا بجز اس شخص کے جو خبیث طبع اور ناپاک طبع ہو۔

پس جبکہ یہ بات باطل ہوئی کہ حقیقی طور پر یسوع مسیح کا دل مورد لعنت ہو گیا تھا۔ پس ساتھ ہی یہ بھی ماننا پڑے گا کہ ایسی لعنتی قربانی بھی باطل اور نادان لوگوں کا اپنا منصوبہ ہے۔

اگر نجات اسی طرح حاصل ہو سکتی ہے کہ اول یسوع کو شیطان اور خدا سے برگشتہ اور خدا سے بیزار ٹھہرایا جائے تو لعنت ہے ایسی نجات پر!!! اس سے بہتر تھا کہ عیسائی اپنے لئے دوزخ قبول کر لیتے لیکن خدا کے ایک مقرب کو شیطان کا لقب نہ دیتے۔ افسوس کہ ان لوگوں نے کیسی بیہودہ اور ناپاک باتوں پر بھروسہ کر رکھا ہے۔ ایک طرف تو خدا کا بیٹا اور خدا سے نکلا ہوا۔ اور خدا سے ملا ہوا فرض کرتے ہیں اور دوسری طرف شیطان کا لقب اس کو دیتے ہیں۔ کیونکہ لعنت شیطان سے مخصوص ہے اور لعین شیطان کا نام ہے اور لعنتی وہ ہوتا ہے جو شیطان سے نکلا اور شیطان سے ملا ہوا اور خود شیطان ہے۔ پس عیسائیوں کے عقیدہ کے رو سے یسوع میں دو۲ قسم کی تثلیث پائی گئی۔ ایک رحمانی اور ایک شیطانی۔ اور نعوذ باللہ یسوع نے شیطان میں ہو کر شیطان کے ساتھ اپنا وجود ملایا۔ اور لعنت کے ذریعہ سے شیطانی خواص اپنے اندر لئے۔ یعنی یہ کہ خدا کا نافرمان ہوا۔ خدا سے بیزار ہوا۔ خدا کا دشمن ہوا۔ اب میاں سراج الدین آپ انصافاً فرماویں کہ کیا یہ مشن جو مسیح کی طرف منسوب کیا جاتا ہے کوئی روحانی یا معقولی پاکیزگی اپنے اندر رکھتا ہے؟ کیا دنیا میں اس سے بدتر کوئی اور عقیدہ بھی ہوگا کہ ایک راستباز کو اپنی نجات کے لئے خدا کا دشمن اور خدا کا نافرمان اور شیطان قرار دیا جائے؟ خدا کو جو قادر مطلق اور رحیم و کریم تھا اس لعنتی قربانی کی کیا ضرورت پڑی؟ ﴿۷﴾

پھر جب اس اصول کو اس پہلو سے دیکھا جائے کہ کیا اس لعنتی قربانی کی تعلیم یہودیوں کو بھی دی گئی ہے یا نہیں تو اور بھی اس کے کذب کی حقیقت کھلتی ہے کیونکہ یہ بات ظاہر ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں انسانوں کی نجات کیلئے صرف یہی ایک ذریعہ تھا کہ اس کا ایک بیٹا ہو اور وہ تمام گنہ گاروں کی لعنت کو اپنے ذمہ لے لے۔ اور پھر لعنتی قربانی بن کر صلیب پر کھینچا جائے تو یہ امر ضروری تھا کہ یہودیوں کیلئے توریت اور دوسری کتابوں

﴿۸﴾ میں جو یہودیوں کے ہاتھ میں ہیں اس لعنتی قربانی کا ذکر کیا جاتا۔ کیونکہ کوئی عقلمند اس بات کو باور نہیں کرسکتا کہ خدا کا وہ ازلی ابدی قانون جو انسانوں کی نجات کیلئے اس نے مقرر کر رکھا ہے ہمیشہ بدلتا رہے اور توریت کے زمانہ میں کوئی اور ہو اور انجیل کے زمانہ میں کوئی اور۔ قرآن کے زمانہ میں کوئی اور ہو۔ اور دوسرے نبی جو دنیا کے اور حصوں میں آئے ان کے لئے کوئی اور ہو۔ اب ہم جب تحقیق اور تفتیش کی نظر سے دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ توریت اور یہودیوں کی تمام کتابوں میں اس لعنتی قربانی کی تعلیم نہیں ہے۔ چنانچہ ہم نے ان دنوں میں بڑے بڑے یہودی فاضلوں کی طرف خط لکھے اور ان کو خدا تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھا کہ انسانوں کی نجات کیلئے توریت اور دوسری کتابوں میں تمہیں کیا تعلیم دی گئی ہے؟ کیا یہ تعلیم دی گئی ہے کہ خدا کے بیٹے کے کفارہ اور اسکی قربانی پر ایمان لاؤ؟ یا کوئی اور تعلیم ہے؟ تو انہوں نے یہ جواب دیا کہ نجات کے بارے میں توریت کی تعلیم بالکل قرآن کے مطابق ہے۔ یعنی خدا کی طرف سچا رجوع کرنا اور گناہوں کی معافی چاہنا اور جذبات نفسانیہ سے دور ہو کر خدا کی رضا کیلئے نیک اعمال بجالانا اور اسکے حدود اور قوانین اور احکام اور وصیتوں کو بڑے زور اور سختی کے ساتھ بجالانا یہی ذریعہ نجات ہے جو بار بار توریت میں ذکر کیا گیا جس پر ہمیشہ خدا کے مقدّس نبی پابندی کراتے چلے آئے ہیں اور جس کے چھوڑنے پر عذاب بھی نازل ہوتے رہے ہیں۔ اور ان فاضل یہودیوں نے صرف یہی نہیں کیا کہ اپنی مفصل چٹھیات سے مجھ کو جواب دیا بلکہ انہوں نے اپنے محقق فاضلوں کی نادر اور بے مثل کتابیں جو اس بارے میں لکھی گئی تھیں میرے پاس بھیج دیں جواب تک موجود ہیں اور چٹھیات بھی موجود ہیں۔ جو شخص دیکھنا چاہے میں دکھا سکتا ہوں اور ارادہ رکھتا ہوں کہ ایک مفصل کتاب میں وہ سب اسناد درج کردوں۔

اب ایک عقلمند کو نہایت انصاف اور دل کی صفائی کے ساتھ سوچنا چاہیئے کہ اگر

یہی بات سچ ہوتی کہ خدا تعالیٰ نے یسوع مسیح کو اپنا بیٹا قرار دے کر اور غیروں کی لعنت اس ﴿۹﴾
پر ڈال کر پھر اس لعنتی قربانی کو لوگوں کی نجات کیلئے ذریعہ ٹھہرایا تھا اور یہی تعلیم یہودیوں
کو ملی تھی تو کیا سبب تھا کہ یہودیوں نے آج تک اس تعلیم کو پوشیدہ رکھا اور بڑے اصرار
سے اس کے دشمن رہے اور یہ اعتراض اور بھی قوت پاتا ہے جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ یہودیوں
کی تعلیم کو تازہ کرنے کے لئے ساتھ ساتھ نبی بھی چلے آئے تھے۔ اور حضرت موسیٰ نے
کئی لاکھ انسانوں کے سامنے توریت کی تعلیم کو بیان کیا تھا۔ پھر کیونکر ممکن تھا کہ یہودی
لوگ ایسی تعلیم کو جو متواتر نبیوں سے ہوتی آئی بھلا دیتے۔ حالانکہ ان کو حکم تھا کہ خدا کے
احکام اور وصایا کو اپنی چوکھٹوں اور دروازوں اور آستینوں پر لکھیں اور بچوں کو سکھائیں
اور خود حفظ کریں۔ اب کیا یہ بات سمجھ آ سکتی ہے یا کسی کا پاک کانشنس یہ گواہی دے سکتا
ہے کہ باوجود اتنی نگہداشت کے سامانوں کے تمام فرقے یہود کے توریت کی اس
پیاری تعلیم کو بھول گئے جس پر ان کی نجات کا مدار تھا۔ یہودی نہ آج سے بلکہ قدیم سے یہ
کہتے چلے آئے ہیں کہ توریت میں وہی باتیں ذریعۂ نجات بتلائی گئی ہیں جو قرآن میں
ذریعۂ نجات بتلائی گئی ہیں۔ چنانچہ قرآن شریف کے وقت میں بھی انہوں نے یہی
گواہی دی اور اب بھی یہی گواہی دیتے ہیں۔ اور اسی مضمون کی ان کی چٹھیاں اور نیز
کتابیں میرے پاس پہنچی ہیں۔ اگر یہودیوں کو نجات کیلئے اس لعنتی قربانی کی تعلیم دی
جاتی تو کچھ سبب معلوم نہیں ہوتا کہ کیوں وہ اس تعلیم کو پوشیدہ کرتے۔ ہاں یہ ممکن تھا کہ
وہ یسوع مسیح کو خدا کا بیٹا کر کے نہ مانتے اور اس کی صلیب کو سچے بیٹے کی صلیب تصور نہ
کرتے۔ اور یہ کہتے کہ وہ حقیقی بیٹا جس کی قربانی سے دنیا کو نجات ملے گی یہ نہیں ہے
بلکہ آئندہ کسی زمانہ میں ظاہر ہوگا مگر یہ تو کسی طرح ممکن نہ تھا کہ تمام فرقے یہود کے
سرے سے ایسی تعلیم سے انکار کر دیتے جو ان کی کتابوں میں موجود تھی۔ اور خدا

﴿۱۰﴾ کے پاک نبی اس کو تازہ کرتے آئے تھے۔ یہودی اب تک زندہ موجود ہیں اور ان کے فاضل اور عالم بھی موجود ہیں اور ان کی کتابیں بھی موجود ہیں۔ اگر کسی کو شک ہو تو ان سے بالمواجہ دریافت کرلے۔ کیا ایک عقلمند جو درحقیقت سچائی کی تلاش میں ہے وہ اس بات کا محتاج نہیں کہ یہودیوں کی بھی اس میں گواہی لے۔ کیا یہودی وہ پہلے گواہ نہیں ہیں جو صدہا برسوں سے توریت کی تعلیم کو حفظ کرتے چلے آئے ہیں؟ ایک عاجز انسان کو خدا بنانا نہ اس پر پہلی تعلیموں کی گواہی نہ ان تعلیموں کے وارثوں کی گواہی نہ پچھلی تعلیم کی گواہی نہ عقل کی گواہی۔ اور اس شخص کو خدا کا بھی کہنا اور پھر شیطان کا بھی۔ کیا ان گندی اور نامعقول باتوں کو ماننا پاک فطرت لوگوں کا کام ہے؟!!

پھر جب اس عقیدہ کو اس پہلو سے دیکھا جائے کہ باوجودیکہ توریت کی متوارث اور قدیم تعلیم کی مخالفت کی گئی اور ایک کا گناہ دوسرے پر ڈالا گیا اور ایک راستباز کے دل کو لعنتی اور خدا سے دور اور مہجور اور شیطان کا ہم خیال ٹھہرایا گیا۔ پھر ان سب خرابیوں کے ساتھ اس لعنتی قربانی کو قبول کرنے والوں کے لئے فائدہ کیا ہوا۔ کیا وہ گناہ سے باز آ گئے یا ان کے گناہ بخشے گئے تو اور بھی اس عقیدہ کی لغویت ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ گناہ سے باز آنا اور سچی پاکیزگی حاصل کرنا تو بداہت خلاف واقعہ ہے۔ کیونکہ بموجب عقیدہ عیسائیوں کے حضرت داؤد علیہ السلام بھی کفارہ یسوع پر ایمان لائے تھے۔ لیکن بقول ان کے ایمان لانے کے بعد نعوذ باللہ حضرت داؤد نے ایک بے گناہ کو قتل کیا اور اس کی جورو سے زنا کیا اور نفسانی کاموں میں خلافت کے خزانہ کا مال خرچ کیا۔ اور سو۱۰۰ تک جورو کی اور اخیر عمر تک اپنے ان گناہوں کو تازہ کرتے رہے اور ہر روز کمال گستاخی کے ساتھ گناہ کا ارتکاب کیا۔ پس اگر یسوع کی لعنتی قربانی گناہ سے روک سکتی تو بقول ان کے داؤد اس قدر گناہ میں نہ ڈوبتا۔

﴿۱۱﴾ ایسا ہی یسوع کی تین نانیاں زنا کی بُری حرکت میں مبتلا ہوئیں۔ پس ظاہر ہے کہ اگر یسوع کی لعنتی قربانی پر ایمان لانا اندرونی پاکیزگی پیدا کرنے کے لئے کچھ اثر رکھتا تو اس کی نانیاں ضرور اس سے فائدہ اٹھاتیں اور ایسے قابل شرم گناہوں میں مبتلا نہ ہوتیں۔ ایسا ہی یسوع کے حواریوں سے بھی ایمان لانے کے بعد قابل شرم گناہ سرزد ہوئے۔ یہودا اسکریوطی نے تیسؔ روپیہ پر یسوع کو بیچا اور پطرس نے سامنے کھڑے ہو کر تین مرتبہ یسوع پر لعنت بھیجی اور باقی سب بھاگ گئے۔ اور ظاہر ہے کہ نبی پر لعنت بھیجنا سخت گناہ ہے۔ اور یورپ میں جو آجکل شراب خواری اور زنا کاری کا طوفان برپا ہے اس کے لکھنے کی حاجت نہیں۔ ہم اپنے کسی پہلے پرچہ میں بعض بزرگ پادری صاحبوں کی زنا کاری کا ذکر یورپ کے اخبارات کے حوالہ سے کر چکے ہیں۔ ان تمام واقعات سے بکمال صفائی ثابت ہوتا ہے کہ یہ لعنتی قربانی گناہ سے روک نہیں سکی۔

اب دوسرا شق یہ ہے کہ اگر گناہ رک نہیں سکتے تو کیا اس لعنتی قربانی سے ہمیشہ گناہ بخشے جاتے ہیں۔ گویا یہ ایک ایسا نسخہ ہے کہ ایک طرف ایک بدمعاش ناحق کا خون کر کے یا چوری کر کے یا جھوٹی گواہی سے کسی کے مال یا جان یا آبرو کو نقصان پہنچا کر اور یا کسی کے مال کو غبن کے طور پر دبا کر اور پھر اس لعنتی قربانی پر ایمان لا کر خدا کے بندوں کے حقوق کو ہضم کر سکتا ہے۔ اور ایسا ہی زنا کاری کی ناپاک حالت میں ہمیشہ رہ کر صرف لعنتی قربانی کا اقرار کر کے خدا تعالیٰ کے قہری مواخذہ سے بچ سکتا ہے۔ پس صاف ظاہر ہے کہ ایسا ہرگز نہیں بلکہ ارتکاب جرائم کر کے پھر اس لعنتی قربانی کی پناہ میں جانا بدمعاشی کا طریق ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ پولوس کے دل کو بھی یہ دھڑ کا شروع ہو گیا تھا کہ یہ اصول صحیح نہیں ہے اسی لئے وہ کہتا ہے کہ ’’یسوع کی قربانی پہلے گناہ کے لئے ہے اور یسوع دوبارہ مصلوب نہیں ہو سکتا‘‘۔ لیکن اس قول سے وہ بڑی مشکلات میں پھنس گیا ہے۔ کیونکہ اگر یہی

صحیح ہے کہ یسوع کی لعنتی قربانی پہلے گناہ کیلئے ہے تو مثلاً داؤد نبی نعوذ باللہ ہمیشہ کے جہنم کے لائق ٹھہرے گا۔ کیونکہ اس نے اوریا کی جورو سے بقول عیسائیوں کے زنا کر کے پھر اس عورت کو بغیر خدا کی اجازت کے تمام عمر اپنے گھر میں رکھا۔ اور وہی مریم کے سلسلہ اُمّہات میں یسوع کی مقدس نانی ہے۔ علاوہ اس کے داؤد نے سوتک بیوی بھی کی۔ جن کا کرنا بموجب اقرار عیسائیوں کے اس کو روا نہیں تھا۔ پس یہ گناہ اس کا پہلا گناہ نہ رہا بلکہ بار بار واقع ہوتا رہا اور ہر ایک دن نئے سرے اس کا اعادہ ہوتا تھا۔ پھر جبکہ لعنتی قربانی گناہ سے روک نہیں سکتی تو بیشک عام عیسائیوں سے بھی گناہ ہوتے ہوں گے جیسا کہ اب بھی ہو رہے ہیں۔ پس بموجب اصول پولوس کے دوسرا گناہ ان کا قابل معافی نہیں اور ہمیشہ کا جہنم اس کی سزا ہے۔ اس صورت میں ایک بھی عیسائی دائمی جہنم سے نجات پانے والا ثابت نہیں ہوتا۔ مثلاً میاں سراج الدین دور نہ جائیں اپنے حالات ہی دیکھیں کہ پہلے انہوں نے مریم کے صاحبزادے کو خدا کا بیٹا مان کر لعنتی قربانی کا بپٹسمہ پایا۔ اور پھر قادیان میں آ کر نئے سرے مسلمان ہوئے اور اقرار کیا کہ میں نے بپٹسمہ لینے میں جلدی کی تھی اور نماز پڑھتے رہے اور بارہا میرے روبروئے اقرار کیا کہ کفّارہ کی لغویّت کی حقیقت بخوبی میرے پر کھل گئی ہے اور میں اس کو باطل جانتا ہوں اور پھر قادیان سے واپس جا کر پادریوں کے دام میں پھنس گئے اور عیسائیت کو اختیار کیا۔ اب میاں سراج الدین کو خود سوچنا چاہئے کہ جب اوّل وہ بپٹسمہ پا کر عیسائی دین سے پھر گئے تھے اور قول اور فعل سے انہوں نے اس کے برخلاف کیا تو عیسائی اصول کے رو سے یہ ایک بڑا گناہ تھا جو دوسری دفعہ ان سے وقوع میں آیا۔ پس پولوس کے قول کے مطابق یہ گناہ ان کا بخشا نہیں جائیگا کیونکہ اس کے لئے دوسری صلیب کی ضرورت ہے۔ ﴿۱۲﴾

اور اگر یہ کہو کہ پولوس نے غلطی کھائی ہے یا جھوٹ بولا ہے اور اصل بات

یہی ہے کہ لعنتی قربانی پر ایمان لانے کے بعد کوئی گناہ گناہ نہیں رہتا چوری کرو زنا کرو ﴿۱۳﴾
خون ناحق کرو۔ جھوٹ بولو۔ امانت میں خیانت کرو۔ غرض کچھ کرو کسی گناہ کا مواخذہ نہیں تو ایسا مذہب ایک ناپاکی پھیلانے والا مذہب ہوگا۔ اور وقت کی گورنمنٹ کو مناسب ہوگا کہ ایسے عقائد کے پابندوں کی ضمانتیں لیوے۔ اور اگر پھر اس خیال کو دوبارہ پیش کرو کہ لعنتی قربانی پر ایمان لانے والا سچی پاکیزگی حاصل کرتا ہے اور گناہ سے پاک ہو جاتا ہے تو ہم اس کا جواب پہلے دے چکے ہیں کہ یہ بات ہرگز صحیح نہیں ہے اور ہم ابھی داؤد نبی کا گناہ۔ یسوع کی نانیوں کے گناہ اور حواریوں کے گناہ اور حضرات پادری صاحبوں کے گناہ لکھ چکے ہیں۔ اور اس بات کو تمام اہل تجربہ جانتے ہیں کہ یورپ ان دنوں میں بدکاریوں میں اول درجہ پر ہے۔ اگر فرض کے طور پر کسی کی پاک زندگی کی نظیر دیجائے تو اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ حقیقت میں اس کی زندگی پاک ہے۔ بہتیرے بدمعاش حرام خور زانی دیوّث شراب خوار خدا کے منکر بظاہر پاک زندگی دکھلا سکتے ہیں اور اندر سے ان قبروں کی طرح ہوتے ہیں جن میں بجز متعفّن مردہ اور اس کی ہڈیوں کے اور کچھ بھی نہیں ہوتا۔

ماسوا اس کے یہ خیال کرنا بھی بے جا ہے کہ کسی قوم کے سارے کے سارے اپنی فطرت کی رو سے نیک یا سب کے سب فطرتاً بدمعاش ہیں بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ خدا کے قانون قدرت نے یہ دعویٰ کرنے کا حق ہر ایک قوم کو بخشا ہے کہ جیسے ان میں بعض لوگ فطرتاً بداخلاق اور بدسرشت اور بداندیش اور بدکردار ہیں ایسا ہی بمقابلہ ان کے بعض دوسرے لوگ فطرتاً دل کے غریب نیک خلق نیک چلن نیک کردار ہیں۔ اس قانون قدرت سے نہ ہندو باہر ہیں نہ پارسی نہ یہودی نہ سکھ نہ بدھ مذہب والے یہاں تک کہ چوہڑے اور چمار بھی اسی قانون میں داخل ہیں۔ اور جیسے جیسے لوگ تہذیب اور شائستگی میں

بڑھتے ہیں اور ان کا قومی مجمع عزت اور علم اور وقار کا رنگ پکڑتا جاتا ہے اسی قدر ان کے ﴿۱۴﴾
نیک فطرت لوگ اپنی پاک زندگی اور نیک چلنی میں زیادہ ناموری حاصل کرتے ہیں اور
نمایاں چمک کے ساتھ اپنا نمونہ دکھلاتے ہیں۔ اگر تمام قوموں کے بعض افراد میں فطرتاً
سعادت کا مادہ نہ ہوتا تو تبدیل مذہب سے بھی وہ مادہ پیدا نہ ہوسکتا کیونکہ خدا کی فطرت
میں تبدیل نہیں۔ اگر کوئی حقیقی سچائی کا بھوکا اور پیاسا ہے تو ضرور اس کو ماننا پڑے گا کہ
مذہب کے وجود سے پہلے یہ خداداد تقسیم طبائع میں ہو چکی ہے کہ کسی کی فطرت میں غلبہ حلم
اور محبت اور کسی کی فطرت میں غلبہ درشتی اور غضب ہے۔ اب مذہب یہ سکھلاتا ہے کہ وہ
محبت اور اطاعت اور صدق اور وفا جو مثلاً ایک بت پرست یا انسان پرست مخلوق کی نسبت
عبادت کے رنگ میں بجالاتا ہے ان ارادوں کو خدا کی طرف پھیرے اور وہ اطاعت خدا
کی راہ میں دکھلائے۔

یہ سوال کہ مذہب کا تصرف انسانی قویٰ پر کیا ہے انجیل نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔
کیونکہ انجیل حکمت کے طریقوں سے دور ہے۔ لیکن قرآن شریف بڑی تفصیل سے بار بار
اس مسئلہ کو حل کرتا ہے کہ مذہب کا یہ منصب نہیں ہے کہ انسانوں کی فطرتی قویٰ کی تبدیل
کرے اور بھیڑیئے کو بکری بنا کر دکھلائے بلکہ مذہب کی صرف علّت غائی یہ ہے کہ جو قویٰ
اور ملکات فطرتاً انسان کے اندر موجود ہیں ان کو اپنے محل اور موقعہ پر لگانے کے لئے رہبری
کرے۔ مذہب کا یہ اختیار نہیں ہے کہ کسی فطرتی قوّت کو بدل ڈالے۔ ہاں یہ اختیار ہے کہ
اس کو محل پر استعمال کرنے کے لئے ہدایت کرے اور صرف ایک قوت مثلاً رحم یا عفو پر زور نہ
ڈالے بلکہ تمام قوتوں کے استعمال کیلئے وصیّت فرمائے کیونکہ انسانی قوتوں میں سے کوئی بھی
قوت بُری نہیں بلکہ افراط اور تفریط اور بد استعمالی بُری ہے اور جو شخص قابل ملامت ہے وہ
صرف فطرتی قویٰ کی وجہ سے قابل ملامت نہیں بلکہ ان کی بداستعمالی کی وجہ سے قابل

ملامت ہے۔ غرض قسّام مطلق نے ہر ایک قوم کو فطرتی قویٰ کا برابر حصہ دیا ہے اور جیسا کہ ظاہری ناک اور آنکھ اور منہ اور ہاتھ اور پیر وغیرہ تمام قوموں کے انسانوں کو عطا ہوئے ہیں۔ ایسا ہی باطنی قوتیں بھی سب کو عطا ہوئی ہیں۔ اور ہر ایک قوم میں بلحاظ اعتدال یا افراط اور تفریط کے اچھے آدمی بھی ہیں اور برے بھی۔ لیکن مذہب کے اثر کے رو سے کسی قوم کا اچھا بن جانا یا کسی مذہب کو کسی قوم کی شائستگی کا اصل موجب قرار دینا اس وقت ثابت ہوگا کہ اس مذہب کے بعض کامل پیرووں میں اس قسم کے روحانی کمال پائے جائیں جو دوسرے مذہب میں ان کی نظیر نہ مل سکے۔ سو میں زور سے کہتا ہوں کہ یہ خاصہ **اسلام** میں ہے۔ اسلام نے ہزاروں لوگوں کو اس درجہ کی پاک زندگی تک پہنچایا ہے جس میں کہہ سکتے ہیں کہ گویا خدا کی روح ان کے اندر سکونت رکھتی ہے قبولیت کی روشنی ان کے اندر ایسی پیدا ہوگئی ہے کہ گویا وہ خدا کی تجلیات کے مظہر ہیں۔ یہ لوگ ہر ایک صدی میں ہوتے رہے ہیں اور ان کی پاک زندگی بے ثبوت نہیں اور نرا اپنے منہ کا دعویٰ نہیں بلکہ خدا گواہی دیتا رہا ہے کہ ان کی پاک زندگی ہے۔ ﴿۱۵﴾

یاد رہے کہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں اعلیٰ درجہ کی پاک زندگی کی یہ علامت بیان فرمائی ہے کہ ایسے شخص سے خوارق ظاہر ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ ایسے شخصوں کی دعا سنتا ہے اور ان سے ہمکلام ہوتا ہے اور پیش از وقت ان کو غیب کی خبریں بتلاتا ہے اور ان کی تائید کرتا ہے۔ سو ہم دیکھتے ہیں کہ ہزاروں اسلام میں ایسے ہوتے آئے ہیں۔ چنانچہ اس زمانہ میں یہ نمونہ دکھلانے کیلئے **یہ عاجز** موجود ہے۔ مگر عیسائیوں میں یہ لوگ کہاں اور کس ملک میں رہتے ہیں جو انجیل کی قرارداده نشانیوں کے موافق اپنا حقیقی ایمان اور پاک زندگی ثابت کر سکتے ہیں؟ ہر ایک چیز اپنی نشانیوں سے پہچانی جاتی ہے جیسا کہ ہر ایک درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے اور اگر پاک زندگی کا صرف دعویٰ

﴿۱۶﴾ ہی ہے اور کتابوں کے مقرر کردہ نشان اس دعویٰ پر گواہی نہیں دیتے تو یہ دعویٰ باطل ہے۔کیا انجیل نے سچے اور واقعی ایمان کی کوئی نشانی نہیں لکھی؟ کیا اس نے ان نشانوں کو فوق العادۃ کے رنگ میں بیان نہیں کیا؟ پس اگر انجیلوں میں سچے ایمانداروں کے نشان لکھے ہیں۔تو ہر ایک عیسائی پاک زندگی کے مدعی کو انجیل کے نشانوں کے موافق آزمانا چاہئے۔ایک بڑے بزرگ پادری کا ایک غریب سے غریب مسلمان کے ساتھ روحانی روشنی اور قبولیت میں مقابلہ کر کے دیکھ لو۔پھر اگر اس پادری میں اس غریب مسلمان کے مقابل پر کچھ بھی آسمانی روشنی کا حصہ پایا جائے تو ہم ہر ایک سزا کے مستحق ہیں۔اسی وجہ سے میں کئی دفعہ اس بارے میں عیسائیوں کے مقابل پر اشتہار دے چکا ہوں۔اور میں سچ سچ کہتا ہوں اور میرا خدا گواہ ہے کہ مجھ پر ثابت ہو گیا ہے کہ حقیقی ایمان اور واقعی پاک زندگی جو آسمانی روشنی سے حاصل ہو بجز اسلام کے کسی طرح مل نہیں سکتی۔ یہ پاک زندگی جو ہم کو ملی ہے یہ صرف ہمارے منہ کی لاف وگزاف نہیں اس پر آسمانی گواہیاں ہیں۔کوئی پاک زندگی بجز آسمانی گواہی کے ثابت نہیں ہوسکتی۔اور کسی کے چھپے ہوئے نفاق اور بے ایمانی پر ہم اطلاع نہیں پا سکتے۔ہاں جب آسمانی گواہی والے پاک دل لوگ کسی قوم میں پائے جائیں تو باقی قوم کے لوگ بظاہر پاک زندگی نما بھی پاک زندگی والے سمجھے جائیں گے۔کیونکہ قوم ایک وجود کے حکم میں ہے اور ایک ہی نمونہ سے ثابت ہوسکتا ہے کہ اس قوم کو آسمانی پاک زندگی مل سکتی ہے☆۔

اسی بنا پر میں نے عیسائیوں کیلئے ایک فیصلہ کرنیوالا اشتہار دیا تھا۔پس اگر ان کو حق کی طلب ہوتی تو وہ اس طرف متوجہ ہوتے۔اور میں اب بھی کہتا ہوں کہ عیسائیوں کو بھی ایمان اور پاک زندگی کا دعویٰ ہے اور مسلمانوں کو بھی۔اب تنقیح طلب یہ امر ہے کہ ان دونوں گروہوں میں سے خدا کے نزدیک کس کا ایمان مقبول اور کس کی واقعی پاک زندگی ہے۔

☆نوٹ۔اس جگہ کوئی گذشتہ قصہ پیش کرنا لغو ہے موجودہ واقعات کو بالمقابل دکھلانا چاہئے۔منہ

اور کس کا ایمان صرف شیطانی خیالات اور پاک زندگی کا دعویٰ صرف نابینائی کا دھوکہ ﴿۱۷﴾
ہے۔ پس میرے نزدیک جو ایمان اپنے ساتھ آسمانی گواہیاں رکھتا ہے اور قبولیت کے آثار اس میں پائے جاتے ہیں وہی ایمان صحیح اور مقبول ہے۔ اور ایسا ہی پاک زندگی وہی واقعی طور پر ہے جو اپنے ساتھ آسمانی نشان رکھتی ہے۔ وجہ یہ کہ اگر صرف دعویٰ ہی قبول کرنا ہے تو دنیا کی تمام قومیں یہی دعویٰ کر رہی ہیں کہ ہم میں بڑے بڑے لوگ پاک زندگی والے گذرے ہیں اور موجود ہیں بلکہ ان کے اعمال اور افعال بھی پیش کرتے ہیں جن کی اندرونی حقیقت کا فیصلہ کرنا مشکل ہے۔ سو اگر عیسائیوں کا یہ خیال ہے کہ کفّارہ سے پاک ایمان اور پاک زندگی ملتی ہے تو ان کا فرض ہے کہ وہ اب میدان میں آئیں اور دعا کے قبول ہونے اور نشانوں کے ظہور میں میرے ساتھ مقابلہ کر لیں۔ اگر آسمانی نشانوں کے ساتھ ان کی زندگی پاک ثابت ہو جائے تو میں ہر ایک سزا کا مستوجب ہوں اور ہر ایک ذلت کا سزاوار ہوں۔ میں بڑے زور سے کہتا ہوں کہ روحانیت کے رو سے عیسائیوں کی نہایت گندی زندگی ہے اور وہ پاک خدا جو آسمان اور زمین کا خدا ہے ان کی اعتقادی حالتوں سے ایسا متنفر ہے جیسا کہ ہم نہایت گندے اور سڑے ہوئے مردار سے متنفر ہوتے ہیں۔ اگر میں اس بات میں جھوٹا ہوں اور اگر اس قول میں میرے ساتھ خدا نہیں ہے تو نرمی اور آہستگی سے مجھ سے فیصلہ کر لیں۔ میں پھر کہتا ہوں کہ ہرگز وہ پاک زندگی عیسائیوں میں موجود نہیں ہے جو آسمان سے اترتی اور دلوں کو روشن کرتی ہے۔ بلکہ جیسا کہ میں بیان کر آیا ہوں بعضوں میں فطرتی بھلا مانس ہونا اور عام قوموں کی طرح پایا جاتا ہے۔ سو فطرتی شرافت سے میری بحث نہیں اس غربت اور شرافت کے لوگ ہر ایک قوم میں کم و بیش پائے جاتے ہیں یہاں تک کہ بھنگی اور چمار بھی اس سے باہر نہیں۔ لیکن میرا کلام آسمانی پاک زندگی میں ہے جو خدا کی زندہ کلام سے حاصل ہوتی اور آسمان

﴿۱۸﴾ سے اترتی اور اپنے ساتھ آسمانی نشان رکھتی ہے۔ سو یہ عیسائیوں میں موجود نہیں۔ پھر کوئی ہمیں سمجھائے کہ لعنتی قربانی کا فائدہ کیا ہوا؟

اب جبکہ اس نجات کے طریق کی تفصیل ہو چکی جو عیسائی یسوع کی طرف منسوب کرتے ہیں تو اس پر طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مشن بھی یہی لعنتی محبت اور لعنتی قربانی نوع انسان کی پاکیزگی اور نجات کے لئے پیش کرتا ہے یا کوئی اور طریق پیش کرتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس پلید اور ناپاک طریق سے اسلام کا دامن بالکل منزّہ ہے۔ وہ کوئی لعنتی قربانی پیش نہیں کرتا اور نہ لعنتی محبت پیش کرتا ہے بلکہ اس نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ ہم سچّی پاکیزگی حاصل کرنے کے لئے اپنے وجود کی پاک قربانی پیش کریں جو اخلاص کے پانیوں سے دھوئی ہوئی اور صدق اور صبر کی آگ سے صاف کی ہوئی ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ[1] یعنی جو شخص اپنے وجود کو خدا کے آگے رکھ دے اور اپنی زندگی اس کی راہوں میں وقف کرے اور نیکی کرنے میں سرگرم ہو۔ سو وہ سر چشمہ قرب الٰہی سے اپنا اجر پائے گا اور ان لوگوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔ یعنی جو شخص اپنے تمام قویٰ کو خدا کی راہ میں لگا دے اور خالص خدا کے لئے اس کا قول اور فعل اور حرکت اور سکون اور تمام زندگی ہو جائے۔ اور حقیقی نیکی کے بجا لانے میں سرگرم رہے سو اس کو خدا اپنے پاس سے اجر دے گا اور خوف اور حُزن سے نجات بخشے گا۔

یاد رہے کہ یہی اسلام کا لفظ کہ اس جگہ بیان ہوا ہے دوسرے لفظوں میں قرآن شریف میں اس کا نام استقامت رکھا ہے جیسا کہ وہ یہ دعا سکھلاتا ہے۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ[2] یعنی ہمیں استقامت کی راہ پر قائم کر ان لوگوں کی راہ جنہوں نے

[1] البقرۃ:۱۱۳ [2] الفاتحۃ:۶،۷

تجھ سے انعام پایا اور جن پر آسمانی دروازے کھلے۔ واضح رہے کہ ہر ایک چیز کی وضع استقامت اس کی علّت غائی پر نظر کر کے سمجھی جاتی ہے۔ اور انسان کے وجود کی علت غائی یہ ہے کہ نوع انسان خدا کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ پس انسانی وضع استقامت یہ ہے کہ جیسا کہ وہ اطاعت ابدی کے لئے پیدا کیا گیا ہے ایسا ہی درحقیقت خدا کے لئے ہو جائے۔ اور جب وہ اپنے تمام قویٰ سے خدا کے لئے ہو جائے گا تو بلاشبہ اس پر انعام نازل ہوگا جس کو دوسرے لفظوں میں پاک زندگی کہہ سکتے ہیں۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ جب آفتاب کی طرف کی کھڑکی کھولی جائے تو آفتاب کی شعاعیں ضرور کھڑکی کے اندر آ جاتی ہیں ایسا ہی جب انسان خدا تعالیٰ کی طرف بالکل سیدھا ہو جائے اور اس میں اور خدا تعالیٰ میں کچھ حجاب نہ رہے تب فی الفور ایک نورانی شعلہ اس پر نازل ہوتا ہے اور اُس کو منوّر کر دیتا ہے اور اس کی تمام اندرونی غلاظت دھو دیتا ہے۔ تب وہ ایک نیا انسان ہو جاتا ہے اور ایک بھاری تبدیلی اس کے اندر پیدا ہوتی ہے۔ تب کہا جاتا ہے کہ اس شخص کو پاک زندگی حاصل ہوئی۔ اس پاک زندگی کے پانے کا مقام یہی دنیا ہے۔ اسی کی طرف اللہ جلّ شانہٗ اس آیت میں اشارہ فرماتا ہے۔ مَنۡ كَانَ فِىۡ هٰذِهٖۤ اَعۡمٰى فَهُوَ فِى الۡاٰخِرَةِ اَعۡمٰى وَاَضَلُّ سَبِيۡلًا[۱] یعنی جو شخص اس جہان میں اندھا رہا اور خدا کے دیکھنے کا اسکو نور نہ ملا وہ اس جہان میں بھی اندھا ہی ہوگا۔ غرض خدا کے دیکھنے کے لئے انسان اسی دنیا سے حواس لے جاتا ہے۔ جس کو اس دنیا میں یہ حواس حاصل نہیں ہوئے اور اس کا ایمان محض قصوں اور کہانیوں تک محدود رہا وہ ہمیشہ کی تاریکی میں پڑے گا۔ غرض خدا تعالیٰ نے پاک زندگی اور حقیقی نجات کے حاصل کرنے کے لئے ہمیں یہی سکھلایا ہے کہ ہم بالکل خدا کے ہو جائیں اور سچی وفاداری کے ساتھ اسکے آستانہ پر گریں اور اس بدذاتی سے اپنے تئیں الگ رکھیں کہ مخلوق کو خدا کہنے لگیں اگرچہ مارے جائیں ٹکڑے ٹکڑے کئے جائیں۔ آگ میں جلائے جائیں اور خدا کی ہستی پر　﴿۱۹﴾

۱؎ بنی اسرائیل: ۷۳

اپنے خون سے مہر لگائیں۔ اسی وجہ سے خدا نے ہمارے دین کا نام **اسلام** رکھا۔ تا یہ ﴿۲۰﴾
اشارہ ہو کہ ہم نے خدا کے آگے سر رکھ دیا ہے۔ اور قانون قدرت صاف شہادت دیتا
ہے کہ جو قرآن نے پاکیزگی اور حقیقی نجات حاصل کرنے کا طریق سکھایا ہے یہی
طریق جسمانی عالم میں بھی پایا جاتا ہے۔ ہم روز دیکھتے ہیں کہ تمام حیوانات اور
نباتات میں بُری غذا کے ملنے اور اچھی غذا کے مفقود ہونے سے بیماریاں پیدا ہوتی
ہیں۔ اور قدرت نے طریق انسداد یہی رکھا ہے کہ خوراک کے لئے صالح چیزیں میسر
کی جائیں اور ردّی کو بند کر دیا جائے۔ مثلاً درختوں کی طرف دیکھو کہ وہ تندرست
رہنے کے لئے دو خصلت اپنے اندر رکھتے ہیں۔ ایک یہ کہ وہ اپنی جڑوں کو زمین کے
اندر دباتے چلے جاتے ہیں تا الگ رہ کر خشک نہ ہو جائیں۔ دوم یہ کہ وہ اپنی جڑوں کی
نالیوں کے ذریعہ سے زمین کا پانی اپنی طرف کھینچتے ہیں اور اس طرح پر نشوونما کرتے
ہیں سو یہی اصول قدرت نے انسان کے لئے رکھا ہے۔ یعنی وہ اسی حالت میں
کامیاب ہوتا ہے کہ اول صدق و ثبات کے ساتھ خدا میں اپنے تئیں مستحکم کرتا ہے اور
استغفار کے ساتھ اپنی جڑوں کو خدا کی محبت میں لگاتا ہے اور پھر قولی اور عملی توبہ کے ساتھ
خدا کی طرف جھکنے کے ذریعہ سے اپنے انکسار اور تذلل کی نالیوں کے ساتھ ربّانی پانی اپنی
طرف کھینچتا ہے اور اس طرح پر ایسا پانی کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے کہ گنہ کی خشکی کو دھوڈالتا
اور کمزوری کو دور کر دیتا ہے۔

اور استغفار جس کے ساتھ ایمان کی جڑیں مضبوط ہوتی ہیں قرآن شریف میں
دو معنے پر آیا ہے۔ ایک تو یہ کہ اپنے دل کو خدا کی محبت میں محکم کر کے گناہوں کے ظہور کو جو
علیحدگی کی حالت میں جوش مارتے ہیں خدا تعالیٰ کے تعلق کے ساتھ روکنا اور خدا میں
پیوست ہو کر اس سے مدد چاہنا یہ استغفار تو مقربوں کا ہے جو ایک طرفۃ العین خدا سے

علیحدہ ہونا اپنی تباہی کا موجب جانتے ہیں اس لئے استغفار کرتے ہیں تا خدا اپنی محبت ﴿۲۱﴾
میں تھامے رکھے۔ اور دوسری قسم استغفار کی یہ ہے کہ گناہ سے نکل کر خدا کی طرف بھاگنا
اور کوشش کرنا کہ جیسے درخت زمین میں لگ جاتا ہے ایسا ہی دل خدا کی محبت کا اسیر ہو
جائے تا پاک نشوونما پاکر گناہ کی خشکی اور زوال سے بچ جائے اور ان دونوں صورتوں کا
نام استغفار رکھا گیا۔ کیونکہ غَـفْـر جس سے استغفار نکلا ہے ڈھانکنے اور دبانے کو کہتے
ہیں۔ گویا استغفار سے یہ مطلب ہے کہ خدا اس شخص کے گناہ جو اسکی محبت میں اپنے تئیں
قائم کرتا ہے دبائے رکھے اور بشریت کی جڑیں ننگی نہ ہونے دے بلکہ الوہیّت کی
چادر میں لے کر اپنی قُدّوسیّت میں سے حصہ دے یا اگر کوئی جڑ گناہ کے ظہور سے ننگی
ہوگئی ہو پھر اس کو ڈھانک دے۔ اور اس کی برہنگی کے بداثر سے بچائے۔ سو چونکہ خدا
مبدءِ فیض ہے اور اس کا نور ہر ایک تاریکی کے دور کرنے کے لئے ہر وقت طیّار
ہے اس لئے پاک زندگی کے حاصل کرنے کے لئے یہی طریق مستقیم ہے کہ ہم
اس خوفناک حالت سے ڈر کر اس چشمۂ طہارت کی طرف دونوں ہاتھ پھیلائیں تا وہ
چشمہ زور سے ہماری طرف حرکت کرے اور تمام گند کو یکدفعہ لے جائے۔ خدا کو راضی
کرنے والی اس سے زیادہ کوئی قربانی نہیں کہ ہم درحقیقت اس کی راہ میں موت کو قبول کر کے
اپنا وجود اس کے آگے رکھ دیں۔ اسی قربانی کی خدا نے ہمیں تعلیم دی ہے۔ جیسا کہ وہ
فرماتا ہے۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ[1]۔ یعنی تم حقیقی نیکی کو کسی طرح پا نہیں
سکتے جب تک تم اپنی تمام پیاری چیزیں خدا کی راہ میں خرچ نہ کرو۔

یہ راہ ہے جو قرآن نے ہمیں سکھائی ہے اور آسمانی گواہیاں بلند آواز سے
پکار رہی ہیں کہ یہی راہ سیدھی ہے اور عقل بھی اسی پر گواہی دیتی ہے۔ پس جو امر گواہوں
کے ساتھ ثابت ہے اس کے ساتھ وہ امر مقابلہ نہیں کھا سکتا جس پر کوئی گواہی

[1] آل عمران:۹۳

نہیں۔ یسوع ناصری نے اپنا قدم قرآن کی تعلیم کے موافق رکھا اس لئے اس نے خدا سے ﴿۲۲﴾
انعام پایا۔ ایسا ہی جو شخص اس پاک تعلیم کو اپنا رہبر بنائے گا وہ بھی یسوع کی مانند ہو جائے گا۔
یہ پاک تعلیم ہزاروں کو عیسیٰ مسیح بنانے کیلئے طیّار ہے اور لاکھوں کو بنا چکی ہے۔

ہم نہایت نرمی اور ادب سے حضرات پادری صاحبوں کی خدمت میں سوال کرتے ہیں کہ اس بیچارہ ضعیف انسان کو خدا ٹھہرا کر آپ کی روحانیت کو کونسی ترقی ہوئی ہے۔ اگر وہ ترقی ثابت کرو تو ہم لینے کو طیّار ہیں۔ ورنہ اے بد بخت **مخلوق پرست** لوگو! **آؤ** ہماری ترقیات دیکھو اور مسلمان ہو جاؤ۔ کیا یہ انصاف کی بات نہیں کہ جو شخص اپنی پاک زندگی اور پاک معرفت اور پاک محبّت پر آسمانی شہادت رکھتا ہے وہی سچا ہے۔ اور جس کے ہاتھ میں صرف **قصّے** اور کہانیاں ہیں وہ بد بخت **جھوٹا** اور نجاست خوار ہے۔

سوال۔۲۔ اگر اسلام کا مقصد توحید کی طرف آدمیوں کو رجوع کرنا ہے تو کیا وجہ ہے کہ آغاز اسلام میں یہودیوں کے ساتھ جن کی الہامی کتابیں توحید کے سوا اور کچھ نہیں سکھاتیں۔ جہاد کیا گیا؟ یا کیوں آجکل یہودیوں یا اور توحید کے ماننے والوں کی نجات کیلئے مسلمان ہونا ضروری سمجھا جائے۔

الجواب۔ واضح ہو کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں یہودی توریت کی ہدایتوں سے بہت دور جا پڑے تھے۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ ان کی کتابوں میں توحید باری تعالیٰ تھی مگر وہ اس توحید سے مُنْتَفِع نہیں ہوتے تھے۔ اور وہ علّت غائی جس کے لئے انسان پیدا کیا گیا اور کتابیں نازل ہوئیں اس کو کھو بیٹھے تھے۔ حقیقی توحید یہ ہے کہ خدا کی ہستی کو مان کر اور اس کی وحدانیت کو قبول کر کے پھر اس کامل اور محسن خدا کی اطاعت اور رضا جوئی میں

مشغول ہونا اور اسکی محبّت میں کھوئے جانا۔ سو عملی طور پر یہ توحید ان میں باقی نہیں رہی تھی۔ اور خداتعالیٰ کی عظمت اور جلال ان کے دلوں پر سے اٹھ گئی تھی۔ وہ لبوں سے خدا خدا پکارتے تھے مگر دل ان کے شیطان کے پرستار ہو گئے تھے اور ان کے سینے دنیا پرستی اور دنیا طلبی اور مکر اور فریب میں حد سے زیادہ بڑھ گئے تھے۔ ان میں درویشوں اور راہبوں کی پوجا ہوتی تھی اور سخت قابل شرم بے حیائی کے کام ان میں ہوتے تھے۔ ریاکاریاں بڑھ گئی تھیں۔ مکّاریاں زیادہ ہو گئی تھیں۔ اور ظاہر ہے کہ توحید صرف اس بات کا نام نہیں کہ منہ سے لا الٰہ الّا اللّٰہ کہیں اور دل میں ہزاروں بُت جمع ہوں۔ بلکہ جو شخص کسی اپنے کام اور مکر اور فریب اور تدبیر کو خدا کی سی عظمت دیتا ہے یا کسی انسان پر ایسا بھروسہ رکھتا ہے جو خداتعالیٰ پر رکھنا چاہئے یا اپنے نفس کو وہ عظمت دیتا ہے جو خدا کو دینی چاہئے ان سب صورتوں میں وہ خداتعالیٰ کے نزدیک بُت پرست ہے۔ بُت صرف وہی نہیں ہیں جو سونے یا چاندی یا پیتل یا پتھر وغیرہ سے بنائے جاتے اور ان پر بھروسہ کیا جاتا ہے بلکہ ہر ایک چیز یا قول یا فعل جس کو وہ عظمت دی جائے جو خداتعالیٰ کا حق ہے وہ خداتعالیٰ کی نگہ میں بُت ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ توریت میں اس باریک بُت پرستی کی تصریح نہیں ہے مگر قرآن شریف ان تصریحات سے بھرا پڑا ہے۔ سو قرآن شریف کو نازل کر کے خداتعالیٰ کا ایک یہ بھی منشاء تھا کہ یہ بُت پرستی بھی جو دِق کی بیماری کی طرح لگی ہوئی تھی لوگوں کے دلوں سے دور کرے اور اس زمانہ میں یہودی اس قسم کی بُت پرستی میں غرق تھے اور توریت ان کو چھڑا نہیں سکتی تھی اس لئے کہ توریت میں یہ باریک تعلیم نہیں تھی۔ اور نیز اس لئے کہ یہ بیماری جو تمام یہودیوں میں پھیل گئی تھی ایک پاک توحید کے نمونہ کو چاہتی تھی جو زندہ طور پر ایک کامل انسان میں نمودار ہو۔ ﴿۲۳﴾

یاد رہے کہ حقیقی توحید جس کا اقرار خدا ہم سے چاہتا ہے اور جس کے اقرار سے نجات

وابستہ ہے یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو اپنی ذات میں ہر ایک شریک سے خواہ بت ہو خواہ انسان ﴿۲۴﴾
ہو خواہ سورج ہو یا چاند ہو یا اپنا نفس یا اپنی تدبیر اور مکر فریب ہو منزہ سمجھنا اور اس کے مقابل پر کوئی قادر تجویز نہ کرنا۔ کوئی رازق نہ ماننا کوئی مُعِزّ اور مُذِلّ خیال نہ کرنا کوئی ناصر اور مددگار قرار نہ دینا اور دوسرے یہ کہ اپنی محبت اسی سے خاص کرنا۔ اپنی عبادت اسی سے خاص کرنا۔ اپنا تذلّل اسی سے خاص کرنا۔ اپنی امیدیں اسی سے خاص کرنا۔ اپنا خوف اسی سے خاص کرنا۔ پس کوئی توحید بغیر ان تین قسم کی تخصیص کے کامل نہیں ہو سکتی۔ اوّل ذات کے لحاظ سے توحید یعنی یہ کہ اس کے وجود کے مقابل پر تمام موجودات کو معدوم کی طرح سمجھنا اور تمام کو ھالکۃ الذات اور باطلۃ الحقیقت خیال کرنا۔ دوم صفات کے لحاظ سے توحید یعنی یہ کہ ربوبیّت اور الوہیّت کی صفات بجز ذات باری کسی میں قرار نہ دینا۔ اور جو بظاہر ربّ الانواع یا فیض رسان نظر آتے ہیں یہ اسی کے ہاتھ کا ایک نظام یقین کرنا۔ تیسرے اپنی محبّت اور صدق اور صفا کے لحاظ سے توحید یعنی محبت وغیرہ شعار عبودیت میں دوسرے کو خدا تعالیٰ کا شریک نہ گرداننا۔ اور اسی میں کھوئے جانا۔ سو اس توحید کو جو تینوں شعبوں پر مشتمل اور اصل مدار نجات ہے یہودی لوگ کھو بیٹھے تھے۔ چنانچہ ان کی بدچلنیاں اس بات پر صاف گواہی دیتی تھیں کہ ان کے لبوں میں خدا کے ماننے کا دعویٰ ہے مگر دل میں نہیں۔ جیسا کہ قرآن خود یہود و نصاریٰ کو ملزم کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر یہ لوگ توریت اور انجیل کو قائم کرتے تو آسمانی رزق بھی انہیں ملتا اور زمینی بھی۔ یعنی آسمانی خوارق عادت اور قبولیت دعا اور کشوف اور الہامات جو مومن کی نشانیاں ہیں ان میں پائی جاتیں جو آسمانی رزق ہے۔ اور زمینی رزق بھی ملتا مگر اب وہ آسمانی رزق سے بکلّی بے نصیب ہیں اور زمین کا رزق بھی روبحق ہو کر نہیں بلکہ روبہ دنیا ہو کر حاصل کرتے ہیں۔ سو دونوں رزقوں سے محروم ہیں۔

اب یہ بھی یاد رہے کہ قرآن کی تعلیم سے بے شک ثابت ہوتا ہے کہ یہود اور نصاریٰ سے لڑائیاں ہوئیں۔ مگر ان لڑائیوں کا ابتدا اہل اسلام کی طرف سے ہرگز نہیں ہوا اور یہ لڑائیاں دین میں جبرًا داخل کرنے کے لئے ہرگز نہیں تھیں بلکہ اس وقت ہوئیں جبکہ خود اسلام کے مخالفوں نے آپ ایذا دے کر یا موذیوں کو مدد دے کر ان لڑائیوں کے اسباب پیدا کئے۔ اور جب اسباب انہیں کی طرف سے پیدا ہوگئے تو غیرت الٰہی نے ان قوموں کو سزا دینا چاہا اور اس سزا میں بھی رحمت الٰہی نے یہ رعایت رکھی کہ اسلام میں داخل ہونے والا یا جزیہ دینے والا اس عذاب سے بچ جائے۔ یہ رعایت بھی خدا کے قانون قدرت کے مطابق تھی۔ کیونکہ ہر ایک مصیبت جو عذاب کے طور پر نازل ہوتی ہے مثلاً وبا یا قحط تو انسانوں کا کانشنس خود اس طرف متوجہ ہو جاتا ہے کہ وہ دعا اور توبہ اور تضرع اور صدقات اور خیرات سے اس عذاب کو موقوف کرانا چاہیں۔ چنانچہ ہمیشہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ اس سے یہ ثبوت ملتا ہے کہ رحیم خدا عذاب کو دور کرنے کے لئے خود الہام دلوں میں ڈالتا ہے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ کی دعائیں کئی دفعہ منظور ہو کر بنی اسرائیل کے سر سے عذاب ٹل گیا۔ غرض اسلام کی لڑائیاں سخت طبع مخالفوں پر ایک عذاب تھا جس میں ایک رحمت کا طریق بھی کھلا تھا۔ سو یہ خیال کرنا دھوکہ ہے کہ اسلام نے توحید کے شائع کرنے کے لئے لڑائیاں کیں۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ لڑائیوں کی بنیاد محض سزا دہی کے طور پر اس وقت سے شروع ہوئی کہ جب دوسری قوموں نے ظلم اور مزاحمت پر کمر باندھی۔ ﴿۲۵﴾

رہا یہ سوال کہ یہودیوں کو مسلمان ہونے کی ضرورت کیا تھی وہ تو پہلے سے موحّد تھے؟ اس کا جواب ہم ابھی دے چکے ہیں کہ توحید یہودیوں کے دلوں میں قائم نہ تھی صرف کتابوں میں تھی اور وہ بھی ناقص۔ سو توحید کی زندہ روح حاصل کرنے کی ضرورت

﴿۲۶﴾ تھی۔ کیونکہ جب تک توحید کی زندہ روح انسان کے دل میں قائم نہ ہو تب تک نجات نہیں ہوسکتی۔ یہودی مُردوں کی طرح تھے اور بباعث سخت دلی اور طرح طرح کی نافرمانیوں کے وہ زندہ روح ان میں سے نکل چکی تھی۔ ان کو خدا کے ساتھ کچھ بھی میلان باقی نہیں رہا تھا اور ان کی توریت بباعث نقصان تعلیم اور نیز بوجہ لفظی اور معنوی تحریفوں کے اس لائق نہیں رہی تھی جو کامل طور پر رہبر ہو سکے اس لئے خدا نے زندہ کلام تازہ بارش کی طرح اتارا اور اس زندہ کلام کی طرف ان کو بلایا تا وہ طرح طرح کے دھوکوں اور غلطیوں سے نجات پا کر حقیقی نجات کو حاصل کریں۔ سو قرآن کے نزول کی ضرورتوں میں سے ایک[۱] یہ تھی کہ تا مُردہ طبع یہودیوں کو زندہ توحید سکھائے اور دوسرے[۲] یہ کہ تا ان کی غلطیوں پر انکو متنبہ کرے۔ اور تیسرے[۳] یہ کہ تا وہ مسائل کہ جو توریت میں محض اشارہ کی طرح بیان ہوئے تھے جیسا کہ مسئلہ حشر اجساد اور مسئلہ بقاء روح اور مسئلہ بہشت اور دوزخ ان کے مفصل حالات سے آگہی بخشے۔

یہ بات سچ ہے کہ سچائی کی تُخم ریزی توریت سے ہوئی اور انجیل سے اس تُخم نے ایک آئندہ بشارت دینے والے کی طرح منہ دکھلایا۔ اور جیسے ایک کھیت کا سبزہ پوری صحت اور عمدگی سے نکلتا ہے اور بزبان حال خوشخبری دیتا ہے کہ اس کے بعد اچھے پھل اور اچھے خوشے ظہور کرنیوالے ہیں ایسا ہی انجیل کامل شریعت اور کامل رہبر کے لئے خوشخبری کے طور پر آئی اور فرقان سے وہ تخم اپنے کمال کو پہنچا جو اپنے ساتھ اس کامل نعمت کو لایا جس نے حق اور باطل میں بکلّی فرق کر کے دکھلایا اور معارف دینیہ کو اپنے کمال تک پہنچایا جیسا کہ توریت☆ میں پہلے سے لکھا تھا کہ ”خدا سینا سے آیا اور سعیر سے طلوع ہوا اور فاران کے پہاڑ سے ان پر چمکا“۔!!!

یہ بات بالکل ثابت شدہ امر ہے کہ شریعت کے ہر ایک پہلو کو کمال کی صورت

☆ استثنا باب ۳۳ آیت ۲ (ناشر)

میں صرف قرآن نے ہی دکھلایا ہے۔ شریعت کے بڑے حصے دو ہیں۔ حق اللہ اور حق العباد۔ ﴿۲۷﴾
یہ دونوں حصے صرف قرآن شریف نے ہی پورے کئے ہیں۔ قرآن کا یہ منصب تھا کہ تا وحشیوں کو انسان بناوے۔ اور انسان سے با اخلاق انسان بناوے اور با اخلاق انسان سے باخدا انسان بنائے۔ سو اس منصب کو اُس نے ایسے طور سے پورا کیا کہ جس کے مقابل پر توریت ایک گونگے کی طرح ہے۔

اور منجملہ قرآن کی ضرورتوں کے ایک یہ امر بھی تھا کہ جو اختلاف حضرت مسیح کی نسبت یہود اور نصاریٰ میں واقع تھا اسکو دور کرے۔ سو قرآن شریف نے ان سب جھگڑوں کا فیصلہ کیا۔ جیسا کہ قرآن شریف کی یہ آیت یٰعِیۡسٰۤی اِنِّیۡ مُتَوَفِّیۡکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ[1] الخ اسی جھگڑے کے فیصلہ کیلئے ہے کیونکہ یہودی لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ نصاریٰ کا نبی یعنی مسیح صلیب پر کھینچا گیا۔ اس لئے موافق حکم توریت کے وہ لعنتی ہوا اور اس کا رفع نہیں ہوا۔ اور یہ دلیل اس کے کاذب ہونے کی ہے''۔ اور عیسائیوں کا یہ خیال تھا کہ لعنتی تو ہوا مگر ہمارے لئے اور بعد اس کے لعنت جاتی رہی اور رفع ہو گیا اور خدا نے اپنے دہنے ہاتھ اس کو بٹھا لیا۔ اب اس آیت نے یہ فیصلہ کیا کہ رفع بلا توقف ہوا نہ یہودیوں کے زعم پر دائمی لعنت ہوئی جو ہمیشہ کے لئے رفع الی اللہ سے مانع ہے۔ اور نہ نصاریٰ کے زعم پر چند روز لعنت رہی اور پھر رفع الی اللہ ہوا بلکہ وفات کے ساتھ ہی رفع الی اللہ ہو گیا۔ اور ان ہی آیات میں خدا تعالیٰ نے یہ بھی سمجھا دیا کہ یہ رفع توریت کے احکام کے مخالف نہیں کیونکہ توریت کا حکم عدم رفع اور لعنت اس حالت میں ہے کہ جب کوئی صلیب پر مارا جائے۔ مگر صرف صلیب کے چھونے یا صلیب پر کچھ ایسی تکلیف اٹھانے سے جو موت کی حد تک نہیں پہنچتی لعنت لازم نہیں آتی اور نہ عدم رفع لازم آتا ہے۔ کیونکہ توریت کا منشاء یہ ہے کہ صلیب خدا تعالیٰ کی طرف سے

[1] آل عمران:۵۶

﴿۲۸﴾ جرائم پیشہ کی موت کا ذریعہ ہے۔ پس جو شخص صلیب پر مر گیا وہ مجرمانہ موت مرا جو لعنتی موت ہے لیکن مسیح صلیب پر نہیں مرا اور اس کو خدا نے صلیب کی موت سے بچا لیا۔ بلکہ جیسا کہ اس نے کہا تھا کہ میری حالت یونس سے مشابہ ہے ایسا ہی ہوا نہ یونس مچھلی کے پیٹ میں مرا نہ یسوع صلیب کے پیٹ پر۔ اور اسکی دعا ''ایلی ایلی لما سبقتانی'' سنی گئی۔ اگر مرتا تو پیلاطوس پر بھی ضرور وبال آتا۔ کیونکہ فرشتہ نے پیلاطوس کی جورو کو یہ خبر دی تھی کہ اگر یسوع مر گیا تو یاد رکھ کہ تم پر وبال آئے گا مگر پیلاطوس پر کوئی وبال نہ آیا۔ اور یہ بھی یسوع کے زندہ رہنے کی ایک نشانی ہے کہ اس کی ہڈیاں صلیب کے وقت نہیں توڑی گئیں۔ اور صلیب پر سے اتارنے کے بعد چھیدنے سے خون بھی نکلا اور اس نے حواریوں کو صلیب کے بعد اپنے زخم دکھلائے۔ اور ظاہر ہے کہ نئی زندگی کے ساتھ زخموں کا ہونا ممکن نہ تھا۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ یسوع صلیب پر نہیں مرا اس لئے لعنتی بھی نہیں ہوا اور بلاشبہ اس نے پاک وفات پائی اور خدا کے تمام پاک رسولوں کی طرح موت کے بعد وہ بھی خدا کی طرف اٹھایا گیا۔ اور بموجب وعدہ اِنّی متوفّیک و رافِعُک الیّ اس کا خدا کی طرف رفع ہوا۔ اگر وہ صلیب پر مرتا تو اپنے قول سے خود جھوٹا ٹھہرتا۔ کیونکہ اس صورت میں یونس کے ساتھ اس کی کچھ بھی مشابہت نہ ہوتی۔

سو یہی جھگڑا مسیح کے بارے میں یہود اور نصاریٰ میں چلا آتا تھا جس کو آخر قرآن شریف نے فیصلہ کیا۔ پھر ابھی تک نصاریٰ کہتے ہیں کہ قرآن کے اترنے کی کیا ضرورت تھی۔ اے نادانو! اور دلوں کے اندھو! قرآن کامل توحید لایا۔ قرآن نے عقل اور نقل کو ملا کر دکھلایا۔ قرآن نے توحید کو کمال تک پہنچایا۔ قرآن نے توحید اور صفات باری پر دلائل قائم کئے۔ اور خدا تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت عقلی نقلی دلائل سے دیا۔ اور کشفی طور پر بھی دلائل قائم کئے۔ اور وہ مذہب جو پہلے قصہ کہانی کے رنگ میں چلا آتا تھا اس کو علمی رنگ میں دکھلایا۔ اور ہر ایک عقیدہ کو حکمت کا

جامہ پہنایا۔ اور وہ سلسلہ معارف دینیہ کا جو غیر مکمل تھا اس کو کمال تک پہنچایا۔ اور یسوع کی گردن پر سے لعنت کا طوق اتارا۔ اور اس کے مرفوع اور سچا نبی ہونے کی شہادت دی۔ تو کیا اس قدر فیض رسانی کے ساتھ ابھی قرآن کی ضرورت ثابت نہ ہوئی؟ ﴿۲۹﴾

یہ یاد رہے کہ قرآن نے بڑی صفائی سے اپنی ضرورت ثابت کی ہے۔ قرآن صاف کہتا ہے اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا[۱] یعنی اس بات کو جان لو کہ زمین مرگئی تھی اور اب خدا نئے سرے اسکو زندہ کرنے لگا ہے۔ تاریخ شہادت دیتی ہے کہ قرآن کے زمانہ قرب نزول میں ہر ایک قوم نے اپنا چال چلن بگاڑا ہوا تھا۔ پادری فنڈل مصنف میزان الحق باوجود اس قدر تعصب کے جو اس کے رگ و ریشہ میں بھرا ہوا تھا میزان الحق میں صاف گواہی دیتا ہے کہ قرآن کے نزول کے زمانہ میں یہود و نصاریٰ کا چال چلن بگڑا ہوا تھا اور ان کی حالتیں خراب ہو رہی تھیں اور قرآن کا آنا ان کے لئے ایک تنبیہ تھی۔ مگر اس نادان نے باوجودیکہ یہ تو اقرار کیا کہ قرآن اس وقت آیا جبکہ یہود و نصاریٰ کا چال وچلن بہت خراب ہو رہا تھا لیکن پھر بھی یہ جھوٹا عذر پیش کر دیا کہ خدا تعالیٰ کو ایک جھوٹا نبی بھیج کر یہود و نصاریٰ کو متنبہ کرنا منظور تھا۔ مگر یہ اللہ تعالیٰ پر تہمت ہے کیا ہم اللہ جلّ شانہٗ کی طرف یہ خراب عادت منسوب کر سکتے ہیں کہ اس نے لوگوں کو گمراہی اور بدچلنی میں پا کر یہ تدبیر سوچی کہ اور بھی گمراہی کے سامان ان کے لئے میسر کرے اور کروڑ ہا بندگان خدا کو اپنے ہاتھ سے تباہی میں ڈالے۔ کیا غلبہ شدائد اور مصائب کے وقت خدا تعالیٰ کے قانون قدرت میں یہی عادت اس کی ثابت ہوتی ہے؟ افسوس کہ یہ لوگ دنیا سے محبت کر کے کیسے آفتاب پر تھوک رہے ہیں۔ ایک ناچیز انسان کو خدا بھی کہتے ہیں اور پھر ملعون بھی۔ اور اس عظیم الشان نبی کے وجود سے انکار کر رہے ہیں کہ جو ایسے وقت میں آیا جبکہ نوع انسان مردہ کی طرح ہو رہی تھی۔ اور پھر کہتے ہیں

[۱] الحدید:۱۸

﴿۳۰﴾ کہ قرآن کی ضرورت کیا تھی۔ اے غافلو! اور دلوں کے اندھو! قرآن جیسے ضلالت کے طوفان کے وقت میں آیا ہے کوئی نبی ایسے وقت میں نہیں آیا۔ اس نے دنیا کو اندھا پایا اور روشنی بخشی۔ اور گمراہ پایا اور ہدایت دی۔ اور مردہ پایا اور جان عطا فرمائی۔ تو کیا ابھی ضرورت ثابت ہونے میں کچھ کسر رہ گئی؟ اور اگر یہ کہو کہ توحید تو پہلے بھی موجود تھی قرآن نے نئی چیز کونسی دی؟ تو اس سے اور بھی تمہاری عقل پر رونا آتا ہے۔ میں ابھی لکھ چکا ہوں کہ توحید پہلی کتابوں میں ناقص طور پر تھی اور تم ہرگز ثابت نہیں کر سکتے کہ کامل تھی۔ ماسوا اس کے توحید دلوں سے بکلی گم ہوگئی تھی قرآن نے اس توحید کو پھر یاد دلایا اور اس کو کمال تک پہنچایا۔ قرآن کا نام اسی لئے **ذِکْر** ہے کہ وہ یاد دلانے والا ہے۔ ذرا آنکھ کھول کر سوچو کہ کیا توریت نے جو کچھ توحید کے بارے میں بیان کیا تھا وہ ایک ایسی نئی بات تھی جو پہلے نبیوں کو اس کی خبر نہیں تھی۔ کیا یہ سچ نہیں کہ سب سے پہلے آدم کو اور پھر شیث اور نوح اور ابراہیم اور دوسرے رسولوں کو جو موسیٰ سے پہلے آئے توحید کی تعلیم ملی تھی؟ پس یہ توریت پر بھی اعتراض ہے کہ اس نے نئی چیز کونسی پیش کی۔ اے کج دل قوم خدا روز روز نیا نہیں ہوسکتا۔ موسیٰ کے وقت میں وہی خدا تھا جو آدم اور شیث اور نوح اور ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب اور یوسف کے وقت میں تھا۔ اور توریت نے وہی توحید کے بارے میں بیان کیا جو پہلے نبی کرتے آئے۔

اب اگر یہ سوال ہو کہ کیوں توریت نے اسی پرانی توحید کا ذکر کیا تو اس کا جواب یہی ہے کہ خدا کی ہستی اور وحدانیت کا مسئلہ توریت سے شروع نہیں ہوا بلکہ قدیم سے چلا آتا ہے۔ ہاں بعض زمانوں میں ترک عمل کی وجہ سے اکثر لوگوں کی نظر میں حقیر اور ذلیل ضرور ہوتا رہا ہے۔ پس خدا کی کتابوں اور خدا کے نبیوں کا یہ کام تھا کہ وہ ایسے وقتوں میں آتے رہے ہیں کہ جب اس مسئلہ توحید پر لوگوں کی توجہ کم رہ گئی ہو اور طرح طرح کے شرکوں

میں وہ مبتلا ہو گئے ہوں۔ یہی مسئلہ دنیا میں ہزاروں دفعہ صیقل ہوا اور ہزاروں دفعہ پھر زنگ خوردہ کی طرح ہو کر لوگوں کی نظروں سے چھپ گیا۔ اور جب چھپ گیا تو پھر خدا نے اپنے کسی بندہ کو بھیجا تا نئے سرے اس کو روشن کر کے دکھلائے۔ اسی طرح دنیا میں کبھی ظلمت کبھی نور غالب آتا رہا۔ اور ہر ایک نبی کی شناخت کا یہ نہایت اعلیٰ درجہ کا معیار ہے کہ دیکھنا چاہئے کہ وہ کس وقت آیا اور کس قدر اصلاح اس کے ہاتھ سے ظہور میں آئی۔ چاہئے کہ حق طلبی کی راہ سے اسی بات کو سوچیں اور شریروں اور متعصب لوگوں کے پُر خیانت اقوال کی طرف توجہ نہ کریں اور ایک صاف نظر لے کر کسی نبی کے حالات کو دیکھیں کہ اس نے ظہور فرما کر اس زمانہ کے لوگوں کو کس حالت میں پایا اور پھر اس نے ان لوگوں کے عقائد اور چال چلن میں کیا تبدیلی کر کے دکھلائی تو اس سے ضرور پتہ لگ جائے گا کہ کون نبی اشد ضرورت کے وقت آیا اور کون اس سے کمتر۔ نبی کی ضرورت گنہگاروں کے لئے بعینہٖ ایسی ہی ہوتی ہے جیسا کہ طبیب کی ضرورت بیماروں کے لئے۔ اور جیسا کہ بیماروں کی کثرت ایک طبیب کو چاہتی ہے ایسا ہی گنہگاروں کی کثرت ایک مصلح کو۔ ﴿۳۱﴾

اب اگر کوئی اس قاعدہ کو ذہن میں رکھ کر عرب کی تاریخ پر نظر ڈالے کہ عرب کے باشندے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے پہلے کیا تھے اور پھر کیا ہو گئے تو بلاشبہ وہ اس نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کو قوّت قدسی اور تاثیر قوی اور افاضہ برکات میں سب نبیوں سے اول درجہ پر سمجھے گا۔ اور اسی بنا پر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کی ضرورت کو دوسری تمام کتابوں اور نبیوں کی ضرورت سے بدیہی الثبوت یقین کرے گا۔ مثلاً یسوع نے دنیا میں آ کر دنیا کی کس ضرورت کو پورا کیا؟ اور اس کا ثبوت کیا ہے کہ اس نے کوئی ضرورت پوری کی؟ کیا یہودیوں کے اخلاق اور عادات اور ایمان میں کوئی بھاری تبدیلی کر دی یا اپنے حواریوں کو تزکیہ نفس میں کمال تک پہنچا دیا؟ بلکہ ان پاک اصلاحوں میں سے کچھ

﴿۳۲﴾ بھی ثابت نہیں۔ اور اگر کچھ ثابت ہے تو صرف یہی کہ چند آدمی طمع اور لالچ سے بھرے ہوئے اس کے ساتھ ہو گئے۔ اور انجام کار انہوں نے بڑی قابل شرم بے وفائیاں دکھلائیں۔ اور اگر یسوع نے خودکشی کی تو میں اس سے زیادہ ہرگز تسلیم نہیں کروں گا کہ ایک ایسی بیوقوفی کی حرکت اس سے صادر ہوئی جس سے اس کی انسانیت اور عقل پر ہمیشہ کیلئے داغ لگ گیا۔ ایسی حرکت جس کو انسانی قوانین بھی ہمیشہ جرائم کے نیچے داخل کرتے ہیں کیا کسی عقلمند سے صادر ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ پس ہم پوچھتے ہیں کہ یسوع نے کیا سکھلایا اور کیا دیا؟ کیا وہ لعنتی قربانی جس کا عقل اور انصاف کے نزدیک کوئی بھی نتیجہ معلوم نہیں ہوتا۔

یاد رہے کہ انجیل کی تعلیم میں کوئی نئی خوبی نہیں بلکہ یہ سب تعلیم توریت میں پائی جاتی ہے اور اس کا ایک بڑا حصہ یہودیوں کی کتاب طالموت میں اب تک موجود ہے۔ اور یہودی فاضل اب تک روتے ہیں کہ ہماری پاک کتابوں سے یہ فقرے چرائے گئے ہیں۔ چنانچہ حال میں جو ایک فاضل یہودی کی کتاب میرے پاس آئی ہے اس نے اسی بات کا ثبوت دینے کے لئے کئی ورق لکھے ہیں اور بڑے زور سے اسناد پیش کئے ہیں کہ یہ فقرات کہاں کہاں سے چرائے گئے۔ میں نے یہ کتابیں صرف میاں سراج الدین کے لئے منگوائی تھیں مگر ان کی بدقسمتی ہے کہ وہ دیکھنے سے پہلے چلے گئے۔ محقق عیسائی اس بات کو قبول کرتے ہیں کہ درحقیقت انجیل یہودیوں کی کتابوں کے ان مضامین کا ایک خلاصہ ہے جو حضرت مسیح کو پسند آئی۔ لیکن بالآخر یہ کہتے ہیں کہ مسیح کے دنیا میں آنے سے یہ غرض نہیں تھی کہ کوئی نئی تعلیم لائے بلکہ اصل مطلب تو اپنے وجود کی قربانی دینا تھا یعنی وہی لعنتی قربانی جس کے بار بار کے ذکر سے میں اس رسالہ کو پاک رکھنا چاہتا ہوں۔ غرض عیسائیوں کو یہ دھوکہ لگا ہوا ہے کہ شریعت توریت تک مکمل ہو چکی اس لئے یسوع کوئی شریعت لے کر نہیں آیا بلکہ نجات دینے کے سامان لے کر آیا

اور قرآن نے ناحق پھر ایسی شریعت کی بنیاد ڈال دی جو پہلے مکمّل ہو چکی تھی۔ یہی دھوکہ عیسائیوں کے ایمان کو کھا گیا ہے۔ مگر یاد رہے کہ یہ بات بالکل صحیح نہیں ہے بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ چونکہ انسان سہو ونسیان سے مرکب ہے اور نوع انسان میں خدا کے احکام عملی طور پر ہمیشہ قائم نہیں رہ سکتے اس لئے ہمیشہ نئے یاد دلانے والے اور قوت دینے والے کی ضرورت پڑتی ہے۔ لیکن قرآن شریف صرف ان ہی دو ضرورتوں کی وجہ سے نازل نہیں ہوا بلکہ وہ پہلی تعلیموں کا درحقیقت متمّم اور مکمّل ہے۔ مثلاً توریت کا زور حالات موجودہ کے لحاظ سے زیادہ تر قصاص پر ہے اور انجیل کا زور حالات موجودہ کے لحاظ سے عفو اور صبر اور درگذر پر ہے اور قرآن ان دونوں صورتوں میں محل شناسی کی تعلیم دیتا ہے۔ ایسا ہی ہر ایک باب میں توریت افراط کی طرف گئی ہے اور انجیل تفریط کی طرف اور قرآن شریف وسط کی تعلیم کرتا اور محل اور موقعہ کا سبق دیتا ہے۔ گو نفس تعلیم تینوں کتابوں کا ایک ہی ہے مگر کسی نے کسی پہلو کو شدّ و مد کے ساتھ بیان کیا اور کسی نے کسی پہلو کو۔ اور کسی نے فطرت انسانی کے لحاظ سے درمیانہ راہ لیا جو طریق تعلیم قرآن ہے اور چونکہ محل اور موقعہ کا لحاظ رکھنا یہی حکمت ہے سو اس حکمت کو صرف قرآن شریف نے سکھلایا ہے۔ توریت ایک بیہودہ سختی کی طرف کھینچ رہی ہے ☆ اور انجیل ایک بیہودہ عفو پر زور دے رہی ہے اور قرآن شریف وقت شناسی کی تاکید کرتا ہے۔ پس جس طرح پستان میں آکر خون دودھ بن جاتا ہے۔ اسی طرح توریت اور انجیل کے احکام قرآن میں آکر حکمت بن گئے ہیں۔ اگر قرآن شریف نہ آیا ہوتا تو توریت اور انجیل اس اندھے کے تیر کی طرح ہوتیں کہ کبھی ایک آدھ دفع نشانہ پر لگ گیا اور سو دفعہ خطا گیا۔ غرض شریعت قصّوں کے طور پر توریت سے آئی اور مثالوں کی طرح انجیل سے ظاہر ہوئی اور حکمت کے پیرایہ میں قرآن شریف سے حق اور حقیقت کے طالبوں کو ملی۔ ﴿۳۳﴾

☆ یہ سختی اور نرمی اپنے اپنے زمانہ اور قوم کی موجودہ حالت کے لحاظ سے مناسب تعلیم تھی مگر حقیقی تعلیم نہیں تھی جو قابل ترک نہ ہو۔ منہ

سو توریت اور انجیل قرآن کا کیا مقابلہ کریں گی۔ اگر صرف قرآن شریف کی ﴿۳۴﴾
پہلی سورت کے ساتھ ہی مقابلہ کرنا چاہیں یعنی سورۃ فاتحہ کے ساتھ جو فقط سات آیتیں
ہیں اور جس ترتیب انسب اور ترکیب محکم اور نظام فطرتی سے اس سورۃ میں صدہا حقائق
اور معارف دینیہ اور روحانی حکمتیں درج ہیں ان کو موسیٰ کی کتاب یا یسوع کے چند ورق
انجیل سے نکالنا چاہیں تو گو ساری عمر کوشش کریں تب بھی یہ کوشش لا حاصل ہوگی۔ اور یہ
بات لاف وگزاف نہیں بلکہ واقعی اور حقیقی یہی بات ہے کہ توریت اور انجیل کو علوم حکمیہ
میں سورہ فاتحہ کے ساتھ بھی مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں۔ ہم کیا کریں اور کیونکر فیصلہ ہو
پادری صاحبان ہماری کوئی بات بھی نہیں مانتے۔ بھلا اگر وہ اپنی توریت یا انجیل کو
معارف اور حقائق کے بیان کرنے اور خواص کلام الوہیت ظاہر کرنے میں کامل سمجھتے
ہیں تو ہم بطور انعام پانسو روپیہ نقدان کو دینے کیلئے طیار ہیں۔ اگر وہ اپنی کل ضخیم کتابوں
میں سے جو ستّر کے قریب ہوں گی وہ حقائق اور معارف شریعت اور مرتّب اور منتظم
دُرر حکمت و جواہر معرفت وخواص کلام الوہیت دکھلاسکیں جو سورہ فاتحہ میں سے ہم پیش
کریں۔ اور اگر یہ روپیہ تھوڑا ہو تو جس قدر ہمارے لئے ممکن ہوگا ہم ان کی درخواست پر
بڑھا دیں گے۔ اور ہم صفائی فیصلہ کیلئے پہلے سورہ فاتحہ کی ایک تفسیر طیّار کر کے اور
چھاپ کر پیش کریں گے اور اس میں وہ تمام حقائق و معارف وخواص کلام الوہیت
بہ تفصیل بیان کریں گے جو سورہ فاتحہ میں مندرج ہیں۔ اور پادری صاحبوں کا یہ فرض
ہوگا کہ توریت اور انجیل اور اپنی تمام کتابوں میں سے سورہ فاتحہ کے مقابل پر حقائق
اور معارف اور خواص کلام الوہیت جس سے مراد فوق العادۃ عجائبات ہیں جن کا
بشری کلام میں پایا جانا ممکن نہیں پیش کر کے دکھلائیں۔ اور اگر وہ ایسا مقابلہ کریں اور
تین۳ منصف غیر قوموں میں سے کہہ دیں کہ وہ لطائف اور معارف اور خواص کلام

الوہیت جو سورہ فاتحہ میں ثابت ہوئے ہیں وہ ان کی پیش کردہ عبارتوں میں بھی ثابت ہیں تو ﴿۳۵﴾
ہم پانسو روپیہ جو پہلے سے ان کے لئے ان کی اطمینان کی جگہ پر جمع کرایا جائے گا دے دیں گے۔

اب کیا کسی پادری کا حوصلہ ہے جو ایسا مقابلہ کرے؟ خدا کا کلام خدا کی طاقتوں سے ثابت ہوتا ہے جیسا کہ اس کی مصنوعات عجائب قدرت سے ثابت ہوتی ہیں۔ مثلاً آسمان پر ہزاروں ستارے ہیں۔ اب اگر کوئی بیوقوف چند ستاروں کی طرف اشارہ کر کے کہہ دے کہ ان کی کیا ضرورت ہے لہٰذا یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہیں یا چند بوٹیوں یا پتھروں یا جانوروں کا نام لے کر کہہ دے کہ ان کے وجود کے بغیر دوسری بوٹیوں وغیرہ سے کام چل سکتا ہے۔ اس لئے یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہے تو ایسا قائل بجز دیوانہ یا احمق کے اور کون ہوسکتا ہے۔

یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ قرآن ان تمام کمالات کا جامع ہے جن کی انسان کو تکمیل نفس کیلئے حاجت ہے۔ اور توریت کی قرآن کے ساتھ یہ مثال ہے کہ جیسے ایک مسافر خانہ تھا وہ بڑی بڑی آندھیوں اور زلزلوں کے باعث سے گر پڑا اور بجائے اس مسافر خانہ کے ایک اینٹوں کا ڈھیر لگ گیا اور پاخانہ کی اینٹیں باورچی خانہ میں اور باورچی خانہ کی پاخانہ میں جا پڑیں اور سب مکان زیر و زبر ہوگیا۔ پس اس سرائے کے مالک کو مسافروں کے حال پر رحم آیا۔ سو اس نے فی الفور بجائے اس مسافر خانہ کے ایک ایسا عمدہ اور آرام بخش مسافر خانہ طیار کیا جو اس پہلے سے بہتر اور مسافروں کے لئے نہایت آرام بخش مکانات اپنے اپنے قرینہ سے اس میں موجود تھے اور کسی ضرورت کے مکان کی کمی نہیں تھی۔ اور مالک نے اس آخر الذکر مسافر خانہ کی تعمیر میں کچھ تو وہی اینٹیں پہلے مسافر خانہ کی لے لیں اور کچھ زیادہ اینٹیں اور لکڑی وغیرہ مصالح بہم پہنچایا جو عمارت کو کامل طور پر کافی ہوسکتا تھا۔ سو قرآن شریف وہی دوسرا مسافر خانہ ہے۔ جس کی آنکھیں ہوں دیکھے!!

﴿۳۶﴾ اس جگہ یہ اعتراض بھی دور کر دینے کے قابل ہے کہ جس حالت میں حقیقی اور کامل تعلیم یہی ہے جس میں محل اور موقعہ کی رعایت اور ہر ایک نکتہ معرفت کا استیفاء کے ساتھ بیان ہو تو کیا سبب ہے کہ توریت اور انجیل دونوں اس سے خالی رہیں اور قرآن نے ان دونوں باتوں کو کمال تک پہنچایا۔ تو اس کا جواب یہی ہے کہ یہ توریت اور انجیل کا قصور نہیں ہے بلکہ قوموں کی استعداد کا قصور ہے۔ یہودی لوگ جن سے پہلے حضرت موسیٰ کو واسطہ پڑا وہ چار سو برس تک فرعون کی غلامی میں رہے تھے اور ایک مدت دراز تک ظلم کے تختہ مشق رہ کر عدل اور انصاف کی حقیقت سے بے خبر ہو گئے تھے۔ یہ ایک فطرتی قاعدہ ہے کہ اگر بادشاہ وقت جو مؤدّب اور آموزگار کے حکم میں ہوتا ہے عادل ہو تو رعایا کے دل پر عدل کا پرتوہ پڑتا ہے اور طبعًا وہ بھی خلق عدل کی طرف مائل ہو جاتے ہیں اور تہذیب اور شائستگی ان میں پیدا ہو کر عادلانہ صفات اپنا جلوہ دکھاتی ہیں۔ لیکن اگر بادشاہ ظالم ہو تو رعایا بھی اس سے ظلم اور تعدّی کا سبق سیکھتی ہے اور اکثر ان کی صفت عدل سے محروم ہوتی ہے۔ پس یہی حال بنی اسرائیل کا ہوا کہ وہ لوگ ایک مدت دراز تک فرعون جیسے ظالم بادشاہ کی رعایا رہ کر اور طرح طرح کے ظلم اٹھا کر عدل کی کیفیت سے بالکل غافل ہو گئے۔ سو حضرت موسیٰ کا فرض یہ تھا کہ ان کو سب سے پہلے عدل کا سبق دیں۔ اسلئے توریت میں عدل کی حفاظت کیلئے بڑے شدومد سے آیات پائی جاتی ہیں۔ ہاں رحم کی آیات کا بھی توریت میں پتہ ملتا ہے۔ لیکن اگر غور سے دیکھو تو ایسی آیتیں بھی عدل کے حدود کی نگہداشت کیلئے اور ناجائز جذبات اور بے جا کینوں کے روکنے کیلئے بیان فرمائی گئی ہیں۔ اور ہر جگہ اصل مدعا قوانین عدل اور انصاف کی نگہداشت ہے لیکن انجیل پڑھنے سے یہ مدعا معلوم نہیں ہوتا بلکہ انجیل میں عفو اور ترک انتقام پر بہت زور دیا گیا ہے۔ اور جب ہم انجیل کو تدبر اور عمیق نگاہ سے دیکھتے ہیں تو اس کے سلسلہ عبارت سے صاف مترشح ہوتا ہے کہ اس کتاب کا لکھنے والا اپنے مخاطبین کی نسبت یہ یقین رکھتا ہے کہ وہ لوگ طریق مروت اور صبر اور ترک

انتقام سے بالکل دور اور مجبور ہیں اور چاہتا ہے کہ ان کے ایسے دل ہو جائیں کہ انتقام لینے کے حریص نہ ہوں اور صبر اور برداشت اور عفو اور درگذر اپنی عادت کریں۔ اس کا یہی سبب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں یہودیوں کی اخلاقی حالت میں بہت فتور آ گیا تھا اور مقدمہ بازی اور کینہ کشی میں انتہا تک پہنچ گئے تھے۔ اور اس بہانہ سے کہ ہم قانون عدل کے حامی ہیں رحم اور درگذر کی خصلتیں بالکل ان میں سے دور ہوگئی تھیں۔ سو انجیل کی نصیحتیں قانون مختص الزمان کی طرح یا قانون مختص القوم کی طرح ان کو سنائی گئی تھیں۔ مگر یہ واقعی قانون کی تصویر نہ تھی اس لئے قرآن نے آ کر اس کو دور کر دیا۔ ﴿۳۷﴾

جس وقت ہم قرآن کو غور سے دیکھتے ہیں اور صاف دل سے اس کے مقصد کے گہراؤ تک چلے جاتے ہیں تو ہمیں صاف دکھائی دیتا ہے کہ قرآن نے نہ توریت کی طرح انتقام اور سختی پر ایسا زور ڈالا ہے کہ جیسا کہ توریت کی لڑائیوں اور قانون قصاص سے ثابت ہوتا ہے۔ اور نہ انجیل کی طرح یکدفعہ عفو اور صبر اور درگذر کی تعلیم پر گر پڑا ہے بلکہ بار بار امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم دیتا ہے۔ یعنی یہ حکم دیتا ہے کہ جو امر عقل اور شرع کے رو سے بہتر اور محل پر ہو اس کو بجا لاؤ اور جس پر عقل اور شرع کا اعتراض ہو اور منکرات میں سے ہو اس سے دست بردار ہو جاؤ۔ سو قرآن کے دیکھنے سے ایسا پایا جاتا ہے کہ وہ اپنے قوانین اور حدود اور اوامر کو علم کے رنگ میں ہمارے دلوں میں جمانا چاہتا ہے۔ کیونکہ وہ شخصی امر اور نہی کے زندان میں ہمیں محبوس کرنا نہیں چاہتا بلکہ اپنی پاک شریعت کو قواعد کلیہ کے طور پر بیان کر دیتا ہے۔ مثلاً وہ ایک کلام کلی کے طور پر حکم فرماتا ہے کہ تم معروف کو بجا لاؤ اور منکر سے دستکش ہو جاؤ۔ سو یہ دو کلمے یعنی معروف اور منکر ایسے جامع کلمے ہیں جو شریعت کے قوانین کو علمی رنگ میں لے آتے ہیں اور اس تعلیم سے ہر ایک محل میں یہ سوچنا پڑتا ہے کہ حقیقی نیکی کیا ہے۔ مثلاً اس وقت جو زید نے ہمارا

﴿۳۸﴾ ایک گناہ کیا ہے تو کیا اس کو مارنا بہتر ہے یا عفو کرنا۔ اور ایک سائل جو ہم سے مثلاً ہزار روپیہ اس غرض سے مانگتا ہے کہ وہ اس روپیہ سے اپنے لڑکے کی دھوم دھام سے شادی کرے اور آتش بازی اور گانے والی عورتیں اور دوسرے باجوں کے ساتھ اپنے خاندان کے رسوم کے موافق اس رسم کو ادا کرے۔ تو گو ہم ہزار روپیہ اس کو دے سکتے ہیں مگر ہمیں امر معروف اور نہی منکر کے قاعدہ کے لحاظ سے سوچ لینا چاہئے کہ ایسی سخاوت سے ہم کس شخص کی مدد کرتے ہیں۔ غرض اسی طرح قرآن نے ہمارے دین اور دنیا کی بہبودی کیلئے ہمارے ہر ایک کار خیر میں محل اور موقعہ کی قید لگا دی ہے۔

اب میں میاں سراج الدین صاحب کے سوال دوم کا پورا جواب دے چکا ہوں اور میں لکھ چکا ہوں کہ اسلام نے یہودیوں کے ساتھ توحید منوانے کیلئے لڑائیاں نہیں کیں بلکہ اسلام کے مخالف خود اپنی شرارتوں سے لڑائیوں کے محرک ہوئے۔ بعض نے مسلمانوں کے قتل کرنے کیلئے خود پہلے پہل تلوار اٹھائی۔ بعض نے ان کی مدد کی۔ بعض نے اسلام کی تبلیغ روکنے کیلئے بے جا مزاحمت کی۔ سو ان تمام موجبات کی وجہ سے مفسدین کی سرکوبی اور سزا اور شر کی مدافعت کیلئے خدا تعالیٰ نے ان ہی مفسدوں کے مقابل پر لڑائیوں کا حکم کیا۔ اور یہ کہنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرہ برس تک اس وجہ سے مخالفوں سے لڑائی نہیں کی کہ اس وقت تک پوری جمعیّت حاصل نہیں ہوئی تھی یہ محض ظالمانہ اور مفسدانہ خیال ہے۔ اگر صورت حال یہ ہوتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف تیرہ برس تک ان ظلموں اور خونریزیوں سے باز رہتے جو مکہ میں ان سے ظہور پذیر ہوئے اور پھر آپ منصوبہ کر کے یہ تجویز نہ کرتے کہ یا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دینا چاہئے اور یا وطن سے نکال دینا چاہئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہی بغیر حملہ مخالفین کے مدینہ کی طرف چلے جاتے تو ایسی بدظنیوں کی کوئی جگہ بھی ہوتی لیکن یہ

واقعہ تو ہمارے مخالفوں کو بھی معلوم ہے کہ تیرہ برس کے عرصہ میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ﴿۳۹﴾
دشمنوں کی ہر ایک سختی پر صبر کرتے رہے اور صحابہ کو سخت تاکید تھی کہ بدی کا مقابلہ نہ کیا جائے چنانچہ مخالفوں نے بہت سے خون بھی کئے اور غریب مسلمانوں کو زدوکوب کرنے اور خطرناک زخم پہنچانے کا تو کچھ شمار نہ رہا۔ آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کرنے کے لئے حملہ کیا۔ سو ایسے حملہ کے وقت خدا نے اپنے نبی کو شرِّ اعدا سے محفوظ رکھ کر مدینہ میں پہنچا دیا اور خوشخبری دی کہ جنہوں نے تلوار اٹھائی وہ تلوار ہی سے ہلاک کئے جائیں گے۔ پس ذرا عقل اور انصاف سے سوچو کہ کیا اس روئداد سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ جمعیّت لوگوں کی ہوگئی تو پھر لڑائی کی نیت جو پہلے سے دل میں پوشیدہ تھی ظہور میں آئی؟ افسوس ہزار افسوس کہ تعصب مذہبی کے رو سے عیسائی دین کے حامیوں کی کہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے۔ یہ بھی نہیں سوچتے کہ مدینہ میں جا کر جب مکہ والوں کے تعاقب کے وقت بدر کی لڑائی ہوئی جو اسلام کی پہلی لڑائی ہے تو کونسی جمعیت پیدا ہوگئی تھی۔ اس وقت تو کل تین سو تیرہ (۳۱۳) آدمی مسلمان تھے اور وہ بھی اکثر نوعمر ناتجربہ کار جو میدان بدر میں حاضر ہوئے تھے۔ پس سوچنے کا مقام ہے کہ کیا اس قدر آدمیوں پر بھروسہ کر کے عرب کے تمام بہادروں اور یہود اور نصاریٰ اور لاکھوں انسانوں کی سرکوبی کیلئے میدان میں کسی کا نکلنا عقل فتویٰ دے سکتی ہے؟!!! اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ نکلنا ان تدبیروں اور ارادوں کا نتیجہ نہیں تھا جو انسان دشمنوں کے ہلاک کرنے اور اپنی فتح یابی کیلئے سوچتا ہے۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو کم سے کم تیس (۳۰) چالیس (۴۰) ہزار فوج کی جمعیّت حاصل کر لینا ضروری تھا اور پھر اسکے بعد لاکھوں انسانوں کا مقابلہ کرنا۔ لہٰذا صاف ظاہر ہے کہ یہ لڑائی مجبوری کے وقت خداتعالیٰ کے حکم سے ہوئی تھی نہ ظاہری سامان کے بھروسہ پر۔

اس جگہ ایک اور اعتراض کو دفع کرنا بھی ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر مدار نجات

﴿۴۰﴾ توحید اور اعمال صالحہ ہیں جو خدا کی محبت اور خوف سے ظہور پذیر ہوں تو یہودیوں کو کیوں اسلام کی طرف بلایا گیا کیا یہودیوں میں ایک بھی ایسا آدمی باقی نہیں رہا تھا جو عملی طور پر توحید کا پابند اور خدا کی اطاعت کا جُوَا اپنی گردن پر رکھتا ہو؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے وقت اکثر یہود اور نصاریٰ فاسق تھے جیسا کہ قرآن شریف صاف گواہی دیتا ہے کہ وَ اَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ [1] ۔ پس جبکہ اکثر لوگ ان میں فاسق تھے جنہوں نے عملی طور پر توحید کے آداب اور اعمال صالحہ کو چھوڑ دیا تھا اس لئے خدا کے رحم نے ان کی اصلاح کیلئے اپنی سنت قدیمہ کے موافق یہی تقاضا کیا کہ ان کی طرف رسول بھیجے۔ پھر اگر فرض بھی کر لیں کہ ان میں کوئی شاذ و نادر موحّد اور صالح تھا۔ سو وہ خدا کے رسول سے سرکش رہ کر صالح نہ رہا۔ اور جبکہ ادنیٰ گناہ انسان کے دل کو سیاہ کر دیتا ہے تو پھر کیونکر باور کیا جائے کہ خدا کے رسول کی نافرمانی کرنے والا اور اس سے عداوت رکھنے والا پاک دل رہ سکتا ہے؟

سوال۔ ۳۔ قرآن میں انسان اور خدا کے ساتھ محبت کرنے کے بارے میں اور خدا کی انسان کے ساتھ محبت کرنے کے بارے میں کونسی آیتیں ہیں جن میں خاص محبت یا حبّ کا فعل استعمال کیا گیا ہے۔

الجواب۔ واضح ہو کہ قرآن کی تعلیم کا اصل مقصد یہی ہے کہ خدا جیسا کہ واحد لاشریک ہے ایسا ہی اپنی محبت کے رو سے بھی اس کو واحد لاشریک ٹھہراؤ۔ جیسا کہ کلمہ **لا الٰہ الّا اللّٰہ** جو ہر وقت مسلمانوں کو ورد زبان رہتا ہے اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ کیونکہ الٰہ ۔ وِلاہ سے مشتق ہے۔ اور اس کے معنے ہیں ایسا محبوب اور معشوق جس کی پرستش کی جائے۔ یہ کلمہ نہ توریت نے سکھلایا اور نہ انجیل نے۔ صرف قرآن نے سکھلایا۔ اور یہ کلمہ اسلام سے ایسا تعلق رکھتا ہے کہ گویا اسلام کا تمغہ ہے۔

[1] التوبۃ: ۸

یہی کلمہ پانچ وقت مساجد کے مناروں میں بلند آواز سے کہا جاتا ہے جس سے عیسائی اور ہندو سب چڑتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کو محبت کے ساتھ یاد کرنا ان کے نزدیک گناہ ہے۔ یہ اسلام ہی کا خاصہ ہے کہ صبح ہوتے ہی اسلامی مؤذّن بلند آواز سے کہتا ہے کہ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی ہمارا پیارا اور محبوب اور معبود بجز اللّٰہ کے نہیں۔ پھر دوپہر کے بعد یہی آواز اسلامی مساجد سے آتی ہے۔ پھر عصر کو بھی یہی آواز پھر مغرب کو بھی یہی آواز اور پھر عشاء کو بھی یہی آواز گونجتی ہوئی آسمان کی طرف چڑھ جاتی ہے۔ کیا دنیا میں کسی اور مذہب میں بھی یہ نظارہ دکھائی دیتا ہے؟!! ﴿۴۱﴾

پھر بعد اس کے لفظ اسلام کا مفہوم بھی محبّت پر ہی دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے آگے اپنا سر رکھ دینا اور صدق دل سے قربان ہونے کے لئے طیّار ہوجانا جو اسلام کا مفہوم ہے یہ وہ عملی حالت ہے جو محبت کے سرچشمہ سے نکلتی ہے۔ اسلام کے لفظ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قرآن نے صرف قولی طور پر محبت کو محدود نہیں رکھا بلکہ عملی طور پر بھی محبت اور جان فشانی کا طریق سکھایا ہے۔ دنیا میں اور کونسا دین ہے جس کے بانی نے اس کا نام **اسلام** رکھا ہے؟ اسلام نہایت پیارا لفظ ہے اور صدق اور اخلاص اور محبت کے معنے کوٹ کوٹ کر اس میں بھرے ہوئے ہیں۔ پس **مبارک** وہ مذہب جس کا نام اسلام ہے۔ ایسا ہی خدا کی محبت کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ [1] یعنی ایماندار وہ ہیں جو سب سے زیادہ خدا سے محبت رکھتے ہیں۔ پھر ایک جگہ فرماتا ہے۔ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا [2] یعنی خدا کو ایسا یاد کرو جیسا کہ تم اپنے باپوں کو یاد کرتے تھے بلکہ اس سے زیادہ اور سخت درجہ کی محبت کے ساتھ یاد کرو۔ اور پھر ایک جگہ فرماتا ہے قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ

[1] البقرۃ:۱۶۶ [2] البقرۃ:۲۰۱

﴿۴۲﴾ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ[1] یعنی ان کو جو تیری پیروی کرنا چاہتے ہیں یہ کہہ دے کہ میری نماز اور میری قربانی اور میرا مرنا اور میرا زندہ رہنا سب اللہ تعالیٰ کیلئے ہے یعنی جو میری پیروی کرنا چاہتا ہے وہ بھی اس قربانی کو ادا کرے۔ اور پھر ایک جگہ فرمایا کہ اگر تم اپنی جانوں اور اپنے دوستوں اور اپنے باغوں اور اپنی تجارتوں کو خدا اور اس کے رسول سے زیادہ پیاری چیزیں جانتے ہو تو الگ ہو جاؤ جب تک خدا تعالیٰ فیصلہ کرے۔ اور ایسا ہی ایک جگہ فرمایا۔ وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا[2] ۔ یعنی مومن وہ ہیں جو خدا کی محبت سے مسکینوں اور یتیموں اور اسیروں کو کھانا کھلاتے ہیں اور انہیں کہتے ہیں کہ ہم محض خدا کی محبت اور اس کے منہ کے لئے تمہیں دیتے ہیں۔ ہم تم سے کوئی بدلہ نہیں چاہتے اور نہ شکر گذاری چاہتے ہیں۔

غرض قرآن شریف ایسی آیتوں سے بھرا پڑا ہے جہاں لکھا ہے کہ اپنے قول اور فعل کے رو سے خدا کی محبت دکھلاؤ اور سب سے زیادہ خدا سے محبت کرو۔ لیکن اس سوال کی یہ دوسری جز کہ قرآن شریف میں کہاں لکھا ہے کہ خدا بھی انسانوں سے محبّت کرتا ہے؟ پس واضح ہو کہ قرآن شریف میں یہ آیات بکثرت موجود ہیں کہ خدا توبہ کرنیوالوں سے محبت کرتا ہے☆۔ اور خدا نیکی کرنیوالوں سے محبت کرتا ہے اور خدا صبر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ ہاں قرآن شریف میں یہ کہیں نہیں کہ جو شخص کفر اور بدکاری اور ظلم سے محبت کرتا ہے خدا اس سے بھی محبت کرتا ہے۔ بلکہ اس جگہ اس نے احسان کا لفظ استعمال کیا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ[3] یعنی تمام دنیا پر رحم کر کے ہم نے تجھے بھیجا ہے۔ اور عالمین میں کافر اور بے ایمان اور فاسق اور فاجر بھی داخل ہیں۔ اور انکے لئے رحم کا دروازہ اس طرح پر

☆ خدا کی محبت انسان کی محبت کی طرح نہیں جس میں یہ داخل ہے کہ جدائی سے درد اور تکلیف ہو بلکہ خدا کی محبت سے مراد یہ ہے کہ وہ نیکی کرنیوالوں کے ساتھ ایسا پیش آتا ہے جیسا کہ محبّ پیش آتا ہے۔ منہ

[1] الانعام: ۱۶۳ [2] الدھر: ۹، ۱۰ [3] الانبیاء: ۱۰۸

کھولا کہ وہ قرآن شریف کی ہدایتوں پر چل کر نجات پا سکتے ہیں۔ میں اس بات کا بھی اقرار ﴿۴۳﴾
کرتا ہوں کہ قرآن شریف میں خدا کی محبت انسانوں سے اس قسم کی بیان نہیں کی گئی کہ اس
نے کوئی اپنا بیٹا بدکاروں کے گناہوں کے بدلہ میں سولی دلوا دیا اور ان کی لعنت اپنے پیارے
بیٹے پر ڈال دی۔ خدا کے بیٹے پر لعنت نعوذ باللہ خود خدا پر لعنت ہے۔ کیونکہ باپ اور بیٹا دو
نہیں ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ لعنت اور خدائی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں پھر یہ بھی سوچو کہ خدا
نے دنیا کے بدکاروں سے یہ کیسی محبت کی کہ نیک کو مارا اور برے سے پیار کیا۔ یہ ایسا خلق
ہے جس کی کوئی راستباز پیروی نہیں کر سکتا۔

اور اس سوال کی تیسری جز یہ ہے کہ قرآن شریف میں یہ کہاں لکھا ہے کہ انسان انسان
کے ساتھ محبت کرے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن نے اس جگہ بجائے محبت کے رحم اور
ہمدردی کا لفظ لیا ہے کیونکہ محبت کا انتہا عبادت ہے اس لئے محبت کا لفظ حقیقی طور پر خدا سے
خاص ہے۔☆ اور نوع انسان کیلئے بجائے محبت کے خدا کے کلام میں رحم اور احسان کا لفظ آیا
ہے کیونکہ کمال محبت پرستش کو چاہتا ہے اور کمال رحم ہمدردی کو چاہتا ہے۔ اس فرق کو
غیر قوموں نے نہیں سمجھا اور خدا کا حق غیروں کو دیا۔ میں یقین نہیں رکھتا کہ یسوع
کے منہ سے ایسا مشرکانہ لفظ نکلا ہو بلکہ میرا گمان ہے کہ پیچھے سے یہ مکروہ الفاظ انجیلوں
میں ملا دیئے گئے ہیں اور پھر ناحق یسوع کو بدنام کیا گیا۔ غرض خدا کی پاک کلام
میں بنی نوع کے لئے رحم کا لفظ آیا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ[1]
وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ[2] یعنی مومن وہ ہیں جو حق اور رحم کی وصیت کرتے ہیں۔ اور پھر دوسری
جگہ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى[3] یعنی خدا کا
حکم یہ ہے کہ تم عام لوگوں کے ساتھ عدل کرو۔ اور اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ تم احسان کرو۔ اور

☆ محبت کا لفظ جہاں کہیں باہم انسانوں کی نسبت آیا بھی ہو اس سے درحقیقت حقیقی محبت مراد نہیں ہے بلکہ
اسلامی تعلیم کی رو سے حقیقی محبت صرف خدا سے خاص ہے۔ اور دوسری محبتیں غیر حقیقی اور مجازی طور پر ہیں۔ منہ

[1] العصر: ۴ [2] البلد: ۱۸ [3] النحل: ۹۱

﴿۴۴﴾ اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ تم بنی نوع سے ایسی ہمدردی بجالاؤ جیسا کہ ایک قریبی کو اپنے قریبی کے ساتھ ہوتی ہے۔

اب سوچنا چاہئے کہ اس سے زیادہ دنیا میں اور کونسی اعلیٰ تعلیم ہوگی جس میں تمام بنی نوع کے ساتھ نیکی کرنا صرف احسان کی حد تک محدود نہیں رکھا۔ بلکہ وہ درجہ جوش طبعی بھی بیان کر دیا جس کا نام **ایتاء ذی القربیٰ** ہے۔ کیونکہ احسان کرنے والا اگرچہ احسان کے وقت ایک نیکی کرتا ہے مگر جزا اور پاداش کا خواہاں ہوتا ہے۔ اسی لئے وہ کبھی منکر احسان اور کافر نعمت پر ناراض بھی ہو جاتا ہے۔ اور کبھی جوش میں آ کر اپنا احسان بھی یاد دلاتا ہے۔ مگر طبعی جوش سے نیکی کرنا جس کو قرآن نے ذوی القربیٰ کی نیکی کے ساتھ مشابہت دی ہے۔ یہ درحقیقت آخری درجہ نیکی کا ہے جس کے بعد اور کوئی مرتبہ نیکی کا نہیں کیونکہ ماں کی نیکی بچہ کے ساتھ اور اس کا رحم ایک طبعی جوش ہے اور نا کارہ شیرخوار سے کوئی شکرگذاری مطلوب نہیں۔

یہ تین درجے بنی نوع کی حق گذاری کے ہیں جو قرآن شریف نے بیان فرمائے ہیں۔ اب جب ہم توریت اور انجیل کو دیکھتے ہیں تو ہمیں ایماناً کہنا پڑتا ہے کہ یہ دونوں کتابیں اس اعلیٰ درجہ کی حق گذاری سے خالی ہیں۔ بھلا ہم ان دونوں کتابوں سے اس تیسرے درجہ کی کیا توقع رکھیں۔ ان میں تو پہلا اور دوسرا درجہ بھی کامل طور پر بیان نہیں کیا گیا۔ کیونکہ جس حالت میں توریت صرف یہودیوں کے لئے نازل ہوئی ہے اور حضرت مسیح بھی صرف بنی اسرائیل کی بھیڑوں کے لئے بھیجے گئے ہیں تو ان کو دوسروں سے کیا غرض اور کیا تعلق تھا۔ تا ان کی نسبت عدل اور احسان کی ہدایتیں بیان کی جاتیں۔ لہٰذا وہ تمام احکام بنی اسرائیل تک ہی محدود رہے۔ اور اگر محدود نہیں تھے تو کیوں

یسوع نے باوجودیکہ ایک عورت کے نالہ وفریاد کرنے کی آواز سنی اور اس کی عاجزانہ درخواست اس تک پہنچی تو پھر بھی یسوع نے اس پر رحم نہ کیا اور کہا کہ میں صرف بنی اسرائیل کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ پس جبکہ یسوع نے خود دوسروں کے لئے جو بنی اسرائیل سے خارج تھے رحم اور ہمدردی میں کوئی عملی نمونہ نہ دکھلایا تو کیوں کر امید کی جائے کہ یسوع کی تعلیم میں دوسری قوموں پر رحم کرنے کا حکم ہے۔ یسوع نے تو صاف کہہ دیا کہ میں دوسری قوموں کے لئے بھیجا ہی نہیں گیا۔ تو اب ہم کیا امید رکھ سکتے ہیں کہ یسوع کی تعلیم میں غیر قوموں پر رحم کرنے کے لئے کچھ ہدایتیں ہیں۔ نہیں بلکہ یسوع کی تعلیم کا رُخ صرف یہودیوں کی طرف ہے۔ اور یسوع خود اپنے تئیں اس بات کا مجاز نہیں سمجھتا کہ دوسری قوموں کی نسبت کچھ ہدایتیں بیان فرمائے۔ پھر وہ کیونکر عام طور پر رحم کی تعلیم دے سکتا تھا اور اگر انجیل میں یسوع کے اس کلمہ کے مخالف کہ میری تعلیم اور ہمدردی یہود تک محدود ہے کوئی اور کلمہ لکھا بھی گیا ہو تو بلا شبہ وہ کلمہ الحاقی ہوگا کیونکہ تناقض جائز نہیں۔ ﴿۴۵﴾

اسی طرح توریت کے پیش نظر بھی صرف یہودی تھے۔ اور توریت کی تعلیم کا بھی تمام پرواز یہودیوں کے سروں تک ہے۔ لیکن وہ قانون جو عام عدل اور احسان اور ہمدردی کے لئے دنیا میں آیا۔ وہ صرف **قرآن** ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا[1] یعنی کہہ اے لوگو میں تم سب کی طرف رسول کر کے بھیجا گیا ہوں۔ اور پھر فرمایا: وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ[2] یعنی ہم نے تمام عالموں پر رحمت کرنے کے لئے تجھے بھیجا ہے۔

[1] الاعراف:۱۵۹ [2] الانبیاء:۱۰۸

﴿۴۶﴾ **سوال۔۴۔** مسیح نے اپنی نسبت یہ کلمات کہے۔ ’’میرے پاس آؤ تم جو تھکے اور ماندے ہو کہ میں تمہیں آرام دوں گا‘‘۔ اور یہ کہ ’’میں روشنی ہوں اور میں راہ ہوں۔ میں زندگی اور راستی ہوں‘‘۔ کیا بانی اسلام نے یہ کلمات یا ایسے کلمات کسی جگہ اپنی طرف منسوب کئے ہیں۔

الجواب۔ قرآن شریف میں صاف فرمایا گیا ہے۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ[1] الخ۔ یعنی ان کو کہہ دے کہ اگر خدا سے محبت رکھتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے اور تمہارے گناہ بخشے۔ یہ وعدہ کہ میری پیروی سے انسان خدا کا پیارا بن جاتا ہے مسیح کے گذشتہ اقوال پر غالب ہے۔ کیونکہ اس سے بڑھ کر کوئی مقام نہیں کہ انسان خدا کا پیارا ہو جائے۔ پس جس کی راہ پر چلنا انسان کو محبوب الٰہی بنا دیتا ہے۔ اس سے زیادہ کس کا حق ہے کہ اپنے تئیں روشنی کے نام سے موسوم کرے۔ اسی لئے اللہ جلّ شانہٗ نے قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام **نور** رکھا ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ[2]۔ یعنی تمہارے پاس خدا کا نور آیا ہے۔ اور یہ جملہ کہ تم جو تھکے اور ماندے ہو میرے پاس آ جاؤ میں تمہیں آرام دوں گا یہ کیسا لغو معلوم ہوتا ہے۔ اگر آرام سے مراد دنیا کا آرام اور بے قیدی ہے تب تو یہ فقرہ بلا شبہ صحیح ہے کیونکہ مسلمان جب مسلمان ہوتا ہے تو اس کو پانچ وقت نماز پڑھنی پڑتی ہے۔ علی الصباح سورج سے پہلے صبح کی نماز کیلئے اٹھنا پڑتا ہے اور پانی سے گو موسم سرما میں کیسا ہی پانی ٹھنڈا ہو وضو کرنا پڑتا ہے اور پھر پانچ وقت مسجد کی طرف نماز جماعت کے لئے دوڑنا پڑتا ہے اور پھر قریباً ایک پہر رات باقی رہتے خواب شیریں سے اٹھ کر تہجد کی نماز پڑھنی پڑتی ہے

[1] آل عمران:۳۲ [2] المآئدۃ:۱۶

غیر عورتوں کے دیکھنے سے اپنے تئیں بچانا پڑتا ہے۔ شراب اور ہر ایک نشے سے اپنے تئیں ﴿۴۷﴾
دور رکھنا پڑتا ہے۔ خدا کے مواخذہ سے خوف کر کے حقوق عباد کا لحاظ رکھنا پڑتا ہے۔ اور ہر
ایک سال میں برابر تیس یا انتیس روز خدا تعالیٰ کے حکم سے روزہ رکھنا پڑتا ہے اور تمام مالی و
بدنی و جانی عبادت کو بجالانا پڑتا ہے۔ پھر جب ایک بدبخت جو پہلے مسلمان تھا عیسائی ہو گیا
تو ساتھ ہی یہ تمام بوجھ اپنے سر پر سے اتار لیتا ہے۔ اور سونا اور کھانا اور شراب پینا اور اپنے
بدن کو آرام میں رکھنا اس کا کام ہوتا ہے اور یکدفعہ تمام اعمال شاقہ سے دستکش ہو جاتا ہے
اور حیوانوں کی طرح بجز اکل و شرب اور ناپاک عیاشی کے اور کوئی کام اس کا نہیں ہوتا۔ پس
اگر یسوع کے گذشتہ بالا فقرہ کے یہی معنے ہیں کہ میں تمہیں آرام دوں گا تو بیشک ہم قبول
کرتے ہیں کہ درحقیقت عیسائیوں کو اس چند روزہ سفلی زندگی میں بوجہ اپنی بے قیدی کے
بہت ہی آرام ہے یہاں تک کہ ان کی دنیا میں نظیر نہیں۔ وہ مکھی کی طرح ہر ایک چیز پر بیٹھ
سکتے ہیں اور وہ خنزیر کی طرح ہر ایک چیز کھا سکتے ہیں۔ ہندو گائے سے پرہیز کرتے ہیں
اور مسلمان سؤر سے مگر یہ بلانوش دونوں ہضم کر جاتے ہیں۔ سچ ہے۔ ’’**عیسائی باش
ہرچہ خواہی بکن**‘‘۔ سؤر کو حرام ٹھہرانے میں توریت میں کیا کیا تاکیدیں تھیں یہاں
تک کہ اس کا چھونا بھی حرام تھا اور صاف لکھا تھا کہ اس کی حرمت ابدی ہے۔ مگر ان لوگوں
نے اس سؤر کو بھی نہیں چھوڑا جو تمام نبیوں کی نظر میں نفرتی تھا۔ یسوع کا شرابی کبابی ہونا تو
خیر ہم نے مان لیا مگر کیا اس نے کبھی سؤر بھی کھایا تھا؟ وہ تو ایک مثال میں بیان کرتا ہے کہ
’’تم اپنے موتی سؤروں کے آگے مت پھینکو‘‘۔ پس اگر موتیوں سے مراد پاک کلمے ہیں تو
سؤروں سے مراد پلید آدمی ہیں۔ اس مثال میں یسوع صاف گواہی دیتا ہے کہ سؤر پلید ہے
کیونکہ مشبّہ اور مشبّہ بہٖ میں مناسبت شرط ہے۔

غرض عیسائیوں کا آرام جو ان کو ملا ہے وہ بے قیدی اور اباحت کا آرام ہے۔

﴿۴۸﴾ لیکن روحانی آرام جو خدا کے وصال سے ملتا ہے اس کے بارے میں تو مَیں خدا کی دُہائی دے کر کہتا ہوں کہ یہ قوم اس سے بالکل بے نصیب ہے۔ ان کی آنکھوں پر پردے اور ان کے دل مردہ اور تاریکی میں پڑے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ سچے خدا سے بالکل غافل ہیں۔ اور ایک عاجز انسان کو جو ہستی ازلی کے آگے کچھ بھی نہیں ناحق خدا بنا رکھا ہے۔ ان میں برکات نہیں۔ ان میں دل کی روشنی نہیں۔ ان کو سچے خدا کی محبت نہیں بلکہ اس سچے خدا کی معرفت بھی نہیں۔ ان میں کوئی بھی نہیں ہاں ایک بھی نہیں جس میں ایمان کی نشانیاں پائی جاتی ہوں۔ اگر ایمان کوئی واقعی برکت ہے تو بیشک اس کی نشانیاں ہونی چاہئیں مگر کہاں ہے کوئی ایسا عیسائی جس میں یسوع کی بیان کردہ نشانیاں پائی جاتی ہوں؟ پس یا تو انجیل جھوٹی ہے اور یا عیسائی جھوٹے ہیں۔ دیکھو قرآن کریم نے جو نشانیاں ایمانداروں کی بیان فرمائیں وہ ہر زمانہ میں پائی گئی ہیں۔ قرآن شریف فرماتا ہے کہ ایماندار کو الہام ملتا ہے۔ ایماندار خدا کی آواز سنتا ہے۔ ایماندار کی دعائیں سب سے زیادہ قبول ہوتی ہیں۔ ایماندار پر غیب کی خبریں ظاہر کی جاتی ہیں۔ ایماندار کے شامل حال آسمانی تائیدیں ہوتی ہیں۔ سو جیسا کہ پہلے زمانوں میں یہ نشانیاں پائی جاتی تھیں اب بھی بدستور پائی جاتی ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن خدا کا پاک کلام ہے اور قرآن کے وعدے خدا کے وعدے ہیں۔ **اٹھو عیسائیو!** اگر کچھ طاقت ہے تو **مجھ سے مقابلہ کرو** اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھے بیشک ذبح کر دو ورنہ آپ لوگ خدا کے الزام کے نیچے ہیں۔ اور جہنم کی آگ پر آپ لوگوں کا قدم ہے۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدی۔

الــــــرّاقــــــم

میرزا غلام احمد از قادیان

ضلع گورداسپورہ ۲۲؍ جون ۱۸۹۷ء

انڈیکس

روحانی خزائن جلد نمبر ۱۲

زیر نگرانی

سید عبد الحی

آیات قرانیہ ۳

الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۴

مضامین ۶

اسماء ۱۶

مقامات ۴۳

کتابیات................................ ۴۶

آیات قرآنیہ

ترتیب بلحاظ سورۃ

الفاتحة

اهدنا الصراط المستقیم (۶) ۳۴۴

البقرة

بلیٰ من اسلم وجهه لله ....(۱۱۳) ۳۴۴

والذین امنوا اشد حباً لله ..(۱۶۶) ۳۶۷

فاذکروا الله کذکرکم اباء کم .(۲۰۱) ۳۶۷

ولا تکتموا الشهادة ......(۲۸۴) ۱۰۷

آل عمران

قل ان کنتم تحبون الله.....(۳۲) ۳۷۲

یاعیسٰی انی متوفیک.....(۵۶) ۳۵۳

لن تنالوا البر ....(۹۳) ۳۴۷

المائدة

قد جاء کم من الله نورٌ (۱۶) ۳۷۲

الانعام

قل ان صلٰوتی .....(۱۶۳) ۳۶۷،۳۶۸

الاعراف

ان الذین اتخذوا العجل ...(۱۵۳) ۶۹

والذین عملوا السّیاٰت ثم تابوا...(۱۵۴) ۷۰

قل یایها الناس انی رسول الله...(۱۵۹) ۳۷۱

التوبة

واکثر هم فاسقون (۸) ۳۶۶

یوسف

انی لاجد ریح یوسف...(۹۵) ۹۱

النحل

ان الله یامر بالعدل والاحسان ..(۹۱) ۳۶۹

بنی اسرائیل

لاتزر وازرة وزراخریٰ ....(۱۶) ۳۲۸

لاتقف مالیس لک به علم..(۳۷) ۱۵۳

من کان فی هذه اعمیٰ .....(۷۳) ۳۴۵

الانبیاء

وما ارسلنک الا رحمة للعالمین (۱۰۸) ۳۷۱،۳۶۸

یٰس

فقالوا انا الیکم مرسلون (۱۵) ۵

المؤمن

وان یک صادقاً.....(۲۹) ۱۱۲، ۱۵۷

الشوریٰ

جزاء سیئة سیئة مثلها .....(۴۱) ۲۸۲

الواقعة

لایمسه الا المطهرون..(۸۰) ۴۲

الحدید

اعلموا ان الله یحی الارض (۱۸) ۳۵۵

الجمعة

واٰخرین منهم لما یلحقوا بهم(۴) ۴۱

الجن

فلایظهر علی غیبه احداً....(۲۷،۲۸) ۶۰

الدهر

ویطعمون الطعام علی حبه...(۹،۱۰)

الفجر

یا یتها النفس المطمئنة...(۲۸تا۳۱) ۳۲۹

البلد

وتواصوا بالمرحمة ....(۱۸) ۳۶۹

البینة

فیها کتب قیمة (۴) ۴۱

العصر

تواصوا بالحق(۴) ۳۶۹

الہامات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اتجعل فیھا من یفسد فیھا ۹۳
اردت ان استخلف فخلقت اٰدم ۷۵، ۹۳
اصحاب الصفۃ وما ادرٰک ما اصحاب الصفۃ ۶۱
اطلع اللہ علیٰ ھمہ وغمہ.... ۶۰، ۱۵۱، ۱۵۲ح
الا ان نصر اللہ قریب..... ۴۲
الارض والسماء معک کما ھو معی ۸۳
الفتنۃ ھٰھنا فاصبر کما صبر اولواالعزم ۱۲۹، ۷۸، ۵۲، ۴۴، ۳۱ح، ۱۱
الیس اللہ بکاف عبدہ...... ۷۷
انا فتحنا لک فتحاً مبیناً ۷۲، ۷۶
انت مبارک فی الدنیا والاٰخرۃ ۷۰
انت منی بمنزلۃ لا یعلمھا الخلق ۷۵
انت وجیہ فی حضرتی ۷۴
انک باعیننا یرفع اللہ ذکرک ۷۳
ان ھذا الا قول البشر..... ۳۹، ۴۰
انی رافعک الی..... ۷۳
تبت ید ابی لھب وتب ۵۶
توبی توبی فان البلاء علی عقبک ۱۵۹
حجۃ اللہ القادر ۷۷
رب ارنی کیف تحی الموتیٰ ۷۱
ستعرف یوم العید والعید اقرب ۲۵، ۶۸، ۱۲۰
سلام علیک یا ابراھیم..... ۷۹
عجل جسد لہ خوار... ۱۵، ۴۶ح، ۱۱۸، ۱۱۹
فبشرنی ربی بموتہ فی ست سنۃ ۱۱۹
فتح الولی فتح وقربناہ نجیاً ۷۲
فطوبیٰ للذین احبونی وماعادونی ۹۳
قل عندی شھادۃ من اللہ ..... ۱۰، ۶۷
قلنا یانار کونی برداً وسلاماً ۶۲
قل ھو اللہ احد اللہ الصمد.... ۷۲
کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی ۷۹
لن ترضیٰ عنک الیھود.... ۳۰
لم یکن الذین کفروا ..... ۷۶، ۵۰، ۳۴
مبارک ومبارک وکل امر مبارک... ۷۹
واذ یمکر بک الذی کفر اوقدلی ۳۰ح، ۱۳۰
وسع مکانک ۷۳
وعدنی ربی واستجاب دعائی ۱۳

وقالوا اتجعل فیھا من یفسد فیھا ۷۵
ولن ترضیٰ عنک الیھود ۱۲۹
وماکان اللّٰہ لیترکک حتیٰ یمیز الخبیث. ۷۵
یا احمد فاضت الرحمة علی شفتیک ۴۰ح
یاعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی
۴۳، ۲۳ح، ۷۸، ۱۳۱
یا مسیح الخلق عدوانا ۷۰
یا ولی اللّٰہ کنت لاعرفک ۸۰
یتم نعمته علیک لیکون اٰیة للمؤمنین ۶۶
یحی الدین ویقیم الشریعة ۷۶
یخوفونک من دونه ائمة الکفر .. ۷۸، ۷۹
یظل ربک علیک وبعینک.. ۷۹
ینصرک اللّٰہ من عنده ۳۳
ینصرک رجال نوحی الیھم ۶۶
ینقطع اباء ک ویبدء منک ۷۴
ھو الذی ارسل رسوله بالھدیٰ... ۴۲

اردو

پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار ۳۴
دنیا میں ایک نذیر آیا........... ۴۴
سلطان احمد مختار ۷۷
لوگ تجھ کو گمراہ اور جاہل......آدمی خیال کرینگے ۱۰
میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا..... ۳۱ح، ۳۴، ۱۳۲
وہ تجھے بہت برکت دے گا........ ۸۰

فارسی

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید ۳۴، ۷۸
سلامت برتو اے مرد سلامت ۳۱

☆☆☆

مضامین

الف

آریہ

آریہ قوم میں میں نے خدا کا خوف نہیں پایا ۳۹
ان کا عقیدہ کہ ہزار ہا برس سے الہام پر مہر لگ چکی ہے ۱۰۷
لیکھرام کے قتل میں آریوں کے لیے سبق ۳۷ح
آریوں کی آنکھیں کھولنے کے لیے سینتیس پیشگوئیاں ۳۵ تا ۸۱
بدگمانی اور ضرر رسانی کیلئے پوشیدہ کوششیں ۳۱ح
لیکھرام کے قتل کو سازش قرار دینا ۲۵ تا ۲۹
حضرت مسیح موعودؑ کو قتل کرنے کی خفیہ سازش کی ۴۴ تا ۴۷ح
پیشگوئی لیکھرام سے آریوں کا بطلان ثابت کیا ۱۲
لیکھرام سے عذاب ٹل جانے کی دعا کی تحریک ۱۵
آریہ قَسم کے ذریعہ فیصلہ کرواسکتے ہیں ۶۳، ۶۴
لیکھرام کے غم میں روئے ۶۱
برپا کردہ فتنے کے ساتھ فتح کا نمایاں نشان ۱۲۸
پیشگوئی لیکھرام اسلام اور آریہ کے امتحان
صدق وکذب کا معیار ہے ۱۰۷
حضرت مسیح موعودؑ کا مقابلہ نہیں کر سکتے ۸۱، ۸۲
لیکھرام کے قتل کے بعد آریوں کے خیالات ۲۰ تا ۲۵
حضرت مسیح موعودؑ کا آریہ صاحبان کے لیے دعا کرنا ۶۲

اردو

حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں عدالت کی زبان ۲۸۷
ملکہ معظّمہ کے لیے اردو زبان میں دعا ۲۸۸

استغفار

استغفار کے معنی ۳۲۹، ۳۳۰
استغفار قرآن میں دو معنی پر آیا ہے ۳۴۶، ۳۴۷

استقامت

ہر ایک چیز کی وضع استقامت ۳۴۵

اسلام

کلمہ اسلام کا تمغہ ہے ۳۶۶
کوئی مذہب اصلیت کی رو سے جھوٹا نہیں ۲۵۶ تا ۲۶۱
مذہب کا تصرف انسانی قویٰ پر کیا ہے ۳۴۰، ۳۴۱
قرآن نے اسلام کا نام استقامت بھی رکھا ہے ۳۴۴
اسلام نے اعلیٰ درجہ کی پاک زندگی کی کیا علامت
بیان کی ہے ۳۴۱
پاکیزگی کے لیے کیا کیا جائے ۳۴۴
حقیقی نجات کیسے مل سکتی ہے ۳۴۵، ۳۴۶
اسلام تلوار کا محتاج ہرگز نہیں ۸۴
پیشگوئی لیکھرام اسلام اور آریہ کے امتحان
صدق وکذب کا معیار ہے ۱۰۷

لیکھرام کی موت سے اسلام کا بول بالا ہوا ۱۲۹
اسلام کا مفہوم محبت پر دلالت کرتا ہے ۳۶۷
اسلام میں مشقت ہے پھر دائمی آرام ہے ۳۷۲، ۳۷۳
مسیح موعود کے وقت تمام ملتیں ہلاک ہو جائیں گی
مگر اسلام۔ اس حدیث کا مطلب ۴۲ح
خدا تعالیٰ کی طرف سے سچا مذہب ۱۲
تمام دینوں پر مسیح موعود کے ہاتھ سے اسلام
کا غلبہ ہوگا ۴۲، ۴۳
تعلیم کی رو سے اسلام کے دو حصے ۲۸۱
مسیح سے بڑھ کر بانی اسلام نے محبت اور قربانی کے
مشن کو کس طرح ظاہر کیا ۳۲۷ تا ۳۴۸
اگر توحید پھیلانا ہی اسلام کا مقصد ہے تو یہود
کے ساتھ جہاد کیوں کیا ۳۴۸ تا ۳۶۶

اشتہار

۲۰ فروری ۱۸۹۳ء ۱۴
لیکھرام کی قضاوقدر وغیرہ کے متعلق اشتہار ۱۳
ایک ہزار روپے بطور انعام ۱۰۳
سیالکوٹ کے مجذوب کی گواہی بصورت اشتہار ۱۴۷

اعتراض

ہر دفعہ عذاب اور موت کی پیشگوئیاں کیوں کی
جاتی ہیں؟ ۵۸، ۶۲
عبدالحق غزنوی کے مخالفانہ اشتہار کا جواب ۱۵۰ تا ۱۶۴
اس اعتراض کا جواب کہ اشتہار دیا کہ لڑکا پیدا ہوگا
جبکہ لڑکی پیدا ہوئی ۱۵۷، ۱۵۸
اس اعتراض کا جواب کہ احمد بیگ کا داماد پیشگوئی
کے مطابق مرا نہیں بلکہ اب تک زندہ ہے ۱۵۹
لیکھرام کی پیشگوئی مفید نہیں اس اعتراض کا جواب ۱۶ تا ۱۹
اس اعتراض کا جواب کہ خسوف وکسوف کا نشان قیامت
کو ظاہر ہوگا ۱۶۰
اس اعتراض کا جواب کہ قرآن نے حقیقی تعلیم پیش کی
تو توریت اور انجیل اس سے کیوں خالی رہیں ۳۶۲
اس اعتراض کا جواب کہ لیکھرام کو کسی مرید کے
ذریعے مروا دیا ہے ۲۵ تا ۲۷
اس اعتراض کا جواب کہ لیکھرام کے مرنے کو ہندو
ذلت کی نظر سے نہیں دیکھتے ۳۸ح

اللہ تعالیٰ

خدا وہی خدا ہے جس کی طرف قرآن بلاتا ہے ۶۴
ہمیشہ کے لئے حی وقیوم صرف وہ اکیلا خدا ہے ۱۶۶
اللہ تک پہنچنے کا وسیلہ دو ہی چیزیں ہیں ۲۰۴
چودہویں صدی میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کو زمین پر
پھیلا دیا ۸۳
اولیاء کے حوالے سے اللہ کی عادت ۱۹۷
کلمہ لا الٰہ الا اللہ توریت اور انجیل نے نہیں سکھایا ۳۶۶
اللہ سے محبت کے متعلق قرآنی آیات ۳۶۷، ۳۶۸
حقیقی راحت خدا کے اقرار اور اس کی محبت واطاعت
میں ہے ۳۲۹
حقیقی توحید کیا ہے ۳۴۹ تا ۳۵۱

خدا کا اپنے بندوں سے محبت کرنا ۳۶۸ تا ۳۷۰

اللہ تعالیٰ کافر کو مہلت دیتا ہے ۱۵۵ح

خدا کی پیدا کردہ فطرت میں تبدیلی نہیں ہوتی ۳۴۰

خیر الماکرین کے لغوی معنی ۱۱۷، ۱۱۵ح، ۱۱۶ح

الہام

ایمان دار کو الہام ملتا ہے ۳۷۴

مسیح موعود علیہ السلام پر ہونے والے الہامات
جو اس جلد میں مذکور ہیں انڈیکس ۵، ۶

انسان

وجود انسان کی علت غائی ۳۴۵

نوع انسان کے لئے بجائے محبت کے خدا کے کلام
میں رحم اور احسان کا لفظ آیا ہے ۳۶۹ تا ۳۷۱

انسانی جان کا نام روح رکھا گیا ۳۲۹

خدا کی پیدا کردہ فطرت میں تبدیلی نہیں ہوتی ۳۴۰

انگریز

گورنمنٹ انگریزی کا شکر ادا کرنے کی وجہ ۲۸۲ تا ۲۸۴

انگریزوں سے کئی وحشیانہ حالتیں رو بہ اصلاح ہوگئیں ۲۶۹

امن بخش گورنمنٹ ۲۳، ۲۶۴

گورنمنٹ اہل کتاب ہے ۲۲

آپ کے خاندان کی خدمات ۲۷۰، ۲۷۱

قیصرہ ہند کی خدمت میں عریضہ ۲۵۳

قیصرہ ہند کے لیے دعا ۲۶۶، ۲۶۷

جلسہ احباب بر تقریب جشن جوبلی ۲۸۵ تا ۲۹۸

ملکہ معظّمہ کے لیے دعا و آمین انگریزی زبان میں ۲۹۸

انگریزی زبان ۲۸۷

ایمان

صحیح اور مقبول ایمان کیا ہے؟ ۳۴۳

ایمان برکت ہے اس کی نشانیوں کا بیان ۳۷۴

مومن کی نشانیاں ۳۵۰

ایماندار کی دعائیں سب سے زیادہ قبول ہوتی ہیں ۳۷۴

ب۔پ۔ت

بنی اسرائیل

چار سو برس تک فرعون کے غلام رہے ۳۶۲

توریت اور انجیل کے احکامات بنی اسرائیل تک محدود تھے
۳۷۰، ۳۷۱

بچھڑے کو معبود بنانے کی وجہ سے طاعون پھیلی ۷۰، ۱۲۰، ۱۲۱

موسیٰ کی دعاؤں سے کئی دفعہ عذاب ٹل گیا ۳۵۱، ۲۶۳

پشتو

اردو اور فارسی میں ایک برزخ اور سرحدی اقبال
کا نشان ہے ۲۸۷

پنجابی

ہماری مادری زبان ہے ۲۸۷

پیشگوئی

نبوت کا بڑا ثبوت پیشگوئیاں ہیں ۱۱۱

جو پیشگوئی خدا کے نام پر کی جائے اور پوری ہو جائے
وہ خدا کی طرف سے ہوتی ہے ۱۱۲

بعض پیشگوئیوں کے پورا ہونے میں انسانوں کا ذرہ
دخل نہیں ہوتا اور بعض میں ہوتا ہے ۳۲
پیشگوئیوں کے ظہور کے وقت کو پوشیدہ رکھنا ۱۳۳
وعید کی پیشگوئیوں میں عذاب کا تخلف جائز ہے ۱۱۲
آنحضرت ﷺ کی نبوت کے اثبات کے لئے حضرت
مسیح موعودؑ کی پیشگوئیاں دکھلائی گئیں ۱۶۲
حضرت مسیح موعودؑ کی تائید میں ظاہر ہونے والی سینتیس
پیشگوئیوں کا بیان جو پوری ہوئیں ۳۵ تا ۸۱
آتھم کی پیشگوئی ۵۰ تا ۶۰
احمد بیگ کی پیشگوئی کے حوالے سے اعتراض ۱۵۹
حضرت مسیح موعودؑ کی مخالفت کی پیشگوئی ۷۱
حضرت مسیح موعودؑ کا اپنی پیشگوئی کے حوالے سے
مخالفوں کو قسم کھانے کی دعوت دینا ۵۷
لیکھرام کی ہلاکت کی تاریخ تک بتادی گئی ۲۵
لیکھرام کی پیشگوئی پوری ہونے پر خوشی اور درد بھی ۲۸
جلسہ اعظم مذاہب میں غلبہ کی پیشگوئی ۶۷

تبلیغ

سرسید کو تبلیغ کرنے کی وجہ ۵۸
قیصرہ ہند کو تبلیغ اسلام ۲۵۴، ۲۵۵

تثلیث

کشفاً بتایا گیا کہ حضرت مسیح اس عقیدہ سے متنفر تھے ۲۷۳
ماضی میں موحد عیسائی کی بحث میں کامیابی ۲۷۸
عیسائیوں کے عقیدہ کی رو سے یسوع میں دو قسم کی
تثلیث پائی گئی ۳۳۳

تفسیر

خیر الماکرین میں مکر لطیف اور مخفی تدبیر کو کہتے ہیں ۱۱۷
من کان فی هذه اعمیٰ کی تفسیر ۳۴۵
رحمۃ للعالمین یعنی تمام دنیا پر رحمت (عالمین میں
کافر بے ایمان اور فاسق و فاجر بھی داخل ہیں) ۳۶۸

توبہ

توبہ کا کمال اعمال صالحہ کے ساتھ ہے ۳۲۹

توحید

حقیقی توحید کیا ہے ۳۴۹ تا ۳۵۱
اسلام نے توحید کی باریک تعلیم دی ۳۴۸، ۳۴۹
سب نبی توحید بیان کرتے آئے ہیں ۳۵۶، ۳۵۷

ج۔چ۔ح۔خ

جلسہ مذاہب

جلسہ اعظم مذاہب میں غلبہ کی پیشگوئی خدا کی گواہی
تھی ۶۷

جماعت احمدیہ

اگر یہ انسان کا فعل ہوتا تو کب کا تباہ کیا جاتا ۵۹، ۶۰
ہماری جماعت نہایت نیک چلن پرہیزگار لوگ ہیں ۲۷

جہاد

پہلے تلوار اٹھانا خدا کا مقصد نہ تھا ۸۴
بعض وحشی مسلمان ظالمانہ خونریزیوں کا نام جہاد
رکھتے ہیں ۲۸۰
جہاد کے اس غلط مسئلہ کی اصلاح ۲۶۲

اسلامی جہاد کی جڑ کیا تھی ۲۶۳ تا ۲۶۶

مفسدوں کو بطور سزا لڑائی کا حکم تھا ۲۶۴

لڑائی کی ابتدا اسلام کی طرف سے نہیں ہوئی ۳۵۱

یہود کے ساتھ جہاد کرنے کی وجہ ۳۴۸ تا ۳۶۶

چیلنج

فصیح و بلیغ عربی لکھنے کا چیلنج ۱۶۳، ۱۶۴

حدیث

هذا خليفة الله المهدى کی آسمان سے آواز

آنے سے مراد ۱۰

هو افضل من بعض الانبياء ۶

زمین سے آواز آئیگی کہ آل عیسیٰ حق پر ہے ۱۱

حدیث کے بعض مقامات بطور تفصیل اجمالات قرآنی ہیں ۴۱

مسیح موعود کے وقت تمام ملتیں ہلاک ہو جائینگی مگر

اسلام۔ اس حدیث کا مطلب ۴۲ ح

ختم نبوت

عربوں میں لفظ ''رسول'' کا بکثرت استعمال ۵

نبوت کے حقیقی معنوں میں رسول کریمؐ کے بعد نہ کوئی نیا

نبی آسکتا ہے اور نہ پرانا ۵

ہمارے ظالم مخالف ختم نبوت کے دروازوں کو پورے

طور پر بند نہیں سمجھتے ۵، ۶

خسوف و کسوف

یہ نشان بطور پیشگوئی ظاہر ہو کر حضرت مسیح موعودؑ

کی صداقت پر گواہ ہوا ۶۷

اس عقیدہ کا رد کہ خسوف و کسوف کا نشان

قیامت کو ظاہر ہوگا نہ اب ۱۶۰

د۔ڈ

دعا

ایماندار کی دعائیں سب سے زیادہ قبول ہوتی ہیں ۳۷۴

ملکہ وکٹوریہ کے لیے دعا ۲۸۴

ڈائمنڈ جوبلی

برتقریب جشن جوبلی بغرض دعا و شکر ۲۸۵ تا ۲۹۸

اسمائے حاضرین جلسہ ڈائمنڈ جوبلی ۳۰۱ تا ۳۱۳

جلسہ جوبلی شصت سالہ ملکہ والی انگلستان و ہند ۲۵۳

دعا بغرض شکرگزاری برموقعہ دور برطانیہ کی ڈائمنڈ

جوبلی چھ زبانوں میں ۲۸۸ تا ۲۹۸

س۔ش

سچ

سچ میں برکت ہے ۸۲

سچائی کی تخم ریزی توریت سے ہوئی ۳۵۲

سوالات

اس سوال کا جواب کہ قرآن نے خدا اور بندے کے تعلق

محبت کے بارے میں کونسی آیتیں استعمال کی ہیں

۳۶۶ تا ۳۷۱

اسلام کا مقصد توحید پھیلانا ہے تو یہود کے ساتھ

جہاد کیوں کیا ۳۴۸ تا ۳۶۶

اس سوال کا جواب کہ مسیح نے جو کلمات استعمال کیے کہ میں روشنی ہوں۔ میں تمہیں آرام دوں گا وغیرہ کیا بانی اسلام نے بھی استعمال کیے ہیں؟ ۳۷۲ تا ۳۷۴
اس سوال کا جواب کہ مسیح سے بڑھ کر بانی اسلام نے محبت اور قربانی کے مشن کو کس طرح ظاہر کیا ۳۲۷ تا ۳۴۸

شریعت

اسلام نے توحید کی باریک تعلیم دی ۳۴۸، ۳۴۹
شریعت کے دو بڑے حصے حق اللہ اور حق العباد ۳۵۳
شریعت کے قوانین کو علمی رنگ میں لانے والے دو کلمے ۳۶۳
سور کی حرمت دائمی ہے ۳۷۳، ۳۷۴

شیعہ

صحابہ کو کافر قرار دیتے ہیں ۱۸۴
حضرت علی کی طرف نفاق منسوب کرتے ہیں ۱۷۸ تا ۱۸۰
حضرت علی کے مقام کی تحقیر کرتے ہیں ۱۸۵، ۱۸۶
امہات المومنین کو لعنت سے یاد کرتے ہیں ۱۸۵
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کے اردگرد دونوں خلفاء کی قبریں رہنے دینا ان کو سچا سمجھنے کی طرف اشارہ ہے ۱۸۴

ع۔غ

عذاب

ڈرنے والے کے عذاب میں تاخیر ہو جاتی ہے ۶۰
رجوع عذاب دنیوی کو ضرور تاخیر میں ڈال دیتا ہے ۱۶۰ح
جب تک کوئی کافر یا منکر بے باک اور شوخ ہو کر اسباب پیدا نہ کرے تب تک اللہ تعذیب کے طور پر اس کو ہلاک نہیں کرتا ۱۵۵ح
نزول عذاب کے وقت رجوع طبعی امر ہے ۲۶۲

عربی

ام الالسنہ اور خدا کی بولی ۲۸۷
ملکہ معظّمہ کے لیے دعا عربی زبان میں ۲۹۰

عیسائیت

کوئی مذہب بھی اپنی اصلیت کے رو سے جھوٹا نہیں ۲۵۶
لعنتی قربانی گناہ سے روک نہیں سکتی ۳۳۶، ۳۳۷
پولوس نے کہا ’’یسوع کی قربانی پہلے گناہ کے لئے ہے اور یسوع دوبارہ مصلوب نہیں ہو سکتا‘‘ ۳۳۷ تا ۳۳۹
حقیقی نجات کے لیے خدا کے ہو جائیں ۳۴۵، ۳۴۶
قرآن لعنتی قربانی پیش نہیں کرتا ۳۲۷، ۳۲۸
کیا کفارہ پر ایمان لانیوالا گناہ سے بچ گیا ہے ۳۳۶
اگر نجات کفارہ کے ذریعہ ملتی ہے تو اس کا ذکر پہلی کتب میں ہونا چاہیے تھا ۳۳۳، ۳۳۴
لعنت شیطان سے مخصوص ہے ۳۳۳
ملعون کسے کہتے ہیں ۶۴، ۶۵
کفارہ کے عقیدہ کا شہتیر لعنت ہے ۳۳۱
تین دن تک یسوع لعنت کے مفہوم کا مصداق رہا ۲۷۴
حضرت مسیح موعودؑ کو کشفاً بتایا گیا کہ حضرت مسیح اس عقیدہ سے متنفر تھے ۲۷۳
پادری حضرت مسیح موعودؑ کا مقابلہ نہیں کر سکتے ۸۱، ۸۲
سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب ۳۲۵ تا ۳۷۴
قرآن کی باتوں پر بے جا اعتراض ۲۶۰

براہین احمدیہ میں ان کے فتنوں کا خبر دی ۲۱۲
لیکھرام کی موت عیسائیوں کے لیے کھلا نشان ہے ۵۰
عیسائی پادریوں کے فتنہ کا ذکر براہین میں ۳۰
بے قیدی خدا سے دور لے جاتی ہے ۳۷۳، ۳۷۴
اسلام کے کلمہ سے چڑتے ہیں ۳۶۷
سعادت مند عیسائی اسلام میں داخل ہوں گے ۶۶
قرآن نے یہود نصاری کا اختلاف دور کیا ۳۵۳
ان سے لڑائی کی ابتدا اسلام کی طرف سے نہیں ہوئی ۳۵۱
انجیل کو قائم کرتے تو آسمانی رزق بھی انہیں ملتا ۳۵۰
عیسائیوں کو قبولیت دعا کے مقابلہ کے لئے بلانا ۳۴۳، ۳۴۴
حواری مسیح گناہوں کے مرتکب ہوئے ۳۳۸، ۳۳۹
قدیم طبی کتب میں مرہم عیسیٰ کا ذکر موجود ہے ۶۵

ف۔ق۔ک۔گ

فتنہ

فتنہ لفظ کی تعریف ۱۲۶
براہین میں تین فتنوں کا ذکر ۱۲۹ تا ۱۳۶

قرآن کریم

کوئی مذہب اپنی اصلیت کے رو سے جھوٹا نہیں ۲۵۹
قرآن میں اعلیٰ درجہ کی پاک زندگی کی علامت ۳۴۱، ۳۴۲
قرآن میں استغفار دو معنی پر آیا ہے ۳۴۶، ۳۴۷
اسلام نے حقیقی توحید کی باریک تعلیم دی ۳۴۸، ۳۴۹
قرآن کے نزول کی ضرورت ۳۵۲
یہود و نصاریٰ کے اختلاف کو دور کیا ۳۵۳
قرآن کے اترنے کی ضرورت ۳۵۳ تا ۳۵۶
قرآن نے اپنی ضرورت پیش کی ہے ۳۵۵
قرآن وسطی تعلیم دینے کے لیے آیا ہے ۳۵۹
قرآن تمام کمالات کا جامع ہے ۳۶۱
معارف کے بیان میں قرآن کا مقابلہ نہیں ہوسکتا ۳۶۰، ۳۶۱
توریت کی قرآن کے ساتھ مثال ۳۶۱
قرآن لعنتی قربانی پیش نہیں کرتا ۳۲۷، ۳۲۸
قرآن اصلاح کامل اور تزکیہ اتم کے لیے آیا ہے ۴۱
بنی نوع کی حق گزاری کے لیے تین درجے ۳۶۹ تا ۳۷۱
احکامات علمی رنگ میں بیان کرنا ۳۶۳، ۳۶۴
قرآن اور انجیل کی تعلیم کا موازنہ ۲۸۳
جمال وحسن قرآن نور جان ہر مسلمان ہے ۳۱۸
اس سوال کا جواب کہ قرآن نے خدا اور بندے کے تعلق محبت
کے بارے میں کونسی آیتیں استعمال کی ہیں ۳۶۶ تا ۳۷۱
اس سوال کا جواب کہ قرآن نے حقیقی تعلیم پیش کی
تو توریت اور انجیل اس سے کیوں خالی رہیں ۳۶۲
پادریوں کے قرآن پر بے جا اعتراضات ۲۶۰

کفارہ (نیز دیکھئے عیسائیت)

لعنتی قربانی گناہ سے روک نہیں سکتی ۳۳۶، ۳۳۷
پولوس نے کہا ''یسوع کی قربانی پہلے گناہ کے لئے ہے اور
یسوع دوبارہ مصلوب نہیں ہوسکتا'' ۳۳۷ تا ۳۳۹
حقیقی نجات کے لیے خدا کے ہوجائیں ۳۴۵، ۳۴۶
قرآن لعنتی قربانی پیش نہیں کرتا ۳۲۷، ۳۲۸

کیا کفارہ پر ایمان لانے والا گناہ سے بچ گیا ہے ۳۳۶

اگر نجات کفارہ کے ذریعہ ملتی ہے تو اس کا ذکر پہلی کتب میں ہونا چاہیے تھا ۳۳۳، ۳۳۴

لعنت شیطان سے مخصوص ہے ۳۳۳

ملعون کسے کہتے ہیں ۶۴، ۶۵

کفارہ کے عقیدہ کا شہتیر لعنت ہے ۳۳۱

حضرت مسیح موعودؑ کو کشفاً بتایا گیا کہ حضرت مسیح اس عقیدہ سے متنفر تھے ۲۷۳

گناہ

گناہ کسے کہتے ہیں ۳۲۸

گناہ سے بچنے کے تین طریق ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰

کیا کفارہ پر ایمان لانے والا گناہ سے بچ سکتا ہے ۳۳۶

گوسالہ سامری

اس کی عبادت کی وجہ سے قوم میں طاعون پھیلی ۱۲۰، ۱۲۱

لیکھرام کا نام گوسالہ سامری رکھنے میں راز ۱۱۹، ۱۲۱

ل۔م۔ن

لعنت

لعنت کا حقیقی مفہوم ۲۷۴، ۲۷۵

کفارہ کے عقیدہ کا شہتیر لعنت ہے ۳۳۱، ۳۳۳

ملعون کسے کہتے ہیں ۶۴

محبت

محبت الٰہی گناہ کا حقیقی علاج ہے ۳۲۷، ۳۲۹

خدا کی محبت سے مراد ۳۶۸ ح

انسان کا انسان سے محبت کرنا مجازی محبت ہے ۳۶۹ تا ۳۷۱

محبت الٰہی سے متعلقہ آیات ۳۶۶ تا ۳۷۱

محدث

محدث بھی ایک مرسل ہوتا ہے ۵

مذہب

کوئی مذہب اصلیت کے رو سے جھوٹا نہیں ۲۵۷ تا ۲۶۱

سچے اور جھوٹے مذہب میں امتیاز ۲۵۶، ۲۶۲

مذہب کا تصرف انسانی قویٰ پر کیا ہے؟ ۳۴۰

مشرکانہ تعلیم والے مذاہب کے پھیلنے کی وجہ ۲۵۷

مرہم عیسیٰ

قدیم طبی کتب میں مرہم عیسیٰ کا ذکر موجود ہے ۶۵

مسجد مبارک

مبارِک و مبارَک و کل امر مبارک یجعل فیہ ۷۹

مسلمان

مسلمانوں کا کام ۶۳

مسلمانوں میں خونی مہدی کا تصور پایا جاتا ہے ۲۶۵

لیکھرام کی پیشگوئی مسلمانوں کے لیے بھی نشان ۱۶

لیکھرام کی پیشگوئی ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان آسمانی فیصلہ ۱۲

مسلمان کے لیے اس دنیا میں مشقت اٹھانا ہے ۳۷۲، ۳۷۳

مخالف علماء پر اتمام حجت ۲۴۸

مفتری

مفتری کو خدا ترقی نہیں دیتا ۲۵۶، ۲۶۲

مولوی

حضرت مسیح موعودؑ کو مولویت کے لفظ سے قدیم سے
نفرت ہے ۱۶۲

مخالف علماء پر اتمام حجت ۲۴۸، ۲۴۹

مہدی

مسلمانوں میں خونی مہدی کا تصور پایا جاتا ہے ۲۶۵، ۲۶۶

کوئی خونی مہدی یا غازی مسیح ظہور نہ کرے گا ۷

مہدی تلوار لے کر نہیں آئے گا ۸۴

مہدی کی مخالفت پیشگوئیوں میں موجود ہے ۱۰

مہدی پر کفر کا فتویٰ لگایا جائے گا ۷۵

نبوت

کوئی مذہب بھی اپنی اصلیت کے رو سے جھوٹا نہیں ۲۵۶

جو بھیجا گیا ہے اس کو مرسل یا رسول ہی کہیں گے ۵

محدث بھی ایک مرسل ہوتا ہے ۵

نبی ابتداء میں دکھ دیے جاتے ہیں ۱۹۷

نبی ضرورت کے وقت آئے ۳۵۶، ۳۵۷

خدا کاذب کو نبیوں والی عزت نہیں دیتا ۳

جھوٹا دعویٰ کرنے والے کو مہلت نہیں دیتا ۲۵۷، ۲۵۸

سچے نبی کیساتھ تائیدات کا سلسلہ ۲۶۱

نبوت کا بڑا ثبوت پیشگوئیاں ہیں ۱۱۱

نبوت کے حقیقی معنوں میں رسول کریمؐ کے بعد نہ کوئی نیا
نبی آسکتا ہے اور نہ پرانا ۵

ہمارے ظالم مخالف ختم نبوت کے دروازوں کو پورے
طور پر بند نہیں سمجھتے ۵، ۶

جھوٹے مدعی نبوت کو مہلت نہیں ملتی ۲۵۶ تا ۲۵۸

نجات

مسئلہ نجات کے متعلق قرآنی ہدایت ۳۲۷

کفارہ نجات کا ذریعہ نہیں ۳۳۳ تا ۳۳۵

نجات کے بارے میں توریت کی تعلیم ۳۳۴

نجات کے بارے میں توریت اور قرآن کی تعلیم ایک
جیسی ہے ۳۳۴ تا ۳۳۶

سچی پاکیزگی کے لیے اسلام کی تعلیم ۳۴۴

حقیقی نجات کے لیے خدا کے ہو جائیں ۳۴۵، ۳۴۶

حقیقی توحید جس سے نجات ملے کیا ہے ۳۴۹ تا ۳۵۱

اقرار لسان معاد کی نجات کے لئے شرط ہے ۱۵۷

و۔ہ۔ی

وفات مسیح (نیز دیکھئے اسماء میں عیسیٰ کے تحت)

یاعیسیٰ انی متوفیک کے الفاظ الہاماً حضرت
مسیح موعودؑ کے لیے۔ اس سے وفات مسیح کا ثبوت ۴۸ ح

انجیل سے مسیح کی صلیبی موت سے نجات ثابت ہے ۶۵

مرہم عیسیٰ مسیح کا صلیب سے بچ جانے کا ثبوت ۶۶

وید

لیکھرام کی پیشگوئی سے ثابت ہوا کہ وید خدا کی طرف
سے نہیں ہیں ۱۲

ہمدردی

انسان کا انسان سے ہمدردی کا تعلق ہوتا ہے ۳۶۹ تا ۳۷۱

حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کا مقصد مخلوق کی ہمدردی ہے ۲۵۳

ہندو مذہب

کوئی مذہب بھی اپنی اصلیت کے رو سے جھوٹا نہیں ۲۵۶

اسلام کے کلمہ سے چڑتے ہیں ۳۶۷

ہر قوم میں بعض لوگ فطرتاً بداخلاق اور بعض نیک خلق ہوتے ہیں ۳۳۹

لیکھرم کے قتل کے بعد مسیح موعودؑ کو قتل کرنے کی سازش ۴۹

یہود سے مشابہت اختیار کی ۴۴ تا ۴۷

اخبارات میں بیانات دے کر حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف حکومت کو افروختہ کیا ۴۵ح تا ۴۷ح

لیکھرام کی موت ہندوؤں کے لیے کھلا نشان ۵۰

لیکھرام کے غم میں ہندو روئے ۶۱

ہندوؤں میں نفرت ایک بخل کی نشانی ہے ۶۳

لیکھرام کی پیشگوئی سے ثابت ہوا کہ وید خدا کی طرف سے نہیں ہیں ۱۲

یہودیت

کوئی مذہب بھی اپنی اصلیت کے رو سے جھوٹا نہیں ۲۵۶

یہود کو کفارہ کی تعلیم نہیں دی گئی ۳۳۳ تا ۳۳۵

یہود کے فتنہ کی خبر براہین میں موجود تھی ۲۱۲

قرآن پر وہ اعتراض کیے جن کو وہ خود توریت میں صحیح مان چکے ہیں ۲۶۰

یہود اور ہندو تکذیب میں ایک ہیں ۴۹

حضرت عیسیٰ کے خلاف یہود کا فتنہ دو حصوں پر مشتمل ہے ۴۵ح

نصاریٰ کے ساتھ یہود کے اختلاف کو قرآن نے دور کیا ۳۵۳

لڑائیوں میں ابتدا اسلام کی طرف سے نہیں ہوئی ۳۵۱

یہود توریت کو قائم کرتے تو آسمانی رزق بھی ملتا ۳۵۰

یہود میں حقیقی توحید کی تعلیم نہیں تھی ۳۴۸، ۳۴۹

فقیہوں کی نظر میں حضرت عیسیٰ کافر تھے ۶

ہر قوم میں بعض فطرتاً بداخلاق اور بعض نیک ہوتے ہیں ۳۳۹

☆☆☆

اسماء

الف

آدم علیہ السلام
توحید کی تعلیم دی ۳۵۶
ابراہیم علیہ السلام ۳۵۶
ابراہیم سلیمان کمپنی مدراس
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۵
ابوبکر رضی اللہ عنہ ۱۸۰
ابولہب ۳۰
احمد الدین حافظ خیاط ڈنگہ گجرات
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۷
احمد الدین حافظ مولوی چک سکندر گجرات
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۶
احمد الدین حکیم سیالکوٹ
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہیں تھے مگر چندہ دیا ۳۱۱
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۷
احمد الدین ڈوری باف لاہور
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۲
احمد الدین شیخ ڈنگہ گجرات
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۷
احمد الدین مستری بھیرہ
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہ تھے لیکن چندہ دیا ۳۱۳
احمد الدین مولوی امام مسجد نامدار ضلع لاہور
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۹
احمد الدین میاں قلعہ دیدار سنگھ گوجرانوالہ
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۶
احمد الدین میاں ڈنگہ ضلع گجرات
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۷
احمد اللہ خان صاحب ۳۲۴
احمد اللہ خان حافظ قادیان
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۴
احمد بیگ مرزا (والد محمدی بیگم)
ان کی موت کی پیشگوئی پوری ہوئی ۳۵،۳۶،۷۲
ان کے داماد کے زندہ رہنے کے حوالے سے ایک
اعتراض کا جواب ۱۵۹
احمد بیگ مرزا قادیان
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۱۰
احمد جان صوفی رضی اللہ عنہ۔ لدھیانہ
مؤلف کتاب طب روحانی ۹۲

احمد حسین میاں ڈیرہ دون
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہ تھے لیکن چندہ دیا ۳۱۱
احمد خان سرسید
ان کے رسالہ الدعا والاستجابۃ کا جواب ۱۲۱
لیکھرام کی پیشگوئی کو بطور نمونہ دعائے مستجاب پیش کیا ۱۲۱ تا ۱۲۵
حضرت مسیح موعودؑ نے آپکو قسم کھانے کی دعوت دی ۵۷
حضرت مسیح موعودؑ نے ان کو سخت صدمہ پہنچنے کی
پیشگوئی فرمائی ۳۶
سرسید کو تبلیغ کرنے کی وجہ ۵۸
احمد علی شیخ چک بازید
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۱۴
احمد علی نمبردار چک وزیر ضلع گورداسپور
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۸
احمد منشی محرر پٹیالہ
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہ تھے لیکن چندہ دیا ۳۱۳
اختر لونی جنرل
آپ نے سکھوں کے خلاف نواب محمد علی خان کے
خاندان کی مدد کی ۳۱۵
ارشاد علی سید۔ڈنگہ
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۱۴
ارشاد علی سید۔سیالکوٹ
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۴
اسحٰق اسمٰعیل سیٹھ۔بنگلور
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۵

اسحٰق علیہ السلام حضرت ۳۵۶
اسلام احمد مستری۔بھیرہ
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہ تھے لیکن چندہ دیا ۳۱۳
اسمٰعیل بیگ۔قادیان
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۳
اسمٰعیل شیخ امام مسجد۔سیالکوٹ
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۱۰
افتخار احمد لدھیانوی صاحبزادہ۔قادیان
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۴
اکبر علی مرحوم
ان کے پوتے نے چندہ دیا ۸۶
اکبر علی شاہ۔موجیانوالہ ضلع گجرات
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۶
الہ بخش چوہدری۔سیالکوٹ
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہ تھے لیکن چندہ دیا ۳۱۲
الہ بخش منشی۔سیالکوٹ
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہ تھے لیکن چندہ دیا ۳۱۲
الہٰ دین صاحب بابو۔راولپنڈی
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہ تھے لیکن چندہ دیا ۳۱۱
الٰہی بخش میاں۔گجرات
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۵
اللہ بخش۔سیالکوٹ
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہ تھے لیکن چندہ دیا ۳۱۲

اللہ دتا۔ ریاست جموں
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۴

اللہ دتا خان منشی۔ سیالکوٹ
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۷

اللہ دتا صاحب جموں
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۶

اللہ دتا خلیفہ۔ دینا نگر
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۵

اللہ دتا شالباف۔ بٹالہ
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۱۲

اللہ دتا ولد نور محمد کمبوہ
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۱۴

اللہ دیا کبو۔ امرتسر
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۹

اللہ دین۔ بٹھیاں ضلع گورداسپور
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۶

اللہ رکھا شال باف۔ بٹالہ
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۱۲

اللہ ودھایا۔ پنڈی بھٹیاں
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۱۴

امام الدین۔ قادیان
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۳
لیکھرام نے انہیں اپنا منصف مقرر کیا ۱۱۴

امام الدین پٹواری۔ لوچپ ضلع گورداسپور
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۸

امام الدین پٹواری۔ حلقہ لوچپ
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہ تھے مگر چندہ دیا ۳۱۳

امام الدین صاحب دکاندار۔ تہہ غلام نبی
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۶

امام الدین شیخواں۔ قریب قادیان
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۵

امام الدین صاحب۔ سیکھواں
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۶

امام الدین میاں۔ چک فیض اللہ گورداسپور
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۸

امیر الدین مولوی۔ محلّہ خوجہ والہ گجرات
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۸

امیر بخش شیخ۔ تہہ غلام نبی گورداسپور
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۷

امیر حسین سید۔ چک بازید
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۸

امیر شیخ تھہ غلام نبی۔ ضلع گورداسپور
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۱۴

امیر علی شاہ سید۔ سیالکوٹ
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۶

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۴

اندرمن مرادآبادی

حضرت مسیح موعودؑ کے مقابل پر آنے سے اعراض کیا ۱۵

اوریاہ

اس کی بیوی کے حوالے سے حضرت داؤد پر الزام ۳۳۸

ایوب بیگ مرزا

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۱

ب۔پ۔ت

باغ حسین میاں۔بٹالہ

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۶

بدھ ۳۳۹

بڈھا۔قادیان

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۱۴

برکت علی۔بٹالہ

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۱۰

برکت علی پٹواری۔چک فیض اللہ

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۸

برکت علی شیخ دکاندار۔چک فیض اللہ

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۸

حضرت برہان الدین جہلمی رضی اللہ عنہ

ملکہ کی اطاعت کے حوالے سے پنجابی میں تقریر کی ۲۸۸

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۱

بشارت میاں۔منی پور

چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۷

بشمبر داس

انکے حوالے سے پیشگوئی کہ مقدمہ میں اسے
سزا ہوگی ۳۷تا۳۹

بشیشر داس ایم آر

اپنے مضمون میں حضرت مسیح موعودؑ کو قتل کرنے کے حوالے
سے لکھا ۴۵ح

حضرت بشیرالدین محموداحمد رضی اللہ عنہ

آپ کی پیدائش کی پیشگوئی بیان کی گئی جو پوری ہوئی ۳۶

بوٹا بیگ مرزا۔قادیان

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۱۰

بوٹا۔قادیان

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہ تھے لیکن چندہ دیا ۳۱۴

بوڑے خان ڈاکٹر۔قصور

چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۷

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہ تھے لیکن چندہ دیا ۳۱۰

پطرس (حواری)

مسیح پر تین مرتبہ لعنت بھیجی ۳۳۷

پولوس

ضرورت کے وقت مسیح نے قسم کھائی ۱۵۲

ان کے ایک فقرہ کا بیان جس سے کفارہ پر مزید
اعتراضات پیدا ہوئے ۳۳۷ تا ۳۳۹

پیر بخش لدھیانہ

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہ تھے مگر چندہ دیا ۳۱۲

پیلاطوس (فلسطین کا رومی گورنر)

یہودیوں کے رعب سے بے گناہ یسوع کو نہ چھوڑا ۲۷۷

اس پر کوئی وبال نہ آنا مسیح کے صلیب سے زندہ بچ جانے کا ثبوت ہے ۳۵۴

تاج الدین کلرک۔ لاہور

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۲

تاج الدین طالب علم۔ لاہور

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۲

تاج الدین منشی۔ لاہور

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۲

ج۔ چ۔ ح۔ خ

جمال الدین ۲۸۸

جلال الدین صاحب بلانی ضلع گجرات

چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۵

جمال الدین حکیم۔ قادیان

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۹

جمال الدین صاحب خواجہ ۔ جموں

چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۶

جمال الدین صاحب خواجہ۔ لاہور

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۱

جمال الدین شیخواں

چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۶

جمال الدین کاتب۔ لاہور

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہ تھے لیکن چندہ دیا ۳۰۲

جمال الدین میاں۔ سیکھواں گورداسپور

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۶

جھنڈا بیگ مرزا۔ پیرووال گورداسپور

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۷

چراغ الدین صاحب بابو۔ لیہ

چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۵

چراغ شاہ سید۔ سیالکوٹ

چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۶

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہ تھے لیکن چندہ دیا ۳۱۱

چراغ الدین شیخ۔ ریاست جموں

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۱۰

چراغ الدین معمار۔ گورداسپور

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۸

چراغ الدین میاں۔ امرتسر

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۵

چراغ علی صاحب۔ تھہ غلام نبی

چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۷

چراغ علی شیخ۔ گورداسپور

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۶

حضرت حامد علی شاہ صاحب رضی اللہ عنہ
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۶
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہ تھے لیکن چندہ دیا ۳۱۱
سید حسام الدین صاحب حکیم۔ سیالکوٹ
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہ تھے لیکن چندہ دیا ۳۱۱
حسن الدین مستری۔ سیالکوٹ
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۹
حسن خان صاحب۔ کپورتھلہ
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۷
حسین بخش صاحب
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۷
حسین بخش شیخ خیاط۔ قادیان
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۴
حیات خان سردار جج
ایک مقدمہ میں آپ کی مخلصی کی پیشگوئی کی گئی ۳۶
خادم حسین مولوی۔ راولپنڈی
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہ تھے لیکن چندہ دیا ۳۱۱
خان ملک مولوی۔ جہلم
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۶
خدا بخش مرزا (اتالیق نواب صاحب مالیر کوٹلہ)
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۵
خدا بخش میاں خیاط۔ گجرات
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۵
خدایار۔ قادیان
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۳
خصیلت علی شاہ سید تھانیدار۔ ڈنگہ ضلع گجرات
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۶
خیر الدین۔ سیکھواں
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۵
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۶
ان کی والدہ نے بھی چندہ دیا ۳۱۲

د۔ ڈ۔ ر۔ ز

دالجی لالجی صاحب سیٹھ۔ بمبئی
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۵
داؤد علیہ السلام حضرت
داؤد بادشاہ نبی اللہ کے ممالک مقبوضہ میں سے مسیح کے زمانہ میں ایک گاؤں بھی باقی نہ رہا تھا ۲۷۲
عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ آپ کفارہ مسیح پر ایمان لائے تھے پھر بھی قتل کے مرتکب ہوئے ۳۳۶
دلیپ سنگھ
ان کے بارے میں پیشگوئی پوری ہوئی ۳۷
دیارام حکیم
لیکھرام کے خط میں ان کا ذکر ۱۱۳
دیانند۔ پنڈت۔ بانی آریہ سماج
اس نے اس ملک میں شرارتیں پھیلائیں ۱۲

دہریت بخل اور تعصب کی بدبو چھوڑ گئے ہیں ۶۴
اس کی موت کی خبر حضرت مسیح موعودؑ کو بتادی گئی ۳۹

دین محمد حکیم طالب علم۔قادیان
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۹

دین محمد شیخ۔لاہور
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۲

دین محمد۔قادیاں
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۱۴

دین محمد مولوی
حضرت مسیح موعودؑ کا پیغام لیکھرام کے پاس لے گئے ۱۱۳

ڈگلس ایم ڈبلیو ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور
حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف ڈاکٹر کلارک والا مقدمہ خارج کیا ۱

رام چندر راجہ
بڑے اوتار تھے ۲۷

رجب الدین خلیفہ۔لاہور
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۱

رحمت اللہ حافظ۔کرن پور
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہ تھے لیکن چندہ دیا ۳۱۰

رحمت اللہ شیخ۔
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۶
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۱

رحیم بخش شانہ گر۔جہلم
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۱۰

رحیم بخش محرر۔سنگرور
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہ تھے لیکن چندہ دیا ۳۱۲

رستم علی منشی۔گورداسپور
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۷
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۵

رسول بیگ مرزا۔گورداسپور
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۵

رشید احمد گنگوہی
پیشگوئیوں کے حوالے سے قسم کھانے کی دعوت ۵۷

رشید الدین صاحب خلیفہ
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۶

رکن الدین احمد صاحب شاہ
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۶

روڑا صاحب منشی۔کپورتھلہ
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۵

روشن دین۔بھیرہ
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۱۴

زین الدین ابراہیم۔بمبئی ۶۷
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۶

س۔ش

سراج الدین
آپ کے چار سوالوں کے جوابات ۳۲۵ تا ۳۷۴
قادیان آئے اور عیسائی سے مسلمان بن گئے اور
پھر دوبارہ عیسائی ہوگئے ۳۳۸

سراج الحق رضی اللہ عنہ صاحب جمالی نعمانی حضرت
حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ گمنامی اور شہرت کے گواہ ۷۴ح

حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات جمع کرنے کی طرف توجہ ۱۴۸ح
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۳

سرور خان جمعدار۔منی پور۔آسام

چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۷

سعد اللہ نو مسلم۔لدھیانوی

پیشگوئی کو مخفی کرنا چاہتا تھا ۹

سلطان احمد میاں۔گجرات

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۷

سلطان بخش۔گورداسپور

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۹

سلطان محمد۔بکرالہ ضلع جہلم

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۹

سلطان محمود مولوی۔مدراس

چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۵

سلطان میاں۔لاہور

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہ تھے لیکن چندہ دیا ۳۰۲

سمند خان صاحب سردار۔جموں

چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۶

شادیخان صاحب۔سیالکوٹ

چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۶
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہ تھے لیکن چندہ دیا ۳۱۲

شاہدین اسٹیشن ماسٹر دینہ۔جہلم

چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۷
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہ تھے لیکن چندہ دیا ۳۱۱

شرف الدین کوٹلہ فقیر۔جہلم

چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۷
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہ تھے لیکن چندہ دیا ۳۱۳

شرف دین۔قادیان

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۱۴

شرمپت لالہ۔قادیان ۱۱۷

ان کے بھائی کے حوالے سے ایک پیشگوئی ۳۷تا۳۹
شرمپت کے واقعہ میں مبالغہ نہیں ۳۹ح
دق کے مرض میں مبتلا ہوا پھر دعا سے ٹھیک ہوا ۶۲

شریف احمد رضی اللہ عنہ حضرت صاحبزادہ

پیشگوئی کے مطابق پیدا ہوئے ۳۷

شمس الدین محمد ابراہیم۔بمبئی

چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۶

شہاب الدین شمس الدین۔بمبئی

چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۷

شہاب الدین دکاندار۔تھہ غلام نبی

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۶

شیث علیہ السلام ۳۵۶

شیر علی رضی اللہ عنہ حضرت

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۳

شیر علی شیخ۔تھہ غلام نبی

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۶

شیر علی شیخ۔ چک بازید گورداسپور
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۸
شیر علی۔ لاہور
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۶
شیر محمد بکھر
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۷
شیر محمد خان۔ لاہور
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۳
شیر محمد مولوی۔ شاہپور
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہ تھے لیکن چندہ دیا ۳۱۲

ص۔ض۔ط۔ظ

صاحبدین میاں۔ کھاریاں
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہ تھے مگر چندہ دیا ۳۱۳
صادق حسین میاں۔ پٹیالہ
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۸
صالح محمد حاجی اللہ رکھا سیٹھ۔ مدراس
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۵
صدر الدین۔ قادیان
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۱۴
ضیاء الدین صاحب قاضی۔ قاضی کوٹ
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۶
ظفر احمد منشی۔ کپورتھلہ
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۵
ظہور احمد شیخ۔ امرتسر
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۵
ظہور علی مرحوم شیخ
ان کے بچوں کی طرف سے چندہ ۸۵

ع۔غ

عالم دین میاں۔ بھیرہ
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہ تھے لیکن چندہ دیا ۳۱۳
عالم شاہ سید۔ جہلم
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۹
عباد اللہ ڈاکٹر
محمود کی آمین کو طبع کرایا ۳۲۴
عباد اللہ شیخ۔ پٹیالہ
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۷
عبادت علی شاہ۔ ڈوڈہ ضلع گورداسپور
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۷
عبد اللہ طالب علم۔ لاہور
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۲
عبد اللہ آتھم
آتھم کی پیشگوئی کے حوالے سے عیسائی فتنہ کا ذکر
براہین میں موجود ہے ۳۰ح، ۵۲، ۵۳، ۲۱۲
پیشگوئی نہایت صفائی سے پوری ہوگئی ۵۰تا۶۰
پیشگوئی میں رجوع کی شرط موجود تھی ۱۲۷ح
آتھم نے رجوع کرلیا تھا ۲۰۷

رجوع کا ثبوت ۲۰، ۲۱
الہام میں رجوع کی شرط میں اس کی فطرتی خاصیت
کی طرف سے اشارہ ہے ۱۵۶
ڈرنے کی وجہ سے موت میں تاخیر ڈال دی گئی ۲۱۰
تین طور سے پوری ہوئی ۲۱، ۲۲
آتھم کی پیشگوئی چار پہلو سے پوری ہوئی ۹ح
آتھم کو دو طور کی موت دی گئی ۷ تا ۱۱
آتھم کے معاملہ میں خدا کی جمالی صفات کا نمونہ ۱۵۱
آتھم کے حالات خلاصۃً بیان کیے گئے ۱۵۰ح تا ۱۶۳ح
پیشگوئی عظیم الشان غیب کی خبر ۷۲
پیشگوئی بطور نشان ظاہر ہو کر حضرت مسیح موعودؑ کی
صداقت کا نشان بنی ۶۷ تا ۷۱
ڈرنے والے دل کے لئے عذاب کی پیشگوئی میں
تاخیر ہو جاتی ہے ۶۰
اکسانے کے باوجود نالش نہ کر کے پیشگوئی کو سچا
ثابت کر دیا ۵۴، ۱۲۷ح
پیشگوئی کی تکذیب کی بڑی وجہ اسلام کی ذلت ظاہر کرنا ۱۲۸
یا قرد غزنی این آتم سل عشیرته ۲۱۰

عبداللہ خان۔ ہریانہ ہوشیار پور
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۶
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۱۰

عبداللہ سوداگر۔ لاہور
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۷

عبداللہ شیخ۔ پٹیالہ
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۷

عبداللہ شیخ۔ لاہور
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۲

عبداللہ۔ قادیان
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۲

عبداللہ مولوی۔ ٹھٹھہ شیر کا ضلع منٹگمری
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۸

عبداللہ مولوی عربی پروفیسر ۱۶۳

عبداللہ میاں سنوری۔ پٹیالہ
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۱۰

عبداللہ میاں۔ تھہ غلام نبی
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۸
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۶

عبداللہ ولد خلیفہ رجب دین۔ لاہور
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۱۴

عبدالجبار غزنوی ۲۰۲
حضرت مسیح موعودؑ پر الزام لگائے ۱۷۲
حضرت مسیح موعودؑ کی طرف سے دعوت مباہلہ ۲۱۹
پیشگوئیوں کے پورا نہ ہونے کے حوالے سے قسم
کھانے کی دعوت ۵۷

عبدالحق شیخ۔ لدھیانہ
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۵

عبدالحق غزنوی
اس نے حضرت مسیح موعودؑ کو گالیاں دینے میں پیش قدمی کی ۲۳۱
عربی دانی کے حوالے سے حضرت مسیح موعودؑ پر الزام ۱۶۱ تا ۱۶۴

حضرت مسیح موعودؑ پر جھوٹے الزامات لگائے ۱۷۴، ۱۷۵

اس نے تکبر کیا ۲۰۴

گالیاں دیتا ہے مگر مباحثہ نہیں کرتا ۲۰۰

یا قرد غزنی این آتم سل عشیرته

هل مات او تلفیه حیا بین احباب ۲۱۰

اس کے شائع کردہ اشتہار کا جواب ۱۵۰ تا ۱۶۴

عبدالحق کرانچی والا لدھیانہ ۸۵

عبدالحق لاہوری

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں نہ حاضر تھے مگر چندہ دیا ۳۰۳

عبدالحکیم خان ڈاکٹر۔ پٹیالہ

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہ تھے لیکن چندہ دیا ۳۱۲

چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۷

عبدالحمید طالب علم۔ پٹیالہ

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۴

عبدالخالق۔ امرتسر

چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۵

عبدالخالق میاں۔ لدھیانہ

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۵

عبدالرحمٰن صاحب حافظ۔ لیہ

چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۶

عبدالرحمٰن خیاط۔ قادیان

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۴

عبدالرحمٰن سیٹھ مدراسی

چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۵

آپ نے صحابہ کے رنگ میں محبت پیدا کر لی ۶۷

عبدالرحمٰن شیخ۔ قادیان

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۳

عبدالرحمٰن منشی صاحب۔ لاہور

مہمان خانہ وچاہ کی تیاری میں چندہ دیا ۸۵

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۲

عبدالرحمٰن مولوی۔ جہلم

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۴

عبدالرحمٰن نومسلم جالندھری

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۱۴

عبدالرحیم حافظ۔ بٹالہ

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۵

عبدالرحیم شیخ۔ کپورتھلہ

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۶

عبدالرحیم شیخ نومسلم۔ قادیان

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۳

عبدالرحیم ملا غزنی

چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۷

ان کی اہلیہ نے بھی چندہ دیا ۸۷

عبدالرحیم منشی۔ تارگھر منی پور

چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۷

عبدالرشید۔ سیدوالا

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۹

عبدالصمد۔ جہلم

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہ تھے مگر چندہ دیا ۳۱۲

عبدالصمد شیخ معلم سنوری
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۷
عبدالعزیز پٹواری شیخواں
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۵
ان کی والدہ کی طرف سے چندہ ۸۷
عبدالعزیز صاحب ٹیلر ماسٹر۔سیالکوٹ
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۶
ان کی اہلیہ نے بھی چندہ دیا ۸۷
عبدالعزیز خان۔راولپنڈی
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۵
عبدالعزیز سید۔انبالہ
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۱۰
عبدالعزیز شیخ۔قادیان
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۳
عبدالعزیز منشی۔بلب گڈہ
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۹
عبدالعزیز منشی۔سیالکوٹ
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۴
عبدالعزیز میاں۔قادیان
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۸
عبدالعزیز میاں محرر۔دہلی
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۱۰
عبدالغفار مستری
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۷

حضرت عبدالکریم رضی اللہ عنہ صاحب سیالکوٹی
ملکہ کی اطاعت کے بارے میں تقریر کی ۲۸۸
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۷
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۱
عبدالمجید۔کپورتھلہ
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۹
عبدالمجید۔لاہور
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۳
عبدالواحد
حضرت مسیح موعودؑ کی طرف سے دعوت مباہلہ ۲۱۹
عزیز اللہ منشی سرہندی پوسٹماسٹر نادون ضلع کانگڑہ
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۷
عزیز اللہ صاحب نادون ضلع کانگڑہ
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہ تھے مگر چندہ دیا ۳۱۲
عصمت اللہ مستری۔لدھیانہ
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۵
عطا محمد بابو۔سیالکوٹ
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۷
عطا محمد صاحب شیخ۔چک بازید گورداسپور
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۶
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۸
عطا محمد مرزا
دادا گرامی حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۲۵۶

عظیم بخش حافظ

چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۷

علم الدین مولوی۔ نارووال

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہ تھے لیکن چندہ دیا ۳۱۱

علم الدین میاں۔ گجرات

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۷

علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ

جامع فضائل ۱۸۲

آپ نے آنحضرت ﷺ کے روضہ کے اردگرد دونوں خلفاء
کی قبریں رہنے دیں گویا وہ ان کو سچا سمجھتے تھے ۱۸۴

شیعہ حضرت علیؓ کے مقام کی تحقیر کرتے ہیں ۱۸۵،۱۸۶

شیعہ آپ کی طرف نفاق منسوب کرتے ہیں ۱۷۸تا۱۸۰

علی احمد حافظ۔ لاہور

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۲

علی خواجہ قاضی۔ لدھیانہ

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۵

علی گوہر خان۔ جالندھر

چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۷

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہ تھے لیکن چندہ دیا ۳۱۱

علی محمد طالب علم۔ لاہور

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۲

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ۱۸۰

عمر چوکیدار۔ چک بازید ضلع گورداسپور

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۸

عمر الدین صاحب مستری جموں

چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۶

عنایت اللہ صاحب

چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۶

عنایت علی شاہ سید۔ لدھیانہ

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہ تھے اور چندہ دیا ۳۱۱

عید اولد شادی۔ قادیان

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۱۴

عیسیٰ علیہ السلام

خدا کے نہایت نیک بندوں میں سے ہیں ۲۷۲،۲۷۳

آپ صرف بنی اسرائیل کی طرف آئے تھے ۳۷۱

حضرت مسیح موعودؑ پر کشفاً ظاہر کیا گیا کہ حضرت مسیح
کفارہ اور تثلیث کے عقائد سے متنفر ہیں ۲۷۳

مسیح صلیب سے بچ گئے تھے ۳۵۳،۳۵۴

اللہ نے آپ کو صلیبی موت سے بچا کر لعنت سے بری کیا ۶۵

یہودی آپ کو مصلوب نہ کر سکے ۴۳،۴۴

یسوع کی بریت کے تین ذرائع ۲۷۷،۲۷۸

یہودی فقیہوں کی نظر میں آپ کافر تھے ۶

ضرورت کے وقت آپ نے قسم بھی کھائی ۱۵۲

یاعیسیٰ انی متوفیک سے وفات مسیح کا ثبوت ۴۸ح

حضرت عیسیٰ کے خلاف یہود کے فتنہ کے دو حصے ۴۵ح

ایلی ایلی لما سبقتنی ۴۹

مسیح سے بڑھ کر بانی اسلام نے محبت اور قربانی کے مشن
کو ظاہر کیا ۳۴۷،۳۴۸

غلام احمد مرزا حضرت

مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام ۲۵۶

بعثت

آنے کا مقصد ۲۵۳
کس لیے مامور ہوئے ۷ح
آپ کے ہاتھ سے اسلام تمام دینوں پر غالب ہوگا ۴۲، ۴۳
آپ کا نام عیسیٰ رکھنے میں حکمت ۴۳ تا ۴۸
مجھے قمیص خلافت دیا گیا ہے (مسیح موعود) ۱۶۷
آپ کے الہامات میں بکثرت نبی اور رسول کے لفظ موجود ہیں ۵
آپ کو بکثرت نشانات خدا کی طرف سے ملے ۱۷۰، ۱۷۱
حجة اللہ القادر ۷۷
آپ کی تلوار دروغگوئی کی جڑ کاٹ دیتی ہے ۲۴۶
قرآنی حقائق کو سمجھنے میں آپ کو ہر روح پر غلبہ دیا گیا ہے ۴۰ تا ۴۲
خدا کا آپ پر اپنی رضامندی ظاہر کرنا ۷۶، ۷۷
ہر یک نوع انسان سے آپ کو ہمدردی ہے ۲۹، ۳۰
یکدفعہ نور آپ کے دل پر ڈالا گیا ۱۷۸
چودھویں صدی میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کو زمین پر پھیلا دیا ۸۳
خونی مہدی کے عقیدہ کا رد ۲۶۵، ۲۶۶
آپ نے جہاد کے مسئلہ کی اصلاح کی ۲۶۲
یہ خونریزی کا زمانہ نہیں ۸۴
بلند مراتب والے سچے دل سے آپ کی تعریف کرینگے ۷۳
آپؑ کو مولویت کے لفظ سے قدیم سے نفرت ہے ۱۶۲
فصیح و بلیغ عربی لکھنے کا چیلنج ۱۶۳، ۱۶۴

اعجاز و صداقت

آپ کو عربی زبان میں اعجازی بلاغت و فصاحت دی گئی ۳۹، ۴۰
آپؑ کو فصاحت بطور اعجاز دی گئی ۱۶۲
انی صدوق مصلح متردم ۲۶۱ تا ۲۶۸
اگر یہ انسان کا فعل ہوتا تو کب کا تباہ کیا جاتا ۵۹، ۶۰
خدا کاذب کو پاک نبیوں والی عزت نہیں دیتا ۳
مسیح موعود کے وقت تمام ملتیں ہلاک ہو جائیں گی مگر اسلام۔ اس حدیث کا مطلب ۴۲ح
خواجہ غلام فرید کے خطوط جن میں آپ کی تصدیق کی گئی ہے ۸۸ تا ۱۰۲
خدا جھوٹے کو مہلت نہیں دیتا ۲۵۷، ۲۵۸
عیسائیوں کو مقابلہ کی دعوت ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۷۴
مومن کی نشانیاں ۳۵۰
آپ کے خوارق پانچ ہزار کے قریب ہیں ۸۱، ۸۲
آپ کو ایسی نعمتیں دی جائیں گی جو مومنوں کے لئے نشان ہونگی ۶۶
خدا کا قول اور فعل بطور نشان عطا ہوا ۶۶
آپ کی صداقت میں ایک مجذوب کی گواہی ۱۴۷، ۱۴۸
خسوف و کسوف بطور نشان مہدی ظاہر ہوگا ۱۶۰
میری توجہ سے کشفاً حضرت عیسیٰ سے ملاقات ہوسکتی ہے ۲۷۳

پیشگوئیاں

جو پیشگوئی خدا کے نام پر کی جائے اور پوری ہو جائے وہ خدا کی طرف سے ہوتی ہے ۱۱۲
آدم، مریم اور احمد ان ناموں سے تین واقعات آئندہ کی طرف اشارہ ہے ۷۶

قیصرہ ہند کو اپنے دعوے کی تصدیق کے لیے ایک سال
تک نشان دکھلانے کا وعدہ ۲۷۶ح
آنحضرتؐ کی نبوت کے اثبات کے لئے آپ کی
پیشگوئیاں دکھلائیں ۱۶۲
آپ کی تائید میں ظاہر ہونے والی پیشگوئیاں ۳۵ تا ۸۱
تعرف بین الناس ۷۴
آپ کی مجلس میں لوگوں کے بکثرت آنے کی پیشگوئی ۷۳
رجوع خلائق کی پیشگوئی آپ کے حق میں پوری ہوئی ۴۲
اپنی عمر کے بارے میں پیشگوئی ۸۱
ینقطع اباءک ویبدء منک اس پیشگوئی میں
آپ سے دو وعدے ۷۴
اس عاجز کو مفسد ٹھہرانے کی پیشگوئی ۷۵
عیسائیوں کے سعادت مند لڑکے سچے خدا کو پہچان لینگے ۶۶
بطور پیشگوئی ظاہر ہونے والے نشان ۶۷ تا ۷۱
آپ کی تائید میں آتھم اور لیکھرام کی پیشگوئی پوری ہوئی ۷ تا ۱۹
آتھم کی پیشگوئی چار پہلو سے پوری ہوئی ۹ح
لیکھرام کی متعلق اشتہار شائع کیا ۱۴ تا ۱۶
لیکھرام کو مقابل پر پیشگوئی کرنے کی دعوت ۱۷
عذاب اور موت کی پیشگوئیاں کرنے کی وجہ ۵۸
نہایت رعبناک تصویر والا کشف ۷۷
آپ کے اور لیکھرام کے درمیان طے ہونے والا
معاہدہ ۱۱۷، ۱۱۸
لیکھرام کی پیشگوئی پوری ہونے سے درد بھی اور خوشی بھی ۲۸، ۲۹
واقعہ لیکھرام کے بعد ایک گروہ کا جماعت کے ساتھ
شامل ہونے کی پیشگوئی ۶۱، ۶۲

ہندوؤں اخباروں کا آپ کے خلاف پراپیگنڈہ ۴۵ تا ۴۷ح
پیشگوئیوں کے حوالے سے مخالفوں کو قسم کھانے کی دعوت ۵۷
اپنی پیشگوئیوں کے بیان میں تکذیب پر خدا کے عذاب
کا ایک سال میں نازل ہونے کی دعا کرنا ۶۳
یاعیسیٰ انی متوفیک الہام کا پورا ہونا ۲۳

مخالفت

آپ کی مخالفت کا ذکر بطور پیشگوئی موجود تھا ۷۱
احادیث میں مہدی کی مخالفت کا ذکر ۱۰
تین موقعوں پر تین فتنے برپا ہوئے ۱۲۶ تا ۱۳۶
خدا کی مدد آپ کے ساتھ ہوگی ۸۱، ۸۲
مجھ کو کافر کہنا آسان نہیں ۶
مخالفوں کے لیے ایک نشان ۱۸۶، ۱۸۷
آپ کے مخالف یہود کی بجائے ہندو ہیں ۲۳ح
مولوی محمد حسین کو انعامی چیلنج ۱۴۱ تا ۱۴۷
مقدمہ کلارک میں آپ کی بریت ہوئی ۱، ۲
عبدالحق غزنوی کے مخالفانہ اشتہار کا جواب ۱۵۰ تا ۱۶۴
مخالف علماء پر اتمام حجت ۲۴۸، ۲۴۹

اصحاب

ایک نشان یہ ملا کہ جانثار کرنے والے اصحاب ملے ۱۷۰
ہماری جماعت میں نہایت نیک چلن لوگ ہیں ۲۷
زیادہ تر نو تعلیم یافتہ رجوع کرنے والے ہیں ۱۸
آپ کی تحریروں کو محفوظ رکھنے کی طرف صحابہ کی توجہ ۱۴۸ح

متفرق

قیصرہ کی حکومت کا شکریہ ادا کرنا ۲۸۲ تا ۲۸۴

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۱
کشف کے ذریعے یسوع سے ملنے والا پیغام
قیصرہ ہند کو پہنچایا ۲۷۴ تا ۲۷۶
آپ کا سر سید احمد خان کو تبلیغ کرنے کی وجہ ۵۸

غلام احمد شیخ۔ سیالکوٹ
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۱۰

غلام الٰہی مستری۔ بھیرہ
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۷

غلام حسین صاحب۔ دینہ
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۶

غلام حسین قاضی بھیروی
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۲

غلام حسین ککہ زئی۔ بٹالہ
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۱۰

غلام حسین میاں نان بائی ڈیرہ حضرت اقدس
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۷

غلام حیدر منشی۔ نارووال
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں نہ حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۱۰

غلام رسول خان۔ غازی پور
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۷

غلام رسول صاحب سوداگر کلکتہ
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۶

غلام غوث۔ قادیان
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۱۴

غلام فرید صاحب چشتی سجادہ نشین چاچڑاں شریف
حضرت مسیح موعودؑ کی ان سے خط و کتابت ہوئی ان
کے تین خطوط کا متن ۸۸ تا ۱۰۲

غلام قادر صاحب تھہ غلام نبی
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۶

غلام قادر۔ قادیان
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۱۴

غلام محمد صاحب امرتسر
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۶

غلام محمد بابو۔ لدھیانہ
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں نہ حاضر تھے لیکن چندہ دیا ۳۱۳

غلام محمد۔ ڈیرہ بابا نانک
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۱۴

غلام محمد شیخ۔ امرتسر
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۱۰

غلام محمد شیخ طالب علم۔ جالندھر
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۶

غلام محمد طالب علم۔ امرتسر
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۷

غلام محمد ماسٹر۔ سیالکوٹ
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۷
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۶

غلام محمد میاں۔ لاہور
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۲

غلام محی الدین بابو۔ جالندھر
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۷
غلام محی الدین تاجر چوب۔ سیالکوٹ
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۴
غلام محی الدین حافظ۔ قادیان
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۶
غلام محی الدین طالب علم۔ لاہور
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۳
غلام محی الدین۔ لاہور
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۳
غلام محی الدین مولوی مدرس نور محل
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۷
غلام مرتضیٰ مرزا
والدگرامی حضرت مسیح موعودؑ ۲۵۶
دربار گورنری میں کرسی نشین تھے ۲۷۰
گورنمنٹ انگریزی کی نظر میں وفادار ۴
غلام مصطفیٰ مولوی۔ بٹالہ
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہ تھے اور چندہ دیا ۳۱۱
غلام نبی شیخ۔ راولپنڈی
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہ تھے اور چندہ دیا ۳۱۱
غلام نبی عرف نبی بخش۔ فیض اللہ چک
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہ تھے لیکن چندہ دیا ۳۱۳
غلام نبی گورداسپورہ
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۸

ف۔ق

فتح دین چوہدری۔ سیالکوٹ
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہ تھے لیکن چندہ دیا ۳۱۲
فتح دین کہار۔ ڈلہ
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۱۴
فتح محمد خان۔ بزدار لیہ ڈیرہ غازی خان
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۷
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہ تھے لیکن چندہ دیا ۳۱۱
فرعون
یہودیوں کو چار سو برس تک غلام بنا کر رکھا ۳۶۲
فضل احمد حافظ۔ لاہور
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۲
فضل احمد صاحب مفتی۔ جموں
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۶
فضل الٰہی حکیم۔ لاہور
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۱
فضل الٰہی شیخ چٹھی رسان۔ قادیان
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۹
فضل الٰہی صاحب فیض اللہ چک قریب قادیان
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۵
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۸
فضل الدین حکیم۔ بھیرہ
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۱

فضل الدین زرگر۔ سیالکوٹ

چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۷

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہ تھے لیکن چندہ دیا ۳۱۱

فضل الدین صاحب قاضی

چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۶

فضل الدین صاحب قاضی کوٹ

چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۶

فضل الدین مولوی۔ خوشاب

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہ تھے لیکن چندہ دیا ۳۱۱

فضل الدین مولوی کھاریاں گجرات

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہ تھے لیکن چندہ دیا ۳۰۱

مرزا فضل بیگ صاحب۔ قصور

چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۶

فضل دین ۳۲۵

فضل دین صاحب بھیروی حکیم

ان کی اہلیہ نے چندہ دیا ۸۵

فضل کریم شیخ عطار۔ سیالکوٹ

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۴

فضل کریم صاحب عطار۔ جموں

چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۶

فقیر جمال الدین۔ سیدوالا منٹگمری

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۸

فقیر علی شیخ۔ تھہ غلام نبی۔ گورداسپور

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۶

فقیر محمد۔ فیض اللہ چک۔ گورداسپور

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۱۴

فقیر محمد مجذوب۔ سیالکوٹ

حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت میں گواہی دی ۱۴۷، ۱۴۸

فقیر میاں دری باف چک فیض اللہ

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۸

فنڈل پادری مصنف میزان الحق

قرآن کے نزول کے زمانہ میں یہود و نصاریٰ کا چال

چلن بگڑا ہوا تھا (مصنف کا اعتراف) ۲۵۵

فیاض علی میاں۔ کپورتھلہ

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہ تھے لیکن چندہ دیا ۳۱۳

فیروز الدین شیخ۔ چک بازید گورداسپور

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۸

فیض اللہ شیخ۔ ریاست نابہ

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہ تھے لیکن چندہ دیا ۳۰۳

فیض علی پیر۔ منی پور

چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۷

فیض قادر ڈاکٹر۔ بٹالہ

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۵

فیض محمد نجار۔ سیالکوٹ

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۹

قادر بخش لدھیانہ

چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۷

قربان علی مستری۔کلکتہ
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۷
قطب الدین صاحب مولوی۔ضلع جہلم
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۶
قیصر روم ثالث
موحد عیسائی اور تثلیث کے ماننے والے عیسائیوں
کے درمیان مباحثہ کروایا ۲۷۸،۲۷۹
قیصرہ ہند (نیز دیکھئے وکٹوریہ ملکہ برطانیہ)
گورنمنٹ کی شکر گزاری میں دعائیہ اجلاس ۲۸۵ تا ۲۹۸
انتظامی امور کے حوالے سے ملکہ کی تعریف ۲۷۵
عیسائی عقائد کو درست کرنے کی درخواست ۲۷۴،۲۷۵
قیصرہ ہند کے لئے دعا ۲۶۶،۲۶۷
آپ کی خدمت میں ایک نوشتہ ہدیہ شکر گزاری تحریر کیا گیا ۲۵۳

ک۔گ

کرشن راجہ
بڑے اوتار تھے ۲۷
کرم الٰہی منشی
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۵
کشن سنگھ
لیکھرام کے خطوط میں اس کا ذکر ۱۱۳
کھیون خواجہ۔قادیان
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۱۴
گلاب الدین صاحب منشی رہتاسی
ان کی نظم کا ذکر ۸۴،۸۵
گل محمد مرزا۔قادیان
پڑدادا گرامی حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۲۵۶
اپنی ریاست میں خودمختار رئیس تھے ۲۷۰
لبھاڈو گرکھارا
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۱۴
لبّھو
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۱۴
لسّو۔قادیان
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۱۴
لیکھرام
وعدنی ربی واستجاب دعائی ۱۳
لیکھرام پشاوری کی نسبت ایک پیشگوئی ۱۴ تا ۱۶
اس اعتراض کا جواب کہ لیکھرام کی پیشگوئی مفید نہیں ۱۶ تا ۱۹
پیشگوئی حضرت محمد ﷺ کی عزت ظاہر کرنے کے
لیے ہوئی ۱۹
ہلاکت کی تاریخ تک بتادی گئی ۲۵
چھ مارچ کو دن کے چھٹے گھنٹے میں زخمی ہوا ۱۲۵ح
پیشگوئی پوری ہونے سے درد بھی ہوا اور خوشی بھی ۲۸،۲۹
شبہ دور کرنے کے لئے قسم کھانے کی دعوت ۲۹
الہام میں اس کا نام عجل رکھا گیا ۴۶ح
لیکھرام کو عجل سے نسبت دینے کی وجہ ۷۷،۷۸
لیکھرام کا نام گوسالہ سامری رکھنے میں راز ۱۱۹،۱۲۱
پیشگوئی کی تکذیب اسلام کی تکذیب ہے ۱۱۰،۱۱۱
لیکھرام نے خود نشان دکھانے کی شرط لکھی تھی ۱۱۰

پیشگوئی اسلام اور آریوں کے صدق وکذب کا معیار ہے ۱۰۷
براہین میں مذکور تین فتنوں میں سے ایک فتنہ ۵۳
پیشگوئی کے متعلق سترہ برس قبل خبر دی گئی ۵۰
لیکھرام کی موت ایک کھلا نشان ۵۰
عیسائیوں کے اس اعتراض کا جواب کہ لیکھرام کے
مرنے کو ہندو ذلت کی نظر سے نہیں دیکھتے ۳۸ح
بعض اخباروں نے لیکھرام کے قتل کی وجہ ایک عورت
بتایا ۳۲، ۳۳ح، ۳۸ح
لیکھرام حق کے اظہار کا فدیہ تھا ۳۴
اس اعتراض کا جواب کہ لیکھرام کو کسی مرید کے ذریعے مروا
دیا ہے ۲۵ تا ۲۷
واقعہ لیکھرام ایک فتح عظیم ۱۱
لیکھرام کی پیشگوئی سے آریوں کا جھوٹا اور اسلام کا سچا
ہونا ثابت ہوتا ہے ۱۲
لیکھرام کی ہلاکت کا حتمی اعلان کر دیا گیا تھا ۱۹
پیشگوئی کے اشتہار کی اشاعت ۱۴ تا ۱۶
مخالفوں کے لیے ایک نشان ۱۸۶، ۱۸۷
لیکھرام کی ہلاکت میں خدا کی جلالی صفات کا نمونہ دکھایا گیا ۱۵۱
فتنہ لیکھرام کا ذکر براہین احمدیہ میں مذکور تھا ۱۲۶ تا ۱۳۶
برکات الدعا کے ٹائٹل پر پیشگوئی ۱۲۱، ۱۲۲
لیکھرام کا قتل ہونا مقدر تھا ۱۲۱ تا ۱۲۳
الا اے دشمن نادان و بے راہ بترس از تیغ بران محمدؐ ۱۲۳، ۱۲۴
لیکھرام کی موت کے متعلق تفاصیل بتا دی گئی تھیں ۶۸، ۶۹ح
گوسالہ سامری کے الفاظ اختیار کرنے میں حکمت ۶۸، ۱۱۹ تا ۱۲۱

پیشگوئی لیکھرام بطور نشان ظاہر ہوئی ۵۶، ۶۷ تا ۷۱
ہندو اور آریہ لیکھرام کے غم میں روئے ۶۱
لیکھرام تمام آریوں کو مار گیا ۱۲۹
پیشگوئی مسلمانوں کے لیے بھی نشان ہے ۱۶
لیکھرام کی نسبت دوسری پیشگوئی کرامات الصادقین
میں درج ہے ۱۱۹
لیکھرام کے ساتھ طے ہونے والے معاہدے کی تفصیل ۱۱۷، ۱۱۸
لیکھرام نے فیصلہ خود خیر الماکرین کی طرف منسوب کیا ۱۱۵ح
لیکھرام کا عربی سے نابلد ہونے کا ایک ثبوت ۱۱۴ح
پیشگوئی سے پہلے ہونے والی خط وکتابت کا بیان ۱۱۳ تا ۱۱۸

مارٹن کلارک ڈاکٹر ۵۴

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

خدا کے پاک رسول ۱۲
آپ ایک نور تھے ۳۷۲
آپ کی قوت قدسی تمام نبیوں سے اول درجہ پر ہے ۳۵۷
آپ ضرورت کے وقت تشریف لائے ۳۵۷، ۳۵۸
آپ کے زمانہ میں یہود حقیقی توحید پر عمل پیرا نہ تھے ۳۶۵
آپ کے وجود سے تمام انبیاء کا وجود ثابت ہوا ۸۲
آپ کی شان میں گستاخی کی وجہ سے لیکھرام ہلاک ہوا ۱۶
لیکھرام کی ہلاکت آپ کی عزت ظاہر کرنے کیلئے تھی ۱۹
مسیح سے بڑھ کر محبت اور قربانی کو ظاہر کیا ۳۲۷ تا ۳۴۸
آپ کے اثبات کے لیے حضرت مسیح موعودؑ کی
پیشگوئیاں دکھلائیں گئی ۱۶۲
لڑائیوں کا حکم کیوں دیا گیا ۳۶۴

محمد ابراہیم۔سنور پٹیالہ

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہ تھے لیکن چندہ دیا ۳۱۳

محمد ابراہیم منشی تاجر۔لدھیانہ

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۵

محمد احسن امروہی صاحب سید

چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۵

دائمنڈ جوبلی کے جلسہ میں حاضر نہ تھے لیکن چندہ دیا ۳۰۱

محمد اسمٰعیل صاحب۔امرتسر

چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۶

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۵

محمد اسمٰعیل طالب علم۔قادیان

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۹

محمد اسمٰعیل۔قادیان

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۳

محمد اسمٰعیل منشی۔انبالہ چھاؤنی

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہ تھے لیکن چندہ دیا ۳۱۱

محمد اشرف حکیم۔بٹالہ

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۶

محمد اعظم کاتب۔لاہور

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۲

محمد افضل بابو۔ملک افریقہ

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہ تھے لیکن چندہ دیا ۳۱۱

محمد اکبر۔بٹالہ

چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۷

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۶

محمد اکبر خان سنوری۔پٹیالہ

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۴

محمد اکرم صاحب مولوی جموں

چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۶

محمد الدین اپیل نویس۔سیالکوٹ

چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۷

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۵

محمد الدین پٹواری۔ترگڑی گوجرانوالہ

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہ تھے لیکن چندہ دیا ۳۱۱

محمد الدین پٹواری۔گجرات

چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۷

محمد الدین جلد ساز۔سیالکوٹ

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہ تھے لیکن چندہ دیا ۳۱۲

محمد الدین۔جموں

چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۶

محمد الدین حکیم۔سیالکوٹ

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۴

محمد الدین شیخ بوٹ فروش۔جموں

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۶

محمد الدین کنسٹیبل پولیس۔سیالکوٹ

چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۶

محمد امیر میاں۔خوشاب

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۷

محمد جان صاحب شیخ وزیر آبادی
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۵
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۵
محمد حسین بٹالوی ابوسعید
محمد حسین بٹالوی کو مقابلہ کے لیے قصیدہ لکھا ۶۹ح
اس کا نام فرعون رکھا گیا جو بالآخر ایمان لے آتا ہے
۱۳۰ح، ۸۰، ۸۱
میری دشمنی میں یہ اسلام پر حملہ کرنا چاہتے ہیں ۱۳۵
حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے ایک قصیدہ میں اسکو بھی
مخاطب کیا ہے ۶۹ح
تکفیر کا فتنہ برپا کیا ۵۵، ۵۶، ۵۷
اس کے فتنہ کا ذکر براہین احمدیہ میں ہے ۳۰، ۵۳
اس کے برپا کردہ فتنہ کی نظیر مشکل سے ملتی ہے ۱۲۸
اس نے شائع کیا کہ لیکھرام کی پیشگوئی جھوٹی نکلی ۱۱۱
پیشگوئیوں کے پورا نہ ہونے کے حوالے سے اسے قسم
کھانے کی حضرت مسیح موعودؑ کی طرف سے دعوت ۵۷
محمد حسین حافظ۔ ڈنگہ گجرات
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۷
محمد حسین حکیم۔ لاہور
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۱
محمد حسین حکیم۔ لاہور (پروپرائٹر کارخانہ رفیق الصحت)
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۲
محمد حسین شیخ مراد آبادی۔ پٹیالہ
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۷

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہ تھے لیکن چندہ دیا ۳۱۳
محمد حسین طالب علم۔ امرتسر
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۷
محمد حسین عطار۔ لدھیانہ
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۵
محمد حسین مولوی۔ کپورتھلہ
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۹
محمد حسین مولوی۔ راولپنڈی
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۱۰
محمد حیات۔ بٹالہ
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۱۰
محمد حیات خان
وائس پریزیڈنٹ جنرل کمیٹی اہل اسلام ہند ۲۸۵
محمد خان۔ کپورتھلہ
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۷
محمد خان شیر۔ لاہور
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۳
محمد خان نمبردار۔ امرتسر
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۷
محمد دین صاحب حکیم۔ سیالکوٹ
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۶
محمد سراج الدین صاحبزادہ ۹۱
محمد سلطان (والد مولوی عبدالکریم صاحب)۔ **سیالکوٹ**
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہ تھے لیکن چندہ دیا ۳۱۱

محمد سید صاحب ملازم پولیس۔ سیالکوٹ
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۷
محمد شاہ ٹھیکیدار۔ جموں
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۶
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۶
محمد شریف طالب علم۔ لاہور
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۲
محمد شفیع سید۔ چک بازید گورداسپور
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۸
محمد شیخ۔ قادیان
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۱۴
محمد صادق مفتی بھیروی رضی اللہ عنہ
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۷
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۱
محمد صادق صاحب مولوی۔ جموں
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۶
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۴
محمد صدیق صاحب شیخواں قریب قادیان
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۵
محمد صدیق میاں۔ سیکھواں
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۷
محمد عبداللہ خان مولوی وزیر آبادی
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۴
محمد عظیم میاں۔ لاہور
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۲
نواب محمد علی خان صاحب
ان کے خط کی نقل ۳۱۴ تا ۳۱۶
محمد علی صاحب سید۔ قلعہ سوبھا سنگھ
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۶
محمد علی منشی۔ لاہور
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۱
محمد علی منشی۔ لاہور (ایم اے پروفیسر)
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۷
محمد علی واعظ
آتھم کی پیشگوئی کے حوالے سے اعتراض کیا ۸
محمد عمر
حضرت مسیح موعودؑ کا پیغام لے کر لیکھرام کے پاس گئے ۱۱۳
محمد قاری صاحب امام مسجد جہلم
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۷
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہ تھے لیکن چندہ دیا ۳۱۲
محمد عمر مستری۔ جموں
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۹
محمد یعقوب مولوی۔ ڈیرہ دون
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہ تھے لیکن چندہ دیا ۳۱۱
محمد یوسف۔ پٹیالہ
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۴

محمد یوسف علی قاضی۔توسام ضلع حصار
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۳
محمد یوسف قاضی۔قاضی کوٹ گوجرانوالہ
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۷
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۷
محمد یوسف مولوی۔سنور پٹیالہ
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہ تھے لیکن چندہ دیا ۳۱۳
محمود حسن خان صاحب پٹیالہ
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۵
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہ تھے لیکن چندہ دیا ۳۱۳
محی الدین خواجہ۔لاہور
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۷
مریم علیہا السلام ۳۳۸
مسیح اللہ شاہجہانپوری شیخ
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۶
مظفر دین۔لاہور
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۲
مظفر علی منشی۔ڈیرہ دون (برادر محمد احسن امروہی)
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہ تھے لیکن چندہ دیا ۳۱۱
مظہر قیوم صاحبزادہ لدھیانوی۔قادیان
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۴
معراج الدین منشی۔لاہور
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۲
معین الدین حافظ۔قادیان
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۹
ملاوامل۔لالہ
حضرت مسیح موعودؑ کی دعا سے دق کے مرض سے شفا ملی ۶۲
ملک محمد حافظ۔پٹیالہ
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۴
منظور احمد صاحبزادہ پیر لدھیانوی۔قادیان
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۴
مہتمم کتاب خانہ ۱۴۸
موسیٰ علیہ السلام حضرت ۶۸ح
توحید کی تعلیم دی ۳۵۶
چارسو برس تک غلام رہنے والی قوم سے واسطہ پڑا ۳۶۲
اسلامی جہاد موسیٰ کی لڑائیوں سے زیادہ معقول ہے ۲۶۲
آپ کی دعا سے کئی دفعہ بنی اسرائیل سے عذاب ٹل گیا ۲۶۳، ۳۵۱
کئی لاکھ انسانوں کے سامنے توریت کی تعلیم بیان کی ۳۳۵
موسیٰ سیٹھ۔منی پور آسام
چندہ دہندگان میں نام درج ہے۔ ۸۷
مولیٰ بخش بوٹ فروش۔سیالکوٹ
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۷
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہ تھے لیکن چندہ دیا ۳۱۰
مولیٰ بخش صاحب تاجر چرم ڈنگہ گجرات
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۶
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۷
مولیٰ بخش۔لاہور
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۷
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۲

مولیٰ بخش منشی کلرک۔لاہور
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۱
عرب حاجی مہدی صاحب بغدادی
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۶
مہدی حسن سیدی۔لاہور
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہ تھے لیکن چندہ دیا ۳۱۲
مہدی حسین بمبئی
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۵
مہرالدین۔لالہ موسیٰ گجرات
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۸
مہراللہ۔شاہ ڈوڈاں گورداسپور
مہرساون شیخواں۔گورداسپور
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۶
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۹
مہرعلی شیخ رئیس ہوشیارپور
ان پر مصیبت آنے کی پیشگوئی کی گئی ۳۶
میاں امیر دری باف۔چک فیض اللہ
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۸
میراں بخش
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۱۴
میراں بخش چوڑی کر۔بٹالہ
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۹

ن۔و۔ہ۔ی

ناصر نواب سید دہلوی۔قادیان
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۳
نبی بخش چوہدری۔سیالکوٹ
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہ تھے لیکن چندہ دیا ۳۱۲
نبی بخش منشی۔لاہور
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۱
نبی بخش صاحب۔نمبردار بٹالہ
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۶
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۶
نبی بخش رفوگر امرتسر
ان کی اہلیہ نے بھی چندہ دیا ۸۶
نبی بخش میاں۔امرتسر
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۴
نبی بخش میاں۔بٹالہ
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۶
نبی بخش صاحب جموں منشی
چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۶
نتھو۔قادیان
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۱۴
شیخ نجفی صاحب
ایک مخالف یہ نام ظاہر کر کے سامنے آیا ۱۶۰،۱۷۲
نفسانی طمع کی وجہ سے مقابلہ پر آیا ۱۹۵تا۱۹۷
چالیس دقیقہ میں نشان دکھلانے کا وعدہ ۳۸ح
نذیر احمد۔لاہور
ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۳
نذیر حسین دہلوی
حضرت مسیح موعودؑ کے مخالف ۵۵،۵۶

بانی مبانی فتنہ تکفیر ۷۵،۸۰

حضرت مسیح موعودؑ کے الہام میں اس کا نام ہامان ہے ۱۳ح

حضرت مسیح موعودؑ کی طرف سے پیشگوئیوں کے پورا نہ ہونے کے حوالے سے قسم کھانے کی دعوت ۵۷

نظام الدین بھاگورائیں۔ کپورتھلہ

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۹

نظام الدین دکاندار۔ تھہ غلام نبی

چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۷

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۶

نظام الدین مستری

چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۷

نظام الدین مرزا۔ قادیان

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۱۰

نظام شاہ سید۔ بازید چک

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۷

نعمت علی قاضی خطیب بٹالہ۔ گورداسپور

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۸

نواب الدین بابو صاحب

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہ تھے لیکن چندہ دیا ۳۱۲

نواب الدین منشی۔ دینانگر

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۵

نواب خان تحصیلدار۔ جہلم

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہ تھے لیکن چندہ دیا ۳۱۲

نواب خان۔ جموں

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۵

نواب شاہ سید۔ سیالکوٹ

چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۷

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہ تھے لیکن چندہ دیا ۳۱۱

نواز شاہ۔ ڈنگہ

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۱۴

نور احمد شیخ۔ امرتسر (مالک مطبع ریاض ہند)

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۵

نور احمد درویش

چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۷

حضرت حکیم نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ ۹۱

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۱

ملکہ معظّمہ کی اطاعت کے بارے میں تقریر ۲۸۸

خلیفہ نورالدین صاحب جموں

چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۵

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۴

نورالدین نقشہ نویس۔ جہلم

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۱۰

نور محمد

چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۶

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۱۰

نور محمد صاحب حافظ پٹیالہ

چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۶

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۴

نور محمد حافظ۔فیض اللہ چک

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۷

نور محمد دھونی۔منٹگمری

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۹

نور محمد ڈھونی

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۱۴

نور محمد شیخ حکیم۔لاہور

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۲

نور محمد شیخ کلاہ ساز۔سیالکوٹ

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہ تھے لیکن چندہ دیا ۳۱۱

نور محمد مولوی۔لاہور

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہ تھے لیکن چندہ دیا ۳۱۲

نوشیرواں عادل

آنحضرتؐ نے نوشیرواں کے زمانہ پر فخر کیا تھا ۲۵۵

نوح علیہ السلام حضرت

توحید کی تعلیم دی ۳۵۶

نہال چند پنڈت

لیکھرام کے خط میں اس کا ذکر ۱۱۳

مرزا نیاز بیگ صاحب۔ملتان

چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۶

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر نہ تھے لیکن چندہ دیا ۳۱۲

وزیر الدین صاحب ہیڈ ماسٹر

چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۶

وزیر حسین سید۔بازید چک گورداسپور

ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے میں حاضر تھے اور چندہ دیا ۳۰۹

وکٹوریہ۔قیصرہ ہند

اس کو تبلیغ کرنے کی وجہ ۲۵۴،۲۵۵

تقریب جشن جوبلی بغرض تشکر ۲۸۵،۲۹۸

اسماء حاضرین جلسہ ڈائمنڈ جوبلی ۳۰۱،۳۱۳

جلسہ جوبلی شصت سالہ ملکہ والی انگلستان و ہند ۳۵۳

ہامان

نذیر حسین دہلوی کا الہامی نام ۳۱ح

یشوع بن نون

اسلامی جہاد یشوع کی لڑائیوں سے زیادہ پسندیدہ ہیں ۲۶۲

یعقوب علیہ السلام حضرت ۳۵۶

یوسف علیہ السلام حضرت ۳۵۶

یوسف میاں سنوری

چندہ دہندگان میں نام درج ہے ۸۷

یونس علیہ السلام حضرت

یسوع کی حالت یونس کے مشابہ ۶۵،۳۵۴

آپ کی قوم سے عذاب ٹل گیا ۲۶۳

یہودا (مسیح کا ایک حواری)

کفارے کے بعد تیس روپیہ پر یسوع کو بیچا ۳۳۷

☆☆☆

مقامات

الف

افریقہ ۳۱۱

الٰہ آباد ۵۴، ۱۲۸

امرت سر ۱، ۲۳، ۴۶ح، ۵۴، ۸۶، ۱۲۷، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۷، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۷، ۳۲۴

آتھم کے ساتھ مباحثہ ہو ۷۲۱

ڈاکٹر مارٹن کلارک کی کوٹھی پر مباحثہ ہوا ۱۲۹

امروہا ۳۰۱

امریکہ ۲۷۹

انبالہ ۳۱۰، ۳۱۱

انگلستان ۲۵۴، ۲۸۰، ۲۵۳

ب۔پ۔ت

بٹالہ ۲۳، ۸۶، ۸۷، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲

برطانیہ

امن بخش گورنمنٹ ۲۶۴

بکھر ۸۷

بلانی ضلع گجرات ۸۵، ۸۷

بلب گڈہ ۳۰۹

بمبئی ۴۲، ۴۶ح، ۵۴، ۶۷، ۸۶، ۸۷، ۱۲۸

بنگلور ۸۵

بہاولپور ۳۳

بھپال والہ ضلع سیالکوٹ ۳۱۲

بھڑیال ضلع سیالکوٹ ۳۱۰

بھیرہ ۸۷، ۳۰۱، ۳۱۳

بیل چک ضلع گورداسپور ۳۱۰

پٹیالہ ریاست ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۳۰۴، ۳۰۸، ۳۱۰، ۳۱۲، ۳۱۳

پشاور ۴۲، ۵۴، ۵۶، ۱۱۳، ۱۲۸

پنجاب ۱۲، ۲۳، ۵۶، ۵۹، ۱۲۷، ۲۷۰، ۲۸۴

حضرت مسیح موعودؑ پنجاب کے معزز خاندان سے تھے ۲۵۶

دلیپ سنگھ پنجاب آنے میں ناکام رہے گا ۳۷

پنڈ دادنخان ضلع جہلم

آریہ کی مخالفانہ کاروائیوں کے متعلق خط موصول ہوا ۲۴

پنڈی بھٹیاں ۳۱۴

پوڑاں والہ ضلع گجرات ۳۰۷

پیرووال ضلع گجرات ۳۰۷

تتلاوالہ سیالکوٹ ۳۱۲

ترگڑی ضلع گوجرانوالہ ۳۱۱

توسام ضلع حصار ۳۰۳

تھہ غلام نبی (قریب قادیان) ۸۷، ۳۱۴

ج۔چ۔ح۔د۔ڈ۔ر

جالندھر ۸۷، ۳۰۶، ۳۱۱

جستروال ضلع امرتسر ۳۰۷

جموں ریاست ۸۵، ۸۶، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۹، ۳۱۰

جہلم ۸۵، ۸۶، ۳۰۱، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳

چک بازید ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۴

چکراتہ ۸۶

چک سکندر ضلع گجرات ۳۰۶

چک فیض اللہ ۸۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۱۳

چین ۲۵۹

چھوکر ضلع گجرات ۳۰۵
حیدر آباد ۵۶، ۶۷
خوشاب ۳۰۷، ۳۱۰
داناپور ۸۷
دینانگر ضلع گورداسپور ۳۰۵، ۳۱۲
دینہ ضلع جہلم ۸۶، ۸۷، ۳۱۱
دہلی ۴۶ح، ۳۱۰
ڈنگہ ضلع گجرات ۸۶، ۳۰۴، ۳۰۷، ۳۱۴
ڈوڈہ ضلع گورداسپور ۳۰۷
ڈیرہ اسمٰعیل خان ۸۷، ۳۱۱
ڈیرہ دون ۳۱۰، ۳۱۱
راولپنڈی ۳۰۵، ۳۱۰، ۳۱۱

س۔ش

سجانپور کانگڑہ ۸۶
سنگرور ۳۱۲
سنور ۳۱۳
سیالکوٹ ۳۳، ۸۶، ۸۷، ۳۰۱، ۳۰۴
۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲
سیدوالا ۳۱۴
سیکھوان ضلع گورداسپور ۸۶، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۹
شاہ پور ۳۱۰، ۳۱۲
شملہ ۸۵، ۲۸۵
شیخواں ۸۵، ۸۶، ۸۷

ع۔ف

عرب
بلادِ عرب میں براہین احمدیہ پہنچ چکی تھی ۵۹
غازی پور ۸۷
فارس ۲۵۹
فیروز پور
آتھم نے پیشگوئی کے بعد یہاں خلوت اختیار کی ۵۳

ق۔ک۔گ

قادیان ۱، ۱۶، ۴۲، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۱۱۳، ۱۳۹
۲۵۱، ۲۸۴، ۲۹۸، ۳۰۱، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۶، ۳۰۷
۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۴، ۳۱۶، ۳۲۵، ۳۳۸، ۳۷۴
اسمائے حاضرین جلسہ ڈائمنڈ جوبلی بمقام قادیان ۳۰۱ تا ۳۱۳
قاضی کوٹ ۸۶، ۸۷
قصور ۸۶، ۸۷، ۳۱۰
قلعہ سوبھا سنگھ ۸۶، ۸۷
کاہنے چک جموں ۸۶
کپورتھلہ ریاست ۸۵، ۸۷، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷،
۳۰۹، ۳۱۳
کرن پور ضلع ڈیرہ دون ۳۱۰
کرانچی (کراچی) ۸۵
کلانور ۳۰۱، ۳۰۵
کلکتہ ۴۲، ۵۴، ۵۶، ۸۷، ۱۲۸
کوٹلہ فقیر ضلع جہلم ۳۰۷، ۳۱۳
کھاریاں ضلع گجرات ۳۱۰، ۳۱۳
کھیوال ضلع جہلم ۳۰۴، ۳۰۶
گجرات ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۳۰۴، ۳۰۵
۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۱۰، ۳۱۳
گوجرانوالہ ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۱۱
لیکھرام کے قتل کے بعد یہاں جلسہ ہوا اور حضرت مسیح موعودؑ
کو قتل کرنے کے لیے خفیہ انجمنیں قائم ہوئی ۲۳

گورداسپور ۴۶ح، ۸۷، ۲۸۴، ۳۰۱، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷
۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۷۴

ل۔م۔ن

لاہور ۲۳، ۲۴، ۳۵، ۸۶، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳
۳۰۷، ۳۰۹، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴
لیکھرام کا قتل لاہور میں ہوا ۱۰۹
لدھیانہ ۸۵، ۳۰۵، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳
لندن
لندن میں جلسہ مذاہب کی تجویز ۲۷۹
لیہ ۸۶، ۳۱۱
لوچپ ۳۱۳
مالیرکوٹلہ ۸۵
ڈائمنڈ جوبلی کی تقریب ہوئی ۳۱۴ تا ۳۱۶
مدراس ۸۵
صحابہ کے رنگ میں محبت کرنے والی جماعت ۶۷
مدینہ منورہ ۱۸۱، ۳۶۴
مرادآباد ۳۰۱
مکہ مکرمہ ۳۶۴
ملتان ۸۶، ۳۱۲
منٹگمری ۳۰۸، ۳۰۹
منی پور ۸۷
موجیانوالہ ضلع گجرات ۸۶
میرٹھ ۱۶، ۳۵
نابہ ریاست ۳۰۳
نادون ۳۱۲
نارووال ۳۱۱

و۔ہ۔ی

وزیرآباد ۳۰۵
ہجن ضلع شاہ پور ۳۱۲
ہریانہ ضلع ہوشیار پور ۳۱۰
ہندوستان ۱۲، ۵۶، ۵۹، ۱۲۷، ۲۵۳، ۲۸۰
انگریزوں کی وجہ سے کئی وحشیانہ حالتیں روبہ اصلاح ہوئی ۲۶۹
ہوشیار پور ۳۵
یورپ ۱۳۶

☆☆☆

کتابیات

آفتاب ہند
حضرت مسیح موعودؑ کو قتل کرنے کے حوالے سے لکھا ۴۵ح
آئینہ کمالات اسلام (تصنیف حضرت مسیح موعود علیہ السلام)
لیکھرام کی پیشگوئی مفصل لکھی ہے ۱۴تا۱۶، ۱۲۳
ابزرور (OBSERVOR)
سول ملٹری گزٹ نے خبر دی کہ مضمون بالا رہا ۳۳، ۳۷
اخبار عام ۲۰
لیکھرام کے قتل کو سازش قرار دیا ۴۷ح
استفتاء (تصنیف حضرت مسیح موعود علیہ السلام)
اس کتاب کے لکھنے کی ضرورت کیا تھی ۱۰۷، ۱۰۸
اگر لیکھرام کا قتل اتفاق تھا تو کیا ہر نبی کی پیشگوئی بھی اتفاقی ہے ۱۱۱
الدعاء والاستجابت (سید احمد خان کا رسالہ)
اس میں استجابت دعا سے انکار کیا گیا ۱۲۱
انجام آتھم (تصنیف حضرت مسیح موعود علیہ السلام)
محمد حسین بٹالوی کو مخاطب کر کے شعر کہے گئے ۶۹ح
انجیل
انجیل کی تعلیم توریت میں بھی پائی جاتی تھی ۳۵۸
انجیل اور قرآن کی تعلیم کا موازنہ ۲۸۲
انجیل مذہب کا انسانی قویٰ پر تصرف نہیں بتاتی ۳۴۰
انجیل میں عفو اور صبر اور درگزر پر زور ہے ۳۵۹، ۳۶۲
انجیل نے قرآن جیسا کلمہ نہیں سکھلایا ۳۶۶، ۳۶۷
انجیل کے احکامات بنی اسرائیل تک محدود تھے ۳۷۰، ۳۷۱
بنی نوع کی حق گزاری کی اعلیٰ تعلیم موجود نہیں ۳۷۰، ۳۷۱
انجیل سورۃ فاتحہ کا مقابلہ نہیں کر سکتی ۳۶۰، ۳۶۱
اس اعتراض کا جواب کہ قرآن نے حقیقی تعلیم پیش کی تو توریت اور انجیل اس سے کیوں خالی رہیں ۳۶۲
مسیح کو صلیبی موت سے بچا کر لعنت سے بری رکھا ۶۵
انوار الاسلام (تصنیف حضرت مسیح موعود علیہ السلام)
اس میں آتھم کے رجوع کی پیشگوئی شائع کی گئی ۶۰، ۶۱
انیس ہند میرٹھ ۱۶
لیکھرام کے قتل کو سازش قرار دیا ۳۵
بائبل ۱۶۰ح
براہین احمدیہ (تصنیف حضرت مسیح موعود علیہ السلام)
۲۳ح، ۳۳، ۳۴، ۳۹، ۴۰، ۴۲، ۷۵
بشمبر داس کے متعلق کشف تحریر کیا ۳۷تا۳۹
براہین احمدیہ میں تین فتنوں کا ذکر
۳۰، ۳۱ح، ۵۹، ۱۲۹تا۱۳۶
سترہ برس قبل تمام ملک بلاد عرب میں اشاعت ۵۹
حضرت مسیح موعودؑ کی مخالفت کا ذکر ۱۷
سترہ برس قبل لیکھرام کی پیشگوئی کی خبر دی ۳۰
آتھم کے قصہ کے بارے میں خبر تھی ۲۱، ۲۲

عیسائیوں کے مکر کے حوالے سے پیشگوئی پوری ہوئی ۹

برکات الدعا (تصنیف حضرت مسیح موعود علیہ السلام) ۱۶، ۱۹، ۲۵

سرسید کے رسالہ الدعاء والاستجابت کے جواب

میں لکھا گیا رسالہ ۱۲۱، ۱۲۴

پنجاب سماچار اخبار کا نام

لیکھرام کی پیشگوئی کو سازش قرار دیا ۲۴، ۲۵، ۴۶

پیسہ اخبار ۲۳، ۳۸ ح

خبر دی کہ مضمون بالا رہا ۳۲ ح، ۳۳، ۳۷

حضرت مسیح موعودؑ کو قتل کے آریہ کے عقیدے کا ذکر ۳۱ ح

تاریخ رئیسان پنجاب مرتبہ سرلیپل گریفن

اس کتاب میں حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان کا ذکر ۴

تحفہ قیصریہ (تصنیف حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

ہدیہ شکرگزاری بخدمت قیصرہ ہند.... ۲۵۳، ۲۸۴

توریت

سچائی کی تخم ریزی توریت سے ہوئی ۳۵۲

نبوت کا بڑا ثبوت صرف پیشگوئیاں ہیں ۱۱۱

نجات کے بارے میں توریت کی تعلیم ۳۳۴ تا ۳۳۶

پرانی توحید کو لوگ حقیر سمجھنے لگے ۳۵۶، ۳۵۷

باریک بت پرستی کی تصریح نہیں کی ۳۴۹

توریت سورۃ فاتحہ کا مقابلہ نہیں کر سکتی ۳۶۰

توریت کی قرآن کے ساتھ مثال ۳۶۱

توریت کا زور قصاص پر ہے ۳۵۹

عدل کی حفاظت کے لیے آیات پائی جاتی ہیں ۳۶۲

توریت نے قرآن جیسا کلمہ نہیں سکھایا ۳۶۶، ۳۶۷

توریت کے احکامات بنی اسرائیل تک محدود تھے ۳۷۱

بنی نوع کی حق گزاری کی اعلیٰ تعلیم موجود نہیں ۳۷۰، ۳۷۱

سور کی حرمت دائمی ہے ۳۷۳، ۳۷۴

کفارہ کی تعلیم کا ذکر توریت میں ہونا چاہیے تھا

۳۳۳ تا ۳۳۵

نجات کے بارے میں توریت کی تعلیم ۳۳۴

جھوٹے نبی کی پیشگوئی کبھی پوری نہیں ہو سکتی ۲۵

اس اعتراض کا جواب کہ قرآن نے حقیقی تعلیم پیش

کی تو توریت اور انجیل اس سے کیوں خالی رہیں ۳۶۲

توریت گواہی دیتی ہے کہ مصلوب لعنتی ہوتا ہے ۶۵

گوسالہ سامری عید کے دن نیست و نابود کیا گیا ۶۸ ح

گوسالہ پرستی کے سبب سے موت بھیجی ۷۰

بچھڑے کو معبود بنانے کے سبب لوگوں پر مری بھیجی ۱۲۱

ہارون نے یہ کہہ کر منادی کی کہ کل خداوند کی عید ہے ۱۱۹

خدا سینا سے آیا اور سعیر سے طلوع ہوا...... ۳۵۲

جو لکڑی پر لٹکایا جائے وہ لعنتی ہے ۴۳

حجۃ اللہ (تصنیف حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

یہ کتاب اسرار ربانیہ اور محاسن ادب پر مشتمل ہے ۱۴۰

تین چار ماہ تک اس جیسی کتاب پیش کرنے کا چیلنج ۱۴۰

یہ رسالہ مفترین پر حجت قائم کرنے کیلئے ہے ۱۷۲

یہ کتاب مکذب علماء کے لیے آخری وصیت ۲۴۸، ۲۴۹

دار قطنی

خسوف و کسوف کی پیشگوئی درج ہے ۱۶۰

درۃ الاسلام (غزنیوں کا ایک اخبار)

آتھم کی پیشگوئی کے حوالے سے اعتراض کیا ۱۵۵

رہبر ہند

''ہندو قادیان والے کو قتل کرائیں گے'' ۴۵

سماچار پنجاب

لیکھرام کے حوالے سے سازش کا الزام لگایا ۱۲۰

سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب
(تصنیف حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

سراج الدین کے چار سوالوں کے جواب ۳۲۷

سراج منیر (تصنیف حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

لیکھرام کے مرنے سے پہلے جو پیشگوئیاں پوری
ہوئیں ان کو لکھا گیا ہے ۱۰۸

سراج الاخبار

خبر دی کہ مضمون بالا رہا ۳۳، ۳۷

سرمہ چشم آریہ (تصنیف حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

کشف میں خون کا نشان دکھلایا گیا ۳۴، ۳۵

سماچار لاہور

لیکھرام کے قتل کو سازش قرار دیا ۳۵

سبز اشتہار (تصنیف حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

بلاتوقف لڑکے کے پیدا ہونے کی پیشگوئی ۳۶ح

صادق الاخبار بہاولپور

خبر دی کہ مضمون بالا رہا ۳۳، ۳۷

طالموت

یہودی کہتے ہیں کہ انجیل طالموت سے بنائی گئی ۳۵۸

کرامات الصادقین (تصنیف حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

۱۳، ۴۱، ۶۸

لیکھرام کے بارے میں الہام درج ہے ۱۳

مخبر ہند

خبر دی کہ مضمون بالا رہا ۳۳، ۳۷

محمود کی آمین

حمد وثنا اسی کو جو ذات جاودانی ۳۱۹ تا ۳۲۴

مشیر ہند

خبر دی کہ مضمون بالا رہا ۳۳، ۳۷

میزان الحق پادری فنڈل کی کتاب

قرآن کے نزول کے وقت یہود و نصاریٰ کی حالت ۳۵۵

نور الحق رسالہ (تصنیف حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

صاحبزادہ شریف احمد کے حوالے سے پیشگوئی ۳۷

وزیر ہند سیالکوٹ

خبر دی کہ مضمون بالا رہا ۳۳، ۳۷

☆☆☆